# ردائے وفا

فرحین اظفر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دکھ کے کونا

کلرک کے کاؤنٹر کے آگے عورتوں کی لمبی قطار تھی۔ میلی کچیلی ' غربت سے بے حال اور بدحال ' گندی اوڑھنیاں سروں پر لٹکائے ' مٹی دھول میں اٹے پیروں میں گھسی ہوئی چپلیں۔

قطار میں کھڑی سب عورتوں کے حلیے تقریباً " ایک جیسے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ڈھنگ سے اردو بولنا تک نہیں جانتی تھیں۔

چھوٹے چھوٹے گندے حلیوں والے بچے۔ جن کے کانوں میں میل چڑھی منت کی بالیاں ' کڑے اور تو اور کسی کسی کی گردن میں بندھے سیاہ یا سفید دھاگے۔ لمبے سے کوریڈور میں یہاں سے وہاں بھاگتے پھر رہے تھے۔

پورے برآمدے میں جس کی بائیں جانب کی دیوار میں لوہے کی بڑی بڑی گرل نصیب تھیں اور داہنی دیوار کی جانب ڈاکٹروں کے کمروں کے دروازے کھلتے تھے۔ ایک شور سا برپا تھا۔ اس نے مین گیٹ سے اندر آتی روش پر قدم رکھتے ہی دور سے یہ منظر ملاحظہ کیا اور دل میں کوفت کی ایک لہر اٹھی۔

وہ ابا کو لے کر تقریباً " ہر مہینے اور کبھی مہینے میں دوبار بھی یہاں آتی تھی۔ ہمیشہ ایک سا منظر ' ایک سی خواری اور بے زاری۔ ہاں مگر اب یہ بے زاری دھیرے دھیرے ختم ہو کر ایک نادیدہ شوق زیب تن کرنے لگی تھی۔ جو فی الحال کسی کی بھی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ برآمدے میں لے جانے کے بجائے اس نے ابا کو گھاس کے اس وسیع قطع میں لے جا کر ایک گھنے درخت کی چھاؤں میں رکھی پتھر کی ٹھنڈی بینچ پر بٹھا دیا۔ جو مریضوں ' تیمارداروں اور عیادت کی غرض سے آئے ہوئے رشتے داروں کے لیے ویٹنگ روم کا درجہ رکھتا تھا۔

" میں آتی ہوں پرچی لے کر۔ " وہ ابا کو بٹھا کر اس طویل قطار سے بچ کر برآمدے کی طرف بڑھی جہاں نصب کاؤنٹر کے دوسری طرف کوئی شخص بیٹھا بڑی تندہی سے مریضوں کے نام اور نمبر لکھ لکھ کر پرچیاں بنانے کا کام کر رہا تھا۔ نائلہ کو قطار میں لگنے یا انتظار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔

وہ محض کاؤنٹر کے پاس جا کے کلرک کو اپنی شکل دکھا کے پلٹی۔ ایک لحظے کے نگاہوں کے اس ٹاکرے پر مقابل کے ہونٹوں پر ابھرتی مسکراہٹ اس نے دیکھ لی تھی۔ اب اس کے اپنے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی عمارت کے پچھلے حصے کی طرف بنے لان میں چلی آئی۔ بڑے بڑے درختوں کی چھاؤں میں سورج مکھی کے پھولوں کا ایک گھنا کنج تھا۔ اس کے پیچھے بینچ پر بیٹھتے ہوئے اس نے اطمینان کیا کہ اس وقت وہاں اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی دو ' تین بار یہاں آ چکی تھی۔ اسے یہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ جب اس نے شبیر حسین عرف شبو کو اس حصے کی طرف آتے دیکھا۔ اس کے لبوں پر میکانکی انداز میں مسکراہٹ سی آ گئی۔

" آ گئیں تم ۔۔۔ کتنے دنوں بعد شکل دکھائی ہے ' کیسی ہو۔ " وہ آتے ہی بے تابی سے بولتا ہوا اس کے برابر بینچ پر بیٹھ گیا۔ نائلہ اتنی بے تکلفی پر ذرا کی ذرا سمٹ گئی۔

" ٹھیک ہوں۔ "



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور تمہارے ابا۔" نائلہ نے ان کے ذکر پر ایک گہری مضمحل سانس کھینچی۔

"وہ بھی ویسے ہی ہیں۔ کبھی ٹھیک ہو جاتے ہیں' کبھی درد زور پکڑ لیتا ہے۔" نائلہ کے لہجے میں اداسی اتر آئی۔

جبکہ وہ اس کے انداز کے برعکس قمیص کی سائیڈ کی جیب کھنگال رہا تھا۔

"خبردار میرے سامنے پان مت کھانا' ورنہ ابھی چلی جاؤں گی۔" اس کی بات پر اس نے ایک ادا بھری شرارتی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

"اوئے ہوئے..... کیا بات ہے میری شہزادی' آج تو بڑی تیکھی ہو رہی ہو۔"

"اور نہیں تو کیا' زہر لگتے ہیں مجھے تمہارے یہ لال لال دانت اور ہونٹ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا اور اگر نہ کھاؤں تو' تب تو اچھے لگتے ہیں نا۔" اس نے خباثت سے ایک آنکھ دبائی۔ نائلہ جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"ہائے ہائے یہ ادائیں ظالم۔"

"فضول بہت بولتے ہو تم۔ اپنی عمر دیکھو اور یہ چھچھورے انداز دیکھو۔" وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے احساس دلا گئی۔

"ہاں بھئی۔ ہم ٹھہرے عمر رسیدہ بڈھے کھوسٹ' ساری چونچالی تو تمہارے جیسی کچی کلیوں کے لیے ہے۔" وہ ذرا کی ذرا سنجیدہ بلکہ رنجیدہ سا ہوا۔ مگر ہی اپنے بے ہودہ انداز میں۔

"میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے فوراً" ہی معذرت خواہانہ انداز اپنایا۔

"اور تم کوئی بڈھے کھوسٹ تو نہیں۔ اچھے بھلے جوان مرد ہو۔"

"اچھا!" وہ معنی خیزی سے اسے دیکھ کر مسکرایا۔

"تو کبھی ہمیں اپنی جواں مردی آزمانے کا موقع بھی دے دو یا یوں ہی ٹرخانے کا ارادہ ہے۔" نائلہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"ارے کہاں چلیں اتنی جلدی۔" اسے اٹھتے دیکھ کر وہ جلدی سے بولا۔

"بس اب چلتی ہوں۔ ڈاکٹر سے ملوا دو' ابا بھی انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"رک تو جاؤ' چلی جانا' دو گھڑی بیٹھو' کچھ کھا پی تو لو۔" وہ بڑی مخلصانہ اپنائیت سے اس کی کلائی تھام کر کہہ رہا تھا۔ نائلہ نے غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"اگلی بار آؤں گی تب کھلانا۔ ابھی تو ڈاکٹر سے ملوا دو۔ دیر ہو گئی تو آئندہ سے ابا ساتھ نہیں لائیں گے۔" وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی بلڈنگ کے سامنے والے حصے کی طرف جانے لگی۔

☼ ☼ ☼

ڈھولک کی تاپ کے ساتھ پڑنے والی تالیاں جتنی ہم آہنگ تھیں' وقفے وقفے سے اٹھتے قہقہے اتنے ہی مربوط' گو کہ ڈھولک اور تالیاں پیٹتی لڑکیوں کی تعداد انتہائی مختصر تھی۔

ایک محلے کی لڑکی جس سے ذرا جان پہچان تھی۔ ایک سوہا کی اور ایک ماہا کی کالج فرینڈ..... کل ملا کے یہی تین لڑکیاں دو دن بعد ہونے والی شادی کی تقریب تک کے لیے دستیاب تھیں اور شادی والے گھر میں لگائی جانے والی تمام تر رونق کے لیے دل و جان سے تیار بھی۔

مہمان خصوصی یعنی دلہن صاحبہ کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھیں۔ اس بات سے قطعی بے نیاز کہ کچھ دیر بعد انہیں مایوں بٹھائے جانا ہے۔

ماہا ڈھٹائی کی انتہا پر پہنچی' زور زور سے تالیاں پیٹنے اور سوہا کے سسرال والوں کے متعلق چٹکلے چھوڑنے میں مصروف تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ سسرال میں شامل افراد کی انتہائی قلیل تعداد کا ایک رکن اس وقت صحن کے ایک کونے میں امی سے انتہائی تہذیب کا مظاہرہ کرتے ہوئے گفت و شنید میں مصروف ہے۔

ہر بار ماہا کی کسی پھبتی کے جواب میں امی اس پر ایک تنبیہی نظر ڈال کر اسے پکارتیں۔

"ماہا!" اور فوراً" ہی قل قل کرتی ہنسی کی پھوار برسنے لگتی۔

"چلو اب بس کرو' مغرب ہونے والی ہے۔" امی نے کچن سے چائے لے کر نکلتی سوہا کو دیکھ کر محفل برخاست کی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لڑکیاں بھی شرافت سے اٹھ کر اندر کمرے میں سمٹ گئیں۔ سوہا نے جھکی ہوئی نظروں سے اپنی والدہ اور دیور کے سامنے چائے کے کپ رکھے۔

"میں تو کہہ رہا تھا انس سے بھی کہ چلے چلو' گھر والا معاملہ ہے۔ کوئی غیریت تھوڑی ہے۔ سب اپنے ہی لوگ ہیں۔" زیر بحث موضوع گفتگو سے قطع نظر اس نے یہ بات سراسر سوہا کو چھیڑنے کے لیے کی تھی۔ جواباً" اس کے ہونٹوں پر بمشکل دبی ہوئی مسکراہٹ چاند چہرے پر چمکنے لگی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیوں نہیں۔" امی بھی جواباً" ہنسنے لگیں۔

"خوش ہو جاتے سب لوگ۔" امی نے بھی چھیڑ خانی میں حصہ لیا۔ وہ بری طرح جھینپ کر چائے کی ٹرے سنبھالتی اندر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

نوک دار سلائی سے اس نے آنکھوں کی نچلی سطح پر کاجل کی گہری تہ جمائی۔ ایک سرور کے عالم میں آنکھیں بند کر کے کھولیں' دو تین بار پلکیں زور زور سے جھپکیں' پھر ماتھے پر شکن سجا کے آئینے میں نظر آتے اپنی بہن کے عکس کو دیکھا۔ بیڈ سے پیر نیچے لٹکا کر بیٹھی اس کا منہ بھی کچھ لٹکا ہوا ہی تھا۔

"اوفوہ! یہ شکل لے کر جاؤ گی اوپر۔" اس نے کاجل کی ڈبیا آئینے کے سامنے پٹخی۔ سامنے بیٹھے وجود میں کوئی جنبش نہیں تھی۔

"اٹھو۔۔۔ اٹھ کر سینڈل نکالو' تم تو ایسا لگ رہا ہے جنازے میں۔۔۔ توبہ۔۔۔" یہ گفتگو اس کی طبیعت کا خاصا تھی' مگر صرف نائلہ کے سامنے۔ اس نے پلٹ کر ایک شکایتی نگاہ اپنی بہن کے چہرے پر ڈالی۔

"جنازہ ہی ہے۔" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

"میرے خوابوں اور امیدوں کا۔"

"اللہ نہ کرے' چھوڑو یہ فضول کی باتیں۔" اس نے تہ کیا ہوا دوپٹا کھول کر جھٹکا' پھر شانوں پر پھیلا لیا۔

"میں نہیں جا رہی۔" وہ خفا خفا سی تھی۔

"کیوں نہیں جا رہی' انس نے کی ہے نا شادی' حدید تو ابھی باقی ہے۔" وہ ایک آنکھ دبا کر ہنسی۔

"تو کیا ہوا۔ وہ چھوٹی بہن سے کرلے گا۔" نائلہ کی بات پر اس کے دل پر ہاتھ پڑا۔

"اللہ نہ کرے۔" وہ بے اختیار دہل سی گئی۔

"حدید کو تو اسی گھر کا داماد بننا ہے۔ ہر حال میں' چاہے زمین آسمان ادھر ادھر ہو جائیں۔" اس نے ایک بار پھر آئینے میں اپنی تیاریوں پر نظر ڈال کر اطمینان کیا۔

"اب اٹھ بھی چکو۔ پتا ہے' جب سے رشتہ لگا ہے تم ایک بار بھی مبارک باد دینے نہیں گئیں۔ اب اس طرح کی حرکتیں کرو گی تو سب کو شک ہو گا کہ شاید تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو۔"

"تو لگنے دو نا' مجھے کیا۔" وہ حد درجہ بے زار تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو۔ کیوں فضول میں لوگوں کو خود پر باتیں بنانے کا موقع دے رہی ہو۔ ارے ایسے ری ایکٹ کرو' جیسے تمہارے لیے رشتوں کی کوئی کمی نہیں۔" منفعت عمر میں اس سے کم سہی' لیکن سمجھ داری میں اس سے کہیں زیادہ تھی اور کچھ مثبت بھی۔ نائلہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ بات دل کو لگی تھی۔" وہ دوپٹا سنبھالتی اٹھ گئی۔

PAKSOCIETY.COM

☼ ☼ ☼

کمرے کی دیواروں پر تازہ ترین پینٹ چمک رہا تھا۔ نئے نئے ڈسٹمپر کی تازہ خوشبو کمرے کی فضا میں



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چکرائی۔ جسم وجاں کو ایک انوکھی سی تازگی بخش رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر دھیرے سے صحن میں کھلنے والی کھڑکی کے پٹ وا کیے۔

پورے چاند کی چاندنی صحن میں چٹکی ہوئی تھی۔ رات کی رانی کی مہک اپنے جوبن پر تھی اور اس کے حواسوں پر کسی کی یاد وہ دن‘ فقط وہ دن کی دوری درمیان میں تھی اور اسے لگ رہا تھا جیسے یہ وہ دن کھنچ کر دو صدیاں بن چکے ہیں۔

”سوہا!“ لبوں نے چپکے سے اس کا نام لیا اور ایک میٹھا تبسم بن بلائے مہمان کی طرح زبردستی چہرے پر چلا آیا۔

”آئی لو یو‘ آئی مس یو۔“ ہزار بار کا کیا گیا اظہار‘ ایک بار پھر تجدید کی صورت میں دل سے نکل کر خاموش فضاؤں سے ہم آہنگ ہو گیا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ سوہا کے سامنے یہ بات اب تک کہہ نہیں پایا تھا یا کہہ نہیں سکتا تھا۔ مگر بس... جب بھی کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہا‘ اس کی متحمل مزاجی اور ماحول کی نزاکت کا احساس آڑے آ گیا۔

”میری ہی تو ہے‘ جب گھر آ جائے گی تب کہہ دوں گا۔“ اس نے ہمیشہ ہی یہ سوچ کر اپنی بات ہونٹوں میں روک لی۔

یوں بھی سوہا کی شخصیت میں حیا کا عنصر اتنا زیادہ تھا کہ وہ کھل کر زیادہ دیر اپنی بات نہیں کر پاتا تھا۔ رشتہ طے ہونے کے بعد جب بھی اس سے سامنا ہوا وہ اسے مسکراتی ہوئی ملی۔ وہ ایک بار بطور خاص اس سے ملنے بھی گیا۔ اس نے زیادہ تر باتوں کے جواب‘ صرف سر کی جنبش یا ہوں ہاں میں ٹال دیے اور خود سے کوئی بات تو وہ کرتی ہی نہ تھی۔ انس کے لیے اس کا خاموش وجود بھی نگاہوں کے کسی پسندیدہ اور دلفریب منظر سے کم نہ تھا۔ کبھی تو یوں ہی بے مقصد باتیں کیے چلا جاتا اور کبھی بس چپ چاپ اپنی نگاہوں کی تپش سے اس کے سلگتے رخسار اور پگھلتا وجود دیکھ کر حظ اٹھاتا۔

خوش رنگ یادوں کی عمر کتنی مختصر تھی۔ مگر ان تھوڑی سی یادوں میں اتنی جان ضرور تھی کہ تنہائی میں بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ چمک اٹھی تھی۔ ایک گہری سانس لے کر اس نے کھڑکی بند کر دی۔ دروازے پر اسی پل دستک ہوئی۔

وہ کمرے سے نکلا۔ دروازے پر غالباً حدید تھا۔ جو سوہا کی بری میں چڑھائے جانے والے زیورات لے کر اس کے گھر گیا تھا۔ چند جوڑے جو انس نے اپنی پسند سے سوہا کے لیے لیے تھے۔ میچنگ سینڈلز اور پرس وغیرہ وہ خود ہی لے آئی تھی۔ بری میں بس مختصر سا ہی سامان تھا یا پھر ایک گولڈ کا سیٹ اور ان کی امی کی نشانی دو چوڑیاں‘ جو انس اور حدید دونوں کی دلہنوں کے لیے رکھی تھیں۔ فی الحال حدید کے مشورے پر دونوں ہی چوڑیاں سوہا کو دی جا رہی تھیں۔ حدید نے اپنی بھابھی کی منہ دکھائی کے لیے کیا لیا تھا۔ یہ اس نے ابھی تک نہیں بتایا۔ سیڑھیاں اتر کے صحن عبور کرنے تک‘ ذہن میں آنے والی تمام ہی سوچیں سوہا اور حدید سے جڑی تھیں۔ وہ دل و دماغ کی بے اختیاری پر خود بھی مسکرا دیا اور بنا پوچھے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر حدید نہیں تھا۔

”او ئے... تم لوگ یہاں۔“ آنے والوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی اور حیرت یکساں لہرائی تھی۔

✵ ✵ ✵

”امی کو دیکھو ذرا‘ حدید بھائی کے ساتھ مل کر مجھے چھیڑ رہی ہیں۔“ سوہا نے کمرے میں قدم رکھا تو اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے ٹرے رکھ کر جلدی سے دروازہ بھیڑ دیا۔

”ویسے یار ماہا ایک بات تو بتاؤ۔“ دروازہ بند کرنے کی دیر تھی کہ ماہا کی دوست اٹھ کر بند دروازے کی جھری سے



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کسی چھپکلی کی طرح چپک گئی۔ جیسے وہ اتنی دیر سے اسی موقع کی تلاش میں تھی۔

"انس بھائی کیا بالکل حدید جیسے ہیں۔"

"تو انہیں دیکھو۔" ماہا اور سوہا ایک ساتھ ہنس دیں۔

"انس کے ساتھ بھائی اور ان کو صرف حدید۔" اس نے بھائی اور حدید پر خاص زور دیا۔

"محترمہ ان دونوں کی پیدائش میں صرف پانچ منٹ کا فرق ہے۔" ماہا نے پانچوں انگلیاں کھول کر اس کے منہ پر پھیلائیں۔ اس نے جلدی سے ماہا کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تو مجھے لعنت کیوں دکھا رہی ہو۔" وہ پھر سے دلجمعی سے تاڑنے میں لگ گئی۔

"اس لیے کہ تم ان کو بھی بھائی بولو۔ کوئی ہنشی منٹ نہیں ملے گی۔" ایک بار پھر سب کی مشترکہ ہنسی گونجی۔

"میں ایویں کہوں ان کو بھائی۔ انس بھائی تو ہو گئے' اپنے دولہا بھائی' ہاں اگر انہوں نے تمہیں لفٹ کروا دی تو ہم ان کو بھی کہہ دیں گے بھائی۔" اب کے اس نے سوہا کے ہاتھ پہ تالی ماری' ماہا خفیف سی ہو گئی۔ باقی سب کو اسے چھیڑنے کا موقع مل گیا۔ "چائے پی لو' ٹھنڈی ہونے سے پہلے۔" کمرے میں یہی موضوع گرم تھا۔ جب عفت اور نائلہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔ گو کہ کوئی ایسی رازداری کی باتیں نہیں ہو رہی تھیں۔ مگر ان کا انداز ایسا تھا کہ سب ہی لڑکیاں اپنی اپنی جگہ چپکی ہو گئیں۔

"کیا بات ہے' ہم غلط وقت پر آ گئے کیا۔" نائلہ کی آواز میں نہ چاہتے ہوئے بھی تلخی آ گئی۔

"نہیں' نہیں' آؤ نا بھئی' کب سے تو بلا رہی ہوں تم لوگوں کو۔" ماہا نے سنبھل کر ان کا خیر مقدم کیا۔

"ہاں یہ لوگ تو کافی دیر سے گانے وغیرہ گا رہی تھیں۔ تم لوگ بھی آ جاتیں تو اور مزا آتا۔" سوہا بھی خلوص سے بول اٹھی۔

"ابا کو کھانا کھلانا ہوتا ہے نا' اس میں دیر ہو گئی۔" عفت کے لہجے اور انداز نائلہ کے برعکس دوستانہ تھا۔ دونوں اندر آ کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔ پڑوس سے آئی ہوئی لڑکی جا چکی تھی۔ سوہا سسرال سے آیا ہوا سیٹ نکال کر انہیں کو دکھانے لگی۔ جوڑے' جیولری' عفت نے بہت تعریف کی۔ البتہ نائلہ خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی چڑچڑاہٹ اور بے زاری کو ان کی دوستوں نے بھی محسوس کیا۔ حدید جانے سے پہلے ان لوگوں کے پاس آیا۔

"سوہا کے لیے ایک میسج آیا ہے۔" وہ سیل نکالے کھڑا تھا۔ ہونٹوں پر شرارتی مسکراہٹ' لمبا قد' گندمی رنگت اور بادامی آنکھیں۔ ماہا نے محسوس کیا' کمرے میں موجود سب ہی لڑکیوں کی نظریں اس پر جمی تھیں اور سب ہی نظروں میں اس کے لیے پسندیدگی اور ستائش تھی۔

دل ہی دل میں اس نے سوہا کی قسمت پر فخر محسوس کیا۔ کیونکہ انس حدید کا جڑواں بھائی تھا اور ظاہری شخصیت کی حد تک دونوں میں بے حد مماثلت تھی۔

"رہنے دیں' مجھے پتا ہے ایویں کوئی فضول سا میسج ہو گا۔" سوہا شرمائی سی بولی۔

اسے حدید سے بہت شرم آتی تھی۔ ایک تو اپنے رشتے اور اس کی بے تکلفی کی وجہ سے۔ دوسرے یوں کہ جب وہ پورے قد سے نازک سی سوہا کے سامنے کھڑا ہوتا تو اسے انس کا خیال آتا رہتا۔ اس سے بات کرنی محال ہو جاتی۔

"نہیں' نہیں' انس نے بھیجا ہے' خاص آپ کے لیے۔"

"مجھے نہیں دیکھنا۔" وہ نگاہیں چرا رہی تھی اور حدید زبردستی موبائل اسکرین اس کے سامنے کیے جا رہا تھا۔ نائلہ نے ان کی بے تکلفی کو دیکھ کر عفت پہ نظر ڈالی۔ دونوں کے لیے یہ منظر ہضم کرنا مشکل تھا۔

"رہنے دیں نا' اچھا ان سے کہیے گا میرے سیل پر بھیج دیں' میں پڑھ لوں گی۔" اس نے بات ہی ختم کر دی۔ وہ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مسکراتا ہوا پلٹ گیا۔

"بہت شرارتی ہوتے جارہے ہو تم۔" امی نے محبت سے اس کے سر پہ چپت لگائی۔ لڑکیاں اسے سر سہلاتے ہوئے دیکھ کر کھلکھلانے لگیں۔

"تم نے موبائل لے لیا سوہا۔ ہمیں نہیں بتایا۔" اس کے جانے کے بعد نائلہ سوہا سے پوچھنے لگی۔

"ہاں بس ابھی تو لیا ہے۔" اس سے کوئی جواب نہیں بنا۔ بھلا یہ بھی کوئی بتانے کی بات تھی کہ اس نے موبائل لے لیا ہے۔

"اچھا! انس نے بھجوایا ہوگا۔ باتیں واتیں کرنے کے لیے۔" بظاہر تو اس نے بہت گہری سہیلی بن کر سوہا کو چھیڑنا چاہا تھا۔ مگر وہ دونوں ہی بہنیں نائلہ اور عفت کا مذاق اور مزاج خوب سمجھتی تھیں۔

"نہیں وہ دینے کا کہہ رہے تھے۔ مگر ہم نے خود ہی منع کر دیا۔ یہ تو ہم دونوں نے اپنی سیلری جمع کر کے لیا ہے۔ ہم دونوں ایک ہی یوز کرتے ہیں' دیکھو۔" اب کی بار ماہا نے مدلل اور مفصل جواب دینے کے ساتھ ہی ڈریسنگ پر سے اپنا نیا نکور سیل اٹھا کے نائلہ کے ہاتھ میں تھمایا۔

وہ جانتی تھی جب تک ان بکس نہ دیکھ لے چین نہیں ملے گا۔ مگر وہ مطمئن تھی۔ انس اور سوہا کے بیچ میں رابطہ تھا تو مگر۔ اتنا حد سے بڑھا ہوا نہیں تھا۔

حسب توقع جب وہ اپنی دوستوں کو خدا حافظ کہنے کمرے سے نکل رہی تھیں' تو ماہا نے دیکھا۔ نائلہ اور عفت دونوں ہی بری طرح اس کے موبائل میں غرق تھیں۔ پرائیویسی کس چڑیا کا نام ہے۔ انہیں دور دور تک پتا نہ تھا۔

✡ ✡ ✡

شادی کا موقع کسی کی زندگی میں ــــ بہت خاص اور خوشیوں بھرا ہوتا ہے اور جب جیون ساتھی من پسند ہو تو اور بھی زیادہ۔ اس لیے بھی تھا ایسے میں اس کے دوستوں اور کولیگز کی آمد۔ انس انہیں اپنے گھر پہ دیکھ کر بے انتہا خوش تھا۔

یہ وہ کولیگز تھے جو صرف آفس تک محدود تھے۔ انہیں کبھی گھر بلانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اور دوست دور طالب علم کے بعد بچھڑ گئے تھے۔ کبھی کبھار مہینوں بعد فون پر بات ہو جاتی تھی۔ ایسے میں ان کا یوں اچانک اور وہ بھی ایک ساتھ مل کر گھر پر دھاوا بولنے کا پلان۔ یقیناً "حدید کی کوششوں سے ممکن ہوا تھا۔

حالانکہ وہ خود ان کے ساتھ نہیں تھا۔ مگر انس کو پتا تھا۔ وہ ان ہی میں کہیں شامل ہے۔ خوشی سے اس کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔

وہ گھر میں بالکل اکیلا تھا۔ پھر بھی ان پانچ نفوس کے لیے اسے اپنا گھر ایک دم تنگ لگنے لگا تھا۔ وہ خود ہی بے تکلفی سے بڑھ کر سامنے نظر آتے کمرے میں گھس گئے اور جس کو جہاں جگہ ملی قابض ہو گیا۔ انس کے دانت مستقل بنیادوں پر باہر نکل آئے تھے۔

"اب دانت اور آنکھیں دونوں اندر کر لو۔" اس کے کولیگ حامد نے خود آنکھیں گھما گھما کر گھر کا جائزہ لیتے ہوئے اسے مفت مشورے سے نوازا۔

"ہاں۔ کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ تمہاری عقل داڑھ نکل چکی ہے۔"

"اور آنکھیں تو تمہیں سے قطعی پاک ہیں۔" وہ ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگے۔

"اور اگر کہیں اور بھی ڈیفیکٹ یا فالٹ ہے تو ابھی ٹھیک کرا لو۔ بعد میں شکایت مت کرنا کہ بھابھی خوش نہیں ہیں۔" قہقہوں کی پرشور آواز میں انس کی جھینپی شکل دیکھ کر اور اضافہ ہوا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"حدید کو مت بتانا کہ ہم آچکے ہیں۔" عذیر اسے فون اٹھاتے دیکھ کر کہنے لگا۔
"ویسے تو ہم نے پہلے سے بتا دیا تھا۔ مگر ابھی آئے گا تو اسے بھی سرپرائز ملے گا۔ کیونکہ ہم نے آج کا نہیں کل کا پروگرام سیٹ کیا تھا۔"
"اچھا۔۔۔ تو پھر آج کیسے۔۔۔" انس اٹھتے ہوئے یوں ہی پوچھنے لگا۔
"چلے جاتے ہیں' کل آجائیں گے۔" عذیر معصومیت سے بولا۔ وہ چائے بنانے کے ارادے سے کچن کی طرف آیا تھا۔ مگر کمرے سے صارم نے آواز لگائی۔
"بھوک لگ رہی ہے مجھے۔" کلاس فیلو رہنے کی وجہ سے اس سے سب سے زیادہ بے تکلفی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے گھر سے باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

مغرب کے بعد سوہا کو مایوں بٹھایا گیا۔ یہ ایک سادہ ترین رسم تھی۔ نہا دھو کر پیلے جوڑے میں ملبوس اداس سی سوہا کو سب نے باری باری ابٹن لگایا اور مٹھائی کھلائی۔ آج تو تائی امی بھی اپنے گھٹنوں کے درد کی پروا نہ کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کے اوپر آگئی تھیں۔ انہوں نے سو کا نوٹ وار کر ماہا کی مٹھی میں دبایا تو جانے کیوں امی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ شاید خوشی کے موقع پر بچھڑے ہوؤں کی یادیں ہی اداس کر دیتی ہے۔ انہیں بھی اپنے جیون ساتھی کی بے طرح یاد آئی۔ جو سالوں پہلے دو بچوں کے ساتھ انہیں بھری دنیا میں تن تنہا چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے صحن میں آکے چپ چاپ اپنی آنکھیں صاف کیں اور واپس اندر آئیں تو منظر ہی بدلا ہوا تھا۔
سوہا' ماہا سے لپٹی دھواں دار رونے میں مصروف تھی۔ انہوں نے ڈپٹ کر دونوں کو الگ کیا۔ خوشی کے موقع پر یوں رو دھو کر بدشگونی پھیلانا کہاں کی عقل مندی ہے۔
جس گھر میں سارا بچپن' لڑکپن اور جوانی گزری تھی۔ جس گھر میں آنکھیں کھولنے سے لے کر اس بندھن میں بندھنے تک جیون کا ہر دکھ سکھ دیکھا تھا۔ اس گھر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جانے کا تصور ہی بہت مشکل تھا۔ مگر یہ بھی زمانے کی ایک انوکھی ریت ہے۔
نئی زندگی' نیا سفر اور نیا ہم سفر تو ساتھ ساتھ 'گھر' ماحول اور جگہ بھی نئی۔ اس کے دل کو بھی الٹے سیدھے خیالات اور وہم ستاتے رہے تھے۔ جس کا نتیجہ ان آنسوؤں کی صورت میں نکلا تھا۔ کل دوپہر میں اسے مہندی لگوانے پارلر جانا تھا۔ امی کی ہدایت کے پیش نظر رات کو دیر تک جاگنے کا ارادہ ملتوی کر کے وہ لوگ جلد ہی سونے لیٹ گئی تھیں۔ ماہا دن بھر کی تھکی ہوئی تھی۔ فوراً" ہی گہری نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ سوہا سے نندیا دیوی روٹھی ہوئی تھی اور اس کا اسے منانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

عشاء سے ذرا دیر بعد کا وقت تھا۔ گلیوں میں رونق آباد تھی۔ اس کی بائیک نے جوں ہی گلی کا موڑ کاٹا' اپنے گھر سے اٹھتی تیز موسیقی کی آواز سماعتوں کو چھونے لگی۔ وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔
اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے بنائے گئے پلان کا ستیاناس کر کے وہ سب انس کے ساتھ اسے بھی سرپرائز دینے کے چکر میں ایک دن پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔
جس وقت اس نے گھر میں قدم رکھا پورے گھر میں "پریٹی وومن" کی دھوم تھی۔ دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی محو رقص دوست نے چھلانگ لگا کر اس کی ٹھوڑی چھوئی اور اسے حیران پریشان کھڑا چھوڑ کر ٹھمکے شروع



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ تو پل میں خوش ہے پل میں خفا
بدلے وہ رنگ ہر گھڑی
پر جو بھی دیکھوں روپ اس کا
لگتی ہے پیاری بڑی

حدید بے سوچے سمجھے اس کا ساتھ دینے لگا۔

پریٹی وومن دیکھو دیکھو نا
پریٹی وومن دیکھتے ہو نا
پریٹی وومن تم بھی کہو نا

صارم ڈانس کرنے میں کمال مہارت رکھتا تھا۔

خدا خدا کر کے گانا ختم ہوا تو وہ دونوں بری طرح ہانپ کر ایک طرف ڈھیر ہو چکے تھے۔ انس ان کے لیے چائے اور بچے کچے اسنیکس لے آیا۔

"کب آئے تم لوگ۔" اسے اب پوچھنے کا خیال آیا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی۔"

"کل کا پروگرام بنا کر آج ہی۔" اس نے ہنس کر ایک چپس اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

"اچھا لگ رہا ہے' گھر سونا ہو رہا تھا' رونق ہو گئی۔" اس نے بہت جلد اپنے احساسات کو زبان دے دی۔ حقیقت تھی بھی یہی۔ کمپیوٹر پہ لگا ٹریک چینج ہو کر سو پر ہٹ نمبرز کی طرف مڑ گیا۔ پہلے "منی کی بدنامی" عروج پر آئی۔ پھر۔ شیلا کی جوانی' صارم کی رگ رگ میں لگتا تھا پارہ بھرا ہوا ہے۔

میوزک کے ساتھ ساتھ جس قدر مضحکہ خیز انداز میں لڑکیوں کی طرح' مٹکتا' شرماتا اور ٹھمکتا اور کبھی کبھی ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا لیتا۔ ان سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو چکا تھا۔ خود انس کے پیٹ میں بل پڑ گئے تھے اور آنکھیں پانیوں سے لبالب بھر گئی تھیں۔

صارم نے شرٹ کا اوپری بٹن کھول کر گھونگھٹ نکال لیا۔ انس ڈیک بند کرنے اٹھا کہ پاس پڑوس میں لوگ ڈسٹرب ہوں گے' مگر صارم نے اس کو پکڑ لیا۔ وہ ناچتے ناچتے تھک چکا تھا۔ اس لیے ایک سلو ٹریک پر ہیروئن کی طرح ایکٹ کرنے لگا۔

کیوں تم کو دیکھتے ہیں کیا دل میں سوچتے ہیں
طوفان جو اٹھ رہا ہے ہم اس کو روکتے ہیں

اس نے ایک جوش سے سینہ پھلا کر انس کو چھیڑا۔ وہ بے طرح جھینپ چکا تھا۔ اوپر سے ان لوگوں کے بے ہودہ کمنٹس' اخلاقیات کی حدود پھلانگتے مذاق' یوں لگ رہا تھا وہ سب ہی روٹین لائف سے شدید بے زار ہو کر انجوائے منٹ کے لیے یہاں آئے ہیں۔ انس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ڈیک بند کیا۔

"بات سنو' آوازیں باہر جاتی ہیں' سب ڈسٹرب ہوں گے' آہستہ ہنسو۔" اس نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی۔ حدید پھر چائے بنانے اٹھ چکا تھا۔

وہ سب انس سے اس رشتے کی تفصیلات اور ہونے والی بھابھی اور ان کی فیملی کا حدود اربع پوچھتے رہے۔ انس مسکراتے ہوئے تفصیلات سے آگاہ کرتا رہا۔

کالج کے دور کی یادیں تازہ کی گئیں۔ پھر باتوں کا رخ جاب' انٹرویو کے ٹائم اور نوکری کے پہلے دن کی طرف مڑ گیا۔ باتوں اور یادوں کے اس نہ ختم ہونے والے سلسلے کو لوڈشیڈنگ نے ختم کیا۔ وہ سب جس طرح اکٹھے آئے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے۔ویسے ہی اکٹھے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یاروں حسیب نہیں تھا کالج میں۔ وہ بھی آنے کا کہہ رہا تھا۔ کل آئے گا دن میں۔ آج کل پاکستان میں ہے نا۔" صارم کو بالکل گھر سے نکلتے وقت یاد آیا تھا۔

"تو آج کیوں نہیں آیا۔"

"مصروف ہے' دبئی میں اس کا بزنس ہے نا' شاید پرسوں چلا جائے گا۔"

✡ ✡ ✡

اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب انس کی بادامی آنکھوں میں چھپے جذبے لو دینے لگے۔ بالکل اچانک ہی اسے ان کا انداز بدلا بدلا سا لگنے لگا تھا۔ خاندان ہی کی ایک تقریب میں بے تحاشا بھوک' برداشت کرتے کرتے اس کے سر میں درد کی شدید لہریں اٹھنے لگی تھیں۔ متلی الگ شروع ہو گئی تھی اور کھانے کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔

"چلو میرے ساتھ گھر کے اندر' میں دیکھتی ہوں۔" ماہا اس کی حالت پر گھبرا کر کہتی اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر کے اندر لے گئی۔ جس کے ساتھ ہی شامیانہ لگا کر مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

"یہاں بیٹھو' میں کسی سے کہہ کر کھانا منگواتی ہوں۔" وہ اسے ایک کرسی پر بٹھا کر اندر غائب ہو گئی۔

گھر کے اندر باہر آنے جانے والوں کی گہما گہمی تھی۔ مگر اس کی طرف دھیان دینے کا ٹائم کسی کے پاس نہیں تھا۔ آتے وقت وہ جتنی اہتمام سے تیار ہوئی تھی' اب یہی تیاری اسے زہر لگ رہی تھی۔ کپڑے' میک اپ اور جیولری سے وحشت ہو رہی تھی۔ اس نے بری طرح دکھتے ہوئے سر کو تھاما۔ قریب تھا کہ وہ بے بسی سے رو ہی پڑتی مگر سامنے سے گزرتے انس نے اسے دیکھ لیا۔

"کیا ہوا سوہا' ایسے کیوں بیٹھی ہو یہاں۔" وہ تشویش سے کہتا نزدیک چلا آیا۔

"بھوک سے سر میں درد ہو گیا ہے' بس اور کچھ نہیں۔" اس نے زبردستی مسکرا کر تشفی کرانی چاہی۔

"میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔"

"نہیں حدید بھائی پلیز آپ رہنے دیں۔ ماہا گئی ہے نا' کچھ لے کر ہی آئے گی۔" وہ اس کے لیے غیر نہیں تھا۔ مگر اتنی بے تکلفی بھی نہ تھی کہ وہ یوں بے دھڑک اس سے کام کرواتی۔ مگر دوسری جانب تو جیسے سنہری موقع ہاتھ آیا تھا۔

"نہیں' میں بس یوں گیا اور یوں آیا۔ ویسے بھی جینٹس کی سائیڈ پر کھانا کھل گیا ہے۔ ماہا بے چاری کہاں سے لائیں گی۔"

"یہ لیجیے۔" چند منٹوں میں وہ بریانی کی پلیٹ تھامے واپس آیا تھا۔ گرما گرم بھاپ اڑاتی خوشبودار بریانی دیکھ کر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ' جھٹ پٹ تین' چار' چمچے بھر بھر کے منہ میں ڈالے اور تیزی سے نگلے۔ اسے اس قدر بھرتی کا مظاہرہ کرتے دیکھ کر انس سے رہا نہیں گیا۔

"آرام سے کھاؤ۔ نہیں تو پھندا لگ جائے گا۔" وہ شرمندہ ہوئی' مگر ہاتھ نہ رکا۔ انس وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ سوہا جز بز ہوئی۔ ماہا کہاں رہ گئی تھی خدا جانے۔

"میں کھا کے پلیٹ رکھ دوں گی۔" واضح اشارہ تھا کہ یہاں سے پھوٹ لیجیے۔

"میٹھا بھی تو چاہیے ہو گا۔" وہاں بھی کمال درجے کی ڈھٹائی تھی۔

"نہیں' میں خود لے لوں گی حدید بھائی۔ آپ بھی تو کھائیں کھانا۔" منہ پھوڑ کے اسے خود ہی کہنا پڑا۔ وہ مسلسل میٹھی میٹھی نظروں سے اسے تک رہا تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براوسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ٹھیک ہے' میں جارہا ہوں۔ ماہا آرہی ہے' کچھ چاہیے ہو تو بتادینا اور سنو۔"

"جی۔" اس نے بھرے منہ سے اس کا منہ دیکھا اور بمشکل جی بولا۔

"میں حدید نہیں' انس ہوں۔" اس کی شکل دیکھ کر اس کی ہنسی نکل گئی۔ اس نے ناسمجھی سے یوں کندھے اچکائے جیسے انس ہو یا حدید مجھے کیا فرق پڑتا ہے۔

٭ ٭ ٭

اس دن تو نہیں' مگر ہاں بعد میں آنے والے دنوں میں سوہا کو واقعی کافی فرق پڑا۔ انس نے ان کی تائی امی اور اپنی خالہ جان کے ہاتھ سوہا کے لیے پیغام بھیجا تھا۔ خیر' ماہا' امی اور خود اس کے لیے خوشی کا باعث ہی تھی۔ ظاہر ہے' تعلیم یافتہ' برسرروزگار اور شریف النفس' انس میں وہ تمام خوبیاں تھیں جو کسی لڑکے کا رشتہ طے کرتے وقت دیکھی جاتی ہیں۔ خوش شکلی اور جاذب نظر شخصیت اس کے علاوہ تھیں۔ خاندان ایک ہی تھا۔ یوں ملنا ملانا ہوتا رہتا تھا۔ لیکن اس سارے قصے میں افسوس کی بات یہ تھی کہ انس نے اپنی خالہ جان کی امیدوں پر بری طرح پانی پھیرا تھا۔

وہ باتوں باتوں میں بہت اچھی طرح امی کو یہ بات جتا گئی تھیں کہ پہلا حق ان کا اور ان کی بیٹیوں کا تھا۔ خاندان کے دوسرے ملنے جلنے والوں کی زبانی یہ تک سننے میں آیا کہ انہوں نے بیان دیا تھا کہ "اگر میرے بہن اور بہنوئی آج زندہ ہوتے تو کبھی یہ رشتہ نہ ہونے دیتی۔" امی کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوا۔

"کیا ماہا اور سوہا کو وہ اپنی بیٹیاں نہیں سمجھتیں۔" سوال سیدھا سادا تھا مگر جواب سرے سے ندارد۔

"اگر ان کے سربراہ' بھائی سلامت نہیں تو یہاں کس کا آسرا ہے ہمیں۔" اولاد نرینہ سے تو وہ اور ان کی جٹھانی فیضیاب نہ ہو سکی تھیں۔ مگر ان کے سربراہ کا سایہ تو تھا۔ ہرچند کہ سالوں پہلے فالج کے اٹیک کے باعث تایا ابو بستر کے ہو کے رہ گئے تھے۔ مگر ان کا وجود نہ ہونے سے تو بہتر ہی تھا۔

ماہا اور سوہا کے ابو تو ان کے بہت بچپن میں ہی انتقال کر چکے تھے۔ اس کے بعد امی کی ساری زندگی دونوں بچیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کی مشقت جھیلتے گزری تھی۔

انس جیسے کا لڑکے رشتہ آج کل کے زمانے میں خاص طور پر اس کی اپنی اتنی قریبی کزنز کے ہونے کے باوجود' کسی نعمت سے کم نہ تھا۔

لیکن خوشیو کے ان رنگوں کو بھنگ زدہ کرنے کی تائی امی نے اپنی سی کوشش ضرور کی تھی۔

"چٹی رنگت اور چھریرے بدن چاہئیں۔ آج کل تو سب کو۔ بعد میں چاہے کھا کھا کر بھینس بن جائیں۔ پہچانی نہ جائیں۔ مگر ان موئے لڑکوں کو کون سمجھائے کہ اصل سلیقہ تو گھرداری اور گھرہستی سنبھالنے میں ہے۔" وہ محلے کی کسی تو بیاہتا پر اپنے کمنٹس پاس کر رہی تھیں۔ مگر امی اور سوہا جانتی تھیں یہ اظہار خیال ان ہی کے سامنے کیوں کیا جا رہا ہے۔

انس اور حدید دو ہی بھائی تھے۔ سر سے اپنے ماں باپ کا سایہ اٹھ جانے کے بعد' خالہ جان کو ہی بزرگ کہتے اور مانتے تھے۔ جب ہی شادی کا خیال آتے ہی انس نے سیدھے سادے طریقے سے جا کر ان ہی کو اپنی پسند سے آگاہ کیا تھا۔ اور بظاہر تو وہ بھی راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر ہتھیلی پہ سرسوں جمانے چلی آئی تھیں۔

"آج کل تو جتنی جلدی بیاہ دو اچھا ہے۔ لڑکیاں کیا لڑکے۔ کسی کا کچھ پتا نہیں۔ اے آنکھ مٹکا ہوتے دیر تھوڑا ہی لگتی ہے۔"

PAKSOCIETY.COM

وہ اپنے نادر خیالات کا اظہار کر کے امی کو شرمندہ کرتی رہیں۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اللہ کا شکر ہے بھابھی جان۔ میری لڑکیاں ایسی نہیں۔ مجھے ان پر پورا بھروسہ ہے۔" نہ نہ کرتے بھی امی کے انداز میں ناگواری سی چھلک آئی تھی۔

"ہاں ہاں میں کوئی ان کو تھوڑا ہی کہہ رہی ہوں۔ ماشاء اللہ میری تو چاروں لڑکیاں بہت سعادت مند ہیں۔" انہوں نے فوراً" پینترا بدل لیا۔

اسی وقت ماہا سیل فون ہاتھ میں لے کر کمرے سے نکلی۔

"یہ ایک اور نئی مشین ایجاد ہوگئی ہے۔ نری جان کا عذاب۔ نہ جاگتے سکون نہ سوتے چین۔" ماہا نے ایک دم ٹھٹک کر انہیں دیکھا پھر مسکرادی۔

"تائی امی۔ یہ جان کا عذاب ان کے لیے ہے۔ جنہوں نے اسے جان کا عذاب بنایا ہے۔ ہر چیز کا یہی حساب ہے۔ کچھ سیکھنے کے لیے یا اپنے فائدے کے لیے استعمال کرو تو سود مند ورنہ ہر چیز ہی جان کا عذاب۔ کیا ٹی وی۔ کیا کمپیوٹر۔ موبائل' انٹرنیٹ۔" وہ محبت سے بولتی ان کے برابر آن بیٹھی۔

"اب آپ خود دیکھیں نہ مجھے کیلنڈر کی ضرورت ہے نہ گھڑی کی۔ اور تو اور بوقت ضرورت میں اسکول میں کیلکولیٹر کے کام بھی اسی سے کرلیتی ہوں۔" اس میں صبح اٹھنے کے لیے الارم بھی ہے اور پانچوں وقت نماز کی ادائیگی کی یاددہانی کے لیے بھی۔

"یہ سب اس میں ہے۔ اتنی سی ڈبیا میں۔"

"جی اس میں سب کچھ ہے۔ ریڈیو بھی اسی میں ہے۔ خبریں بھی اسی پر سن لیتی ہوں۔ اور صرف پاکستان کا نہیں یہ دنیا کے زیادہ تر ملکوں کے ٹائم ایک سیکنڈ میں بتا سکتا ہے۔" تائی امی کا منہ کھل گیا۔ امی بھی مسکرانے لگیں۔

"لیکن جو لوگ اس سے غلط فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ فضول کے میسجز اور الٹی سیدھی کالیں کرکے لوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔ جو لڑکیاں فون پر دوستیاں کرتی پھرتی ہیں۔ ان کے لیے ہے یہ جان کا عذاب' اور یہ عذاب ان کا اپنا خریدا ہوا ہے۔"

"ہاں ہاں۔ میں بھی تو یہی کہہ رہی تھی۔" تائی امی گڑبڑا گئیں۔

"امی نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔" وہ اطمینان سے کہتی ہوئی اٹھ گئی۔

اس کے خیال میں تائی امی کے لیے اتنی ڈوز کافی تھی۔

✡ ✡ ✡

رشتہ طے ہونے کے بعد دن پر دن گزرتے چلے گئے۔

انس اور حدید بہت پابندی سے تو پہلے بھی نہیں آتے تھے۔ اب اس معمول میں اس طرح فرق آیا کہ حدید کی آمدورفت بڑھ گئی اور انس نے آنا جانا بہت کم کردیا۔

وہ خود بھی اپنی خالہ جان کی نقطہ چینی اور باتیں ملانے والی عادات و خصلت سے واقف تھا۔ اس کی اپنی خالہ زاد بہنیں ہی کم نہ تھیں۔ خصوصاً" نائلہ۔ اور صورت حال کچھ ایسی تھی خالہ جان کو امید تھی کہ وہ نائلہ کے لیے سوال کردے گا۔ لیکن اس نے دونوں میں سے ایک کو بھی نہ پوچھا۔

سوہا اور اس کے درمیان فون پر رابطہ بھی کم رہا۔ کچھ سوہا کی شرمیلی طبیعت اور کچھ اس کی احتیاط پسند فطرت۔ بہرحال منگنی سے شادی تک کا عرصہ بہت رنگین نہ سہی مگر بہت بور بھی نہیں تھا۔ کبھی کبھی کوئی شوخ سا فقرہ یا محبت بھرا پیغام سیل پر موصول ہو جاتا۔ وہ بھی اس یقین دہانی کے بعد کہ ماہا اور سوہا کا مشترکہ موبائل اس وقت صرف سوہا کے تصرف میں ہے۔ آنکھیں جگمگاتی رہتیں۔ لب گنگناتے رہتے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیسی ہے یہ رت کہ جس میں پھول بن کر دل کھلے۔"

☼ ☼ ☼

"الصلوۃ خیرا من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے)۔"

اب کائنات کا بلاوا غفلت کی نیند میں غرق مسلمانوں کو اپنی سمت بلا رہا تھا۔

پوری رات آنکھوں میں کٹ گئی تھی۔

ایک پل کے لیے بھی پلک جھپکی نہ دھیان کسی اور ہی سمت مرتکز ہوا۔

"ماہا اٹھو۔ نماز پڑھو۔" وہ برابر میں سوئی ماہا کو اٹھا کر خود وضو کرنے چل دی۔ باہر صحن میں نکل کر اس نے دو تین گہرے سانس لیے۔ پوری رات کی جگار کے بعد بھی وہ یونہی تازہ دم تھی۔ جیسے بڑی گہری اور طویل نیند لے کر اٹھی ہو۔

تھکن اور سستی کا شائبہ تک نہ تھا۔ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے چہرے پر تازگی کا انوکھا احساس جگا رہے تھے۔ پورے ارتکاز اور خضوع و خشوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے بعد 'وہ تادیر رب کے حضور اپنی آئندہ آنے والی زندگی میں 'خوشی' رحمت اور اطمینان کے لیے دعا گو رہی۔ نماز پڑھ کر کمرے میں آ کے اس نے ماہا کو ایک بار پھر ہلایا۔ اور بدقت تمام جگا کر کمرے سے باہر دھکیلا۔ اور تکیے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا۔ اور کئی بار کی پڑھی ہوئی غزل ایک بار پھر پڑھنے لگی۔

دل کی طاق پر دیا جلانے آؤں گا<br>
میں تم کو کچھ یاد دلانے آؤں گا<br>
جیتنے دوں گا اس کو ہر بازی اور پھر<br>
اپنی ہار کا جشن منانے آؤں گا<br>
آرزو بہت تھی جن گلیوں میں بسنے کی<br>
وہیں پر اک دن خاک اڑانے آؤں گا<br>
بجھ جائے گی میری یہ سانسیں پھر بھی<br>
روز تمہارے ناز اٹھانے آؤں گا

آخری شعر زیر لب دہراتے ہوئے اس کے دھیان میں زبردست خلل پڑا۔ باہر سے ماہا کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔ وہ موبائل پھینک کر بھاگی۔ ماہا باتھ روم کی سیڑھیوں کے پاس بیٹھی ہائے وائے کر رہی تھی۔ اس کا پیر پھسل گیا تھا۔ اور اب زبردست ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

بارہ بجے اسے سوہا کو پارلر لے کر جانا تھا۔ مگر ان سے فون پر معذرت کرنی پڑی۔ پیر میں درد اور شدید سوجن تھی۔

"شام تک کچھ کم ہو جائے تو چلی چلنا۔"

"شکر ہے موچ نہیں آئی۔ اس نے کہہ دیا ہے کہ پانچ بجے تک بھی آ جائیں تو۔" وہ بغور اپنے پیر کا معائنہ کر رہی تھی۔

"اور کرو سینکائی۔" سوہا کو بھی اسے دیکھ کر فکر ہو رہی تھی۔ عفت کچن میں امی کے ساتھ ناشتا بنوا رہی تھی۔ سوہا کو مایوں کی دلہن کے ناتے منع کر دیا تھا۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ساری زندگی کام ہی کرنا ہوتا ہے ہر لڑکیوں نے۔ بس یہی چند دن آرام کے ہوتے ہیں۔" اس کی آواز میں خلوص تھا۔

یوں بھی وہ نائلہ کی طرح بغض و کینہ پرور نہیں تھی۔ ایک فطری جلن جو نائلہ سگی بہن کے بجائے سوہا کے نصیب کھل جانے پر اس کے دل میں تھی۔ اس نے اسے بڑی کمال مہارت سے چھپالیا تھا۔ اس کے چہرے' باتوں اور انداز سے اتنا پتا نہیں چلتا تھا۔ جیسے نائلہ۔

اس کا معاملہ تھا بھی الگ۔ ایک تو وہ انس کو عرصہ دراز سے پسند کرتی تھی۔ دوسرے وہ کچھ تھی بھی ایسی منہ پھٹ طبیعت کی۔ سب کے سامنے کھلی کتاب۔

اس کے برعکس عفت کی طبیعت میں خلوص بھی تھا اور نرمی تھی۔ اور کچھ مقابلہ کرنے کی موہوم سی خود غرض جھلک بھی۔

"ویسے عین شادی سے پہلے یہ بدشگونی ہونی نہیں چاہیے تھی۔" ماہا مصنوعی فکرمندی سے بول رہی تھی۔ مقصد سوہا کو پریشان کرنا تھا۔

"ہاں واقعی۔ آج اگر تم اندھوں کی طرح واش روم سے نہ نکلتیں۔ تو یہ بدشگونی آج کے بجائے کبھی آئندہ پر ٹل جاتی۔" سوہا نے بھی جواباً" سنجیدگی دکھائی تھی۔

☼ ☼ ☼

آج کاؤنٹر کے آگے لگی قطار کچھ خاص لمبی نہیں تھی۔ چند ایک عورتیں تھیں جنہیں شبیر حسین تقریباً" نپٹا چکا تھا۔ اسے دیکھ کر جلدی جلدی کام سمیٹ کر اٹھا۔

"چلو پہلے تمہارے ابا کو دکھادیں۔ پھر میڈیکل اسٹور سے دوا لانی پڑے گی۔ فارمیسی میں...." وہ باتیں کرتے ہوئے باہر لان میں نکلا اور نائلہ کے ساتھ ابا کی طرف آگیا۔

"سلام بڑے صاحب۔"

بڑے مودبانہ انداز میں پان کی پیک کی لمبی پچکاری ایک طرف نکال کر اس نے ابا کو سلام کیا۔ ابا جواباً" دعائیں دینے لگے۔

سرکاری اسپتالوں میں آج کل جس بے حسی کا دور دورہ ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایک بے غرض اور مخلص اللہ کا بندہ۔ ان کی بزرگی پر ترس کھا کر انہیں دھکم پیل سے بچا کر جتنے سکون سے ڈاکٹر سے نسخہ دلوا دیتا تھا۔ ایک بوڑھے وجود کے لیے یہ بہت کافی تھا۔ باقی رہا مرض تو وہ تو اب موت کے ساتھ ہی جانا تھا یہ بات طے تھی۔

یہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ ان کی بزرگی پر ترس کھا کر نہیں' بلکہ ان کی بیٹی کی جوانی پر نیت لگا کر اپناپن دکھاتا ہے۔ ڈاکٹر نے متعدد بار کی جاری کی ہوئی ہدایات کا پلندا پھر سے ابا کو تھمایا۔ پرانے نسخے میں درج دوائیوں میں سے چند ایک کی کمی اور کچھ کا اضافہ اور بس۔

"یہاں کی فارمیسی میں اسٹاک ختم ہوگیا ہے میں میڈیکل اسٹور سے لا دیتا ہوں۔" اس نے نائلہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"تم اکیلے ہی چلے جاتے بیٹا۔ یہ کہاں دھوپ میں خوار ہوگی۔" ابا بیمار ضرور تھے۔ مگر ہوش و حواس تو قائم تھے ابھی۔

"میں تو جا ہی رہا ہوں چاچا جی۔ مگر ہر بار تو میں نہیں ہوں گا نا۔ اچھا ہے یہ بھی دوا ایک بار دیکھ لیں تو آگے سے آسانی رہے۔" بات تو معقول تھی۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چند لمحوں بعد ہی وہ بائیک پر اسے اپنے پیچھے بٹھا کر اڑا جا رہا تھا۔ نائلہ کے دل ہزار خدشوں اور وسوسوں کے باوجود بائیک کے ساتھ اڑان بھرنے لگا۔

✡ ✡ ✡

"بس اللہ کا کرم ہے۔ اس حال میں بھی اسی نے رکھا۔ یہ حال بھی اس کا بخشا ہوا ہے۔" انس رشک بھری نظروں سے اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا۔

کالج کے زمانے میں وہ ان کے گروپ کا سب سے پڑھا کو لڑکا ہوا کرتا تھا۔ والد ایک معمولی ٹیکسی ڈرائیور تھے۔ اس لیے ایک ایکسیڈنٹ میں ان کی حادثاتی موت کے بعد گھر کی کفالت کی تمام تر ذمہ داری اس کے کندھوں پر آپڑی۔ اس کا تمام لڑکپن اور جوانی کا بڑا حصہ، تعلیم ادھوری چھوڑ کر حصول روزگار کی مشقت میں گزرا تھا۔ انس خود اور اس کے گروپ کے تمام لڑکے اس کے گھر کے بگڑے حالات سے واقف تھے مگر وہ خود اتنا خوددار تھا کہ ہمیشہ اپنے زور بازو پر بھروسہ کیا اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔

چودہ سال کی لگاتار محنت شاقہ کے بعد آج جب وہ عمر کے چونتیس بہاریں دیکھ چکا تھا۔ تو اللہ کے فضل سے اس کی حیثیت انس اور اس کے دوسرے تمام ساتھیوں سے بہتر ہو گئی تھی۔

وہ انس سے بھی سالوں کے بعد ملا تھا۔ دونوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ گزرے شب و روز کی تلخیوں اور سختیوں کا احوال سناتے۔ کبھی وہ ایک دم مسکرا رہا اور کبھی آنکھوں میں نمی چھلکنے لگی تھی۔

"تم ایک دن رک نہیں سکتے حسیب۔ میری شادی میں شرکت کر کے چلے جانا۔" انس اس سے بہت محبت سے کہہ رہا تھا۔

✡ ✡ ✡

بیوٹیشن بڑی مہارت سے سوہا کے پیروں پر گل بوٹے بنا رہی تھی۔ ماہا کو مارکیٹ میں کام تھا وہ سوہا کو بتا کر باہر نکلی۔

اسے میچنگ بریسلٹ چاہیے تھا مگر وہاں آس پاس کوئی جیولری شاپ بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اوپر سے پیر کی تکلیف۔ کسی بھی طرح کر کے وہ سوہا کو جیسے تیسے پارلر تک لے آئی تھی۔ مگر اب یہ بریسلٹ خریدنا دنیا کا مشکل ترین کام تھا سو اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ اور واپسی کا قصد کیا ہی تھا کہ ایک دکان سے حدید کو نکلتے دیکھ کر رک گئی۔ وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ سیدھا اس طرف آیا۔

"تم یہاں۔ وہ بھی اکیلی؟"

"اکیلی نہیں ہوں۔ سوہا کو لے کر پارلر آئی تھی۔ مہندی لگوانے۔"

"پیر میں کیا ہوا؟"

"آج سیڑھیوں سے پیر پھسل گیا تھا۔" وہ کچھ خجل سی ہو گئی تھی۔

"تمہیں سب سے زیادہ خوشی ہے۔" وہ اسے چھیڑنے لگا۔

"موقع تو خوشی کا ہے ہی آپ کو خوشی نہیں ہے کیا۔ آپ تو دولہا میاں کے جڑواں بھائی ہیں۔"

"اچھا تو ایک چھوٹا موٹا ایکسیڈنٹ تو مجھے بھی کروا لینا چاہیے۔"

"اے ہے۔ اللہ نہ کرے فضول باتیں مت کریں۔" باتیں کرتے ہوئے دونوں دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ اس کی مزے مزے کی باتوں میں ماہا کو بھی پیر کا درد بھولنے لگا۔ اس نے باتوں باتوں میں حدید کو بتایا کہ اسے کیا لینا تھا۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں لادوں گا مجھے کلر بتادینا۔ گھر چل رہی ہو میرے ساتھ۔"

حدید کو منع کرنا چاہتی تھی مگر حدید نے چلنے نہ دی۔

"امی کو پتا چلا تو۔"

"تو کیا۔ سوہا کو تھوڑا ہی لے کر جارہا ہوں۔ چلو اپنی بہن کا کمرہ تو دیکھ لو۔ اب تک تو سج چکا ہوگا۔" اس نے لالچ دے کر حتمی انداز میں قدم موڑ لیے۔

"چلیں میں سوہا کو بتا کر آتی ہوں۔" اس نے فوراً شوق سے کہا تھا۔

☆ ☆ ☆

انس کا کمرہ تیار ہو چکا تھا۔ بے دھڑک اندر داخل ہوگئی۔ مگر فوراً ہی اپنی جلد بازی پر افسوس ہوا۔ اندر کوئی اجنبی بیڈ پر بے تکلفی سے دراز تھا۔

وہ جتنا شاکڈ ہو اسے دیکھ کر ہوئی۔ یقیناً وہ خود بھی ہوا ہوگا جبھی تیزی سے اٹھا۔ مگر تب تک ماہا واپس پلٹ چکی تھی۔

"وہ اندر کوئی ہے۔" وہ باہر آکر جھجک کر حدید سے بولی۔

"کون... ہاں وہ حسیب ہوگا انس کا دوست۔ سوری مجھے خیال نہیں رہا۔" حدید اسے دو منٹ ٹھہرنے کا کہہ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"چلتا ہوں انس۔ دیکھو پھر کب ملاقات ہو۔" لاؤنج میں انس اور وہ کھڑے تھے۔

"رک جاتے تو اچھا تھا۔ شادی میں اور دوستوں سے بھی مل لیتے۔" انس ایک بار پھر اس سے کہنے لگا۔

"اچھا دیکھو۔ میں پھر کوشش کروں گا۔"

ماہا کو محسوس ہوا وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔ وہ بہت ان ایزی فیل کر رہی تھی۔ انس اور وہ باتیں کرتے باہر نکل گئے۔

ذرا دیر بعد جب وہ اور حدید گھر سے نکلنے لگے تو اس نے تائی امی اور نائلہ کو آتے دیکھا۔ نائلہ اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی یا شاید اس نے ایسا پوز کیا۔

"ہم سے تو چچی جان نے کہا تھا کہ تم اور سوہا پارلر گئی ہو مہندی لگوانے۔" اس کے لہجے میں کچھ تھا۔ ماہا جلدی سے وضاحت دینے لگی۔

"اور وہاں عفی پاگل، صبح سے سارے گھر کی صفائیاں کرتی مری جا رہی ہے۔" وہ بات سن کر کمنٹس دیتی اندر چلی گئی۔

"بس اب موتیے کی لڑیاں رہ گئی ہیں۔ وہ کل رات میں لگاؤں گا۔ ورنہ مرجھا جائیں گی۔" حدید واپسی میں اس سے بات کر رہا تھا۔ پھر اس کی غائب دماغی محسوس کرکے چپ ہوگیا۔

☆ ☆ ☆

"پتا ہے میں آج امی کے ساتھ انس لوگوں کے گھر گئی نا تو وہاں نا حدید اور وہ ماہا اکیلے تھے گھر میں۔" نائلہ کی آواز کمرے کی خاموشی میں پراسراریت سے گونجی۔

"کیا کہہ رہی ہو تم۔" عفت کے کان کھڑے ہوگئے۔ بات ہی کچھ ایسی تھی۔

"یقین نہ آئے تو پوچھ لینا امی سے۔" اس کے پاس بڑی معتبر گواہی تھی۔

"نہیں خیر یقین کیوں نہیں آئے گا مگر۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ کر کیچر بالوں سے نکال کر تکیے کے



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

نیچے دبا دیا۔

"دو مگر کیا۔"

"کچھ نہیں۔" وہ کچھ دیر خاموش نظروں سے اسے تکتی رہی۔

انہیں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے ساتھ سونے کی عادت تھی۔ دن بھر کے واقعات سونے کے ٹائم ہی دہرائے جاتے۔ تمام تبصرے اور تجزیے اس وقت کے لیے بطور خاص اٹھا کر سنبھالے جاتے تھے۔

رشک، حسد، جلن، خوشی تمام مواقع کی مناسبت سے ابھرنے والے جذبات کا اظہار عموماً" اسی وقت کیا جاتا تھا۔

"تجھے کیا لگتا ہے عفی۔ ساہا جھوٹ بول کر گئی ہو گی وہاں۔" ذرا دیر بعد نائلہ پھر بول اٹھی۔ گویا اس کے دھیان کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے اسے۔ اس کی بہن کا سسرال ہے وہ۔"

"اونہہ! سسرال کوئی ایسی ہوتی ہے۔ نہ ساس سسر' نہ کوئی نند' نہ جٹھانی' دیورانی' لے کر ایک دیور۔ وہ بھی ہو بہو بہنوئی جیسا۔"

"ہوں۔" کھٹک تو اس کے دل میں بھی ہو رہی تھی۔ مگر وہ نائلہ کے سامنے اظہار کر کے۔ اس کے شک کو ہوا دینا نہیں چاہتی تھی۔

"ہوں کیا۔ بتا نا۔ پتا ہے۔" اس نے کچھ یاد آنے پر جوش سے اس کی سمت کروٹ لی۔

"پتا ہے۔ حدید کے ساتھ ہی آئی تھی۔ کہہ رہی تھی۔ سو پارلر میں مہندی لگوا رہی ہے۔"

"ہاں تو میں کیا کروں۔" اس نے جان بوجھ کر سرسری انداز اختیار کیا۔

"لے۔ تجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہ' حدید کو کیا پڑی ہے کہ اسے اپنی بائیک پر لیے لیے پھر رہا ہے۔"

"کل آئے گا نا بھائی کی برات لے کر تو پوچھ لینا۔" عفت نے تنگ آ کر بات ختم کر دی۔

"اونہہ۔" نائلہ حسب عادت تنک گئی۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔" اس نے گہری نگاہوں سے عفت کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو تولا۔

"میں تو کہتی ہوں۔ امی پر دباؤ ڈالو۔ اب حدید سے صاف صاف بات کریں۔"

"کیسی بات۔" عفت چونک پڑی۔

"تمہاری اور حدید کی شادی کی بات۔"

"پاگل ہو گئی ہو کیا۔" عفت بدک سی گئی۔

"امی خود سے کیسے کر سکتی ہیں۔"

"کیوں نہیں کر سکتیں۔ جب انس امی کی خواہش کا علم رکھنے کے باوجود' ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کر سکتا ہے۔ تو امی ایسا کیوں نہیں کر سکتیں۔" عفت کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔ پھر چہرہ موڑ لیا۔

"اگر حدید کو میرا ساتھ چاہیے ہو گا تو' وہ خود ہی کہہ دے گا۔ ورنہ یوں زندگی بھر کے لیے کسی کے سر پر مسلط ہونے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔" نائلہ نے دل ہی دل میں اس کی عقل پر ماتم کیا۔

"تو پھر بیٹھی رہ انتظار میں۔ اور وہ دونوں چڑیلیں نا......" باقی بات اس نے منہ میں بڑبڑا کر پوری کی۔

ابا کے کھانسنے کی آواز آنے لگی تھی۔ عفت نے ہنوز چہرہ موڑ رکھا تھا۔ نائلہ اندازہ نہیں لگا سکی کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

خاموشی اور سناٹے میں جھینگروں کے بولنے کی آوازیں تھیں۔ یا پنکھے کی سست گھرر گھرر۔ نائلوں کی سوچوں میں



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شبو (بشیر حسین) کا سانولا چہرہ آن سمایا۔

وہ پلکیں موندے وہ وقت یاد کر رہی تھی جب اس نے میڈیکل اسٹور سے دوا لینے کے بہانے پورا گھنٹہ بھر ادھر ادھر گھمایا تھا۔ گولا گنڈا اور بریانی سے تواضع کی تھی۔ اور ابا کی طرف سے دیر کے استفسار پر فراٹے سے کہہ دیا تھا کہ نزدیک کے کسی میڈیکل اسٹور پر دوا نہیں مل رہی تھی۔ بہت دور سے لایا ہوں۔

ابا الٹا مشکور ہی ہوئے تھے۔

☼ ☼ ☼

اصل مسئلہ تو اب کھڑا ہوا تھا۔

وہ بڑی منت سماجت کے بعد امی سے سوہا کے ساتھ پارلر سے تیار ہونے کی اجازت حاصل کر پائی تھی۔ مگر اپنی دیرینہ پسندیدہ ہائی ہیل سینڈل پہن کر ایک قدم بھی نہ اٹھا سکی۔ سوجن تو کم ہو گئی تھی مگر درد ابھی باقی تھا۔

امی نے دوسری پرانی فلیٹ۔ گولڈن چپل نکال کر مسئلہ نمٹایا۔ اس کی صورت رونی سی ہو گئی سارا راستہ وہ اس چوٹ کو گالیاں دیتی رہی۔ میک اپ کروانے میں بھی منہ بنا رہا۔ مگر جب بیوٹیشن نے فائنل ٹچ دے کر چہرہ آئینے کی جانب کیا تو چند لمحے تو وہ خود کو پہچان ہی نہ سکی۔

"ارے! یہ میں ہوں۔" ماہرانہ ہاتھوں نے اس کی موہنی صورت کو الگ ہی نکھار دیا تھا۔

کانوں میں جھولتے بڑے بڑے آویزے۔ لمبے گھنے آبشاریاں اور اس قدر سلیقے کے میک اپ' وہ خود تو ایک طرف' دلہن بنی سوہا بھی اسے دیکھتی رہ گئی۔

"نظر اتروا لینا کسی سے۔ اتنی اچھی لگ رہی ہو۔ امی تو ضرور ہی اپنی اجازت پر پچھتائیں گی۔" دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہنسیں۔

مووی لائٹس کی چکاچوند روشنی نے جہاں سوہا کا نوخیز حسن دمکا دیا تھا۔ وہیں ماہا کو پہلی بار اس قدر سجا بنا دیکھ کر بہت سی ستائشی نظروں نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"ماشاء اللہ۔ آج تو دونوں بہنیں آسمان سے اتری پریاں لگ رہی ہیں۔" خاندان کی ایک بزرگ خاتون امی سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

امی نے دل ہی دل میں کتنی بار دونوں کی نظر اتاری اور دائمی زندگی کی خوشیوں کے لیے دعا کی تھی۔ نکاح کے وقت' ایجاب و قبول کرتے ہوئے سوہا کی تو ہچکی بندھ گئی۔ زندگی بھر کے لیے اپنا آنگن چھوڑ کر کہیں اور جا بسنا۔ کوئی دل کو دونوں ہاتھوں میں لے کر دبائے دے رہا تھا۔ امی کا حال بھی مختلف نہ تھا۔ اور ماہا۔ اس کی تو سنگی سہیلی ہی صرف وہ تھی۔

"اتنا مہنگا میک اپ کیا' یوں آنسوؤں میں بہانے کے لیے کروایا ہے۔" حدید کے مذاق اڑانے پر اس نے بروقت تمام اپنے آپ کو سنبھال کر چہرہ صاف کیا۔ کاجل کی لکیریں چہرے پر پھیل رہی تھیں۔ اس نے جلدی جلدی ٹشو پیپر رگڑا۔

میک اپ کی فکر تو اسے بہر الحال تھی۔ رسموں کی ادائیگی اور نیگ کی وصولی کے وقت عفت اور نائلہ اس کے ساتھ ساتھ تھیں۔

وہ بڑھ چڑھ کر خاندان کے دوسرے کزنز اور انس کے دوستوں کے ساتھ نوک جھونک کرتی رہی۔ اور اسے علم نہ ہوا وہ مسلسل کسی کی گہری نگاہوں کا مرکز ہی رہی۔

اسٹیج کے دائیں طرف رکھے صوفوں میں سے ایک پر براجمان حسیب سوچ رہا تھا۔

"میں نے دبئی کا پروگرام پوسٹ پونڈ کر کے کوئی گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔"

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☆ ☆ ☆

تازہ بیلے کی کلیوں اور ایئر فریشنر کی خوشبو سے کمرہ مہک رہا تھا۔ نئے نئے لکڑی کے فرنیچر سے اٹھنے والی پالش، مہندی والے ہاتھوں اور وجود سے اٹھتی ابٹن کی باس۔

خوشبوؤں کا ایک دریا تھا۔ جس کی سبک لہروں میں اس کا انگ انگ مہکاتا وجود دھیرے دھیرے ہلکورے لے رہا تھا۔ نئے نکور پردوں، وال پینٹ اور دبیز پردوں کارپیٹ سے سجے ہوئے کمرے میں "نو بیاہتا" کا بھرپور تاثر موجود تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر خوشبوؤں سے بوجھل اور مخمور فضا کو اپنے اندر اتارا اور ذرا آرام دہ انداز میں کمر پیچھے ٹکالی۔

عفت اور نائلہ دولہا کی بہنوں کا رشتہ نبھانے اس کے ساتھ ہی گھر چلی آئی تھیں۔

انس کافی دیر سے دوستوں میں گھرا حدید کی گھر واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ جو کسی دوست کی گاڑی لے کر کسی کو ڈراپ کرنے چلا گیا تھا۔

"انس بھائی حدید کو فون کریں کافی وقت ہو گیا ہے۔"

دونوں کافی دیر اس کے پاس بیٹھیں۔ زیادہ وقت عفت تقریب کی باتیں کرتی رہی۔ اسی کو خیال آیا۔

"فون بند جا رہا ہے۔ اللہ خیر کرے۔ آج کل حالات اچھے نہیں۔" انس کی آواز میں تفکر سا تھا۔ اس کے کمرے میں انس کی آواز سنائی دی۔ دھڑکنوں میں انتشار سا بھر گیا۔

تقریباً سب ہی دوست واپسی کے لیے نکل گئے تھے۔ سوائے صارم کے۔ جس کی گاڑی حدید لے کر چلا گیا تھا۔

اس کا کمرہ اوپری منزل پر تھا۔

وہ دونوں انس سے باتیں کرتی نیچے جا رہی تھیں۔ انس کی آواز دور ہوتے ہوتے معدوم ہو گئی۔ جس طرح وہ خود ابھی اس کے پاس آنے والا تھا۔ مگر پھر نیچے چلا گیا تھا۔ دھڑکتے دل میں اکتاہٹ سی ابھرنے لگی۔

ابھی جانے کتنی دیر اور ایسی طرح اسٹیچو بننا تھا۔ بھاری زیورات، ڈھیروں میک اپ اور بھاری کامدار جوڑے میں اسے تھکن کا ایک بے حد موہوم سا احساس تنگ کر رہا تھا۔ آنے والی تمام گھڑیوں کے خوش کن خیالات سے پرے۔

تبھی دروازے پر کھٹکا ہوا۔ اس نے سنبھل کر سر جھکا لیا۔ آنے والا اس کے خیالات کے برعکس انس نہیں عفت تھی۔ گھبرائی ہوئی شکل پر تذبذب کی پرچھائیاں۔ کسی انہونی کے خدشے نے اس کے دل میں چٹکی سی بھری۔

"وہ۔ سوہا!" عفت جھجک کر رک سی گئی۔ کہیں نہ کہیں کی اضطرابی کیفیت اس کے چہرے پر رقم تھی۔

"حدید کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

"کیا۔" اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔

اس بار عفت کچھ کہہ نہیں سکی۔ آنکھوں میں ایکا ایک آنسو بھر آئے۔ اس نے سر جھکا لیا۔

"اس کی حالت نازک ہے۔ اور انس بھائی اسپتال چلے گئے ہیں۔" سوہا کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی سی لگیں۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

PAKSOCIETY.COM

☆ ☆



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دل نے تم کو چاہا

سوہا اور مایا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید ’انس‘ عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس ‘سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

## دوسری قسط

www.bookspk.net
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ ٹھنڈے برآمدے کے طول و عرض ناپتے۔ صارم پہنچ چکا تھا۔ انس اسے دیکھ کر بے اختیار سا ہو گیا۔

"صبر کرو خدا سے دعا کرو۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔" صارم اسے کندھے سے لگائے تھپک رہا تھا۔ اس کے روم روم سے حدید کی سلامتی اور زندگی کے لیے دعا نکل رہی تھی۔ کسی نے وسوسوں کی انتہا پر جا کے بھی اس حادثے کے بارے میں نہیں سوچا ہو گا۔

زندگی اپنی بانسوں میں انسان کے لیے کتنے رنگ سمیٹے کھڑی ہوئی ہے اور انسان اتنا بے بس ہے کہ وہ ہر موقع کی مناسبت سے ایک رنگ نکال کر اسے اوڑھا دیتی ہے اور انسان اسے اوڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسے اس وقت وہ اپنی زندگی کے سب سے خوب صورت اور خوشیوں بھرے موقع پر حزن کا رنگ اوڑھے بیٹھا تھا۔

صارم بہت دیر تک افسوس سے اسے تکتا رہا۔ پھر دھیرے دھیرے چلتا ہوا نزدیک آ گیا۔

"انس!" اس نے اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ دھر دیے۔ وہ یوں چونکا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔

"میری بات مانو! تم گھر چلے جاؤ۔" انس جو غائب دماغی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک دم اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹا کر رخ موڑ لیا۔

"میں نہیں جا سکتا۔"

"پاگل ہو گیا تم۔ بھول رہے ہو۔ گھر پر بھی کوئی تمہارا منتظر ہے۔" صارم کی بات پر کسی کی شبیہ نے اسے ایک لمحے کے لیے ماحول سے بے گانہ کر دیا۔ لیکن اگلے ہی لمحے معاملے کی سنگینی نے اپنے پر پھیلا دیے۔

"میرا دل نہیں مانتا کہ کسی اور کو، کچھ اور حالت میں....." اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"پلیز صارم... میں نہیں جانتا۔ اللہ نہ کرے۔ میرا دل پھٹنے لگتا ہے یہ سوچ کر کہ آج اگر میں چلا گیا اور پیچھے سے اسے کچھ ہو گیا تو...." اس نے بے چارگی سے نفی میں سر ہلایا۔

"میں زندگی بھر خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا۔ کبھی خود سے نگاہیں نہیں ملا سکوں گا۔" صارم نے بے اختیار اسے گلے سے لگا لیا۔

"اسے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔" انس کے دل کو ڈھارس سی ہوئی۔

سر جھکا کے بیٹھے ہوئے گزرے۔

☼ ☼ ☼

چند لمحے یوں ہی عفت بے بسی سے سامنے کھڑی سوچ رہی تھی کہ اب کیسے تو کیا کہے۔

"پتا نہیں مجھے تم سے کہنا چاہیے یا نہیں، مگر میرا خیال ہے تم اب کپڑے بدل لو۔" سوہا ابھی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"حدید کی حالت خراب ہے۔ میرا نہیں خیال کہ انس بھائی اب آئیں گے آج رات واپس... ایسے میں تم کب تک یوں بیٹھی رہو گی انتظار میں۔" اس نے رک رک کر بے ربط انداز میں بات مکمل کی۔

حقیقت تو یہ تھی کہ اسے بے حد رونا آرہا تھا۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ سوہا کی زندگی کی سب سے قیمتی رات ایسے غارت ہو گی اور اس مشکل وقت میں وہ خود اس کا سامنا کرے گی۔

سوہا ایک گہری سانس لے کر شرارہ سمیٹتی ہوئی اٹھی۔ کانوں میں آویزے، ہاتھوں میں بھری چوڑیاں، پیروں میں بندھی پازیب بکھرے پھول، سب جیسے احتجاجاً بول اٹھے۔

"جس کے لیے زیب تن کیا تھا۔ اس نے تو ابھی دیکھا تک نہ تھا۔ ہمیں دیکھا جائے، ہمیں سراہا جائے، چھو کر ہماری نرمی اور کوملتا کو محسوس کیا جائے۔ یہ ہمارا حق ہے۔"



دھیرے دھیرے چلتی ہوئی وہ واش روم میں بند ہو گئی۔ عفت گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گئی۔ خوشبوئیں لٹاتی بیلے اور گلاب کی کلیاں اسے ڈسنے لگی تھیں۔

یہ کمرہ جہاں اس وقت انس اور سوہا کو ہونا چاہیے تھا۔ اس کی محبتیں، اس کی چاہتوں کی شدتیں، شرماہٹیں، سرگوشیاں، لیکن... اس وقت وہاں صرف صرف خاموشی اور اداسی کا راج تھا اور میں خود کیا کر رہی ہوں اس وقت یہاں۔ اسے اپنی موجودگی سے الجھن ہونے لگی، وحشت ہونے لگی۔ "حدید کا کیا حال ہے۔ مجھے فون کر کے پتا کرنا چاہیے۔" خیال آتے ہی وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

ایمرجنسی روم کے باہر جلتی سرخ لائٹ اس کا دل دہلا رہی تھی۔ جتنی بھی خیر و سلامتی کی دعائیں، آیتیں اور سورتیں اسے یاد تھیں... بے آواز لبوں سے نکل رہی تھیں۔

چار گھنٹے گزر جانے کے باوجود حدید کی حالت میں کہیں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ معاً دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر جھکے قدموں سے باہر نکلا۔ انس بے تابی سے اٹھ کر اس کی طرف لپکا۔

"یا اللہ... کوئی خیر کی خبر، کوئی سلامتی کی نوید، کوئی مژدہ جانفزا۔" چند قدم تیر کی سی تیزی سے اٹھاتے ہوئے بھی اس نے کتنی دعائیں مانگ ڈالیں۔

"کوئی ہڈی ٹوٹی نہیں ہے۔ صرف لیفٹ تھائی میں فریکچر ہے۔ مگر دماغ میں کوئی ایسی ضرب لگی ہے جو....." ڈاکٹر نے جملہ ادھورا چھوڑ کر انس کا چہرہ دیکھا۔

"اگلے اڑتالیس گھنٹے میں ان کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ کومے میں چلے جائیں گے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں، آپ دعا کریں۔"

وہ ترحم آمیز انداز میں اس کا دولہاؤں والا لباس اور تیاری دیکھ کر کندھا تھپکتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

انس نے نم آنکھوں کو بند کر کے آخری بار دیکھا۔ حدید کا چہرہ یاد کرنے کی کوشش کی۔ ہنستا، مسکراتا، شرارتی، بے فکرا، خوش باش چہرہ۔ وہ کتنا ہشاش بشاش تھا ابھی چند گھنٹے پہلے تک... دو آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر اس کے گالوں پر لڑھک گئے۔ اس نے ہارے ہوئے انداز میں بینچ پر بیٹھ کر ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا لیں۔

"مجھ سے میرا آخری خونی رشتہ مت چھیننا میرے مالک... یا اللہ... میں اسے بنا جی نہیں پاؤں گا۔" دل کے بہت اندر کہیں کسی کونے میں کوئی ڈرا سہما بیٹھا چپکے چپکے رو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ واش روم سے نکلی تو کمرہ خالی تھا۔ اس کے احساسات عجیب سے ہو رہے تھے اور دل بھی کمرے کی طرح خالی خالی لگ رہا تھا۔ کتنی دیر وہ یوں ہی بے مقصد بیڈ پر بیٹھی ناخنوں سے نیل پالش کھرچتی رہی۔ گلے اور کانوں کا زیور بہت چبھنے لگا تھا تو اتار کے رکھ دیا۔

مہندی کے دلفریب ڈیزائن سے سجے انگوٹھیوں اور چوڑیوں بھرے ہاتھوں کو وہ خود ہی دیکھتی، دل ہی دل میں انہیں سراہتی رہی تھی۔ پھر دل بھر گیا تو ایک ایک کر کے وہ بھی ڈریسنگ ٹیبل کی زینت بن گئیں۔ کلائیاں سونی ہو گئیں۔ بنا کسی کی محبت پاش نظریں محسوس کیے اور کسی کی نرم گرم گرفت میں پگھلے بغیر ہی۔

کاٹن کے آرام دہ سوٹ میں بھی سخت بے آرامی سی تھی۔ گہنوں سے الگ ہو کے بھی اس کے وجود سے دلہناپا اترا نہیں تھا۔ اسے رہ رہ کر حدید کا خیال بھی آرہا تھا اور انس کی غیر حاضری بھی حصار باندھ رہی تھی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بال ہنیں نکال کر چوٹی کے بل کھولتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ گھر میں عفت اور نائلہ کی موجودگی کے باوجود عجیب سی تنہائی اور وحشت ناک سناٹا سا ہے۔ اس نے اٹھ کر دوپٹا شانوں پر ڈالا اور باہر نکلی۔ کمرا اوپری منزل پر تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔

"عفت۔۔۔ نائلہ۔" سامنے ہی وہ دونوں موجود تھیں۔ نائلہ جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ عفت کے ایک ہاتھ میں تسبیح اور دوسرے میں موبائل تھا۔ "اب کیسی طبیعت ہے حدید کی؟"

"طبیعت کیسی ہونی ہے۔ بس اللہ اپنا کرم کرے۔ جانے کس کی نحوست کی نظر ہو گیا ہے۔" نائلہ بڑبڑا کر نیت باندھنے لگی۔ عفت نے قریب آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "تم نیچے کیوں آگئیں۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔ میں نے گھر پہ کہلوا دیا تھا کہ ہم دونوں آج یہیں رک جائیں گی۔" اس نے پلٹ کر ایک نظر نائلہ کو دیکھا۔

"حدید کی حالت ابھی خطرے سے باہر نہیں ہے۔ گھر پہ کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ انس بھائی نے منع کیا تھا بتانے سے۔ صبح انہیں بھی بتا دیں گے۔" سوہا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کہے۔

"تمہیں بھوک تو نہیں لگ رہی۔" "نہیں۔" یک لفظی جواب دے کر وہ مڑنے لگی۔ پھر۔۔۔ کچھ خیال آنے پر رک گئی۔

"وہ۔۔۔ انس سے بات ہوئی ہے تمہاری۔" وہ پوچھتے ہوئے جھجک سی گئی۔ چند گھنٹے پہلے کی نو بیاہتا دلہن۔۔۔ ______ کیسے پوچھے۔ کیا آج شادی کی پہلی رات وہ اپنے دولہا کے بغیر سو جائے۔ اپنے محرم کا انتظار کیے بغیر۔ یا پھر وفاشعار بیوی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے جاگ کر انتظار کرے۔

"وہ کسی سے بات نہیں کر رہے' مجھے ان کے دوست نے بتایا تھا حدید کے بارے میں بھی اور یہ بھی کہ انس بھائی گھر آنے کے لیے تیار نہیں۔" عفت اپنی جگہ یہ کہتے ہوئے شرمندہ سی تھی۔

"تم چلو کمرے میں جا کے آرام کرو۔ صبح تک ان شاء اللہ آجائیں گے۔" اس نے اپنی بات کا تاثر ختم کرنے کے لیے جانے کس کو تسلی دی تھی۔ سوہا کو یا خود کو۔

وہ اپنے خالی پن کو سنبھال کر ایک ایک سیڑھی گنتی ہوئی واپس اسی سجے سجائے کمرے میں آگئی۔ کمرے کی سجاوٹ بھی وہی تھی اور مہک بھی۔ ہاں مگر وہاں کی بولتی معنی خیز خاموشی اور ریشمی سرسراہٹیں اب سو چکی تھیں۔ ہاتھ پیروں کی نیل پالش اتار کر اس نے بھی وضو کر کے وہیں نیت باندھ لی۔ دعا کے لیے پھیلے ہاتھوں پر کتنے ہی آنسو قطار در قطار گر کر اس کے ہاتھوں اور چہرے کو گیلا کرتے رہے۔ وہ رو رہی تھی اور دعا کر رہی تھی۔ حدید کی زندگی کے لیے اور شاید اس ہی سے جڑی اپنی آئندہ زندگی کی خوشیوں کے لیے۔

☼ ☼ ☼

فجر کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ نہ حدید کی حالت میں کوئی تبدیلی آئی تھی۔ نہ انس کے انداز نشست میں۔ صارم نے ایک' دو بار اسے گھر جانے کے لیے راضی کرنے کی کوشش کی۔ مگر۔۔۔ اس کی حالت دیکھ کر چپ ہو گیا۔ لمحہ لمحہ جیسے موت و زیست کی کسوٹی کھیل کر گزر رہا تھا۔ شدید اعصابی جنگ نے خود صارم کی حالت بھی شکستہ کر ڈالی تھی۔ ابھی تو سوہا کے گھر والوں اور خالہ جان کو بتانے کا مرحلہ باقی تھا۔ کیا قیامت گزرے گی ان پر جب حدید کے ایکسیڈنٹ کا پتا چلے گا اور کیا سوچیں گے سب لوگ یہ سن کر کہ انس پوری رات گھر واپس نہیں پلٹا۔

صبح آٹھ بجے کے قریب ڈاکٹر نے حدید کے ہوش میں آنے کی خوش خبری سنائی۔ بے ساختہ کلمہ شکر دونوں کے منہ سے نکلا۔ ڈاکٹر نے انس کو اس سے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

صارم نے گھر فون کر کے اطلاع دی۔ پھر خود بھی حدید کے پاس چلا آیا ہوش میں آجانے کے باوجود حدید کی



حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کوئی بات کر پاتا۔ پھر بھی غنیمت تھا کہ کم از کم خطرے سے باہر تو تھا۔

انس اس کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں دبا کر دیر تک بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ صارم نے بڑھ کر اس کے شانے پر دباؤ ڈالا۔ اس نے سر اٹھایا تو صارم نے دیکھا۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔

"وہ اب پہلے سے بہتر ہے انس! پلیز ریلیکس۔ وہ خطرے سے باہر ہے۔ اب پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایوری تھنگ ول بی او کے۔" اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

"اٹھو اب یہاں سے شاباش۔" بہت نرمی سے اسے اٹھا کر وہ باہر لایا۔

"اب تو گھر چلے جاؤ تم۔۔۔ پلیز یار۔" صارم کی آواز اور انداز میں عاجزی سی تھی۔ انس نے آنکھوں اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔

☼ ☼ ☼

یہ وہی گھر تھا جہاں کل تک شادی کے ترانے گونج رہے تھے۔ آج ایک ہولناک سناٹا طاری تھا۔ دروازہ عفت نے کھولا۔

"نائلہ گھر چلی گئی ہے۔ امی وغیرہ کو بتائے گی تو پھر گھبرا جائیں گی۔ اکیلی ہوں گی اس لیے۔" عفت کا چہرہ رویا رویا اور آواز بھاری سی تھی۔ انس تھکے تھکے قدموں سے لاؤنج میں آکر ڈھیر ہو گیا۔

"میں ناشتا لاتی ہوں۔" وہ جھکی جھکی نظروں سے انہیں دیکھ کر بولی۔ پھر کمرے سے باہر جاتے جاتے رک سی گئی۔

"وہ۔۔۔ انس بھائی!" اس کا انداز رکا رکا سا تھا۔ "سوہا اوپر کمرے میں ہے۔" اور اس کی توقع کے عین مطابق اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

"میرا خیال ہے آپ وہیں چلے جائیں۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔ انس کچھ دیر اور وہیں بیٹھنا چاہتا تھا۔ وہ اس وقت کو یاد کرنا چاہتا تھا۔

پرسوں رات کے وقت کو' جب سارے دوست اور حدید مل کر کمرے میں گانا بجانا کر رہے تھے۔ ہنس رہے تھے۔ گا رہے تھے اور اسے چھیڑ رہے تھے۔ وقت کیسے ریت کی طرح مٹھی سے پھسل جاتا ہے۔ انسان کے اختیار سے باہر اور شاید انسان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ وہ ایک گہری سانس لے کر اوپر آیا۔

کیا کر رہی ہوگی سوہا۔ میرا انتظار کر رہی ہو یا شاید ناراض بھی ہو۔ میں بھی تو اس اہم موقع پر اس کے پاس نہیں تھا۔ کسے پتا تھا کہ وہ حسین رات' جس کے کتنے ہی سپنے اس نے جاگتی آنکھوں سے بنے تھے۔ یوں آکے گزرے گی کہ میں اس کی یادیں تو دور کی بات' اس کے سائے تک نہیں ڈھونڈ پاؤں گا۔ کمرے کا یوں بھڑا ہوا دروازہ وا کرنے تک کتنے خیالات کے تیز رفتار گھوڑے اس کے دھیان کی زمین پر دھول اڑاتے گزر گئے۔

دھڑکن قدرتی طور پر غیر معمولی اور تیز سی ہو گئی۔ کمرے کا منظر اس کی توقعات کے برعکس تھا۔ موتیے کی لڑیاں ایک طرف سمٹ کر بندھی ہوئی تھیں۔ سرسراتے پردے برابر تھے اور بیڈ پر سوہا گہری نیند سو رہی تھی۔ انس کے احساسات عجیب سے ہو گئے۔

سوہا اسے جس حال میں بھی ملتی۔ بجی سنوری' مسکراتی' یا روتی دھوتی' عام سے لباس میں۔ مگر کم از کم اس نے یہ نہیں سوچا تھا۔ اس گھر اور گھر کے مکینوں پر گزرنے والے حادثے اور اپنی زندگی کے اس اہم موڑ پر نئے آغاز اور تمام تر ہنگامہ آرائی سے بے نیاز' وہ اتنے آرام سے سوتی ہوئی ملے گی۔

اس نے قریب جا کر اس کا چہرہ دیکھا۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشان نہیں تھے۔ مگر۔۔۔ ایک معمولی سی سوجن



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ضرور محسوس ہو رہی تھی۔ رات والا تمام بناؤ سنگھار ندارد تھا۔ کلائیاں سونی اور چہرہ میک اپ سے مبرا۔ بال بھی بکھرے بکھرے سے تھے۔ اس نے اسے جگانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دروازہ بند کر کے باہر نکلتے ہوئے لاکھ منانے کے باوجود دل میں ایک معمولی سا شکوہ منہ بسور کے بیٹھ ہی گیا اور وہ بہت کوشش کے بعد بھی خاموش نہ رہ سکا۔

"سوہا سو رہی ہے۔" ناشتے کی ٹرے سامنے رکھتے ہوئے عفت نے بغور اسے دیکھا۔

"پوری رات جاگ کر آپ کا انتظار کرتی رہی۔ پھر صبح کے قریب میں نے ہی زور دے کر سلایا۔" وہ جانتی تھی۔ انس کے لہجے میں کیا کچھ تھا۔ شکوہ، تعجب، ناراضی، حیرانی، جب ہی صفائی پیش کرنی ضروری ہو گئی تھی۔ انس کوئی جواب دیے بغیر خاموشی سے ناشتا کرتا رہا۔

"آپ بھی اب ذرا دیر آرام کر لیں۔" ناشتے کے بعد اس نے برتن سمیٹے۔ "آپ کے آنے سے پہلے صارم بھائی نے مجھے فون کر کے بتایا تھا کہ حدید کی حالت خطرے سے باہر ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ اب آپ کل ہی اسپتال جائیے گا۔"

"نہیں میں شام میں ہی چلا جاؤں گا۔" اس کا فیصلہ حتمی اور اٹل تھا۔

"مجھے ایک کپ چائے اور دے دو۔" وہ لاؤنج میں ہی صوفے پر لیٹ گیا۔ عفت نے دیکھا ضرور، مگر کچھ کہہ نہیں سکی۔

☼ ☼ ☼

جانے وہ کون سا غیر معمولی جذبہ انسیت تھا جو اس لڑکی کو دیکھ کر اس کے دل میں ابھرا تھا۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر دل میں بار بار ہر وقت اسے دیکھنے کی خواہش جنم لینے لگی۔ وہ خود ہی اپنی دلی کیفیت کو محسوس کر کے متعجب سا ہو گیا۔ کیا خاص تھا اس میں، کچھ بھی تو نہیں یا شاید یہ اس کا گریز اور محتاط رویہ تھا جو آج کل کی لڑکیوں میں ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ اس نے جتنی بار بھی اس پر نظر ڈالی۔ اسے اس احساس سے الجھتا ہوا پایا کہ کوئی غیر انجان شخص اسے دیکھ رہا ہے۔

اس کی بہن کب سے اس کے پیچھے پڑی تھی کہ اب شادی کر لو۔ مگر وہ ہر بار اسے ٹالتا رہا۔ کیا کہتا۔ عورت کے ہر روپ میں وہ اس کا احترام کرتا ہے، مگر بیوی۔۔۔ شاید اس رشتے پر وہ کبھی اعتبار نہ کر سکے اور کیوں نہ کر سکے۔ اس کی وجہ بھی وہ کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔

دیار غیر میں کسی معمول کی طرح گزرنے والی بے کیف راتیں اور بے مقصد دن، اسے لگتا زندگی بس اسی بے مقصد صبح و شام سے عبارت ہے اور شاید یوں ہی اختتام پذیر ہو جائے گی۔ کسی ہم سفر کے ساتھ کی ضرورت تھی نا اعتبار، ہاں ایک خواہش جو اگر کبھی تھی بھی تو کسی کی بے وفائی کا زخم کھانے کے بعد ابدی نیند سو چکی تھی۔

"اب ان محبت کرنے والی بہنوں کو کوئی کیسے سمجھائے، کھنڈر دلوں کے بنجر جذبے، کسی نوخیز حسن کی ہریالی میں کھل کھیلنے کے قابل نہیں ہوتے۔" کمرے کی فضا میں اس کی خود کلامی گونجی اور گہری یاسیت سرنیہوڑ کے اس کے سامنے آ بیٹھی۔

"واٹ! تم یہ بات مجھے اب بتا رہے ہو۔" کسی کی نوکیلی آواز اس کی سماعتیں چھیدنے کے لیے ہزاروں بار کی طرح اس بار بھی بن بلائے چلی آئی۔

"تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو حسیب۔ تم جو چاہے کرتے پھرو گے اور بعد میں آ کے مجھ سے معافی مانگ لو گے اور میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف کر دوں گی۔"

"لیکن وہ سب تم سے ملنے سے پہلے کی بات ہے۔"



"سو واٹ! تمہیں مجھے بتانا تو چاہیے تھا۔ میں تو ہمیشہ تم سے کہتی رہی کہ تم پہلے شخص ہو جسے میں نے چاہا۔ ہاں لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک میں اپنے آپ کو ہی سمجھتی رہی کہ میں شاید تمہاری پہلی محبت ہوں۔ مگر نہیں۔۔۔"

"نہیں کیوں نہیں ماریہ! تم ہی تو ہو میری محبت، میری چاہت، میرا مان، سب کچھ۔" اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو بازوؤں سے تھام کر اپنی طرف موڑا۔

"مت ہاتھ لگاؤ مجھے۔" اس نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"اپنے تمام جذبے کسی اور پر لٹا کر تم اب مجھ سے یہ دعوا کیسے کر سکتے ہو حسیب۔"

وہ اس کی غلطی بخشنے پر تیار نہیں تھی۔ بلکہ وہ تو شاید اس کی غلطی کو غلطی جاننے کے لیے بھی تیار نہیں تھی۔

"آئندہ مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا۔" اس کے دھواں دھواں چہرے پر ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

کمرہ خالی ہو چکا تھا اور دل ویران۔ اس کی زندگی کی طرح اور کتنے ہی سالوں سے یہ زندگی یوں ہی ویران تھی اور یہ دل یوں ہی جذبوں سے خالی تھا۔ ہاں مگر اس چہرے کو دیکھنے کے بعد یہ کیفیت کچھ بدلی بدلی سی تھی۔ وہ اس بدلتی کیفیت سے حیران بھی تھا۔ خائف بھی اور شاید کہیں خوش بھی۔

☼ ☼ ☼

کسی عجیب سے احساس کے تحت سوتے میں اس کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔ ابھی دوپہر پوری طرح سے عروج پر نہیں پہنچی تھی۔ سورج کی تپش میں صبح کی نرمی باقی تھی۔ اس نے گھڑی دیکھی، بارہ بجے تھے۔ جلدی جلدی منہ پر پانی کے چھپاکے مارتی نیچے اتری تو لاؤنج میں صوفے پر انس کو محو خواب دیکھ کر سن سی ہو گئی۔

پانی کھر میں جانے کوئی تھا یا نہیں اور انس پتا نہیں کتنی گہری نیند میں تھا۔ اس نے قریب جا کر اس کا تھکا ماندہ چہرہ دیکھا۔ عفت نے لاؤنج میں قدم رکھا تو وہ اسے دیکھ کر بے اختیار پیچھے ہٹتی ہوئی جھینپ سی گئی۔

"کچھ کھاؤ گی۔" وہ محبت سے پوچھ رہی تھی۔ اس نے نماز کی طرح دوپٹا لپیٹ رکھا تھا۔

"نہیں بالکل بھوک نہیں ہے۔" "اچھا اوپر چلو میں انس بھائی کو بھیجتی ہوں۔"

"مگر میں تو ابھی۔۔۔" اس نے کہنا چاہا، مگر عفت نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر چپ کرا دیا۔ پھر اوپر جانے کا اشارہ کیا۔

"تھوڑا میک اپ کرو، زیور پہنو، تم ایک دن کی دلہن ہو۔" عفت کو کہتے ہوئے عجیب سی خجالت کا احساس ہوتا تھا۔ مگر مجبوری تھی۔

اس نے ذرا ڈارک کلر کی لپ اسٹک لگائی اور کانوں میں آویزے پہن کر ایک ہاتھ میں چوڑی ڈال لی۔ سیڑھیوں پر کسی کی آہٹ ہو رہی تھی۔ وہ جلدی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

انس نے اندر داخل ہو کر دیکھا۔ سر پر دوپٹا ہونے کی وجہ سے چہرہ چھپ سا گیا تھا۔ اس نے چہرہ جھکا بھی رکھا تھا۔

"السلام علیکم۔" سوہا نے سلام میں پہل کی۔

"وعلیکم السلام۔" دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے دھیرے سے جواب دیا تھا۔

اس نے جھکی پلکوں سے دیکھا۔ انس اس کے بالکل پاس ہی کھڑا تھا۔ اس کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگیں۔ چہرے سے ایک دم ہی آگ سے نکلنے لگی۔ وہ موتیے کی بندھی ہوئی لڑیاں کھول رہا تھا۔ "کیسی ہو۔" اس نے



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سامنے بیٹھ کر سوہا کے حنائی ہاتھ تھامے۔
"آپ کیسے ہیں۔" سوال کا جواب سوال من کر وہ ہنس دیا۔ ایک پھیکی سی ہنسی۔
"ٹھیک ہوں میں۔"
"اور حدید۔"
"وہ بھی ٹھیک ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ اب تو بہتر ہے۔ تم ٹھیک سے بیٹھو نا۔" اس نے پیر اٹھا کر بیڈ پر رکھ لیے۔ انس بھی سہولت سے اس کے دوسری طرف نیم دراز ہو گیا۔
"میں جانتا ہوں تم کل میرے نہ آنے کی وجہ سے اداس ہو گئی ہو گی، ہے نا۔" اس نے ایک بازو اس کے شانے پر پھیلا کر اسے قریب کر لیا۔ یہ ان دونوں کے درمیان قائم ہونے والے رشتے کا پہلا بے تکلفانہ استحقاق تھا۔ سوہا اس کی بات سننے کے بجائے ایک دم سمٹ سی گئی۔ اس سے جواب میں کچھ بولا نہیں گیا۔ انس دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھام کر سہلانے لگا۔
"زندگی میں ہر کام، بلکہ کوئی بھی کام ہماری مرضی سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر جو کچھ ہماری پلاننگ سے ہو بھی رہا ہوتا ہے۔ وہ دراصل خدا کی مرضی ہوتی ہے۔ اس کی رضا اور ہماری بھلائی۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں اور یقیناً" تم بھی رکھتی ہو گی۔" اس نے رک کر اس کا سرخ چہرہ دیکھا۔
"تو ہو سکتا ہے ہماری بھلائی اور بہتری اسی میں ہو۔ جو رات اور جو لمحے ہمارے قسمت میں ہمارے ساتھ کے درج نہیں تھے۔ وہ گزر چکے۔ ان کے افسوس میں آنے والے دنوں اور آنے والی زندگی کو ضائع کیوں کریں۔ ابھی ایسی بہت سی راتیں آگے زندگی میں ہماری منتظر ہیں۔ ہمیں خوشدلی سے گزرا ہوا وقت بھول کر آنے والے لمحات کو خوش آمدید کہنا چاہیے، ہوں......"
اس نے دو انگلیاں اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ سوہا اس کی قربت کی آنچ سے پگھل رہی تھی۔ گھبرا رہی تھی اور وہ کس حساب کتاب میں کھویا تھا۔ وہاں تو منظر ہی اور تھا۔ وہ دیر تک نگاہوں میں اس کا شرمیلا روپ جذب کرتا رہا۔
"آپ کچھ دیر لیٹ جائیں۔ آرام کر لیں۔" اس نے گھبرا کر ایک بے تکا مشورہ دیا۔ خود پر سے اس کی نظریں ہٹانے کے لیے اسے یہی ایک بات سوجھی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔ دل خود بخود کسی انجانی مگر مدھر دھن پر گنگنانے لگا۔ اسے ایک دم ہی شرارت سوجھی۔
"جو حکم جناب۔" اور اس نے فوراً" سوہا کی گود میں سر رکھ دیا۔ سوہا ایک دم بدک سی گئی۔
"میرا مطلب تھا تکیے پر......" وہ گڑبڑا کر وضاحت دینے لگی۔ پھر شرما کر چپ ہو گئی۔
"یہ جگہ بھی بری نہیں ہے۔" اس کی آنکھوں میں خمار آ گیا تھا۔ سنہری کلائیوں پر مضبوط ہتھیلیوں کی گرم گرفت تھی اور ایک محبوب چہرہ قریب تر۔ سوہا کی نظریں ادھر ادھر بھٹکتی پھرتیں۔ پھر اس کے چہرے پر آن رکتیں۔ پھر جھینپ کر راستہ بدل لیتیں اور وہ خود تو تھا ہی بے خود...... یہ چہرہ قریب سے، فرصت سے دیکھنے کی خواہش بھی تو بہت تھی اور موقع بھی بڑے موقع سے ملا تھا۔

☼ ☼ ☼

حدید کو ہوش آ چکا تھا۔ انس جب اسپتال پہنچا تو وہ دھیرے دھیرے صارم سے بات کر رہا تھا۔ ڈاکٹرز نے زیادہ بولنے سے منع کیا تھا۔ ماہا، امی اور خالہ جان بھی وہیں تھیں۔ ماہا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ چکی تھی۔ وہ کتنی دیر چھوٹی بہنوں کی طرح اس کا سر تھپکتا رہا۔ اس کے آنسو صاف کرتا رہا۔



خالہ جان یعنی پاپا کی تائی امی موقع کی نزاکت کا احساس کیے بغیر اس منظر کو بہت بے چینی سے ملاحظہ کرتی رہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ انہیں اپنا دوسرا بھانجا بھی ہاتھوں سے نکلتا ہوا لگ رہا تھا۔
"اب تم انس کے ساتھ چلی جانا گھر، عفت کو بھیج دو۔ بے چاری تھک گئی ہو گی کام کر کر کے۔" نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے لبوں سے ایک عجیب سی بات نکل ہی گئی۔
ماہا کو تو صبح ہی حدید کے ایکسیڈنٹ کا پتا چلا تھا۔ بلکہ خود ان کو بھی اور رہی عفت تو اسے ایسے گھر میں کیا اور کتنا کام ہو سکتا تھا۔ جہاں خود اس کے اور ایک نئی نویلی دلہن کے سوا کوئی موجود ہی نہ تھا۔
صارم اپنے گھر گیا تھا اور جاتے وقت یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ حدید کے پاس رات میں ٹھہرنے کے لیے کسی کا انتظام کر دے گا۔ مگر انس کو کسی کے آنے کی پروا نہیں تھی۔ وہ آج کی رات بھی اسپتال میں ہی رکنا چاہتا تھا۔
حدید سو چکا تھا۔ کمزوری اور مسکن دواؤں کے زیر اثر اسے نیند آ بھی زیادہ رہی تھی۔ انس ترحم، تاسف اور محبت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ کمزور، زرد۔
خالہ جان، امی اور ماہا واپسی کے لیے اٹھ گئیں۔ صد شکر کہ انہوں نے واپسی کے وقت کوئی بات نہیں کی۔ شاید انہیں اپنی بات کے بے تکے پن کا اندازہ ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

عفت اور وہ لاؤنج میں خاموشی سے بیٹھی تھیں۔ آج اس کی شادی کا دوسرا دن تھا۔ اصولاً" آنے والے اس کا ولیمہ ہونا تھا۔ مگر...... انس نے عفت سے کہا تھا کہ ولیمہ ملتوی ہونے کی خبر خاندان میں سب کو پہنچا دے۔
"میرا بھائی اسپتال میں پڑا ہے اور میں دعوتیں اڑاؤں۔"
انس کے انداز میں ناگواری سی تھی۔ چپکے چپکے اس کا چہرہ پڑھتی سوہا نے دل میں پہلی بار اس کی بات پر ناگواری محسوس کی۔
کیسی عجیب بات تھی۔ زندگی کا وہ حصہ جب ہر روز، روز عید اور ہر شب شب برات محسوس ہوتی ہے۔ اس کی زندگی کا وہ حصہ ایک عجیب سے خالی پن کی نظر ہو رہا تھا۔
حدید سے انسیت اپنی جگہ، اس کا ایکسیڈنٹ اور اس کی تشویش ناک حالت اپنی جگہ، اسپتال کے چکر، فکر، اس تمام صورت حال کے باوجود، اس سب سے قطع نظر ارزاں تو اس کی اپنی ذات بھی نہ تھی کہ وہ اور اس سے منسلک ہر خوشی یوں نظر انداز کر دی جاتی۔ یہ ٹھیک تھا کہ حدید اسپتال میں ہو تو ولیمہ کی دعوت نامناسب لگتی۔ مگر انس آج رات بھی اسپتال میں رک گیا تھا۔
یہ اس کی شادی کے انتہائی ابتدائی دن تھے۔ جب عام سی ترین صورتیں بھی، چاند چہرہ، ستارہ آنکھوں کا لقب پاتی ہیں۔ روتی بسورتی شکلیں بے وجہ مسکراتی ہیں۔ کرخت لہجوں میں نرمی اتر آتی ہے۔ خوشیوں اور امنگوں کا ایک الگ اور نیا ہی جہان ہوتا ہے۔ جہاں پر دل لمبی سے لمبی اڑان بھرنے کے لیے، پر تولے تیار بیٹھا رہتا ہے۔ بانہوں میں کھنکتی چوڑیوں سے لے کر ہم زلفوں سے ٹپکتی بوندوں تک اور ہم سفر کی ایک سرسری نگاہ سے لے کر مستحقاق بھری گرفت تک، سب کچھ معنی خیز اور ایک حجاب آگیں، مسکان سے چھلکتا ہے۔
اس کے معاملے میں اسے سب الٹا ہوتا لگنے لگا۔ جب رات کو گیارہ بجے تک انس کی واپسی کے امکان نظر نہ آئے۔
"تو ثابت ہوا کہ میں اہم ہوں، مگر اتنی زیادہ نہیں۔" جلد باز، جذباتی کم عمر لڑکیوں کی طرح اس نے بھی فیصلہ کرنے میں ذرا جلدی دکھائی۔ موقع محل کی مناسبت اس وقت انس کو اپنے کمرے میں ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ اپنے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نئی دلہن کی ہی طرح سے سجے سجائے کمرے میں' تنہائی کی بانہوں میں سمٹی کروٹ کے بل سسک رہی تھی۔ بیلے کی کلیاں مرجھا چکی تھیں۔ اس کے دل میں پھوٹتے نئے نکور ارمانوں کی طرح۔ سرِشام نئے سرے سے کیا گیا تمام بناؤ سنگھار' ٹشو پیپر کی ایک معمولی رگڑ سے ڈسٹ بن کی نظر ہو گیا۔ چمکتے دمکتے طلائی آویزے' گلوبند' پازیب' قرینے سے واپس ڈبوں میں جانے کے بجائے' بے دلی سے سنگھار میز پر پھینکے گئے۔ آگے پھر طویل اور بے زار کن رات اس کی منتظر تھی۔

"اور کون جانے ایسی کتنی راتیں "اس کی قسمت میں باقی ہیں۔" کل وہ کہہ رہا تھا جو گزر گیا اس کا غم نہیں کرنا' جو آنے والا ہے۔ اس کا کھلے دل اور مہمان مسکراہٹ کے ساتھ خیر مقدم کرنا ہے۔"

"تو کیا اس تنہائی کے ساتھ اپنی خوشیاں بانٹوں' یا اس اداس سناٹے کو اپنا غم سنا کر دل کا بوجھ ہلکا کروں کہ مجھے بہت چاہ سے بیاہ کر لانے والا میرا جیون ساتھی بہت جلد مجھے بھول بیٹھا ہے۔" آنسو بے آواز پلکوں سے ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوتے رہے۔

آج عفت اس کے ساتھ ہی لیٹ گئی تھی۔ گو دل تو نہیں مانتا تھا۔ مگر یہ سوہا کا ہی اصرار تھا کہ اسے اکیلے کمرے میں ڈر لگتا ہے۔ سوہا کی دبی دبی آواز کی بہت دھیمی سسکیاں اس کے کانوں تک بھی آئی تھیں۔ وہ صرف انس کی عقل پر ماتم ہی کر سکتی تھی۔

☼ ☼ ☼

صبح ہی صبح اس نے بے حد غصے کے عالم میں گھر فون کیا۔ "امی اور میں تو اسپتال جا رہے تھے۔" ماہا اپنے دھیان میں تھی۔ اس کی آواز اور لہجے پر چونک گئی۔

"کیا ہوا۔"

"ہونا کیا ہے' بس۔۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔" "تو ٹی وی وغیرہ دیکھ لو۔"

"مجھے نہیں دیکھنا۔ میں کیا یہاں ٹی وی دیکھنے کے لیے آئی ہوں۔" وہ بہت اکتا گئی تھی۔

"تو پھر مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔"

"گھر آجاؤ مجھے لینے۔"

"میں اکیلی کیسے آؤں گی۔" ماہا متذبذب ہوئی۔

"اوفوہ سیدھی بس تو آتی ہے اور تم کیا ایسی نئی نویلی ہو کہ کہیں آجا نہیں سکتیں۔" عفت پاس کھڑی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے تیور دیکھ کر چپ چاپ باہر نکل گئی۔

"اچھا ذرا اسپتال ہو آئیں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں وہاں جانے کی۔" سوہا بے اختیار آواز دبا کر چیخی۔

"تم پہلی فرصت میں یہاں آؤ سمجھیں۔۔۔ ورنہ اچھی بات نہیں ہو گی۔"

اس نے فیصلہ کن انداز میں کہہ کر لائن کاٹی' پھر۔۔۔ سیل بیڈ پر پھینک کر رونے لگی۔

☼ ☼ ☼

ذرا دیر بعد ماہا امی کے ساتھ موجود تھی۔

وہ امی کو سلام کرنے نکلی تو اس کا چہرہ ستا ہوا اور آنکھیں نم تھیں۔

امی کو معلوم تھا وہ' انس کی بے توجہی سے اداس ہو گئی ہے' مگر وہ اس معاملے میں بے بس تھیں۔ سوہا ان کے پاس بھی زیادہ دیر تک نہیں بیٹھی۔ بلکہ اوپر کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔ امی نے ماہا کو اس کے پاس بھیجا۔ انھیں اس کا رویہ بہت غیر معمولی سا الگ رہا تھا۔



"امی سے کہو وہ عفت کو لے کر اسپتال چلی جائیں۔ مجھے گھر جانا ہے۔" وہ کمرے میں ماہا کی آمد کی منتظر بھری بیٹھی تھی۔

"اچھا کہہ دیتی ہوں۔"

ماہا نے اس کے فیصلہ کن انداز پر گہری سانس بھری اور پلٹ گئی۔

سوہا بھری بھری آنکھوں سے ایک جوڑا اور چند چوڑیاں بیگ میں رکھ کر تیار ہو گئی۔ امی عفت کے ساتھ اسپتال چلی گئیں۔

گھر کی چابی عفت کے ہی پاس تھی۔ اس نے اسپتال میں ہی انس کے حوالے کرنے کے خیال سے ساتھ ہی رکھ لی۔ وہ خود بھی اب گھر جانا چاہ رہی تھی۔ خاندان میں سے کوئی ایک بھی تو یہاں سوہا سے ملنے نہیں آیا تھا۔ جس جس کو خبر ملی' حدید کی عیادت کو ہی پہنچا۔

"پرہیزی کھانا تو میں گھر سے بنا کر بھی دے سکتی ہوں۔ انس ہمارے یہاں نہیں تو سوہا کے ساتھ ہی رک جائے گا۔"

اس نے گھر سے نکلتے نکلتے اپنی رائے بھی دے دی تھی۔ کسی کو انکار یا اعتراض نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

سہ پہر ڈھل رہی تھی۔ جب اس نے تالا کھول کر ویران گھر میں قدم رکھا۔ ہر ہر قدم پر سر نیہوڑائے اداسی اس کے ساتھ ساتھ سرکتی اس کے کمرے میں پہنچی اور اس سے پہلے ہی وہاں قابض ہو گئی۔

اس نے دہلیز پر رک کر چوکھٹ سے ٹیک لگائے کتنی ہی دیر خالی کمرے کو تکنے میں لگا دی۔ سب چیزیں ساکت پڑی تھیں۔ انہیں ساکت ہی رہنا تھا۔ انہیں برتنے والی وہاں نہیں تھی۔ لیکن اس کا احساس ضرور ہر کونے سے جھانک رہا تھا۔

مرجھائے ہوئے پھولوں کی باسی مہک نے ایک پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ اس نے اپنے پیر چپلوں کی قید سے آزاد کیے اور دھیرے سے آگے بڑھ کر الجھی ہوئی لڑیوں کو بے دھیانی سے سلجھانے لگا۔

"عفت' حدید' سوہا۔"

کتنے ہی لوگ دھیان کی ڈور سے الجھے مگر گرہ لگی تو صرف سوہا پر۔

"سوہا۔" اس کے لبوں پر دھیرے سے ایک نام چمک کر بجھ گیا۔

وہ گہری سانس لے کر لڑیاں ہٹانے لگا۔ پھر ایک ڈھیر کی صورت میں جمع کر کے ڈسٹ بن میں ڈالا سائیڈ ٹیبل پر گلاب کے پھولوں کے بڑے بڑے گل دستے سجاوٹ کی نیت سے رکھے گئے تھے۔ موتیے کی لڑیوں کے بعد ان پھولوں کی باری آئی۔ پھر دیواروں اور فرنیچر پر لگے آرائشی گلوں کی۔ تھوڑی ہی دیر میں مرجھائے ہوئے پھولوں سے کمرہ خالی اور ڈسٹ بن بھر چکا تھا۔ کمرے میں چکراتی مہک کافی کم ہو گئی تھی۔

بدلتا موسم اپنی نرم حدت لیے کمرے میں گھس آیا تھا۔ اس نے ہلکا سا پنکھا چلا کر چادر تان لی۔

نیند آنکھوں سے دور تھی۔ کسی کی یاد بہت فرصت سے دل و دماغ پر دستک دیتی سوچ کے کواڑ کھلنے کی منتظر تھی۔

☼ ☼ ☼

اسے دبئی فون کر کے صارم نے اس وقت حدید کے ایکسیڈنٹ کی خبر دی جب' نہ صرف اس کی حالت



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خطرے سے باہر آچکی تھی۔ بلکہ صورت حال کافی حد تک بہتر تھی۔ اس کا گھبرانا ایک فطری سا عمل تھا۔ کاروباری مصروفیات اپنی جگہ تھیں۔ وہ ایک دم سب چھوڑ کر پاکستان تو نہیں جا سکتا تھا۔ ہاں البتہ انس سے فون پر خبر گیری ضرور کی۔ اسے اپنے ساتھ اور ہر قسم کے مالی تعاون اور مدد کا بھرپور یقین دلایا۔

وہ اپنے اور انس کے رشتے کو مستقبل میں جس نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کا تقاضا تھا کہ وہ جتنا ہو سکے اس مشکل وقت میں اس کا ساتھ دے۔

فی الحال تو انس نے کسی قسم کی مالی مدد لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر حبیب کے خلوص بھرے انداز پر اس کے دل کو اطمینان ضرور ہوا تھا۔

حبیب نے کراچی میں مقیم اپنی بہن کو فون پر نہ صرف اپنی شادی کی رضامندی دے دی تھی۔ بلکہ ماہا اور سوہا کا حدود اربع بھی بتا دیا تھا۔

اس کی بہن کا خیال تھا کہ پہلے وہ اپنے بھائی کے دوست کی عیادت کے بہانے ان لوگوں کو دیکھ بھال کر فیصلہ کرے گی۔ پھر رشتہ وغیرہ اس کے دوست کی حالت سنبھلنے کے بعد ہی دیا جائے تو بہتر رہے گا۔

حبیب کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ یوں بھی اسے یقین تھا کہ ماہا اس کی بہن کو ضرور پسند آجائے گی۔ اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ مسترد کر ہی نہیں سکتی۔

☼ ☼ ☼

مغرب کے بعد کہیں جا کے ماہا کے سیل پر انس کی کال آئی تھی۔

وہ جان بوجھ کر سوتی بن گئی۔ ماہا نے ہی فون پر بات کی تھی' تب سے اب تک ڈیڑھ دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں بے حس و حرکت پڑی تھی۔

کبھی کبھی کوئی بھولا بھٹکا موتی پلکوں کے کنارے پر چمکتا۔ وہ بے دردی سے آنکھیں تو کیا پورا چہرہ ہی رگڑ ڈالتی۔ شرما حضوری یا امی کے ڈر سے زبردستی لادا گیا زیور' ہینڈ بیگ کی زینت بن چکا تھا۔ ماہا پر اس کے مزاج کی برہمی کسی حد تک واضح ہو چکی تھی۔

خاندان کے اور بہت سے دوسرے افراد کی طرح سوہا سے ہمدردی رکھنے کے باوجود' وہ انس کی مخالفت نہیں کر سکتی تھی۔ اور سوہا کو شاید اسی بات پر ماہا سے خفگی تھی۔ بلکہ وہ تو شاید ہر شخص سے ہی ناراض تھی۔

عفت نے بہت معاملہ فہمی کا ثبوت دیا جو ماہا کو زیادہ کرید کرنے سے منع کر دیا۔ وہ جب سے آئی تھی' ماہا صرف اس کا چہرہ جانچنے کے کام کر رہی تھی۔

نہ اس نے کوئی بات کی نہ سوہا نے ہی اسے مخاطب کیا۔ انس کا فون بند کرنے کے بعد اسے پتا چلا کہ سوہا جاگ رہی تھی۔ مگر جان کر آنکھیں بند کیے پڑی رہی۔ تب سے اب تک ایک ہی کروٹ کے بل لیٹ کر خلا میں نگاہیں گاڑے کیا سوچ رہی تھی۔ اندازہ لگانا سہل بھی تھا اور شاید گنجلک بھی۔

کبھی اسے لگتا وہ رو رہی ہے۔ کبھی اس کا چہرہ سرخ پڑ جاتا۔ اور کبھی غصے کے آثار نظر آتے۔ امی عشاء پڑھ کر سونے ہی جا رہی تھیں۔ انہیں فجر میں اٹھنا ہوتا تھا۔ جب انس نے دروازے پر دستک دی۔

گو کہ کوئی ایسی رات نہیں گزری تھی۔ گھڑی نو کے ہندسے سے ذرا ہی آگے سرکی تھی۔ مگر سوہا جس تیزی سے اس کی آمد کا سن کر باتھ روم میں بند ہوئی تھی۔ اس سے ماہا کو لگا شاید بہت دیر ہو گئی۔

امی انس سے باتیں کر کے اور حدید کی طرف سے اطمینان لے کر سونے چلی گئیں۔ انہوں نے انس کو خاص تاکید کی تھی کہ آج رات یہیں رک جائے۔



"وہ۔ سوہا نہا رہی ہے۔" ماہا نے اسے اٹک کر بتایا۔

انس سر ہلا کر خاموشی سے چائے پینے لگا۔ ماہا کی سمجھ میں نہیں آیا مزید کیا بات کرے۔ حدید کی خیریت بھی پتا چل چکی تھی۔

باتھ روم صحن کے ایک کونے میں ہی تھا۔ جس کے بند دروازے کے پیچھے چھائی خاموشی ماہا کے جھوٹ کا بھرم کھول رہی تھی۔

"اتنی رات میں نہانا ٹھیک نہیں۔"

انس کافی دیر کے بعد مختصر سا تبصرہ کر کے خاموش ہو گیا۔

"میں امی کے پاس کمرے میں جا رہی ہوں آپ اس کمرے میں۔" اس سے بات مکمل نہیں ہو سکی۔ سوہا باتھ روم کا دروازہ کھول کر نکلی اور انس کی طرف دیکھے بغیر کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

"کیا ضرورت تھی تمہیں وہاں رک کر ان کی نوکرانی بننے کی۔" نائلہ دبی دبی آواز میں چیخ رہی تھی۔

"نوکرانی بننے کی کیا بات ہے۔ کسی کو تو رکنا تھا نا وہاں۔ میں نہیں تو امی یا چچی رک جاتیں۔" عفت جانتی تھی۔

نائلہ کو اس کا انس کے گھر رکنا بہت برا لگا تھا۔ اور کم از کم اس کے سامنے وہ ہر ناگواری کا اظہار کرنے میں بالکل آزاد تھی۔

"ہاں تو رکتیں چچی جان۔ ان کی لاڈلی کا گھر ہے نا وہ۔ اور رہیں اماں تو ان کو تو میں کبھی بھی نہ رکنے دیتی۔"

"کیوں بھئی۔ ایسی بھی کیا بات ہو گئی۔ ان کی بہن کا گھر ہے وہ۔"

"ہے نہیں۔ تھا۔ جب تک ان کی بہن زندہ تھیں ________ یا جب تک انس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔"

"اب کیا ہو گیا۔" عفت اکتا سی گئی۔

"اب یہ ہو گیا کہ جب خدمتیں کرنے کا وقت آتا ہے تو خالہ یا ان کی بیٹیاں رہ جاتی ہیں۔" عفت گہری سانس بھر کے رہ گئی۔

"شادی کے وقت انس کو میں نظر نہیں آئی۔ پہلے کس قدر دوستانہ رویہ تھا میرے ساتھ۔ اور یہ حدید۔ اس کو تو ابھی سے مٹھی میں کر کے رکھا ہوا ہے۔ جادوگرنی ہے پوری۔" نائلہ کے لہجے میں سلگتی جلن کی تپش عفت تک بخوبی پہنچ رہی تھی۔

"میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا نائلہ۔ بھول جاؤ اب اس بات کو۔ تم ایک بے کار کی بات کو جواز بنا کر حسد کر رہی ہو۔ تم خود سوچ سوچ کر گھل جاؤ گی۔ اور کسی کو احساس تک نہ ہو گا۔ انس بھائی کی شادی سے پہلے تم سے جتنی بھی دوستی رہی ہو۔ مگر اب یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سوہا ان کی بیوی ہے۔" عفت نے سمجھانے کی کوشش کی۔ ہمیشہ کی طرح ایک ناکام کوشش۔

"کچھ بھی ہو۔ میں ایک بار انس سے پوچھوں گی ضرور کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ میرے جذبوں سے لاعلم تو وہ بہر الحال نہیں تھا۔"

رات کے سناٹے میں اس کی آواز سرسرا رہی تھی۔

"تمہارا دماغ خراب ہے اور کچھ نہیں۔"

"کیوں اس میں دماغ خراب ہونے والی کیا بات ہے۔"



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"اور نہیں تو کیا۔ وہ دھڑلے سے یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ انھوں نے کبھی تمہیں شادی کے سبز باغ نہیں دکھائے۔"

"ارے منہ سے نہیں کہا تو کیا ہوا۔ اس کا رویہ تو مجھے احساس دلاتا تھا ناں۔" عفت چند لمحوں کے لیے چپ کر گئی۔

لڑکیاں' اپنی ذہنیت سے کتنی ہی چالاک ہوں مگر' فطرت سے معصوم ہی ہوتی ہے۔ کسی کی ذرا سی ہنسی۔ ایک نرم مسکراہٹ اور ایک مہربان نظر سے زندگی بھر کے لیے مفہوم تلاش کر خواب بننے والی۔ معصوم اور نادان لڑکیاں۔

اس نے دل ہی دل میں تمام لڑکیوں کے ساتھ ساتھ اپنی عقل کو بھی سلام پیش کیا۔ خود وہ بھی تو حدید کے نرم رویے سے آس لگائے بیٹھی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے سوہا۔ تم ناراض ہو انس بھائی سے۔"

ماہا اس کے رویے سے حد درجہ الجھ گئی تھی۔ ابھی ان کی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے تھے۔

"نہیں۔" مختصراً" کہہ کر وہ صاف ستھرا بستر جھاڑنے لگی۔

ماہا چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ اس کی حرکتوں سے ناراضی جھلک رہی تھی۔

"اچھا میں ان کو بھیجتی ہوں۔ وہ آج رات یہیں رکیں گے۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اس کی آواز بہت بلند تھی۔ ماہا باہر نکلتے نکلتے ٹھٹک گئی۔

"کیوں۔"

"کیونکہ وہ آج یہاں نہیں۔ حدید کے پاس اسپتال میں رکیں گے۔"

"پاگل ہوئی ہو۔" ماہا نے آواز دبا کر احتیاط" باہر نظر ڈالی۔ سامنے سے انس نظر نہیں آرہا تھا مگر" آواز یقیناً" اس تک پہنچی ہوگی۔

"اب اس وقت وہ اسپتال کیوں جائیں گے۔"

"کیونکہ ان کا بھائی' جس سے وہ بے حد پیار کرتے ہیں اس وقت ہاسپٹلائز ہے۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور کیوں۔" اس کی آواز میں کاٹ تھی۔

"میں انہیں بھیج رہی ہوں یہاں۔"

"ماہا اگر تم نے ایسا کیا تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔" اس کی آواز پر ماہا نے گھبرا کر باہر دیکھا۔ انس اسی طرف آرہا تھا۔

"ویسے بھی میں یہاں آئی ہوں تمہارے ساتھ وقت گزارنے کے لیے۔" انس دروازے تک آگیا تھا۔ سوہا کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ انس کو دیکھ نہیں سکی۔ مگر انس نے اس کی بات سن لی تھی۔

"انس بھائی! اندر آجائیں۔"

سوہا کو اس کی بدتمیزی سے روکنے کا فی الحال یہی ایک طریقہ تھا کہ وہ اسے انس کی موجودگی کا احساس دلا دیتی۔

"نہیں بس' اب کافی رات ہوگئی ہے۔ اب چلوں گا گھر۔" اس نے بہت تحمل سے ماہا کی بات کا جواب دے کر سوہا کو دیکھا۔

"سوہا آپ چلیں گی میرے ساتھ۔" وہ یونہی رخ موڑ کر کھڑی رہی۔



"میں وہاں اکیلے کیا کروں گی۔ اور اگر آپ یہاں سے ڈائریکٹ اسپتال چلے جائیں تو راستہ زیادہ لمبا نہیں پڑے گا آپ کو۔" اس کی آواز دھیمی پڑ گئی تھی۔ مگر اس میں بدتمیزی کا عنصر واضح تھا۔

انس نے کندھے اچکا کر ماہا کو دیکھا اور خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا۔ ماہا اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اتر کر بیرونی دروازے تک آئی۔

"انس بھائی۔" وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"سوہا کی باتوں کا برا مت مانیے گا۔ وہ ایکچوئیلی بہت ڈسٹرب سی ہو گئی ہے۔" اس کی آواز لجلجا گئی تھی۔

زندگی میں کبھی اس طرح کی عجیب' معذرت خواہانہ اور شرمندہ صورت حال سے واسطہ ہی نہیں پڑا تھا۔ دو دن فقط... دو دن پرانا بہنوئی اور یہ وضاحتیں۔ اس کی ہتھیلیاں نم ہو گئیں۔ (امی کو بھی تو تمام بات کا کچھ علم نہیں اف۔)

"میں جانتا ہوں۔" وہ مسکرا دیا۔

"اپنا خیال رکھنا اور اپنی بہن کا بھی۔" ماہا نے بے حد بجھے دل سے دروازہ بند کیا۔ اپنے کمرے کی کھڑکی سے چپک کر کھڑی نائلہ کا وجود اندھیرے میں گم تھا۔ اور اس کے لبوں پر کھیلتی کڑوی مسکراہٹ بھی۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

☼ ☼


ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے 4 خوبصورت ناول

میرے خواب لوٹا دو

نگہت عبداللہ
قیمت -/400 روپے

کسی راستے کی تلاش میں

میمونہ خورشید علی
قیمت -/350 روپے

شریک سفر

زہرہ ممتاز
قیمت -/550 روپے

ساری بھول ہماری تھی

راحت جبیں
قیمت -/300 روپے

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر: 32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحینا اظفر

# دل سے جو خفا

سوہا اور رما دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔
گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔
حدید 'انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس 'سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔
نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔
سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔
حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

## تیسری قسط

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☼ ☼ ☼

سرِ طیول کے اوپری اختتام پر کھڑی خاتون اجنبی سہی مگر بہت متاثر کن شخصیت کی مالک تھیں۔ سہا انہیں پہچان نہ سکنے کے باوجود چیئر پر سے کھڑی ہو گئی۔ ماہا ان سے سلام دعا کر کے انہیں وہیں لا رہی تھی۔

"میں انس کے دوست حسیب کی بڑی بہن ہوں۔" اتنا تعارف ہی جان پہچان بنانے کے لیے کافی تھا۔

امی انہیں اپنے کمرے میں لے جانے لگیں جو خاص مہمانوں کی آمد پر از خود ڈرائنگ روم کا اعزاز حاصل کر لیتا تھا مگر وہ بے تکلفی سے وہیں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئیں۔

"یہیں ٹھیک ہے آنٹی۔ اچھا لگ رہا ہے کھلی فضا میں بیٹھنا۔" ان کا انداز گفتگو تھا یا کیا کہ ذرا سی دیر میں خواتین آپس میں بے تکلف ہو چکی تھیں۔ امی انہیں حدید کے ایکسیڈنٹ کی تفصیلات سے آگاہ کرنے لگیں۔ ماہا چائے بنانے چلی گئی۔ سہا کافی دیر سے منہ بند کیے بیٹھی تھی۔

"آپ ہمیشہ سے اتنی ہی کم گو ہو یا انس نے کوئی پابندی لگا رکھی ہے۔" امی مغرب کی نماز کے لیے اٹھیں تو انہوں نے ایک دم ہی سہا کو مخاطب کر لیا۔ وہ کافی دیر سے اس کی بے توجہی ملاحظہ کر رہی تھیں۔ ماہا نے چائے لاتے ہوئے ان کی بات سنی۔

"نہیں دراصل بات یہ ہے کہ اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔" اس نے جلدی سے چائے کے کپ کے ساتھ صفائی پیش کی۔ سہا نے بھی سنبھل کر ایک پھیکی مسکراہٹ لبوں پر سجا لی۔ خاتون کافی فرصت سے بیٹھیں۔ باتیں دلچسپ کر رہی تھیں۔ اس لیے ماہا سے خوب گپ شپ لگی۔ وہ خود بھی یہی چاہتی تھیں۔ اس لیے جب رخصت لے رہی تھیں تو اس کی جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش سے لے کر تعلیم اور مشاغل تک سب ہی کچھ معلوم کر چکی تھیں۔

"کتنا بول رہی تھیں۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ کسی کے گھر پہلی بار آئی ہیں۔" ماہا انہیں دروازے تک چھوڑ کر پلٹی تو سہا بے زاری سے بولی۔ ماہا تاسف سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

آلو پالک اور میتھی کی بھجیا بھننے کی خوشبو سارے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بے دھیانی سے چمچہ چلا رہی تھی۔ ذہن میں لاتعداد سوچیں گڈمڈ ہو رہی تھیں اور ارتکاز بار بار ایک نقطے پر ٹھہر جاتا تھا۔

نائلہ نے کل رات انس اور ماہا کی جو گفتگو سنی تھی، صبح من و عن عفت کے سامنے بیان کر دی تھی۔ اس کی خود غرض خوشی ہر انداز سے اپنے کمینے پن کا پتا دے رہی تھی۔ عفت نے اس سے کچھ بھی کہنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ فضول ہی تھا پتا نہیں کیا سوچ بیٹھی تھی وہ، جو یوں ایک معمولی بات کو اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہوئے کوئی مقصد پا لینے کی چمک اس کے چہرے پر تھی۔ اوپر سے انس کے دوست کی بہن کی اس قدر اچانک آمد۔ وہ ان لوگوں کے پاس زیادہ دیر نہیں بیٹھیں۔ جلد ہی اوپر چلی گئی تھیں مگر پھر بھی نائلہ مشکوک تھی کہ وہ صرف حدید کی عیادت کے لیے نہیں بلکہ کسی اور مقصد سے آئی تھیں۔ وہ تو ان کے ساتھ ہی اوپر جانے کے چکر میں تھی۔ بڑی مشکل سے عفت نے روکا تھا مگر کھد بد تو خود اسے بھی لگ ہی گئی تھی! در پھر اوپر ان کا اتنی دیر تک رکنا۔ باتوں اور ہنسی کی آوازیں اس کا دھیان پھر بھٹک رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

اسے امید نہیں تھی سہا اتنی بگڑ جائے گی۔ آج ان کی شادی کو ساتواں دن تھا اور اس کے یہ تیور۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فون پر وہ ہوں ہاں سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی اور ساتھ آنے کو بھی تیار نہیں تھی۔ حدید کا اسپتال میں ہونا بھی ایک مضبوط بہانہ تھا۔ دل کی لاکھ حمایت پر بھی وہ ناگواری کے اس احساس کو دبا نہیں پا رہا تھا جو اس کا لہجہ اور انداز یاد کر کے ابھرتا تھا۔

"مجھے پتا تھا یہی ہوگا۔" صارم نے سنا تو سر پیٹ لیا۔

"کیوں۔ کیوں ہوگا۔ میں کسی اور کے ساتھ کلچھرے تو نہیں اڑا رہا تھا۔"

"اس قدر جہالت کی باتیں مت کرو۔ جوان جہان پڑھے لکھے سمجھ دار مرد ہو تم۔" صارم نے اسے بری طرح جھڑک دیا۔

"اب جاؤ جا کر مناؤ انہیں اور جب تک وہ ہنسی خوشی گھر نہ آجائیں۔ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔" صارم نے اسے باہر کی طرف دھکیلا۔

"حدید اب بہت بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے کل پرسوں تک چھٹی بھی مل جائے۔" اس نے چلتے چلتے خوش خبری بھی سنا دی۔

☆ ☆ ☆

اس بار وہ پندرہ دن کے بجائے ہفتہ دس دن میں چلی آئی تھی۔ کچھ تو ابا کی السر کی تکلیف بڑھ گئی تھی اور کچھ پچھلے دنوں گھر میں ہونے والی ٹینشن (انس کی شادی اس کے لیے ٹینشن سے کم نہیں تھی) حدید کا ایکسیڈنٹ اور گھر بھر پہ چھائی سوگواریت۔ اس کا اعصاب ٹھیک ٹھاک جھنجھنا گئے تھے۔

انس کا اسے چھوڑ کر اس کی کزن کو پسند کر لینا وہ زخم تھا جو طویل عرصہ حیات تک ہرا ہی رہنا تھا بلکہ شاید زندگی بھر۔ اس پر کھرنڈ آبھی جاتا تو پانی میں جمی کائی کی طرح جو ذرا سا کھرچنے پر اپنی جگہ چھوڑ دیتی ہے اور ہوتی بھی سبز ہے۔

بجھے ہوئے دل کو بہلانے کا ایک ہی راستہ شبو کی صورت اس نے اپنی زندگی میں خود ہی ڈھونڈا تھا۔

بعض اوقات انسان اپنے آپ کو فریب دینے کے لیے کسی بھی ایسے راستے کا از خود انتخاب کر لیتا ہے۔ جس کی انتہا کسی سراب کی سچائی سے زیادہ نہیں ہوتی اور سراب کی سچائی 'مایوسی اور ناامیدی کی سرحدوں سے جا کے ملتی ہے۔ یہ بھی کوئی بھولنے والی بات ہے۔

مگر وہ بھول گئی تھی۔

شبیر حسن عرف شبو کی عمر اس کی شخصیت 'جس میں سب کچھ نظرانداز کیا جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا نکلا ہوا پیٹ بھی مگر اس کی ہوس بھری آنکھیں اس نے کس طرح نظرانداز کی تھیں۔ یہ وہ خود ہی جانتی تھی یا پھر وہی خود فریبی۔ مرد کی نظریں ایک نظر میں پہچان لینے والی خالص نسوانی حس رکھنے کے باوجود بھی۔

اس کا اس سے کیا رشتہ تھا جو 'وہ ابا کو دکھانے کے بہانے اس سے ملنے چلی آئی تھی۔ اس تعلق کو کوئی شریف آدمی کیا نام دیتا۔ دنیا والے اس کا قصہ زبان زد عام ہو جانے کے بعد اسے کن نظروں سے دیکھتے یا اسپتال کا وہ اسٹاف جو شبو اور اس کے تعلق سے واقف ہے۔ اسے کن نظروں سے دیکھتا ہے۔ اسے ان سب باتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اسے تو یہ بھی یاد نہ تھا کہ بیمار باپ کی بیماری کو بہانہ بنا کر وہ کتنی گری ہوئی حرکت کر رہی ہے۔ یاد تھا تو صرف اتنا کہ وہ اس کا انتظار کرتا ہے اسے سراہتا ہے اور اہمیت دیتا ہے۔ بس۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

پیشانی سے پسینہ صاف کر کے اس نے کوریڈور کی سمت قدم بڑھا دیے۔

آج کاؤنٹر پر کوئی اور بیٹھا تھا۔ بے حد مصروف 'جلدی جلدی مریضوں کے نام اور نمبر لکھ کر ٹوکن پکڑاتا۔ وہ متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتی لائن میں لگ گئی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کس سے پوچھے اور کیسے باری آنے پر اس نے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔ "وہ... وہ جو صاحب یہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔" تھوک نگل کر اس نے خشک حلق کو تر کیا۔

"وہ ایک ہفتے کے لیے شہر سے باہر گئے ہیں۔"

"اوہ۔" اس پر اوس سی گر گئی۔ باقی کا سارا وقت ایک غیر معمولی خاموشی اور اداسی اس کے وجود پر چھائی رہی۔

☆ ☆ ☆

"سوہا یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے۔" امی کا لہجہ بہت سخت تھا۔ ایک لمحے کو تو وہ گھبرا ہی گئی۔

"کیا امی!"

"مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو۔ میں خوب سمجھ رہی ہوں تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی۔ سارے خاندان میں تماشا بن رہا ہے۔"

"کیوں خاندان والوں کو اور کوئی کام نہیں ہے کیا۔" وہ ناگواری سے بولی۔

"بکواس مت کرو۔ پہلے دن انس رکنے کے لیے آیا۔ تم نے اسے رکنے نہیں دیا اس وقت تو میں چپ رہی 'لیکن اب پورا ہفتہ گزر چکا ہے تم آخر جاتی کیوں نہیں اس کے ساتھ۔"

"وہ آئیں گے تو میں جاؤں گی نا۔" اس کا اطمینان قابل دید تھا۔

"تم بلاؤ گی تو وہ آئے گا نا۔" سوہا چپ رہی۔ اسے ماں سے رو بہ رو اتنے سوال جواب کرنے کی عادت نہیں تھی۔

"ماہا۔ فون لاؤ اپنا۔" انہوں نے کڑک دار آواز میں ماہا کو آواز دی۔ وہ فون لے کر دوڑی دوڑی آئی۔

"لو ابھی فون کرو اور بلاؤ اسے۔"

"میں نہیں بلاؤں گی۔" اس کے شانت لہجے میں انگارے سلگنے لگے۔ امی فون اس کی طرف بڑھائے کھڑی تھیں۔ وہ پلٹ کر باہر نکل گئی۔

"سوہا۔" امی نے غصے سے اسے پکارا 'مگر وہ رکی نہیں۔ ماہا کے پیروں سے جان نکلنے لگی۔ کیوں کہ امی بہت تیزی سے اس کے پیچھے جا رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

وہ حدید کے پاس بیڈ پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"کب چلنا ہے ہمیں۔" حدید نے دوبارہ اس سے پوچھا۔

اس کی آواز میں نقاہت تھی اور چہرے پر زردی۔ ایک ٹانگ پر پلستر چڑھا تھا چہرے پر خراش 'سر اور ہاتھ پر پٹیاں مگر اب اتنا ہو گیا تھا کہ وہ بغیر سہارے کے اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگا تھا۔

عفت 'نائلہ 'خالہ جان 'ماما اور انس کی ساس کئی بار اس کی خیریت پوچھنے آ چکی تھیں۔ ہاں اس نے سوہا کو کبھی اسپتال میں نہیں دیکھا تھا مگر اسے کوئی تعجب نہیں تھا۔ بہت ممکن تھا وہ اپنے دلہناپے کی وجہ سے شرماتی ہو 'لیکن آج انس جس سنجیدگی سے سوچ میں ڈوبا اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس نے اسے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا جب سے وہ حدید کے پاس آیا تھا مستقل کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ کسی بھی بات کا ہوں ہاں سے زیادہ جواب نہیں دیا تھا اور اب حدید دوبار اس سے پوچھ چکا تھا کہ کب ڈس چارج ہونا ہے 'مگر وہ ہنوز سوچ میں گم تھا۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"انس!" اب کی بار اس نے دانستہ ذرا زور سے پکارا تھا۔ وہ چونک گیا۔

"تم پریشان ہو۔" یعنی چوڑی تمہید باندھنا فضول ہی تھا۔ اس میں اتنی ہمت ہی نہ تھی۔

"نہیں۔" جواب اس کی توقع کے عین مطابق تھا۔

"اچھا! الگ تو رہے ہو۔"

"ہاں وہ گھر خالی پڑا ہے تو۔"

"سہا کہاں ہے؟"

"اپنے گھر چلی گئی ہے۔" انس کچھ بکھرا سامان سمیٹنے اٹھ گیا۔ انداز کہہ رہا تھا وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ حدید سمجھ کر خاموش ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

ماہا امی کو سہا کے پیچھے جاتے دیکھ کر ڈر سی گئی۔ اس نے دوڑ کر کمرے کے دروازے پر ہی امی کو جالیا۔

"امی! امی کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ کیوں اس سے ضد لگا رہی ہیں۔"

"میں ضد لگا رہی ہوں... میں؟ اور یہ جو بے ہودہ حرکتیں کرتی پھر رہی ہے۔" امی کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ سہا کے کانوں تک پہنچ گئی۔ برابر والے کمرے میں سہا زور زور سے رونے لگی تھی۔

"مجھے نہیں جانا اس ویران گھر میں اکیلے مرنے کے لیے جس کو جانا ہے شوق سے جائے۔" ماہا نے اپنا سر پکڑ لیا۔ اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا ہوا لگ رہا تھا۔

"پاگل ہو گئی ہے کیا یہ۔" امی پلٹ کر واپس بستر پر آبیٹھیں۔

"ہاں پاگل ہو گئی ہوں۔ جس طرح میں نے تین دن مسلسل کسی قید کی طرح کاٹے ہیں وہاں۔ میری جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اب تک پاگل ہو چکی ہوتی۔" وہ اب بھی وہیں سے زور سے بول رہی تھی۔ امی نے نا سمجھی سے ماہا کو دیکھا۔ وہ بے چارگی سے گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"ہم لوگوں نے آپ سے ایک بات چھپائی ہے امی!" اب بتانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

"حدید بھائی کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اور سب کی طرح سہا بھی بہت اپ سیٹ ہے۔ دراصل شادی والی رات انس بھائی، حدید بھائی کے پاس ہی رک گئے تھے۔ وہ سہا کے پاس آ ہی نہیں سکے۔"

"جب تو خیر حدید بھائی کی حالت بہت نازک تھی مگر وہ دوسری رات اور دوسرا پورا دن اسپتال میں رہے اور سہا اکیلی گھر پر۔ امی نے تیسرے دن جب فون کر کے صبح مجھے گھر پر بلایا تھا تو وہ اس وقت تک تنہائی اور اکیلے پن سے بہت گھبرائی ہوئی تھی۔" ماہا نے بات مکمل کر کے سر جھکا لیا۔

"تو یہ اس بات کی ناراضی ہے۔" امی کی پر سوچ آواز بہت دیر میں گونجی تھی۔

☼ ☼ ☼

حدید کو گھر آئے چند گھنٹے ہی گزرے تھے جب حسیب اپنی بڑی بہن کے ہمراہ اسے دیکھنے چلا آیا۔ مقصد یقیناً حدید کی احوال پرسی ہی تھا۔ حسیب کی بہن انس کی بیگم اور سسرال والوں سے مل چکی تھیں وہ سہا اور باقی گھر والوں کی تعریف کرنے لگیں۔

"بھئی میں تو بہت خوش ہوئی سب سے مل کر، ماشاء اللہ بہت اچھی فیملی ہے۔"

"شکریہ مجھے بھی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔"

"حدید کی عیادت کے لیے تو آنا ہی تھا۔ میں دراصل ایک اور کام کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔" انس ان کے غیر



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

معمولی لہجے پر چونک سا گیا۔ حسیب کوئی کال اٹینڈ کرنے ابھی ابھی باہر نکلا تھا۔ صارم اپنے گھر جا چکا تھا۔ ڈرائنگ روم میں فی الحال صرف وہی دونوں تھے۔

"جی جی آپ کہیں۔ مجھے خوشی ہوگی اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں۔" انس اور کرتا بھی کیا۔

"دیکھیے میرے لیے تو آپ اور حسیب ایک جیسے ہی ہیں۔" انہوں نے بہت سبھاؤ سے بات شروع کی تھی۔

☼ ☼ ☼

انس کا فون آیا تھا۔ وہ سہا کے ساتھ عفت کو بھی لینے آرہا تھا۔ نائلہ بہت چبھتی ہوئی نظروں سے عفت کو اپنا سوٹ پریس کرتے دیکھتی رہی۔ اصل میں تو انس نے اسی کو آنے کے لیے کہا تھا لیکن اس نے کسی کام کا بہانہ بنا کر انکار کر دیا۔ نتیجتاً عفت کو ہامی بھرنی پڑی۔

عفت خوش تو تھی۔ اسے ایک طرح سے حدید کی قربت میسر آرہی تھی مگر دل میں کہیں نائلہ کی بات کے زیر اثر ہلکا سا افسوس بھی تھا۔

"شاید نائلہ ٹھیک کہتی ہے کہ وہ دونوں بھائی ہمیں کام کے وقت ہی یاد کرتے ہیں۔" دل میں اٹھتے خیال کو وہ جان کر بھی دبا نہیں پا رہی تھی۔

"کیا اتنا ضروری ہے تمہارا وہاں جانا۔ سہا بھی تو ہے۔" نائلہ جھنجلا کر بولی۔

"اس کے اسکول کا مسئلہ ہے۔ چھٹیاں نہیں مل سکتیں۔" وہ رسانیت سے بولی۔

"تو وہیں سے چلی جاتی اسکول۔"

"اسکول جائے گی یا گھر دیکھے گی۔ خیر اماں نے بول دیا ہے اب تو۔"

"یہ اماں بھی نا۔ مجال ہے جو بیٹیوں کی قدر کروانی آجائے ذرا بھی۔" عفت دھیرے سے ہنس دی۔

"انسان کی قدر اس کے کاموں سے ہی ہوتی ہے۔"

"جب ہی تمہیں نیک پروین بننے کا اتنا شوق ہے۔ مگر یاد رکھنا یہ خدمتیں کام نہیں آئیں گی جنہیں جیتنا ہوتا ہے وہ اور ہی چکر چلاتے ہیں۔ سب سے بالا ہی بالا۔" نائلہ اٹھ کے چلی گئی مگر اس کے لیے سوچ کے نئے در وا کر گئی۔

☼ ☼ ☼

انس نے آکر سب سے پہلی بات ماہا کے لیے حسیب کے رشتے کی ہی کی تھی اور امی نے سہا کو ساتھ لے جانے کی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں آنٹی۔ سہا جب چاہے ساتھ چلے۔"

"نہیں وہ چاہے یا نہ چاہے۔ تم شوہر ہو اب اس کے۔ زبردستی لے جاؤ۔" امی کا انداز قطعی تھا۔ انس ہنس دیا۔

"زبردستی تو میں کبھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا آنٹی۔"

"اچھی بات ہے کرنی بھی نہیں چاہیے مگر کچھ جگہوں پر بغیر زبردستی بات نہیں بنتی۔"

"چلیں اچھا۔ پھر بتائیں میں مزنہ باجی سے کیا کہوں؟"

"میں کیا بتاؤں۔ لڑکا تمہارا دوست ہے دیکھا بھالا ہے۔ اگر نیک شریف ہے تو۔۔۔"

"صرف نیک شریف ہی نہیں خاندانی بھی ہے اور بہت تمیزدار اور مہذب بھی۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ پھر کہہ دو انہیں۔ ہمیں اعتراض نہیں۔ ان کا اپنا گھر ہے۔ جب جی چاہے آجائیں۔" ملالہ نے چائے لا کر انس کے سامنے رکھی۔ اس نے شرارت سے ایک چپت اس کے سر پر لگا دی۔ وہ جھینپ کر باہر نکل گئی۔



PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اچھا تو اس لیے اس دن اتنا گھور رہے تھے۔"

کچن میں جا کر اس نے سوہا کی شادی سے ایک دن پہلے کا منظر یاد کیا۔ جب اور اس نے ایک دوسرے کو پہلی بار دیکھا تھا اور پھر حسیب نے بار بار دیکھا تھا۔ اسے بلاوجہ ہنسی آنے لگی۔

"دیکھنے میں ٹھیک ٹھاک ہی تھے موصوف۔"

خیال کی ڈور مزید لمبی ہوتی مگر باہر سے انس کی آواز آئی۔ اس نے کچن سے جھانکا۔ سوہا بھی منہ پھلائے ساتھ جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

ماما نے جا کے اسے گلے سے لگا لیا۔ سیڑھیاں اترتے وقت اس نے غور سے سوہا کے چہرے کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔

"پاگل ہے بالکل ہی۔" وہ امی کو دیکھ کر مسکرا دی۔

فی الحال صرف انس اور سوہا ہی گھر جا رہے تھے کیوں کہ فی الحال عفت نے ساتھ جانے سے معذرت کرلی۔ ابا کو معمولی سا بخار تھا۔ اس بات کو وجہ بنا کر نائلہ نے عفت کو روکا تھا۔ گاڑی میں جو انس عفت کو لانے کی وجہ سے دوست سے مانگ کر لایا تھا مکمل خاموشی تھی۔ انس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ بھی خاموشی سے اپنے ناخن کھرچتی رہی۔

گاڑی میں انس کے لگائے ہوئے پرفیوم کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ سوہا کے حواس بار بار نہ چاہتے ہوئے بھی مخمور ہو جاتے تھے۔ گاڑی سگنل پر رکی تو انس نے گجرے خرید کر اس کی طرف بڑھا دیے۔ اس نے بھی بلا حیل و حجت لے کر ہاتھ میں ڈال لیے۔

"میرا خیال ہے۔ تمہاری طرف کا ڈور ٹھیک سے بند نہیں ہے۔" وہ آگے جھک کر اس کی طرف کا دروازہ کھول کر دوبارہ سے لاک کر رہا تھا۔ چند لمحوں کی اس قربت نے سوہا کو سمٹا سا دیا تھا۔ وہ جھجکی جھجکی نظروں سے انس کو دیکھ کر رہ گئی۔

بظاہر وہ جتنی بھی ناراضی اور غصہ دکھاتی مگر دل نے تو ابھی ابھی محبت کی نوخیز داستان پر دھڑکنا سیکھا تھا۔ دن ہی کتنے ہوئے تھے۔ ہمک ہمک کر اس کے سراپے میں الجھ رہا تھا۔ اس کے سلیقے سے جمے ہوئے بال گہرے رنگ میں والی سنہری کلائیاں اور مضبوط ہاتھوں کی انگلیوں کا معمولی سا رد ہم۔

کوئی ایک بھی چیز تو نظر انداز کیے جانے کے قابل نہ تھی۔ گھر آچکا تھا۔ انس نے گاڑی روک دی۔ وہ سامنے ہی دیکھتا رہا۔ سوہا کے چور انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

"پوسٹ مارٹم کر لیا ہو تو گھر کے اندر چلے چلیں۔" سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور وہ خجل سی ہو کر گاڑی سے اتر آئی۔

حدید سو چکا تھا۔

وہ سیدھی کمرے میں چلی آئی۔ کھانا امی کے یہاں ہی کھا لیا تھا لہٰذا فی الحال کوئی کام نہیں تھا۔ کمرے کی سجاوٹ کے لیے لگائے پھول صاف کر دیے گئے تھے۔ کمرہ کھلا اور روشن لگ رہا تھا۔ انس بھی اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔

"آج امی کے یہاں کیا بات ہوئی۔" سوہا کو دیکھا وہ بھی ساس کو امی کہنے لگا تھا۔

"نہیں۔" وہ چینج کر کے ریلیکس ہو چکی تھی۔ تب اس نے بات چھیڑی۔

"میرا ایک دوست ہے حسیب ماما کے لیے پرپوزل دیا ہے اس نے۔"

"اچھا۔" لوشن لگاتے اس کے ہاتھ ذرا کی ذرا تھم گئے۔

"یہ تو بڑی اچھی خبر ہے۔"

"ایک خوش خبری اور بھی ہے۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس نے سوالیہ نظروں سے انس کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سہا نے ترنت نگاہیں پھیریں۔ اسے اپنی خود ساختہ ناراضی کا پہاڑ زمین بوس ہوتا لگ رہا تھا۔

"میری پروموشن ہونے والی ہے۔"

"یہ بھی اچھی خبر ہے۔" وہ دھیرے سے ہنس دی۔ انس تکیہ سیدھا کر کے لیٹ گیا۔

"ایک خوش خبری اور بھی ہے۔"

سہا ایکسائٹمنٹ کے مارے کھڑی ہو کر بے ساختہ اس کی جانب مڑی۔

"وہ کیا؟"

"پہلے یہاں آؤ میرے پاس پھر بتاؤں گا۔"

اس کی تو آواز دھیمی اور گمبھیر ہو گئی اور کمرے کا ماحول بھی۔ سہا کی پلکیں بھی بوجھل ہو گئیں اور قدم بھی۔ وہ گوگو سی کھڑی تھی۔ انس نے کوئی کپڑا اس کی طرف اچھالا۔ اس نے بوکھلا کر جلدی سے سنبھالا۔ وہ اس کی شرٹ تھی۔ جس میں سے پرفیوم کی محسور کن خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

"اسے ہینگ کردو۔" وہ کہنی کے بل ذرا سا اٹھ کر پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ سہا کو لگا وہ زندگی بھر اس سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔

✵ ✵ ✵

صبح صبح عفت آچکی تھی۔ آتے ہی اس نے پورے گھر کی صفائی کی۔ انس اور سہا ابھی سو رہے تھے۔ حدید اٹھ چکا تھا۔ اس نے اسے ناشتا بنا کر دیا۔ پھر دونوں کے کئی دن کے میلے کپڑے جمع کر کے مشین لگالی۔

"انس کو جگا دو آج اسے آفس جانا ہے۔" اس نے کسی کام سے حدید کے کمرے کا چکر لگایا تو وہ بولا۔

انہیں اٹھانے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ جب عفت آئی تھی تو انس نے ہی سوتے میں سے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا اور واپس اوپر چلا گیا تھا۔

"حدید نے کہا ہے کہ آپ کو آفس جانا ہے آج۔"

"ہوں... آتا ہوں۔" وہ بھی سی جمائی لے کر بولا۔

"میں ناشتا لگا رہی ہوں۔" وہ مسکرا کر کہتی ہوئی پلٹ گئی۔

سہا نہا کر نکلی تو انس بیڈ پر لیٹا اسی کا منتظر تھا۔ وہ ایک نظر اس پر ڈال کر گیلے بال سلجھانے لگی۔

"سہا!" اس نے تکیے میں منہ گھسیڑ کر اسے آواز دی۔

"جی۔" سہا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ منہ دوسری طرف موڑے ہاتھ کے اشارے سے اسے بلا رہا تھا۔

"اٹھ جائیں۔ آفس سے دیر ہو جائے گی۔" اس کا ہاتھ بے جان انداز میں بیڈ پر گر گیا۔ سہا کی ہنسی نکل گئی۔

انس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر خود بھی مسکرا دیا۔

ڈائننگ ٹیبل پر ناشتا لگائے عفت ان دونوں کے ہی انتظار میں تھی۔ آج اس نے ناشتے میں اہتمام کر لیا تھا۔ آملیٹ اور پراٹھے تو گھر پر بنائے ہی تھے مگر حدید سے ضد کر کے زبردستی خود جا کر قریبی مارکیٹ سے حلوہ پوری بھی لے آئی تھی۔

وہ دونوں سیڑھیوں سے ہنستے مسکراتے اترے۔ عفت نے دیکھا۔ کتنا مکمل اور بھرپور منظر تھا۔

یہ منظر روز ہی اسی طرح پیش ہوتا تھا مگر درمیان میں چند پریشان کن دن آجانے کی وجہ سے یہ منظر تھوڑا لیٹ ہو گیا تھا مگر خدا کا شکر تھا کہ وہ دن بھی گزر گئے۔ اس نے دل ہی دل میں دونوں کی نظر اتاری۔

"آہا... حلوہ پوری کون لے آیا۔" انس ناشتا دیکھ کر خوش ہو گیا۔

"میں خود لائی ہوں۔" عفت نے فخریہ انداز میں جتایا۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چلو خیر آج تو لے آئیں، مگر آیندہ یہ تکلیف مت کرنا۔ خاص طور پر حلوہ پوری کے لیے۔" انس نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"کیوں۔ کیا بات ہو گئی۔"

"حلوہ پوری پر مردوں کا رش ہوتا ہے۔ اس لیے کہہ رہا ہے۔" جواب انس کے بجائے حدید کی طرف سے آیا تھا۔

"او اچھا۔ میں تو سمجھی پتا نہیں کیا ہو گیا۔ یہ تو خیر مجھے بھی پتا ہے، مگر آج وہاں بالکل رش نہیں تھا۔ آج چھٹی نہیں ہے نا اس لیے۔ سو ہم یہ ترکاری لوٹا۔" وہ بہت محبت اور بے فکری سے ان دونوں کو ناشتا کروا رہی تھی۔ حدید دیکھ کر مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

آج صبح ہی صبح وہ دوا لے کر ابا کے سر پر کھڑی تھی۔

"خیر تو ہے اس وقت دوا کی کیا ضرورت۔"

"وہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ کھلا کر لانا تو کوئی ٹیسٹ وغیرہ کریں گے شاید۔" اس کا لہجہ ایک دم چور سا تھا۔ ابا کو زیادہ حجت کی عادت نہیں تھی۔ اماں اور عفت کچن میں تھیں۔ اس نے بہت آرام سے اپنا مقصد حاصل کیا اور اس کی خواہش کے عین مطابق جب وہ لوگ اسپتال پہنچے تو ابا نیند سے میں جھوم رہے تھے۔ سنگی بینچ کی ٹھنڈک ملتے ہی بیٹھنے کے بجائے لیٹ گئے۔

"پتا نہیں آج کیوں اس قدر نیند آ رہی ہے۔" ابا کو خود بھی تعجب تھا۔ ان کے چہرے کو غور سے دیکھتی نائلہ گڑبڑا سی گئی۔

"سو نا نہیں ابا میں نمبر لے کر ابھی آتی ہوں۔" وہ جلدی سے کہہ کر راہداری کی طرف مڑ گئی۔

شبیر حسین عرف شبو نے دور سے ہی اسے آتا دیکھا اور اپنی سیٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کہاں چلے شبو بھائی۔ آج بڑی جلدی اٹھ رہے ہو۔" اس نے مڑ کر ساتھ بیٹھے بندے کی طرف دیکھا اور خباثت سے مسکرا دیا۔

"آج ذرا اسپیشل ملاقات ہے یار۔" اس نے قمیص کی داہنی طرف والی جیب سے پان کا بیڑا نکال کر کلے میں دبایا اور بالوں سے انگلیاں پونچھتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ نائلہ نے دور سے ہی اسے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"ابا کدھر ہے؟" قریب جا کر سلام دعا کے بعد اس نے ذرا احتیاط سے پوچھا۔

"ادھر بینچ پر۔" نائلہ بے زاری سے اس کے پان سے رنگے دانتوں کو دیکھ رہی تھی۔

"دوا کھلا دی تھی۔"

"ہوں۔ پر تم نے دوا دی کیوں تھی۔" موسم میں حدت بڑھ رہی تھی۔ نائلہ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ شبو کو بے اختیار اس پر پیار آیا۔ اس نے کسی کمینی خواہش کو دل میں بمشکل دبایا۔

"چل میرے ساتھ۔ ابھی بتا دوں گا سب۔" وہ بڑی اپنائیت اور محبت بھرے انداز میں اس کا ہاتھ تھام ہاسپٹل کے بڑے سارے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ نائلہ گویا کھینچی چلی جا رہی تھی۔

یہ ایک قدرے گمنام سا ریسٹورنٹ تھا۔ لیکن کی کالی چادر کا نقاب چہرے پر ڈالے وہ شبو کے ہاتھ میں ہاتھ دیے اس اندھیرے غار جیسے ہال کمرے میں آئی تھی۔ جہاں دور دور کہیں پر دیو مالائی کہانیوں کے دیوتاؤں کے مسکن جیسی شعلوں کی مانند زیرو پاور کے بلب روشن تھے۔ جن سے اتنی ہی روشنی نکل رہی تھی کہ بس آتے جاتے لوگوں کے سائے محسوس کر کے ان سے ٹکرانے سے بچا جائے۔ باہر دن کی تیز روشنی کے بعد اندر آنے کی وجہ سے اسے



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کچھ سجھائی نہیں دیا۔ اس نے گھبرا کر دوسرے ہاتھ سے شبو کا بازو ٹٹولا۔ شبو نے اپنے ہاتھ کی گرفت میں اس کا نرم ہاتھ دبا لیا۔

"لو میں ہی ہوں یہ۔ گھبرا کیوں رہی ہو۔" اسے ان کی آواز سن کر تسلی ہوئی۔ ذرا دیر کے بعد وہ اسے تین اطراف سے بند ایک کیبن میں لا کے بٹھا چکا تھا۔

نائلہ نے فوراً نقاب اتار کر دو تین گہرے سانس لے کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔ اندر کے ماحول میں باہر کی نسبت کافی خنکی سی تھی۔ باتیں کرنے کی معمول کی بھنبھناہٹ اور چمچوں اور کانچ کی پلیٹوں کا مدھم سا ترنم۔ کیبن کے اندر ایک ہی سیٹ تھی جس میں دو افراد کے آرام سے بیٹھنے کے بعد تیسرے کی گنجائش نہیں نکلتی تھی۔ سامنے میز تھی اور بس۔ اتنا چوزے کے ڈربے جیسا نیم روشن 'بند کیبن دیکھ کر نائلہ کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔

"یہ کہاں لے آئے ہو تم مجھے۔"

"کیوں کیا ہوا۔" وہ بہت آرام سے نائلہ سے جڑ کر بیٹھ گیا۔ نائلہ نے پرے کھسکنے کی کوشش میں ناکام ہوتے ہوئے سخت بے بسی محسوس کی۔

"دیکھو کتنی سکون کی جگہ ہے۔ وہ محبت کرنے والوں کے لیے۔" اس نے ستر کی دہائی کا گھسا پٹا ڈائیلاگ بولا' مگر نائلہ سن کر ٹھٹک گئی۔

"محبت کرنے والوں کے لیے۔ تو کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔"

"لے تو کیا ایویں تجھے لے کے آیا ہوں ادھر۔" وہ دھیرے سے ہنسا۔

"سچ بول رہے ہو۔" اس کی آواز میں عجیب سا احساس تھا۔

"نہیں جھوٹ۔ تجھے ہوا کیا ہے۔" اس نے بڑے بھونڈے انداز میں اپنائیت جتائی۔

"جھلی نہ ہو تو۔ چل بول کیا کھائے گی۔" اس نے منیو نکال کر دو کڑکتے نوٹ برآمد کیے۔

"جو دل چاہے منگوا لو۔ میں کوئی کھانے پینے نہیں آئی ہوں ادھر۔" وہ اپنے دھیان میں کہہ گئی۔ پھر شبو کے چہرے پر نظر پڑی تو جھجک سی گئی۔

"اشکے بھئی اشکے۔ کتنے ملتے جلتے خیالات ہیں ہمارے۔ میں بھی یہاں کھانے پینے نہیں آیا۔" وہ نائلہ سے کچھ اور چپک گیا۔ اس کے منہ سے اٹھتا پان کی ناگوار بو کا بھبکا نائلہ کے لیے بہت ناقابل برداشت تھا۔ اس نے منہ پر پلو رکھ کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔

"کہا بھی ہے کہ مجھ سے ملنے آؤ تو یہ پان کی لت چھوڑ کر آیا کرو۔"

"لت اگر چھوڑی جا سکتی تو لت کیوں کہلاتی جیسے تیری لت لگ گئی ہے مجھے اتنی آسانی سے کہاں چھوٹے گی۔" وہ بڑی محبت سے نائلہ کے گرد اپنا جال بن رہا تھا۔ نائلہ اس کی قربت سے محسوس ہوتے جھجک اور ناگواری کے احساس کو دبا کر اس کی محبتوں کی شدتیں سننے لگی۔

☆ ☆ ☆

عفت نے گھر کا انتظام بخوبی سنبھال لیا تھا۔ وہ بہت تیزی اور سہولت سے دن بھر کے کام نمٹا کر کبھی حدید کے کمرے میں تو کبھی لاؤنج میں ٹی وی کے آگے وقت گزارتی۔ سہا بھی اس کے ساتھ ہی ہوتی تھی مگر عفت اسے فی الحال کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دے رہی تھی۔ بقول اس کے۔ "یہی چند دن آرام اور چین سکون کے ہوتے ہیں۔ انس کے ساتھ گھومو پھرو۔ آرام کرو۔ پھر گھر گرہستی تو ساری زندگی سنبھالنی ہی ہے۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھومنے پھرنے والی بات پر سہا کبھی تو ہنس دیتی اور کبھی ایک ٹھنڈی سانس بھر کے رہ جاتی۔ انس کے پروموشن کے سلسلے میں اسے لگاتار اور زیادہ محنت سے کام کرنا پڑ رہا تھا۔ آفس سے لی گئی شادی کی چھٹیاں بھی حدید کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے نکل گئیں اور اس نے چھٹیاں لی بھی کم ہی تھیں۔ اب نہ تو اتنی جلدی دوبارہ مل سکتی تھیں۔ نہ وہ یونہی بغیر بتائے آفس سے چھٹی کر سکتا تھا۔

شادی کے شروع کے دن بہت جلدی روز مرہ کے معمولات میں ڈھل چکے تھے۔ بس ایک عفت ہی تھی جس نے سہا کو ابھی تک دلہنا پے سے باہر نکلنے نہیں دیا تھا۔ ورنہ اگر وہ نہ آئی ہوتی تو شاید سہا اپنا نیا نویلا روپ چھوڑ کر گھر کے کاموں میں خود کو مصروف کر چکی ہوتی۔

وہ خود بھی دل ہی دل میں اس سب کے لیے عفت کی شکر گزار تھی مگر کب تک۔ عفت کو بھی چند دن گزار کر گھر واپس جانا ہی تھا اور اس کی واپسی شاید سب سے زیادہ حدید پر اثر انداز ہونے والی تھی۔ جس روز عفت کی واپسی تھی۔ اسی روز حدید ہی کی خواہش پر وہ تینوں اسے چھوڑنے گھر آئے۔

عفت اس اہمیت اور محبت پر نہال ہوتی رہی۔ اس روز عفت کی موجودگی میں سہا نے بریانی اور کھیر بنائی اور گھر روانہ ہوتے سمے وہ بڑے دیگچے بھی ان کے ہمراہ تھے۔ امی، چچی جان، ماما، نائلہ اور وہ چاروں۔ محفل کا رنگ خوب ہی جما۔ ڈھیر ساری باتیں، ہنسی مذاق اور سہا کے ہاتھ کا مزے دار کھانا۔ گو کہ اہتمام ماما نے بھی کر رکھا تھا، مگر سہا نے چونکہ شادی کے بعد پہلی بار پکایا تھا۔ اس لیے اسے بطور خاص سب ہی نے اہمیت دی۔

سہا کے لبوں سے ہنسی پھوٹ پھوٹ پڑتی تھی۔ امی دل ہی دل میں اس کی بلائیں لیتی رہیں۔

✡ ✡ ✡

ایک بھرپور شام گزار کر وہ کمرے کی تنہائی کے روبرو تھا۔ اس کمرے میں اس نے زندگی کا ایک بڑا حصہ گزارا تھا۔ طرح طرح کا فرنیچر اور سیٹنگ دیکھی تھی۔ متعدد بار ہنسا تھا، رویا تھا، ناچا تھا۔ لڑکھڑایا اور گرا بھی تھا۔

یہ کمرہ ہی اس کی یادوں کا بہترین مسکن تھا۔ اس سے پہلے یہ کمرہ امی ابو کے پاس تھا۔ اس لیے ان کے انتقال کے بعد اس نے خاص طور پر یہ کمرہ اپنے لیے سیٹ کروایا تھا۔ آج سے پہلے اس نے اس کمرے کے بارے میں کبھی ایسے نہیں سوچا تھا، مگر آج شاید کچھ خاص بات تھی کہ۔ کچھ ہٹ کے۔ یہ کمرہ اور اس کی تنہائی۔ آج کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے بستر پر لیٹے لیٹے بے چینی محسوس کر کے ڈھیرے سے کروٹ لی۔ شاید اپنی بے بسی کے احساس نے شدید ہو کر ان سوچوں کو جنم دیا تھا۔ بہت دیر تک وہ شام میں ہونے والی باتیں یاد کرتا رہا۔ سہا، ماما، انس کا ہنسی مذاق اور عفت کی باتیں۔

"ہاں عفت!" وہ کسی گہرے دھیان سے چونکا۔ "کیا میں عفت کو مس کر رہا ہوں۔"

سوال عجیب تھا۔ اسے خود سے یہ سوال کرتے ہوئے حیرانی ہوئی اور جواب اور حیران کن تھا۔

"کیا واقعی۔" اس نے ایک بار پھر خود سے پوچھا۔

"ہاں شاید مجھے اس کمرے میں تنہا رہنے کی عادت نہیں رہی۔" اس کی نظروں کے سامنے کسی کا وجود چلنے پھرنے لگا۔ کھڑکی کے پاس ڈسٹنگ کرتے ہوئے کمرے کا نیم وا دروازہ اور اس سے نمودار ہوتا ایک مسکان بھرا پرخلوص چہرہ، وہ گفتگو کرتی ہوئی خاموشی۔ اس کے پھیلے ہوئے بازو کے نیچے کسی کے شانوں کے لمس اور پھر۔ کانچ کی چوڑیوں کی بہت دھیمی مدھم کھنک۔ اس نے تیزی سے کروٹ بدلنی چاہی۔ زخم کھائے ہوئے پیر میں درد کی ایک تیز لہر اٹھی۔

"اف!" وہ بے اختیار کراہا۔ خشک حلق کو تھوک نگل کر تر کرنے کی ناکام کوشش سے ہار کر اس نے خالی سائیڈ

PAKSOCIETY



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

نحیل کو دیکھا۔ انس اور سہا آتے ہی سیدھے کمرے میں چلے گئے تھے۔ اسے خود پانی رکھنا یاد نہیں رہا تھا اور اب وہ اتنی ہمت خود میں نہیں پاتا تھا کہ اٹھ کر کچن تک جاتا۔ کسی مہربان چہرے کی غیر موجودگی نے اس کی تھکن میں کئی گنا اضافہ کر دیا تھا۔ خشک لبوں سے ٹوٹ کر ایک نام نکلا تھا۔

"عفت!"

✡ ✡ ✡

امی نے انس کی معلومات اور اطمینان پر بھروسہ کر کے حسیب کی بڑی بہن کو ہاں کہلوا دی تھی۔ مزنہ باجی اور امی کا مشترکہ خیال تھا کہ ولیمے کی تقریب میں ہی ان کی منگنی کی رسم بھی ادا کر دی جائے تاکہ تمام خاندان کو پتا بھی چل جائے۔

یوں سہا اور انس کا ولیمہ اپنی مقررہ تاریخ سے دور نکل جانے کے باوجود بہت خاص ہو گیا۔ انس نے دوبارہ سے عفت نائلہ اور سہا کو شاپنگ کروائی۔ سہا کے ولیمے کا سوٹ بری میں لیا جا چکا تھا۔ لیکن انس کا پورا ہفتہ بے حد مصروف اور بھاگ دوڑ میں گزرا۔ حدید ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بستر کا ہو کر رہ گیا تھا اور ہر کام اور ارینجمنٹ کے لیے انس کو بھاگنا پڑا۔

صارم نے بھی حدید کے ہاسپٹلائز ہونے کی وجہ سے آفس سے چھٹیاں لی تھیں۔ سو اسے بھی مزید چھٹیاں نہ مل سکیں۔ انس کبھی دیر سے آفس جاتا کبھی ہاف ڈے کرتا تو کبھی شارٹ لیوز کے ہوئے کام نمٹاتا۔ اتنی افراتفری اور ہنگامہ خیز صورت حال کے باوجود تھکن اور بے زاری کا نام و نشان تک نہ تھا۔

حدید رات کے کھانے پر ان دونوں کے ساتھ ہوتا۔ انس پابندی سے اسے دن بھر کی تفصیلات سے آگاہ کرتا رہتا۔ اور وہ مسکراتے ہوئے سنے جاتا۔ جتنے کام اور انویٹیشن سیل فون سے نمٹائے جا سکتے تھے وہ سب حدید کے ذمے تھے۔ اب وہ خود سے اٹھ کر تھوڑا چل پھر بھی لیتا تھا حالانکہ سب ہی اسے احتیاط کرنے کو کہتے تھے مگر وہ کب تک کسی کے آسرے پر رہتا۔ کبھی نہ کبھی تو خود سے کرنا ہی تھا۔

ایسے ہی ایک دن جب وہ رات کا کھانا کھا کر اٹھے ہی تھے۔ سہا کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی اور ساتھ ساتھ کچن بھی صاف کر رہی تھی کہ امی کا فون آ گیا۔ رسمی سلام دعا اور خیر خیریت سے فارغ ہو کے انہوں نے انس سے بات کرنے کے لیے کہا۔ سہا نے انس کو فون دے دیا مگر خود الجھ سی گئی۔ امی کی آواز اور لہجہ غیر معمولی سنجیدہ لگ رہا تھا۔ انس فون لے کر کچن سے باہر جا چکا تھا۔ وہ سن نہیں سکی کہ اس نے کیا بات کی۔

✡ ✡ ✡

وہ اپنے بال بکھرائے بڑی دلجمعی سے تیل رگڑنے میں مگن تھی۔ اس نے دو تین بار عفت پر نظر ڈال کر کچھ کہنا چاہا مگر وہ کوئی فضول سی کتاب سامنے رکھے جانے کس جہان کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔

"عفت واپس آ جاؤ اب۔" اس نے اپنے بال سمیٹے۔

"ہوں۔ کہاں سے واپس آ جاؤں۔" وہ چونک کر سنبھلی۔

"جہاں سے ابھی تک واپس نہیں آئیں یا شاید خود تو آ گئی ہو مگر دل و دماغ وہیں رہ گیا ہے۔" عفت بات سمجھ کر دھیرے سے ہنس دی۔ اس نے چوٹی کے بل کس کے ربڑ بینڈ چڑھایا اس کے سامنے آ گئی۔

"نائلہ تم نہیں سدھرو گی۔ اچھا ایک بات تو بتاؤ۔" معاً اسے کچھ خیال آ گیا۔

"آج شام کی چائے پر اتنا اہتمام کس لیے تھا۔" نائلہ نے سر جھٹکا۔

"جن کے لیے بھی تھا۔ فضول ہی تھا۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"پھر بھی بتا تو چلے۔" وہ ایک بار پھر ہوشیار ہو کے بیٹھ گئی۔ شام میں اسے کسی کام سے بازار جانا پڑا۔ واپسی پر کچن میں رکھے برتنوں کو دیکھ کر وہ نائلہ سے پوچھنے کا سوچ کر خاموش ہو گئی تھی۔ اور نائلہ کے انداز بتا رہے تھے کہ بات کچھ خاص تھی۔

"وہ کونسی والی آنٹی ہیں نا۔ نسیم جہاں۔" نائلہ نے ایک ادا سے ان کا نام لیا۔

"رشتہ لائی تھیں اپنے بھائی کا میرے لیے۔" نائلہ چوٹی کو کمر پر پھینک کر بتا کر چھوڑا۔ عفت کا منہ کھل گیا۔

"اور تم یہ بات مجھے اب بتا رہی ہو۔" وہ حیرت زدہ سی رہ گئی۔

"تو کون سا بہت خاص بات تھی۔"

"خاص تو تھی۔ تمہارے لیے رشتہ آیا بلکہ ہم دونوں بہنوں میں سے کسی کے لیے بھی۔ یہ کوئی عام بات تو نہیں۔" اس کی بات کسی حد تک درست تھی۔

"کوئی خاص بات بھی نہیں۔ وہ بھی اس رشتے میں۔ رنڈوا ہے ان کا بھائی۔ چالیس سال عمر ہے۔ ایک بیوی مر چکی ہے۔ ایک بچی بھی ہے۔" نائلہ کے حلق تک میں کڑواہٹ گھل گئی۔

"اماں نے کیا کہا۔"

"یہی تو ساری بات ہے منحوسیت کی۔ صاف صاف منہ پر انکار مارنے کے بجائے سوچنے کے لیے وقت مانگ لیا۔" طنطنے سے بات کرتی نائلہ کی آواز آخر میں رندھ سی گئی۔

"کیا ہو گیا ہے اماں کو۔" عفت کو بھی برا لگا۔

"ایسی بھی کون سی عمر نکل گئی ہے تمہاری۔"

"ہاں اور نہیں تو کیا۔ سارے جہاں کے رنڈوے اور وہ جو ہمارے لیے ہی رہ گئے ہیں۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ کمرے کی خاموش فضا میں پنکھے کی گھرر گھرر تک ایک اداسی کی لپٹ میں آ گئی۔ عفت تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

لاکھ اس کی بدزبان کی تیکھی سہی، لیکن اتنی گئی گزری بھی نہ تھی۔ رنگ گندمی گورا تھا جسامت قد، شکل صورت سب ہی کچھ "قبول" کے حاشیے میں آسانی سے لکھا جا سکتا تھا۔ مجموعی طور پر وہ ایک اچھی لڑکی تھی۔

"کیوں کیا اماں نے ایسا؟" وہ نیند سے پلکیں بوجھل ہونے تک یہی سوچے گئی۔

☼ ☼ ☼

نم ہتھیلیوں کو رگڑ کر اس نے سامنے دیکھا۔ شبو تیز تیز قدم اٹھاتا اسی کی طرف آ رہا تھا۔

"ابا کدھر ہے۔"

"گھر ہی ہے آج تو۔"

"تو تم کیا کہہ کر آئی ہو۔"

"کہنا کیا تھا۔ وہی ایک جیسی دوائیں اور معمول کا معائنہ۔ میں نے ابا سے کہہ دیا میں کیفیت بتا کر دوا لے لوں گی۔ ہر بار تمہارا ساتھ جانا ضروری نہیں۔" وہ بات کے اختتام تک ہنس پڑی۔ شبو نے اس کا ساتھ دیا۔

"بڑی تیز ہوتی جا رہی ہے میری بلبل۔ اپنے ابا کا ہی پتا صاف کر دیا تو نے۔ شاباش ہے بھئی۔" دونوں باتیں کرتے ہوئے یوں باہر نکلے جیسے یہ ان کا روز کا معمول ہو۔

شبو کے ذہن میں پچھلی ملاقات گھوم گئی۔ جب بہت اصرار کے باوجود نائلہ نے اسے ایک ہاتھ پکڑانے کے علاوہ کسی گستاخی کی اجازت نہیں دی تھی۔ وہ دل ہی دل میں جھنجھلا کر رہ گیا تھا مگر ماتھے پر ایک شکن نہیں آنے دی



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔

"اب یہ کہاں لے آئے مجھے۔ روز روز نئی جگہوں سے پتا ہے دل گھبرا جاتا ہے میرا۔" وہ سامنے کھڑی فلیٹس کی ویران عمارت کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ضروری کام ہے۔ چلو تم بھی چلو۔" وہ بڑے سرسری لہجے میں کہنے لگا۔ پھر اسے تذبذب کا شکار دیکھ کر کہنے لگا۔

"اعتبار نہیں ہے میرے پر۔ اکیلے کھڑی ہو جاؤ گی ادھر۔" اس نے مجبوراً قدم بڑھائے اب تو بات اعتبار کی تھی اور کچھ بھی تھا شبو نے آج تک بے اعتباری والی کوئی حرکت کی بھی تو نہ تھی۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ کوئی کام ہے۔" ایک لاکٹ فلیٹ میں چابی گھماتے دیکھ کر وہ پھر مشکوک ہوئی۔

"تو بند فلیٹ میں کام نہیں ہو سکتا کیا۔" وہ دروازہ کھول کر اس کی طرف مڑا۔

"دل کرے تو اندر آنا۔ ورنہ ادھر ہی انتظار کر۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر اندر بڑھ گیا۔ نائلہ گہری سانس لے کر وہیں کھڑی رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

حسیب منگنی کے بجائے ماہا سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ امی نے یہی بات کرنے کے لیے انس کو فون کیا تھا سوہا نے سنا تو سوچ میں پڑ گئی۔

"اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔" اس نے اپنی سوچ کو انس کے سامنے زبان دی۔

"میرا خیال ہے اس میں کوئی برائی تو نہیں۔"

"کوئی ایسی اچھائی بھی نہیں۔"

"میرا بہت پرانا دیکھا بھالا دوست ہے۔ تم کسی فکر میں مت پڑو۔" انس کا لہجہ لاپروا سا تھا۔ سوہا کو کھل گیا۔

"کیسے نہ پڑوں فکر میں۔ دیکھا بھالا آپ کا پاکستان میں' دبئی میں اس کا۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"دبئی میں اس کا کیا کاروبار ہے۔ جو وہ بتاتا ہے آپ' صرف اسی پر یقین کرتے ہیں یا کبھی آپ نے خود دیکھا ہے جا کر۔"

"پتا کروالیا ہے سب میں نے۔ میرے وہاں اور بھی جاننے والے ہیں۔"

"جو حسیب کے بھی جاننے والے ہیں۔"

"نہیں جو صرف میرے جاننے والے ہیں۔ اور صرف میرے خیر خواہ بھی۔ ٹھیک ٹھاک صاف ستھرا لیدر گڈز کا کاروبار ہے۔"

"صاف ستھرا کاروبار۔۔۔ اور کردار؟" انس نے جیسے زچ کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا کہنا چاہ رہی ہو تم سوہا۔ وہاں اس کی ایک اور فیملی ہو گی۔ بیوی بچے وغیرہ۔"

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ دھیمی پڑ گئی۔

"تو پھر کیا مطلب تھا۔ دیکھو اگر تم نیک اور شریف آدمی سے یہ مطلب لیتی ہو کہ وہ نظر اٹھا کر کسی عورت کی طرف دیکھتا تک نہ ہو گا تو سوری' اتنا نیک شریف تو میں بھی نہیں ہوں۔" اس نے بات ختم کر کے شرارت سے سوہا کی طرف دیکھا۔

"اچھا۔" اس نے دھیرے سے ایک مکا انس کے شانے پر جڑ دیا۔

"میں نے امی سے بھی یہی کہا ہے۔ ماہا کے لیے حسیب سے بہتر نہیں ملے گا۔ اور اللہ سے اچھی امید رکھو



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سب اچھا ہو گا۔ان شاءاللہ۔" وہ سنجیدگی سے اسے یقین دلا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اماں دروازے کی چوکھٹ سے لگی کھڑی تھیں۔
"کیا ہوا۔" اس نے ٹھٹک کر انہیں دیکھا۔
"ہونا کیا ہے۔اکیلے بھیج تو دیا تمہیں۔مگر جب سے نکلی ہو دل ہیں پنکھے سے لگے ہوئے ہیں۔"
"کیوں۔میں کوئی پہلی بار گئی تھی کیا۔" اس نے بے زاری سے چادر اتار کر ایک طرف ڈالی۔پھر بیگ سے دوائیں نکال کر اماں کو تھمادیں۔
"پھر بھی۔یوں اکیلی تو پہلی بار ہی۔۔۔" اماں بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگیں۔
"کیا ہوا اماں۔" اس نے بوکھلا کر چہرے پر ہاتھ پھیرا۔
"منہ کیسا لال انگارہ ہو رہا ہے تیرا۔کیا بہت گرمی تھی باہر۔" اماں کے لہجے میں محسوس کی جانے والی محبت تھی۔اس کی آنکھیں بلاوجہ نم سی ہو گئیں۔عفت کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں لال شربت کا گلاس تھا۔
گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے دل میں ایک سوئی سی چبھی۔
"سگے رشتوں کو دھوکا دے کر کیا مل رہا ہے تجھے۔"
"چند لمحوں کی مختصر مگر جی سرور آمیز سچی خوشی۔" ایک شیطانی سوچ نے برا مدلل جواب دیا۔وہ مطمئن ہو کر پورا گلاس چڑھا گئی۔خوشی کے اصل مفہوم سے آشنا مگر دانستہ اختیار کی گئی چشم پوشی۔
دوسرے دن شام میں سوہا کا ولیمہ تھا۔اسی میں ہاہا کا نکاح بھی ہو جانا تھا۔اور اماں نے آج ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا۔
"نسیم آئی تھی نا اس دن بھائی کے لیے کہنے۔اسے کیا جواب دوں۔" اماں بڑے چاؤ سے اس سے پوچھنے لگیں۔اسے شربت پیتے میں اچھو لگ گیا۔
"کیا مطلب کیا جواب دوں۔آپ نے اسی وقت انکار کیوں نہیں کر دیا۔" وہ ایک دم تلخ ہو گئی۔سگے رشتوں کے لیے دل میں چند لمحے پہلے اڈنے والی محبت اچانک ہی منہ پھیر کر غائب ہو گئی۔
"تو کیسے کرتی انکار۔کوئی برائی بھی تو ہو۔گھر آئے رشتوں کو ٹھکرانا کفران نعمت ہے۔"
"کفران نعمت نعمتوں کو ٹھکرانے سے ہوتا ہے۔رنڈوؤں کے رشتوں کو ٹھکرانے سے نہیں۔" عفت کو اس کی بات سن کر زوردار ہنسی آئی۔مگر اماں کی شکل دیکھ کر ضبط کر لی۔
"رنڈوا ہے تو کیا ہوا۔ویسے تو بھلا اچھا کھاتا پیتا آدمی ہے۔"
"صرف کھاتا پیتا دیکھا آپ نے اماں۔مجھے لڑکا چاہیے۔آدمی نہیں۔"
"باؤلی ہوئی ہے۔" اماں ذرا کی ذرا تیز ہوئیں۔
"ہاں ہاں باؤلی ہو گئی ہوں میں مگر پلیز اماں۔ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔اس کی اور میری عمروں میں فرق دیکھیں ذرا آپ۔" وہ بے حد غصے میں کہتی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔آج کی ملاقات کا سارا نشہ اماں نے ایک جھٹکے میں ہرن کر دیا تھا۔
"بس میں فوراً "شبیر" سے بات کروں گی مگر۔۔۔" وہ بھی تو ایک آدمی تھا۔پینتیس سے اوپر نکلتا ہوا آدمی۔نائلہ کی سوچیں اس نکتے پر آکر رک سی گئیں۔
"مگر شادی شدہ تو نہیں۔ہے تو کنوارا نا۔" اس نے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے نقطہ ڈھونڈ نکالا تھا۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ولیمے کی تقریب میرج لان میں منعقد کی گئی تھی۔ سوہا اتنے عرصے بعد دلہن بن کر پھر سے شرما رہی تھی۔ زیادہ تر لوگوں نے اس حوالے سے اس کا اور انس کا خوب مذاق اڑایا۔ انس سب کی باتوں کا ہنس ہنس کر جواب دیتا رہا حدید اسٹیج کے سامنے اور قریب ترین رکھے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھا رہا۔

ماہا بھی ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ چھوٹی موٹی سی دلہن بنی بیٹھی تھی۔ نکاح کا مرحلہ بخیر و خوبی اپنے انجام کو پہنچا انس اور حسیب کے مشترکہ دوستوں اور خاندان کے کچھ منچلوں نے شور مچا دیا کہ دونوں کو اسٹیج پر ساتھ بٹھایا جائے۔

حسیب بڑے پروقار انداز میں اس کے برابر میں بیٹھا اور سرخ گلابوں کا بکے اس کی طرف بڑھا دیا۔ خوب ہاؤ ہو ہوئی۔ شور مچا۔ اور زندگی میں پہلی بار ماہا نے اپنے آپ کو اتنا نروس محسوس کیا۔ بکے تھامتے ہوئے اس کی ہتھیلیاں بالکل بھیگ چکی تھیں۔ خاندان کے بیشتر لوگوں کی رائے تھی۔ کہ وہ دلہن بن کر سوہا سے زیادہ اچھی لگے گی۔ ہر چند کہ نکاح کے وقت دھواں دھار رونے سے اس کی شکل کافی بگڑ چکی تھی۔ کھانا شروع ہونے پر جب حسیب اس کے برابر میں سے اٹھا تب اس کی جان میں جان آئی۔

عفت نائلہ کے ساتھ ہی بیٹھی کھانے سے انصاف کر رہی تھی۔ اماں اور چچی جان بھی ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔ وہ میٹھا لانے کے لیے ٹیبل سے اٹھی تو اسے دور بیٹھا حدید نظر آیا۔ وہ یوں بیٹھا تھا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ اپنی ٹیبل پر میٹھے کی پلیٹ دے کر وہ اس کے پاس آئی۔

"کچھ چاہیے آپ کو؟" حدید دور سے ہی اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"نہیں یہ بریانی زیادہ نکال لی ہے' تم پلیز پلیٹ صاف کر دو۔" عفت اس انوکھی فرمائش پر ہنس پڑی۔ "تو چھوڑ دیں نا۔"

"یار بھری ہوئی پلیٹ یونہی چھوڑتے ہوئے شرم آ رہی ہے۔" وہ اس کے بے چارے انداز پر کچھ اور کھل کر ہنسی۔

"یہ پلیٹ بھرتے ہوئے تو شرم نہیں آئی ہو گی۔"

"نہیں بالکل نہیں کیوں کہ یہ پلیٹ میں نے بھری ہی نہیں۔" وہ جس قدر مزے سے بولا۔ عفت ایک بار پھر دیر تک ہنستی رہی۔

"ایک بات کہوں تم سے۔" جب وہ خوب ہنس چکی تب وہ بولا۔

"بولیں۔"

وہ بے دھیانی میں بریانی کے بڑے بڑے نوالے نگل رہی تھی' کیوں کہ ابھی اس کو پورے لان کا چکر لگا کر کھانا کھاتے ہوئے مہمانوں کے پاس جا کر میزبانی کے فرائض بھی انجام دینے تھے۔ حسب توقع نائلہ تو تن کر جڑ گئی تھی اور کھانا کھلتے ہی نہ صرف اپنی پلیٹ لے کر کھانے میں مصروف ہو گئی تھی بلکہ زبردستی اسے بھی بٹھا لیا تھا۔

"ہنستی رہا کرو تم۔ ہنستی ہوئی بہت اچھی لگتی ہو۔" اس کی ہنسی کو ایک دم ہی بریک لگا تھا۔

"کیا ہوا مائنڈ کر گئیں میری بات کو۔" حدید نے اس کی خاموشی کو نوٹ کیا۔ اس بات سے قطعی بے خبر کہ اس کے الفاظ نے عفت کے دل میں کیسی ہلچل مچا دی ہے۔ وہ فرصت سے اسے دیکھے گیا۔

"میں ذرا مہمانوں کو دیکھ لوں۔" عفت گڑبڑا کر یہی کہہ سکی۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ولیمے کی تقریب سے واپسی پر رات کا ڈیڑھ بج چکا تھا۔ سب ہی تھکن سے چور تھے۔ سوہا نے اندر آتے ہی ہاتھ میں اتار کر پکڑی ہوئیں سینڈلیں ایک طرف ڈالیں اور صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔ لاؤنج میں زیرو پاور کا بلب جل رہا تھا۔ اس نے لائٹ تک آن کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ انس کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا کچن میں پانی پینے چلا گیا۔ حدید دھیرے دھیرے چلتا سوہا کے سرہانے تک آیا۔

"سوہا پلیز میرے کمرے میں پانی کی بوتل ضرور رکھ دینا۔ رات میں پیاس لگے تو مشکل ہوتی ہے۔" سوہا نے اس کی بات پر آنکھیں کھول کر پہلے حدید کو اور پھر اپنے زیورات اور بھاری دوپٹے سے لدے وجود کو دیکھا۔ تھکن سے اس کا جوڑ جوڑ فریادی تھا۔ گو کہ یہ کام کوئی غیر معمولی نہ تھا' مگر اس وقت تو جڑی ہوئی پلکیں تک کھولنا پہاڑ توڑنے کے مترادف لگ رہا تھا۔ اوپر سے اس کا دلہناپے کا سنگھار۔ ابھی جا بجا ٹھونکی ہوئی سیفٹی پنیں نکالنا تھیں۔ میک اپ صاف کرنا تھا اور تو اور بالوں کی بیک کامبنگ۔

"اف خدایا!" وہ دل ہی دل میں کراہی۔

"آپ خود رکھ لیں نا حدید بھائی پلیز۔ میں بہت تھک گئی ہوں۔" اس کا لہجہ بہت عاجزانہ بھرا تھا۔

"او کے تم آرام کرو میں لے لوں گا۔" حدید ہولے سے مسکرا دیا۔ وہ وہیں سے مڑ کر کچن کی طرف چلا گیا۔

انس نے اسے دیکھا تو حیرت سے بولا۔

"تم کیوں آئے ہو۔ سوہا سے کہہ دیا ہوتا یا مجھے آواز دیتے۔"

"میں لے لوں گا نا۔ اس کے اتنے بھاری کپڑے۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ فریج میں پانی کی ایک بھی بوتل نہیں تھی۔ سوہا کی لاپروائی۔

"تم جاؤ میں جگ میں ڈال کر رکھتا ہوں۔" حدید واپس پلٹ گیا۔ انس نے جگ میں پانی اور برف ڈالی اور باہر نکلا تو سیڑھیوں کے پاس ریلنگ تھامے سوہا کھڑی تھی۔

"سوہا کیا ہوا۔" اس نے جگ تیزی سے ٹیبل پر رکھا اور اس کے پاس پہنچا۔

"کچھ نہیں شاید تھکن کی وجہ سے معمولی سا چکر آ گیا۔" انس فکر مندی سے اس کا بازو تھام کر اوپر بڑھ گیا۔ پانی کا جگ میز پر رکھا رہ گیا۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی تھی۔ کمرے میں شدید گھٹن اور حبس تھا۔ اس کا جسم پسینے سے بھیگ رہا تھا۔ اس نے ایک وحشت کے عالم میں جسم پر سے چادر اتار کر پھینکی۔ شاید لائٹ چلی گئی تھی۔ اس نے گھپ اندھیرے سے اندازہ لگایا۔

وہ احتیاطاً "موبائل سرہانے رکھ کر سوتا تھا۔ اسے ٹٹول کر ٹارچ جلائی۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا جانے کس وقت لوڈشیڈنگ مہربان ہوئی تھی۔ موبائل ٹارچ کی مدھم روشنی سے سائیڈ ٹیبل ذرا روشن ہوئی۔

"او نو! ناٹ اگین۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ سائیڈ ٹیبل خالی تھی۔ وہاں پانی نہیں تھا۔ بمشکل تمام ٹارچ سے ٹٹول کر وہ قریب ہی رکھی اسٹک تک پہنچا۔ نیند کا غلبہ' پلاسٹر چڑھی ٹانگ۔ گرمی اور حبس۔ وہ ذرا سی کوشش میں ہانپ بھی گیا اور پسینے سے تر بتر ہو گیا۔ نم ہتھیلی سے اسٹک پھسلنے لگی۔ اس نے بے دردی سے ہاتھ قمیص سے رگڑ ڈالا اور بمشکل تمام کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔

لاؤنج میں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ مگر ٹارچ کی روشنی میں سامنے میز پر رکھا پانی دکھائی دے گیا۔ پیاس سے حلق میں کانٹے اگ آئے تھے۔ اس نے گلاس کی فکر چھوڑی اور جگ سے منہ لگا کر پانی پینے کا ارادہ کرتے آگے بڑھا۔ جانے اس کی پیاس زیادہ شدید تھی یا لاپروا رویہ اس کے پیر میں زبردست ٹھوکر لگی۔ اسٹک ہاتھ سے نکل گئی اور وہ پورے قد سے زمین پر آ رہا۔

(باقی آئندہ)



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM



فرحین اظفر

# ردائے وفا

WWW.PAKSOCIETY.COM

سوہا اور رابا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

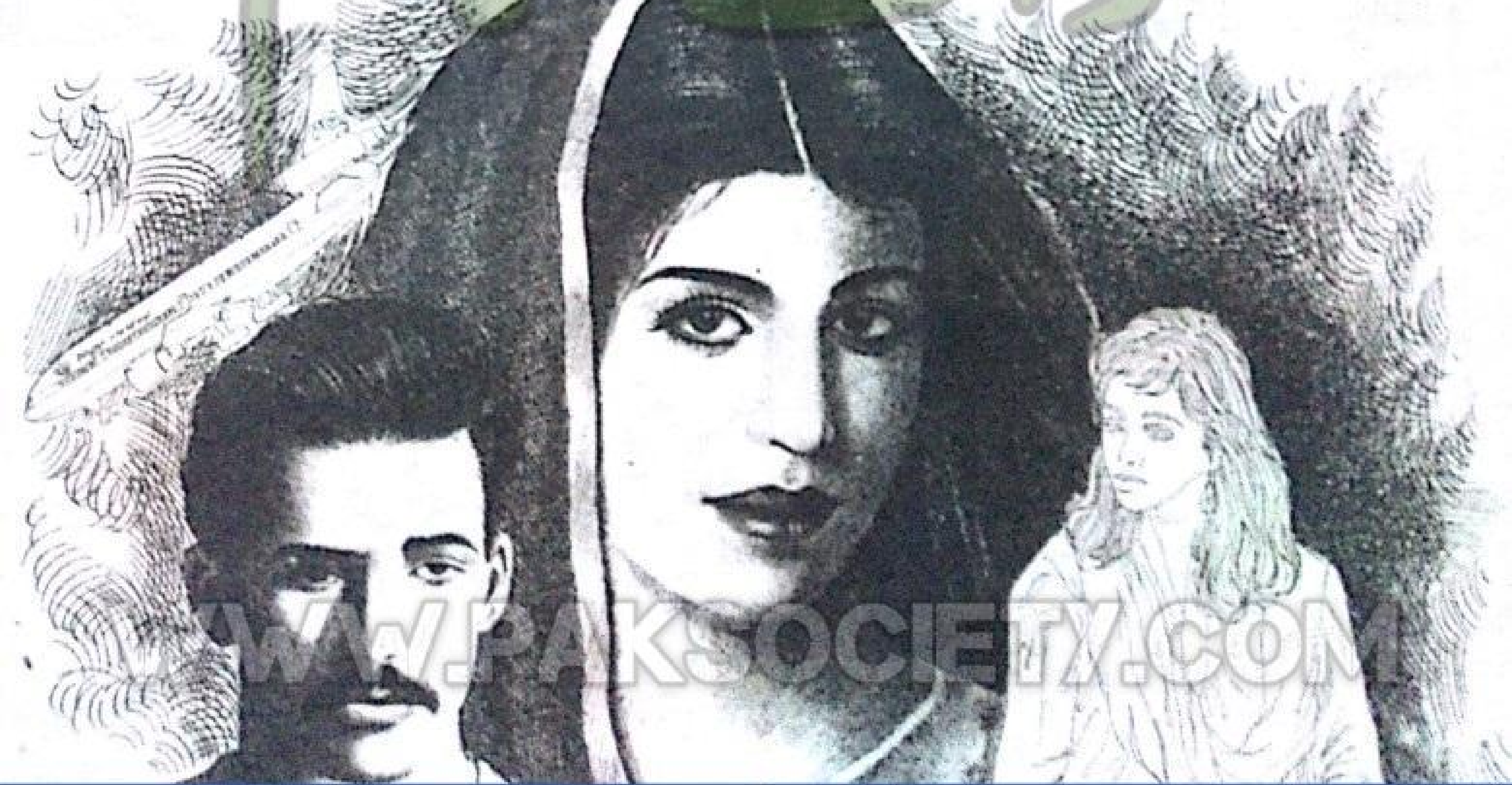

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چوتھی قسط

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

صبح صبح کا وقت تھا۔ فجر کی نماز کے عادی افراد رات کو دیر سے سونے کے باوجود صبح جاگ گئے تھے۔ کچن میں ناشتے کی گہما گہمی شروع ہو چکی تھی۔

نائلہ بہت دیر سے اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھی۔ ناشتا بنانے میں بہت بار روٹی جلتے جلتے بچی۔ بے دھیانی میں دودھ کا گرم برتن اٹھالیا۔ اور پھر تیزی سے واپس رکھتے رکھتے بھی تھوڑا سا دودھ گر ہی گیا۔

"کیا بات ہے کیا سوچ رہی ہو۔ دھیان کہاں ہے تمہارا۔"

نائلہ سے رہا نہیں گیا۔

عفت چونکی نہیں۔ وہ جانتی تھی۔ نائلہ بہت جلد اس کی غیر حاضر دماغی کو نوٹ کرلے گی۔

"پتا نہیں کیا بات ہے۔ صبح سے دل کو گھبراہٹ سی لگی ہوئی ہے۔"

"دس پانچ روپے صدقے کی نیت سے الگ کردو۔"

اماں نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے اس کی بات سن لی تھی۔

"ہم نے بڑوں سے یہ ہی سنا ہے۔ طبیعت بالکل ٹھیک ہو تو' دل یونہی نہیں گھبرایا کرتے۔ اور صدقہ بڑی مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے۔"

اماں شفقت سے بولتی پانی کا گلاس لے کر باہر نکل گئیں۔

"ابا کے لیے رات والے سالن میں روٹی مل دینا۔"

"جی اچھا۔" نائلہ فریج سے سالن کا پیالہ نکالنے لگی۔

جبھی ماہا نے کچن میں قدم رکھا۔

"حدید بھائی کل رات اپنے لاؤنج میں گر گئے۔" اس نے ایک ہی سانس میں خبر نشر کی عفت کے ہاتھ سے آٹے کا پیڑا چھوٹ کر دھپ سے زمین بوس ہو گیا۔

"لائٹ گئی ہوئی تھی۔ وہ پانی پینے کمرے سے نکلے تو اندھیرے میں۔۔۔" ماہا تفصیل بتانے لگی۔

"اب کیسی طبیعت ہے ان کی۔"

نائلہ نے جھک کر زمین سے پیڑا اٹھایا اور عفت کو تنبیہی نظروں سے دیکھتی۔ ماہا سے بولی۔

"اب تو بہتر ہے مگر' رات میں بہت تکلیف تھی۔ صبح صبح سوہا کا فون آیا تھا۔ رات بھر جاگے ہیں تینوں۔"

ماہا نے جلدی جلدی بتا کر' نائلہ کو تیار ہونے کا کہا۔

"میں اور امی جائیں گے ابھی' ہم اور تائی جان بھی چلی چلو اگر چاہو۔"

جلدی میں ناشتا نمٹا کر چاروں خواتین نکل گئیں گھر میں ابا کے پاس عفت تھی۔

یہ حادثہ بھی خطرناک سہی مگر حدید کے ایکسیڈنٹ جتنا بہرالحال نہیں تھا۔ مگر عفت کو لگ رہا تھا آج' دل کی بے کلی کا عالم ہی کچھ اور ہے۔

"حدید کو پانی پینے کے لیے اٹھ کر باہر کیوں آنا پڑا میں تو' سوہا کو خاص طور پر تاکید کر کے آئی تھی کہ۔۔۔"

اس نے کچن میں آکر دو چار برتنوں پر یونہی ہاتھ مارا۔

"اللہ کرے اب اس کی تکلیف ختم ہو گئی ہو۔"

صدق دل سے جانے کون سی دیں بار دعا نکلی تھی۔

کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔

کپڑے دھونے کا ارادہ کیا تو سرف میں بھگو کر یونہی چھوڑ دیے۔ جھاڑو اٹھائی اور اماں' ابا کے کمرے میں الٹے سیدھے ہاتھ مار کر کوڑا صحن میں جھاڑو سمیت سامنے ڈھیر کر دیا۔ ناشتے کے برتن سینک میں یونہی ڈال دیے۔ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہیں پڑے رہ گئے۔
کتنی دیر گزر گئی تھی ان لوگوں کو گئے ہوئے۔ صبح سے دوپہر ہونے لگی۔ ابا کو بھوک لگی۔ اس نے وہی رات کا سالن بھگو کر روٹی میں ان کے آگے رکھ دیا۔ ابا معمولی سے رعشہ زدہ ہاتھوں سے ڈبڈباتی روٹی رغبت سے منہ میں ڈال رہے تھے۔ وہ وہیں کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔
کیا کیا منظر اور کون کون سے خیال ذہن کے اسکرین سے گزرتے رہے۔ معاً" وہ آگے بڑھی۔
"ابا میں کھلا دوں۔"
"کیوں۔" ابا حیرت سے دیکھنے لگے۔
"بس وہ شوربہ پتلا ہے نا گر نہ جائے۔"
"لے میں تو روز کھاتا ہوں۔ آج کون سی نئی بات ہے۔"
ابا ہنس کر بولے وہ بے دلی سے ان کے کمرے سے نکل آئی۔
مارے باندھے صفائی کر کے دال چڑھائی۔
"کسی کو اتنا خیال نہیں ہے کہ ایک فون کر کے اس کی خیریت کی اطلاع ہی دے دے۔" اس کی بے بسی انتہا پر تھی۔

☼ ☼ ☼

حدید کی حالت رات سے کافی بہتر تھی۔
انس کے چہرے پر تھکن اور نیند کے اثرات تھے۔ اور سوہا کے چہرے پر رونے کے بھی۔
"سب میرا قصور ہے امی۔ نہ میں اتنی لاپروائی برتتی۔ نہ یہ سب ہوتا۔" سوہا کی آواز بھرا گئی۔
"پاگل ہو گئی ہے آنٹی۔ رات سے یہ بات کہہ کہہ کر کتنی بار رو چکی ہے۔"
"ارے بیٹا۔ اپنی لاپروائی کا احساس تنگ کر رہا ہو گا اور کیا۔"
تائی امی نے بہت بردباری سے اپنا تجربہ پیش کیا۔
"سوہا نے کوئی لاپروائی نہیں کی۔"
حدید نے ایک نظر سوہا کو دیکھ کر کہا۔ وہ بہت سنجیدہ تھا۔
نائلہ نے بطور خاص اس کا انداز نوٹ کیا اور حسب عادت دل میں جل کر رہ گئی۔
"ابھی عفت اس کی جگہ ہوتی تو سب پیچھے لگ چکے ہوتے۔" وہ کڑھتی ہوئی سوچنے لگی۔
حدید نے ایک بار بھی عفت کا نہیں پوچھا۔ یہ بات نائلہ کو اور بھی بری لگی۔ وہ خود اپنی ہی سوچوں سے الجھتی رہی۔
سوہا ان لوگوں کو کھانے کے لیے روک رہی تھی۔ مگر تائی امی کو واپس کی جلدی پڑ گئی۔
"ماہا کے اسکول سے آنے تک تو رکیں۔ وہ بھی تو آپ لوگوں کے ساتھ ہی جائے گی۔"
سوہا نے انہیں دوپہر کے کھانے تک روک لیا۔ اور تیاریوں میں لگ گئی۔ نائلہ کو بھی مارے باندھے کچن میں آنا پڑا۔ مگر اس نے ایک بار بھی سوہا سے یہ نہیں کہا کہ وہ" آرام کر لے کھانا وہ خود بنا لے گی۔ حالانکہ انس ذرا دیر بعد ہی سونے چلا گیا۔ حدید کو بھی نیند نے آگھیرا۔ اور سوہا بھی رات بھر کی جاگی ہوئی تھی۔ اسے بھی نیند آرہی تھی۔ مگر اخلاقیات کے تقاضے بڑے زور آور تھے۔
امی کچھ دیر بعد کچن میں آئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اماں کہاں ہیں چچی۔" نائلہ نے یونہی پوچھا۔

"وہ لاؤنج میں صوفے پر سو گئی ہیں۔"

اماں کا انداز جتاتا ہوا نہیں تھا۔ مگر وہ پھر بھی شرمندہ ہو گئی۔

"تم بھی سو جاؤ سوہا۔ کھانا میں اور نائلہ دیکھ لیں گے۔"

امی سے سوہا کی حالت اور نائلہ کی چشم پوشی چھپی نہ رہ سکی۔ سوہا پس و پیش کرنے لگی۔ اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"ارے ابھی آرام کرو۔ ہمارے جانے کے بعد بھی کام کرو گی۔ اچھا ہے فریش ہو جاؤ گی۔"

"ہاں اور کیا۔ تم آرام کرو۔"

شرمساری میں نائلہ کے منہ سے بھی نکل گیا۔

ماہا کے آنے تک کھانا تیار تھا۔ اس کے کا اسکول یہاں سے دور تھا۔ وہ خود تھک کر چور تھی۔ امی اور نائلہ کے علاوہ سب ہی سو رہے تھے۔

دوپہر کا کھانا دیر سے کھایا گیا اور' سوہا سے کھانے کے لیے بھی نہیں اٹھا گیا۔ کھانے کے فوراً" بعد سب نے واپسی کی راہ پکڑی۔

"سوہا میں تمہارے پاس ضرور رک جاتی۔ مگر تم جانتی ہو پیپرز کے دنوں میں کام کتنا بڑھ جاتا ہے۔ اور اسکول یہاں سے بہت دور ہے۔ میں اور اتنا سفر کر کے آتی ہی تو تمہارے کیا کام آسکوں گی۔"

ماہا بہت سچائی اور شرمندگی سے اپنی صفائی دے رہی تھی۔

"ارے کوئی بات نہیں نا۔ اب تو حدید بھائی ٹھیک ہیں۔ میں سنبھال لوں گی۔" اس نے امی اور ماہا دونوں کی تشفی کروائی۔

نیچے لاؤنج میں انس' نائلہ سے رکنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

ابھی یہ بات کسی کو پتا نہیں تھی مگر' اس نے محسوس کر لیا تھا کہ سوہا کی اپنی طبیعت بھی ٹھیک نہیں۔ ڈاکٹر نے حدید کو مکمل بیڈ ریسٹ بتایا تھا کہ ' اسے اپنی ٹانگ پر بالکل زور نہ دینا پڑے۔ ایسے میں اسے مکمل توجہ کی ضرورت تھی۔ تو یقیناً" کام بھی بڑھ جاتا تھا۔

"میں کیسے رک سکتی ہوں۔ ٹیوشن کے لیے بچے آتے ہیں۔ ایگزام ہونے والے ہیں۔" نائلہ نے کورا جواب دیا۔ اماں کی بھی تسلی ہو گئی۔ انس ایک دم چپ ہو گیا۔

"آپ ماہا سے کیوں نہیں کہتے۔"

"جب تم ٹیوشن کی وجہ سے نہیں رک رہیں۔ تو وہ تو پھر اسکول میں جاب کرتی ہے۔"

انس نے بہت سرسری انداز میں کہا تھا۔ اس کا مقصد کچھ جتانا نہیں تھا۔ مگر نائلہ مقابل کی ہر بات کو اپنے زاویے سے دیکھنے کی عادی تھی۔

"چلیں۔ احساس تو ہوا۔" بظاہر اس نے ہنس کر کہا تھا۔

"مجھے ہمیشہ سب ہی کا احساس رہتا ہے۔ لوگ بے حس سمجھ لیں تو اس میں میرا کیا قصور۔" اب کی بار انس نے ذرا بلند آواز میں جتا کر کہا۔

انس کے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتی ماہا اور چچی جان کو دیکھ کر نائلہ نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیا اور سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گئی۔

ان کے جانے کے بعد بھی انس بہت دیر تک نائلہ کی باتوں کو سوچ کر الجھتا رہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

✡ ✡ ✡

شام کو سوہا کی طبیعت اچانک ہی بگڑ گئی۔ انس فوراً" اسے لے کر ڈاکٹر کے یہاں بھاگا۔ جاتے وقت وہ جتنا فکر مند تھا واپسی پر اتنا ہی خوش۔ سوہا کی طبیعت کی خرابی کی وجہ آنے والی خوش خبری تھی۔

انس نے حدید کو بھی اس خوشی میں شامل کیا۔ سوہا تو وہاں ٹھہری ہی نہیں اسے بے حد شرم محسوس ہو رہی تھی۔ پھر بھی اس نے فوراً" ہی فون کر کے امی اور ماہا کو اپنی خوشی میں شریک کر لیا۔

امی نے اس کے لیے ڈھیروں ہدایات کا پلندا جاری کر دیا۔ جس میں دواؤں کی پابندی اور بھرپور غذا کی فروانی سر فہرست تھیں۔

وہ چپ چاپ مسکراتے ہوئے سنتی رہی۔

کمرے کے دروازے پر آہٹ ہو رہی تھی۔ اندر آنے والا انس تھا۔ اس نے امی کو مسکراتے ہوئے خدا حافظ کہہ دیا۔

✡ ✡ ✡

خالی کمرے میں خاموشی ہمکلام تھی۔

وہ آج بڑے دنوں بعد موقع لے کر نکلی تھی۔ اس سے پہلے ایک بار کوشش کی تو ابا کی طبیعت اتنی بھلی چنگی تھی کہ وہ "ڈاکٹر کو دکھانے کو مانتے ہی نہیں۔

ایک دن معدے میں ہلکا سا درد تھا وہ، فوراً" ابا کے سر ہو گئی مگر اسپتال آکر مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔ شبیر حسین دو دن کی چھٹی پر تھا۔

اسے موبائل فون کی کمی، ضرورت اور اہمیت کا بیک وقت شدت سے احساس ہوا۔

اماں نے نسیم باجی کو فوراً" انکار کہلانے کے بجائے نائلہ پر رضامندی کے لیے ہلکا سا دباؤ ڈالا تھا۔

نسیم باجی بھی بہت زور دے رہی تھیں۔

نائلہ کے تو اوسان خطا ہو گئے۔ دل ابھی انس کی بے وفائی (اپنے تئیں) کے جھٹکے سے سنبھلا ہی کہاں تھا۔ اور ابھی تو محبت کے پنچھی نے فقط چند خواب ہی دکھائے تھے۔ کھٹے میٹھے مزے لینے سے پہلے ہی پر کٹنے کا اندیشہ ستانے لگا تھا۔

وہ شبو کے سامنے رو ہی تو پڑی۔

"میں مر جاؤں گی مگر کسی دوہاجو سے شادی نہیں کروں گی۔"

"تو کون کہہ رہا ہے کہ کرو اس سے شادی" انکار کردو۔"

اس کا لہجہ بڑا لاپروا سا تھا۔ درمیان میں رکھی تھیلی میں سے کینو اٹھا کر چھیلنے لگا۔

اس کی خاطر تواضع عام طور پر اسی طرح کی ہوتی تھی۔ کبھی عمدہ قسم کے بڑے بڑے کینو، کبھی سونف الائچی کی خوشبو والے پان۔ کسی چھابڑی سے خریدے گئے ٹھنڈے پکوڑے اور کبھی کبھار کولڈ ڈرنک۔

"کس برتے پر انکار کردوں۔ تم۔۔۔ تم۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک سی گئی۔

"ہاں ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔" شکاری نے اپنا سوچا سمجھا دانہ پھینکا۔

"تم۔۔۔ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔" اسے لگا زندگی میں پہلی بار کوئی بات کہنی اس قدر مشکل ہے۔

"او یہ کیا بات ہوئی۔ میں نے کب انکار کیا۔"

"تو پھر۔۔۔ رشتہ کب۔۔۔ بھیجو گے۔" اس کی آواز لجلجا گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جب تم کہو۔"
"سچ۔" نائلہ کے اندر زندگی دوڑ گئی۔
"ہوں۔"
اس نے منہ کھڑکی سے باہر نکالا۔ اور پھوں کی آواز کے ساتھ بیج فضا میں اچھال دیے۔
"تو پھر جتنی جلدی ہو سکے۔ اسی ہفتے بلکہ کل ہی۔"
"رک جا بھئی۔ چھری تلے دم تو لے۔ کڑئیے۔"
وہ چھلکے سمیٹ سمیٹ کر کچن میں پھینکنے چلا گیا۔
یہ فلیٹ بقول اس کے 'کسی دوست نے اسے رہائش کے لیے دیا تھا۔
ایک تنہا آدمی کے زندگی گزارنے کے لیے یہاں خاطر خواہ سامان اور صرف ایک بیڈ روم سیٹ ہی تھا۔ نائلہ اس وقت وہیں تنہا بیٹھی تھی۔
یہ وہ لڑکی تھی۔ جو تن تنہا اپنی ماں اور بہن کے بغیر کبھی گھر کی دہلیز پار نہیں کرتی تھی۔ اگر آج وہ اس طرح ایک غیر محرم کے ساتھ اکیلی یہاں موجود تھی۔ تو اس میں اس آدمی سے زیادہ قصور یقیناً "خود اس کا اپنا تھا۔
اس نے اس راز میں کبھی اپنی دن رات کی سنگی ساتھی۔ سہیلیوں' رازداروں جیسی سگی بہن کو بھی شامل نہ کیا تھا۔
نہ تو اس کے حالات زندگی اتنے خراب تھے نہ 'اس سے منسلک رشتے۔
ہاں مگر قسمت۔ وہ شاید اب خراب ہونی چاہتی تھی۔ شبو آخر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔
ان کے درمیان تکلف اور دوری کی دیواریں اپنا نام و نشان کھو چکی تھیں۔
"میری بہن رہتی ہے میرپور میں۔ آج ہی اس سے بات کرتا ہوں۔ ایک ہفتے کے اندر اندر سمجھو بات نمٹ جائے گی۔" اس نے محبت سے اس کا ہاتھ دبایا۔
"پھر بھی کبھی کبھی ایک بات میرے دل کو بہت چبھتی ہے۔" وہ گہری سانس لے کر خود پر حسرت طاری کر کے بولا۔
"کونسی بات۔" نائلہ کو چونکنا ہی تھا۔
"بھلا میرے اندر ایسا کیا دیکھا تم نے۔" اس نے چہرے پر مسکینی طاری کر لی۔ چڑیا دانہ چگنے آبیٹھی تھی۔ اب تو بس جال پھینکنے کی دیر تھی۔ اور صحیح وقت کا تعین کسی شکاری سے بہتر کون کر سکتا ہے۔
"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ شکل و صورت میں کیا رکھا ہوتا ہے۔ انسان کو اندر سے خوب صورت ہونا چاہیے۔"
کہتے ہے کسی کا خوب صورت چہرہ نگاہوں میں لہرایا۔ اس نے سر جھٹک دیا۔
"مگر تم میرا اعتبار بھی تو نہیں کرتیں۔"
"ایسے کیوں سوچتے ہو۔ خود سے بڑھ کر بھروسا ہے تم پر۔"
"اچھا۔" پکے نقوش والے سانولے چہرے پر شوق دید آن سمایا۔
"تو پھر میرا ایک کہنا مانو گی۔"
اس نے یوں کھسیا کر اپنے چھدرے بال کھجائے۔ جیسے کہنے میں بڑی شرم آتی ہو۔
"ایک چھوڑ۔ دس کہو۔"
"جب سے ملی ہو۔ یہ کس کے چادر لپیٹے رکھتی ہو۔ میں نے۔۔۔ میں نے آج تک تمہارے بال نہیں دیکھے۔ مجھے بڑا شوق ہے ایمان سے۔" نائلہ نے اس کا چہرہ دیکھا اور ایک دم زور سے ہنس پڑی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"بس اتنی سی بات۔"

اس نے اپنی نقاب والی چادر کے سرے کھول کر آہستہ سے سر سے سرکا دی۔

قسمت بھی خوشیوں کے روزن یونہی پرے سرکاتی ہے۔ اور زندگی گنبد بے در ہو جاتی ہے۔ مگر پتا دیر سے چلتا ہے۔

☆ ☆ ☆

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔

حدید کی حالت پہلے سے بہتر تو تھی۔ مگر ابھی بھی اس کے لیے با آسانی اٹھ کر چلنا پھرنا ممکن نہ تھا۔ درمیان میں اگر وہ حادثہ نہ ہوا ہوتا تو اب تک وہ بالکل ٹھیک ہو چکا ہوتا۔

اس دن بھی سوہا نے ناشتا بنانے میں اتنی دیر لگا دی کہ انس آفس کے لیے تیار ہو کر کچن کے دروازے تک آپہنچا۔

"جلدی کرو نا دس گھنٹے لگا دیے۔ دو بندوں کا ناشتا نہیں بنا۔"

اسے سوہا کو سست روی سے کام کرتے دیکھ کر غصہ آگیا۔

ابھی گرمیاں عروج پر نہیں تھیں مگر سوہا پسینے پسینے ہو رہی تھیں۔

"بس ابھی پانچ منٹ میں۔"

اس نے فرائنگ پین میں انڈا توڑ کر ڈالا۔

انڈے کی خوشبو سے اسے زور کی ابکائی آئی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھتی نکل کر واش روم میں بھاگی۔

انس غصے میں سر جھٹک کر اپنی بائیک کی طرف بڑھ گیا۔

حدید لاؤنج میں بیٹھا سارا منظر دیکھتا رہا۔ وہ واش روم میں حال سے بے حال ہو رہی تھی۔ انس اپنی بائیک نکال کر یہ جا وہ جا۔

وہ اسٹک کے سہارے اٹھ کر کچن تک آیا۔ کوئلہ بنے انڈے کا چولہا بند کیا۔ سوہا ہانپتی ہوئی آکر لاؤنج میں صوفے پر گر سی گئی۔

"سوہا!" حدید پانی کا گلاس لے کر آیا۔

"تھینک یو۔" وہ شرمندہ سی ہو کر بولی۔ جانے کیوں آنکھیں ڈبڈبا سی گئی تھیں۔

حدید نے محبت سے اس کا سر تھپکا۔ وہ دیکھ چکا تھا انس نے شادی کے بعد اور آج سے پہلے شاید ہی کبھی سوہا پر اس طرح غصہ کیا ہو۔

وہ جانتا تھا سوہا نہ تو کام کے معاملے میں سست ہے نہ غیر ذمہ دار۔ مگر انسان کو کبھی کبھی غصہ آہی جاتا ہے۔ قصور اس کا بھی نہیں تھا۔

وہ کمرے میں آکر عفت کا نمبر ملانے لگا۔

☆ ☆ ☆

ایک ہفتے کے اندر اندر خوشی کی خبر سنانے والے نے 'بیس دن بعد بھی کچھ سنانا تو دور اپنی شکل تک نہ دکھائی تھی۔

شبو نے اسے بتایا تو تھا کہ اس کی بہن کسی بات پر ناراض ہے۔ اسے منانے کے لیے ہو سکتا ہے اسے 'میرپور خاص جانا پڑے۔ چند دن تو اس نے یہ سوچ کر صبر کیا کہ وہ شاید سچ مچ میرپور چلا گیا ہو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر دل کی بے چینی جب حد سے سوا ہو گئی تو لے دے کر ایک یہی بہانہ رہ جاتا تھا کہ وہ 'ابا کے ہلکے سے سر درد کو طبیعت کی خرابی پر معمول کر کے اپنے ساتھ اسپتال گھسیٹ لے گئی۔ شبیر حسین اپنی جگہ پر نہیں تھا۔

"اس کا تو ٹرانسفر ہو گیا ہے۔"

"جی۔" اسے لگا آس پاس کوئی زوردار بم دھماکہ ہوا ہے۔ جس سے اس کے جسم کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ مگر اعصاب کے پرخچے ضرور اڑ گئے ہیں۔ اس کا ہوائیاں اڑتا چہرہ سامنے والے کے لیے شاید نیا نہ تھا۔

"آپ کا بھی کچھ لے بھاگا ہے کیا وہ۔"

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔" بمشکل تمام حواس یکجا کر کے اس نے سامنے والے کی بات سنی۔ "بہت سوں کے ساتھ طرح طرح کے فراڈ کر کے گیا ہے۔ آپ جیسی کتنی ہی آ چکی ہیں۔ اس کا اتا پتا پوچھنے۔"

اس نے گھومتے ہوئے سر کو تھام کر کاؤنٹر کا سہارا لیا۔ ورنہ ضرور زمین پر گر جاتی۔ نگاہوں کے سامنے دھندلاتی منظر کو پلکیں جھپک جھپک کر صاف کرتے ہوئے اس نے دور ابا کو بینچ پر سر جھکائے بیٹھے دیکھا۔

اپنی بے بسی اور بے غیرتی کے سارے منظر اس کی نظروں کے سامنے سے گزرتے چلے گئے۔

"میں نے بہت سے معصوم لوگوں کو دھوکا دیا تھا۔ یقیناً "احتساب کی گھڑی بہت جلد آ پہنچی ہے۔"

دل میں جانے کب سے سوئے پڑے ضمیر کو جاگنے کا خیال آیا تھا۔ جب چڑیاں کھیت چگ گئی تھیں۔ اور اس کی عزت داؤ پر لگ چکی تھی۔

"کیا ہوا۔ بولتی کیوں نہیں۔ نمبر نہیں لیا۔"

ابا اس کی اڑی اڑی رنگت کی وجہ جاننے سے قاصر تھے۔

"ڈاکٹر آیا ہے۔"

"نہیں اس کا ٹرانسفر ہو گیا۔" بولتے بولتے وہ بنچ پر گر سی گئی۔

☼ ☼ ☼

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ حدید نے خود اسے بلایا ہے۔

"کتنے دن ہو گئے ہیں۔ تمہیں گھر آئے ہوئے۔ ذرا اپنی شکل ہی دکھا جاؤ آ کے۔"

وہ دن بھر میں ہزاروں بار اس کی کہی ہوئی بات کو دل ہی دل میں دہرا کر مسکرائی تھی۔

"آؤ گی نا۔ میں انتظار کروں گا۔"

اس کے لہجے میں کوئی گمبھیرتا نہیں تھی۔ وہ بہت سنجیدگی اور اپنائیت سے بات کر رہا تھا۔

مگر یہ دل خوش فہم۔۔۔ سارے جھگڑے اسی کے کھڑے کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک ایک بات کو ست رنگی دھنک اوڑھا کر پیش کرتا ہے۔

مگر۔۔۔

برا ہوا کہ اس کے دل کی کلی کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صاف منع کر دو۔"

اماں نے سنتے ہی اسے جھڑک دیا۔

"لیکن کیوں اماں۔"

"کیوں کا کیا سوال ہے۔ ان لوگوں نے تو کھیل ہی بنا لیا ہے۔"

نائلہ حیرت انگیز طور پر چپ تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"خدمتیں کروانے کے لیے میری اولاد رہ گئی ہے۔" اماں کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

اس نے بے بسی سے اماں کو دیکھا۔ پھر چپ سادھ لی۔ ان کے اس طرح سوچنے کا انداز میں کچھ غلط بھی نہ تھا۔

انس سے انہیں نائلہ کے لیے جو امید تھی وہ ٹوٹ چکی تھی۔ اب اگر ضرورت کے وقت وہ لوگ ماہا کے بجائے ان دونوں کو یاد کرتے تھے تو یہ اپنا دامن سمیٹنے اور انہیں مایوس کرنے کو اپنا حق سمجھتی تھیں۔

عفت کو ان کی عقل اور ذہنیت پر محض اتنا ہی افسوس تھا کہ وہ دونوں اس کا سگا خون تھیں۔ مگر ان کی سوچیں اس سے کوسوں دور تھیں۔

☆ ☆ ☆

دل کے افق پر بے کلی اور اداسی کے گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔

تین نفوس بیک وقت انتظار کی گھڑی کی سوچوں سے بندھے تھے۔

سوہا کو انس کا انتظار تھا۔

اس نے انس کے جانے کے چند منٹوں بعد ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ 'بظاہر کوئی غلطی نہ ہونے کے باوجود معافی مانگ کر انس کا موڈ ٹھیک کر دے گی۔

انس کا انتظار عفت کو بھی تھا۔

اس انتظار میں خوشی بھری بے تابی نہیں تھی۔ بلکہ اماں نے دوٹوک انداز میں جس طرح انکار کیا تھا۔ اسی لہجے کی خوف بھری مایوسی تھی۔ اماں اور نائلہ دونوں ہی نہیں چاہتی تھیں کہ اب وہ وہاں جائے۔ تو اب حدید کی بات ماننا تو خیر ناممکن ہی ہو گیا تھا۔

حدید کو عفت کا انتظار تھا۔

اس کے خیال میں یہی ٹھیک وقت تھا۔ اسے اپنی دلی کیفیات سے آگاہی دینے کا۔ اس نے پہلے کبھی عفت کے لیے اس طرح کے جذبات محسوس نہیں کیے تھے۔ مگر ایکسیڈنٹ کے بعد جس طرح اس نے اس کا خیال رکھا تھا۔ تو دیوانی قسم کی تو نہیں مگر ہاں دل کے کسی کونے میں ایک نرم ملائم جذبہ محبت نے اپنا بسیرا ضرور کر لیا تھا۔

اسے احساس تھا انس اپنی خالہ جان اور نائلہ دونوں کی امیدوں کا مرکز تھا۔ اس نے اگر سوہا کو اپنا لیا تھا کہ دونوں کی توقعات خود بخود اس کی طرف منتقل ہو گئی تھیں۔

اس بار وہ خالہ جان کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ ان کی توقعات کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ عفت شکل اور صورت و تعلیم میں واجبی سہی، مگر وہ اس کی آنکھوں میں چھپی محبت کو پڑھ چکا تھا جو یقیناً" صرف اور صرف اسی کے لیے تھی۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ بہت جلد وہ اس راز میں سوہا اور انس کو بھی شامل کر لے گا۔

"اور عفت..... وہ میرے منہ سے سن کر کیسا محسوس کرے گی۔" اس کے ہونٹوں پر ایک محظوظ شرارتی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

☆ ☆ ☆

انس آفس سے واپسی پر بے حد پژمردہ تھا۔ سوہا اور حدید دونوں ہی نے اسے آفس کی تھکن اور صبح والے واقعے پر معمول کیا۔ وہ دروازے سے سیدھا اس کے کمرے میں ہی آیا تھا۔ حدید بہت دیر سے اسے خاموش نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ متوجہ نہیں ہوا تو حدید کو اسے پکارنا پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کس سوچ میں گم ہو۔" سوہا چائے رکھ کر جا چکی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کہیں نہیں یار۔" اس نے گہری سانس لے کر چائے کا کپ اٹھالیا۔
"پھر بھی... روز اتنے تھکے ہوئے نہیں لگتے۔ آج زیادہ ہی...."
"ہاں بس۔" انس نے ایک گھونٹ بھرا۔ حدید سمجھ گیا ابھی وہ بتانا نہیں چاہتا۔
"اچھا آج ایک کام کرنا۔ خالہ جان کے یہاں سے عفت کو لے آنا جا کر۔"
"کیوں۔" اس نے ایک دم ناگواری سے پوچھا۔
حدید کو محسوس ہوا انس کو اس کی بات بری لگی ہے۔
"ویسے ہی کہہ رہا تھا۔ آجائے گی تو سوہا کی تھوڑی ہیلپ ہو جائے گی۔"
"کیوں سوہا کو کیا ہوا ہے۔" انس کے تیور ہنوز بگڑے ہوئے تھے۔
"تمہیں نہیں پتا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ آرام کی ضرورت ہے.... اور میری وجہ سے...." وہ بات ادھوری چھوڑ کر چپ ہو گیا۔
"کیا تمہاری وجہ سے۔ کیا اسے آرام نہیں ملتا۔ اور وہ کیا دنیا کی پہلی عورت ہے جو....."
"کیسی باتیں کرتے ہو یار کیا حرج ہے اسے بلانے میں۔"
حدید حتی المقدور دھیمے لہجے میں بات کر رہا تھا کہ انس کا موڈ خراب نہ ہو۔
"خالہ جان کو پسند نہیں ہمارا بلانا۔ جب تمہاری طبیعت پوچھنے آئی تھیں تو نائلہ جی الٹی سیدھی باتیں کر رہی تھی۔" انس نے اسے تفصیل بھی بتادی۔
"اچھا!" سن کر حدید کو افسوس ہوا۔
"مگر میں نے تو صبح عفت کو فون کر دیا تھا۔"
"کیوں۔ کیوں کیا تم نے فون۔ مجھ سے پوچھے بغیر ہی کر دیا۔" وہ ایک دم بری طرح بگڑ گیا۔
"مجھے تم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" حدید کو اس کا انداز برا لگا تو منہ بنا کر کہنے لگا۔
"تو ٹھیک ہے۔ جا کر لے آؤ خود ہی میں نہیں جاؤں گا۔" وہ چائے یونہی چھوڑ کر باہر نکل گیا۔
حدید نادم اور شرمسار سا باہر سے آتی اس کی آواز سن کر الجھتا رہا۔
"یہ تم نے چائے بنائی تھی اتنی کڑوی اور اتنی ٹھنڈی صبح سے ایک کام میرے لیے کیا' وہ بھی تھرڈ کلاس۔"

✡ ✡ ✡

لمحہ لمحہ گزرتے' اس کے دل پر کیا بیت رہی تھی۔ یہ وہ خود ہی جانتی تھی یا اس کا خدا۔ ایک دل کہتا تھا اڑ کر حدید کے پاس پہنچ جائے۔ دن بھی تو کتنے ڈھیروں گزر گئے تھے' اسے دیکھے ہوئے' بات کیے ہوئے۔
ایک دل کہتا تھا انس بھائی نہ ہی آئیں تو اچھا ہے۔ اماں تک تو خیر تھی' نائلہ سے کچھ بعید نہ تھا۔ کچھ بھی الٹا سیدھا بول سکتی تھی۔
"وہ پہلے ہی یقیناً" سوہا اور ماہا کو کسی نہ کسی لحاظ سے ہم سے بہتر سمجھتے ہیں جب ہی ان سے زندگی بھر کا رشتہ جوڑا۔ اور اب یہ فضول کی باتیں ہمارا کتنا امیج خراب کر دیں گی۔ یہ بیوقوف نائلہ سمجھتی کیوں نہیں۔
کیا انس اور حدید دنیا کے پہلے اور آخری مرد ہیں۔ اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے تو یقیناً" ہمارا جوڑ بھی تو اتارا ہو گا۔
جانے اسے خدا سے امید کیوں نہیں۔ انسانوں سے اتنی توقعات کیوں ہیں۔"
بار بار حدید سے صبح فون پر ہوئی بات یاد آنے لگتی۔
دل بے قرار کو کتنی مشکل سے امید کی ننھی سی کرن کا آسرا ملا تھا۔ حدید نے خود فون کیا تھا۔ حالانکہ وہ سوہا سے

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی کہہ سکتا تھا پھر عفت سے براہ راست کہنے کی وجہ۔ یقیناً" حدید نے مجھے یاد کیا ہوگا۔

بار بار اس خیال کی تیز ہوا چلتی۔ اس کا دل منچلی پتنگ کی طرح اونچی اڑان بھرتا۔ پھر نائلہ اور اماں کی باتیں یاد آتیں اور پتنگ کٹ کر ڈولتی ڈگمگاتی مایوسی کی گہری کھائی میں جاگرتی۔

نائلہ خوب دیکھ رہی تھی کہ اس کا دماغ ٹھکانے پر نہیں۔ مگر صد شکر کہ اس نے بار بار ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا۔

اماں نے شوشہ چھوڑا تھا کہ انہیں انس سے کوئی بات کرنی ہے۔ مگر' وہ کیا بات کرنے والی ہیں۔ اسے علم تو نہ تھا مگر' انتظار ضرور تھا کہ بلی تھیلے سے باہر کب آئے گی۔ مگر انتظار کی گھڑیاں اتنی طویل ہوگئیں کہ صبح سے شام اور شام سے رات ہوگئی۔ انس کی آمد کے کوئی آثار نہ تھے۔

☆ ☆ ☆

سوہا پانی کا جگ اور گلاس رکھنے آئی تھی۔

"انس کا موڈ ٹھیک ہوگیا۔" حدید بے ارادہ ہی اس سے پوچھ بیٹھا۔

"جی اب تو بہت بہتر ہے۔" وہ دھیرے سے ہنس دی۔

"وہ ہوا کیا تھا موصوف کو آج... ہیں۔" وہ موبائل سے کھیل رہا تھا۔

"پتا نہیں' ویسے کہہ رہے تھے کہ آفس میں کوئی پرابلم چل رہی ہے اور کچھ نہیں بتایا۔" وہ ابھی تک بیڈ کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو۔" اس نے بیڈ پر اس کے لیے جگہ بنائی سوہا ذرا کی ذرا ٹک گئی۔

"آپ سے بھی وہ ناراض ہوگئے تھے شام میں۔"

"ہاں بس یونہی بے وجہ... میں نے کہا تھا عفت کو لے آؤ جاکے۔" حدید نے سرسری انداز میں بتایا۔

"اچھا آپ نے کہا تھا جبھی۔"

"جبھی کیا۔" وہ چونک گیا۔

"وہ بھی لینے گئے ہیں۔"

"اب اس وقت کیوں۔" انس نے گھڑی دیکھی۔ رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

"کہہ رہے تھے کوئی ضروری کام ہے۔ اب پتا چلا آپ نے کہا تھا تو کیوں نہ جاتے۔" وہ ہنستی ہوئی کھڑی ہوگئی۔

حدید اس کے جانے کے بعد اپنے بھائی کی محبت پر مسکرادیا۔

☆ ☆ ☆

"وہ جانتی تھی عفت حدید کو پسند کرتی ہے۔

کل تک اسے کوئی اعتراض نہ تھا... مگر اب...

اب تو اس کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔ آنے والے وقت کا خوف بھوت بن کر اعصاب پر سوار تھا۔

لڑکیاں راستے سے بھٹک جاتی ہیں۔ کبھی سراب کو منزل سمجھنے لگتی ہیں' لیکن ایسی فاش غلطی کو نہ تو نادانی کے حاشیے میں رکھا جاسکتا تھا۔ نہ قسمت کے کھاتے میں ڈالا جاسکتا تھا۔ رات اپنی پوری تاریکیوں سمیت اس کا وجود نگلنے کے لیے دھرتی پر اتر آئی تھی۔

آنسو اس داغ کو نہیں دھوسکتے تھے۔ جو آنے والا وقت کالک بن کر اس کے منہ پر ملنے والا تھا۔ نہ ہی گزرا ہوا وقت واپس آسکتا تھا۔ نہ خودکشی کا جرات مندانہ قدم اس کے ماں باپ کو رسوائی کے طوق سے بچا سکتا تھا۔ سہمی



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوئی دھڑکنیں، رکی رکی سانسیں اور اب کیا ہو گا کی تلوار اس کے سر پر تنی، اپنی نوکیلی دھار سے جیسے کنپٹی کی رگوں تک اتر آئی تھی۔

بظاہر اس کا وجود ساکت تھا اور ایسی کتنی ہی راتیں سولی پر ٹنگے گزار چکا تھا۔

"یا اللہ۔ یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔"

لذت گناہ میں گم ہو کر انسان حرام اور حلال کی تمیز کھو دیتا ہے۔ بھلائی اور برائی کی تمیز کھو دیتا ہے۔ مگر وقت گزرنے کے بعد جب لذت ختم ہو جاتی ہے اور صرف گناہ باقی رہ جاتا ہے تو یہی حرام اور حلال اور بھلائی اور برائی کی تمیز پہلے سے زیادہ واضح جزئیات اور گہرے خدوخال لیے شعور کی سیڑھیاں چڑھ کر عقل کے سب سے اونچے چبوترے پر آکھڑے ہوتے ہیں۔ تب انسان دنگ ہو کے سوچتا ہے کہ اس وقت ہماری عقل کہاں جاسوئی تھی۔

بلاشبہ جب انسان کے بدترین اعمال کے سیاہ نتائج اپنی ہولناکیوں سے اس کا دم نکالنے کے درپے ہوتے ہیں تو خود احتسابی کا عمل زندگی کے کسی بھی مقام سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وہ بھی زندگی کے اسی مقام پر تھی۔

اور اس کڑے مقام سے گزرتے ہوئے اس پر پوری طرح منکشف ہو چکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی سب سے بھیانک غلطی نہ صرف کر چکی ہے۔ بلکہ اسے سدھارنے یا مٹا کر ٹھیک کرنے کا کوئی کوئی اختیار اس کے پاس نہیں۔

اس کے لبوں سے بے اختیار کراہ نکلی اور پیٹ میں درد کی شدید لہر۔ سانس تیز ہو کر دھونکنی کی مانند چڑھ گئیں۔ یوں لگا آنتیں اس قدر کھنچ گئی ہیں کہ پیٹ کے تمام عضلات سمیت حلق سے باہر آجائیں گی۔ وہ تیزی سے اپنی مسہری سے اٹھی۔ اسے زوردار چکر آیا۔ اس نے بے اختیار بیٹھ کر خود کو سنبھالا۔ اسی وقت درد کی ایک اور لہر۔ وہ بے اختیار گرتی پڑتی باتھ روم تک پہنچی۔

وضو کے لیے لوٹے میں پانی بھر کر لاتی اماں کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹا اور لڑھکتا ہوا نالی کے پاس جا گرا۔ اندر سے نائلہ کے بری طرح اوکنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ واضح مگر مدھم۔

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے نیم گرم تازہ پانی کو نالی میں بہتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔

✲ ✲ ✲

چہرے پہ تبسم ہے
لبوں پہ شوخی ہے
آنکھوں میں شرارت ہے
تم خود ہی کہو جاناں!
کہکشاؤں کے جھرمٹ میں
تاروں کی مسافت ہے
اعجاز ہے یہ الفت کا
یہ کس کی محبت ہے

مسکراتے لبوں پر کلیاں سی چٹک رہی تھیں۔ کان میں کسی کا مسکراتا لہجہ امرت جل ٹپکا رہا تھا۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ پوری رات آنکھوں میں جاگتے اور لبوں سے مٹھاس برسائے اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی۔

"پیپر زبن کر آگئے ہیں۔ تیاری کرلیں محترمہ۔"

حسیب نے فون ریسیو ہوتے ہی سب سے پہلے یہ خبر اسے سنائی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ خوش بھی ہوئی اور کچھ پریشان بھی۔
"اتنی جلدی۔"
"کیوں تم چاہتی تھیں کہ دیر لگ جائے۔"
"نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"
"اچھا تو پھر کیا مطلب تھا۔"
چھوٹی چھوٹی بے معنی باتوں سے باتیں نکلیں تو صبح کاذب کے آثار نمودار ہونے لگے۔ مگر نہ توماہا کی آنکھوں میں نیند کی چھب لہرائی نہ حسیب کے لہجے کی بشاشت ذرا سی بھی ماند پڑی۔ وہ کہتا رہا۔ وہ سنتی رہی۔
دونوں طرف خواب تھے' وعدے تھے' امیدیں تھیں' امنگیں تھیں۔ آنے والی زندگی اپنی روشن بانہیں وا کیے ان کے استقبال کو تیار کھڑی تھی۔
وہی گھر تھا اور اسی گھر کے ایک حصے میں.....
زندگی مایوس اور تاریکی کے مہیب سائے اوڑھے ایک کمرے میں آنے والی صبح کے خوف سے دبکی بیٹھی تھی۔
وہ چکراتے سر اور بے ترتیب سانسیں سنبھالتی باہر نکلی تو اماں کو کمرے کے دروازے سے اندر گم ہوتے دیکھا۔
"اماں نے مجھے دیکھ لیا۔ اماں کو پتا چل گیا۔" ایک قیامت اس کے وجود سے ہو کر گزری تھی۔
لرزتے قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے اور اپنے وجود پر اسرائی کے کالے سائے پر پھیلائے محسوس ہو رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

رات کو انس بہت دیر سے گھر واپس آیا۔ حدید اور سوہا دونوں ہی اس کا انتظار کرتے کرتے سو چکے تھے۔ ناشتے کی میز پر اسے اکیلا دیکھ کر حدید سے رہا نہیں گیا۔
"سوہا کہہ رہی تھی۔ تم رات میں عفت کو لینے گئے تھے۔"
"ہاں گیا تو تھا مگر جاتے میں ہی بائیک پنکچر ہو گئی۔ اسے بنوانے میں اتنی دیر لگی کہ پھر میں نے سوچا آج آفس سے واپسی پر لیتا آؤں گا۔"
"اچھا۔ میں نے فون پر کہہ دیا تھا عفت نے انتظار کیا ہو گا۔"
"میں کروں گا فون آج' نائلہ اور عفت میں سے جو بھی۔۔۔" اس نے بھاپ اڑاتی چائے کا کپ ہونٹوں سے لگا لیا۔
حدید نے اس کے انداز میں عجلت محسوس کی۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ نائلہ کو نہیں عفت کو لانا۔ مگر کہہ کچھ اور گیا۔
"تمہاری پروموشن کا کیا بنا۔"
"بس یار۔ لوگ اپنے بندوں کو آگے کر دیتے ہیں۔ نہ کوئی میرٹ ہے نہ قابلیت کی مانگ۔ بس چاپلوسی اور خوشامد کرتے رہو۔ جیبیں بھرتے رہو اور ترقی کرتے رہو۔" اس کا لہجہ پژمردہ سا ہو گیا۔
"مطلب نو چانس۔ ایک دم فنش۔"
"نہیں ابھی چل رہا ہے چکر مگر اب مجھے امید نہیں ہے۔"
سوہا اپنی اور حدید کی چائے نکال کر ناشتا کرنے آ بیٹھی۔
"تم آفس کب جوائن کرو گے۔" انس جانے کے لیے کھڑا ہو گیا۔
"دیکھو اسی ہفتے یا شاید نیکسٹ۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سوہا ناشتا کرتے میں سے اٹھ کر اسے گیٹ تک چھوڑنے چلی گئی جبکہ حدید کے چہرے پر سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔

☆ ☆ ☆

وہ کتنی دیر سے اپنے پیروں پر گندمی ہاتھوں کی لرزش اور اشک ندامت کی نمی محسوس کر رہی تھیں انہیں لگتا تھا اب کہنے کو کچھ باقی نہیں بچا۔ کہنے کے لیے تو نائلہ کے پاس بھی کچھ نہ تھا۔ گھنٹوں بہائے گئے آنسو نہ اس کی عزت واپس لا سکتے تھے۔ نہ گزرا ہوا وقت۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ غلطی کر چکی ہے مگر۔ اسے سدھارنے کا موقع۔۔۔ اب شاید نہیں ملنے والا تھا۔

یوں بھی جب غلط لفظ کو لکھنے کے بعد ایک بار مٹایا جائے۔ پھر دوبارہ' پھر بار بار یہ عمل دہرایا جائے تو کاغذ' اپنی چکنی سطح پر لگنے والی رگڑ کو ایک حد تک سہنے کے بعد پھٹ جاتا ہے۔ پھر وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس پر نئے سرے سے کوئی لفظ تحریر کیا جائے خواہ وہ لفظ صحیح ہو یا غلط۔

نائلہ سے ایک بار انجانے میں غلطی ہوئی جو وہ' ایک دھوکے باز شخص سے ناطہ جوڑ بیٹھی۔ مگر بار بار اس سے ملنا اس کی غلطی نہیں تھی۔ وہ جانتے بوجھتے یہ غلط کام کرتی رہی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی سزا کی حق دار ٹھہری۔

اماں کے لبوں پر لگی خاموشی کی مہر کھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ منتیں کر کر کے ہار رہی تھی اور اماں کی خاموشی سے مر رہی تھی۔

"کچھ تو کہیں اماں۔ گالیاں دیں۔ ماریں پیٹیں۔ بددعائیں۔ کوسنے دیں مجھے۔ مگر ایسے چپ مت رہیں۔ ورنہ میں مر جاؤں گی اماں خدا کے لیے۔"

وہ ان کے پیروں میں سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

عفت ناشتے کے لیے کچھ سامان لینے قریبی دکان تک گئی تھی۔ ابا اپنی نیند کی دوا کے زیر اثر دوسرے کمرے میں سو رہے تھے۔ اماں نے اپنی ڈبڈباتی نظریں اس پر ذرا کی ذرا اٹھا لیں۔

نائلہ کا ورم زدہ چہرہ خود اپنے اوپر گزرنے والے حادثے کا گواہ تھا۔ ان کا دل بند ہونے لگا۔ ایک قیامت جو بے پاؤں ان کی طرف اپنے خون آشام پنجے کھولے بڑھ رہی تھی۔ ان کے چھوٹے سے گھر کے سکون کو تاحیات بے سکونی میں بدلنے والی تھی۔ درحقیقت انہیں ادراک ہی اب ہوا تھا کہ بے سکونی کس چیز کا نام ہے۔ نیندیں اڑ جانے کے پہلے اسباب انہیں بہت حقیر لگنے لگے تھے۔

ان کی برسوں کی عزت کی دھجیاں بکھرنے والی تھیں۔ ان کی سفید پوشی کی چادر کو لیر لیر کر دینے والی تھی۔ بے بسی کی انتہائی حد سے بھی چند قدم آگے انہوں نے اپنے آپ کو کھڑا پایا۔

"کچھ تو بولو اماں۔ اللہ کے واسطے نہیں تو میرا دل پھٹ جائے گا۔"

ان کا جھریوں بھرا ہاتھ لمحے بھر کے لیے لرزتا ہوا اس کے ہاتھوں پر ٹھہرا' پھر انہوں نے اس کے ہاتھ اپنے پیروں پر سے ہٹا دیے۔

"اماں۔" مایوسی کی اتھاہ میں ڈوبتی اس کی آواز فقط لبوں کی جنبش بن کر رہ گئی۔ وہ بے یقینی سے اماں کو کمرے سے باہر جاتے دیکھتی رہی۔

☆ ☆ ☆

چچی جان کی خوشی سے بھرپور آواز' گھر کے ماحول میں کسی نوح سے کم نہ تھی۔

"سچ پوچھیں تو میرا بہت دل گھبرا رہا تھا یہ رشتہ کرتے وقت۔ حالانکہ انس نے بڑا اطمینان دلایا تھا۔ مگر پردیس

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بسنے والوں کی کیا خبر۔ خدا کا شکر ہے جلد ہی کاغذات بن گئے۔ بس اب وہ لوگ نزدیک ہی کی کوئی تاریخ مانگ رہے ہیں۔"

اماں پتھر کے بت کی مانند ساکت تھیں۔ نائلہ تو پتا نہیں کہاں سر منہ لپیٹے پڑی تھی۔ عفت نے ہی آداب میزبانی نبھاتے ہوئے چائے سامنے لا کر رکھی تھی اور اب ایک پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر زبردستی سجائے بیٹھی تھی۔

اماں کا بے تاثر چہرہ دیکھ کر وہ خود بھی عجیب سی ہو گئیں۔ اماں کی پتھرائی ہوئی نظریں زمین پر گڑی تھیں۔

"بھابھی کی طبیعت ٹھیک ہے۔"

انہوں نے اپنی بھاوج کا چہرہ دیکھتے ہوئے عفت کی طرف جھک کر سرگوشی کی۔ عفت تو خود انجان تھی اور اماں کے اس عجیب و غریب رویے کا سبب جاننے سے قاصر اس نے دھیرے سے اماں کا گھٹنا ہلایا۔

"اماں!" وہ کسی گہرے دھیان سے چونکیں۔

"ہوں۔"

"چچی بتا رہی ہیں۔ ماہا کے کاغذات بنوالیے ہیں حسیب بھائی نے۔"

وہ چند لمحے یونہی خالی نگاہوں سے تکتی رہیں پھر سنبھل کر اپنی دیورانی کی طرف دیکھا وہ بھی اماں کے انداز کو ناسمجھی سے دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں مبارک ہو۔" اسی خالی انداز اور کھوکھلی آواز کے ساتھ انہوں نے مبارک باد کے پتھر خالی ٹین کے ڈبے میں لڑھکائے اور اٹھ کر اندر کمرے کی طرف چلی گئیں۔

"وہ چچی جان دراصل آج اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

عفت نے گڑبڑا کر صفائی دینے کی ناکام سی کوشش کی۔

"مجھے تو زیادہ ہی خراب لگ رہی ہے۔ دیکھا نہیں تم نے کسی بات کا جواب دینا تو دور کی بات ڈھنگ سے سنی تک نہیں۔"

من پسند خوش خبری پر من پسند رسپانس نہ ملنے پر ان کے انداز میں خفگی سی در آئی۔ عفت خجل سی ہو گئی۔ چچی جان مزید کوئی بات کیے بغیر سیڑھیاں چڑھ گئیں۔

✡ ✡ ✡

آفس سے واپسی پر انس روز سے زیادہ تھکا ہوا اور بجھا بجھا سا تھا۔ سوہا نے اسے ماہا کے فون کے بارے میں بتایا' مگر اس نے کوئی خاص رد عمل ظاہر نہیں کیا۔

"آپ کو بہت دیر ہو گئی آج واپسی پر۔" اس کی بے توجہی پر وہ خود بھی بجھ سی گئی۔

ماہا کی رخصتی اور شادی کے حوالے سے وہ بہت ایکسائٹمنٹ محسوس کر رہی تھی۔ انس نے اس کا دسواں حصہ بھی ظاہر نہ کیا تھا بلکہ دو لفظ بھی جواب میں نہ کہے تھے۔ سوہا کا دل برا ہونے لگا۔ جب سے شادی ہوئی تھی۔ سوائے شروع کے چند ایک دنوں کے انس نے آج تک اس سے ڈھنگ اور فرصت سے بات نہیں کی تھی۔ حالانکہ اب تو کتنے دن گزر چکے تھے ہر وقت کسی نہ کسی سوچ اور پریشانی میں گم رہتا تھا۔

اس کی پریگننسی کی اطلاع پر جس خوشی اور جوش کا اظہار کیا تھا وہ بھی اب کہیں گم ہو گئی تھی۔ بلکہ اسے تو لگتا تھا انس ہی کہیں گم ہو گیا ہے۔ جو شادی سے پہلے اس کی محبت کا دم بھرا رہتا تھا اور ایک ایک دن گن گن کر گزار رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ یک ٹک اس کا چہرہ دیکھے سوچ گئی۔ اس بات سے بے خبر کہ انس نہ صرف اس کا ارتکاز محسوس کر چکا ہے۔ بلکہ اس سے الجھ بھی رہا تھا۔

"کھانا لے آؤ۔ کب تک یہاں بیٹھو گی۔" سوہا بے دلی سے اٹھ گئی۔

جانے کیا ہوتا جا رہا تھا اس کو من پسند بیوی بجی سنوری، سامنے دل کو بہلانے کے لیے ہی بیٹھی تھی اور اس کا دل جانے کون سی گتھیاں سلجھانے میں لگا تھا۔ کمرے سے نکلتے ہوئے سوہا نے پلٹ کر ایک نظر اس پر ڈالی۔ کپڑے چینج کیے بغیر وہ سر کو پیچھے ڈھلکا کر آنکھیں موند چکا تھا۔

☼ ☼ ☼

امی صبح سے کئی بار دل ہی دل میں ماہا کی نظر اتار چکی تھیں جس کے لبوں پر صبح سے ہی ایک شرمیلی مسکان نے اپنا گھر کر لیا تھا۔

"تم نے سوہا کو فون کر کے آنے کے لیے کہا تھا کیا۔" شام کی چائے پیتے ہوئے انہیں خیال آیا۔

"کہا تو تھا مگر، سوہا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کہہ رہی تھی انس بھائی سے پوچھ کر بتائیں گی۔"

"لو تو وہ کون سا منع کر دے گا۔" امی دھیرے سے ہنس دیں۔

انہیں بھی تو آج صبح سے، جب سے حسیب کی بہن سے بات کی تھی۔ یونہی بات بے بات ہنسی آ رہی تھی۔ حقیقت یہ بھی کہ فی زمانہ ایک تنہا عورت کے لیے جس کا ساتھی اسے سالوں پہلے بیچ سفر میں چھوڑ کر ابدی نیند سو گیا ہو۔ زندگی گزارنا کسی امتحان سے کم نہ تھا اور پھر اولاد نرینہ سے محرومی اور بیٹیوں کا ساتھ نیندیں اڑانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ بیٹیاں جوان ہوتے دیر لگتی ہے کیا۔ پلک جھپکتی نہیں کہ کندھے برابر آن لگتی ہیں۔ اپنے فرائض سے احسن طریقے سے سبکدوشی کا احساس کس قدر روح کو سکون بخشنے والا تھا۔ یہ تو کوئی رضوانہ حسن سے پوچھتا۔

حسن کی دائمی جدائی کے بعد جس طرح انہوں نے خود کو سنبھالا اور دونوں لڑکیوں سوہا اور ماہا کی پرورش کی تھی اس وقت کی کٹھنائیوں کو سہنے کے بعد بہت دعاؤں کے بعد یہ وقت آیا تھا کہ سوہا کے بعد اب ماہا بھی عزت سے اپنے گھر کی ہونے جا رہی تھی۔

"آج آنے کا پروگرام ہے بھی یا نہیں۔" ماہا مسکراتی ہوئی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

"شکرانے کے نفل بھی پڑھوں گی آج تو۔" مغرب کا وقت ہو چلا تھا۔ وہ نماز کے لیے اٹھ گئیں۔

☼ ☼ ☼

سوہا نے انس سے گھر جانے کی بات چھیڑی۔ انس جانا نہیں چاہتا تھا، مگر جانتا تھا اس کی ساس حسیب اور ماہا کے حوالے سے صلاح مشورے کے لیے اس کی منتظر ہوں گی۔

جدید بھی یہی چاہ رہا تھا کہ سوہا، چند دن اپنی امی کے گھر آرام کر لے۔ دوسرے عفت آ جائے تو اس کا دل بھی....

انس حسب معمول خاموش سا تھا۔

سوہا نے ہلکی پھلکی تیاری کر کے نیچے قدم رکھا تو جدید نے بے ساختہ اس کی تعریف کی۔

"دن بھر کے کام کے باوجود تم اس وقت فریش لگ رہی ہو۔" وہ سادگی سے مسکرا دی۔

"یہ میرے بھائی کی محبت کا کرشمہ ہے یا میکے کے متوقع وزٹ کا۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

سوہا نے بے اختیار انس کی طرف دیکھا۔ وہ بائیک کی چابی انگلی میں پھنسائے موبائل پر جانے کس کو کیا میسج کر رہا تھا۔ جدید کی بات کی طرف اس کی توجہ ایک فیصد بھی نہیں تھی۔ بلکہ پیشانی پر ابھری معمولی سی شکن بتاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی کہ وہ کسی سنجیدہ نوعیت کی گفتگو میں مصروف ہے۔

"میکے کا ہی ہوگا۔ آپ کے بھائی کی محبت اتنی کرشمہ ساز کہاں۔"

اس کا دل چاہا حدید کو جواب دے اور انس کو جتا بھی دے۔ مگر وہ صرف ایک جتاتی ہوئی نگاہ حدید پر ڈال کر سینڈل پہننے لگی۔

"اب نکل بھی جاؤ انس۔ یہ باتیں اور ایس ایم ایس بعد میں بھی ہو سکتے ہیں۔" اس نے بھی انس کی لاتعلقی محسوس کرلی تھی۔

انس نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا اور مصروف سے انداز میں اٹھ کر باہر نکل گیا۔ سوہا بھی گہری سانس بھر کر اس کے پیچھے چل پڑی۔

انس کی بے توجہی حدید نے محسوس کرلی تھی۔ سوہا کو یہ سوچ کر اطمینان ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ جب انہوں نے اپنے گھر میں قدم رکھا۔

پچھلی بار کی خوش گوار شام کو یاد کرتے ہوئے وہ لوگ سیدھے اوپر جانے کے بجائے آج بھی نیچے صحن ہی میں بیٹھے تھے۔

"تائی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" ان کا سکتہ ٹوٹ چکا تھا' مگر چہرے پر ایسی مردنی چھائی تھی جیسے خدانا خواستہ کوئی مرگ..... کم از کم سوہا کو تو ایسا ہی لگا۔ اس نے جلدی سے سر جھٹک کر ان فضول سوچوں کو ذہن میں آنے سے روکتے ہوئے عفت سے پوچھا تھا۔ فی الحال صرف وہی بات کرنے کے قابل تھیں۔ نائلہ صبح سے کمرے میں پڑی تھی۔

عفت اس سے پوچھ پوچھ ہار چکی تھی کہ اسے آخر ہوا کیا تھا۔ نائلہ کی چپ نہیں ٹوٹی البتہ عفت کو اتنا اندازہ ہو چکا تھا کہ نائلہ کی رونی صورت اور اماں کی خاموشی کا آپس میں کوئی تعلق ضرور ہے۔

"نائلہ کہاں ہے۔" عفت جس سوال سے بچ رہی تھی' سوہا نے وہی کر ڈالا تھا۔

"وہ کمرے میں ہے۔ اس کی طبیعت صبح سے خراب ہے۔" بتاتے ہوئے عفت کی آواز میں عجیب سی بے چارگی در آئی۔

سوہا متعجب تو ہوئی' مگر دل ہی دل میں.....

"اللہ خیر کرے۔ ایسا بھی کیا ہو گیا۔ یہاں تائی امی کا ایسا عجیب رویہ اور وہاں نائلہ۔"

"حسیب ماہا کی رخصتی چاہ رہا ہے۔" انس نے گلہ کھنکار کر صاف کیا اور بات شروع کی۔

"آیا تو میں اسی سلسلے میں تھا آنٹی سے بات کرنے مگر....."

اس نے رک کر اپنی خالہ جان کو دیکھا جن کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ جیسے انہیں کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ بھلے وہ کسی بھی سلسلے میں بات کرنے آیا ہو یا چاہے بات ادھوری چھوڑ کر ابھی واپس چلا جائے۔

"میں نے سوچا تھا عفت..... کو اپنے ساتھ لے جاؤں چند دنوں کے لیے۔"

"کیوں خیریت۔"

اماں کے منہ سے نکلنے والی پہلی بات پر عفت بھی چونک گئی۔ حالانکہ بات غیر متوقع نہیں تھی۔

"جی بس۔ سوہا کی طبیعت کا آپ کو پتا ہے تو میں نے سوچا اگر عفت....."

WWW.PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

## قرآن شریف کی آیات کا احترام کیجیے

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

"تو تم نے سوچا ہمیشہ کی طرح عفت تم دونوں بھائیوں کی خدمت کرنے وہاں پہنچ جائے۔" اماں کا لہجہ ٹھنڈا مگر بات گرم تھی۔ انس گڑبڑا گیا۔

عفت کو اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے منظر سے بچنے کی خاطر باتھ روم میں پناہ لے لی۔

"نہیں نہیں خدمت کرنے کیوں۔ میرے لیے تو دونوں ہی بہنوں جیسی ہیں۔" انس سے بات بنائی نہیں گئی۔ کمرے میں تکیے میں منہ دے کر پڑی نائلہ کے آنسوؤں میں روانی آئی۔

"دیکھو بھئی۔ میرے لیے بھی تم دونوں میرے اپنے بیٹے جیسے تھے اور مجھے بھی تم دونوں سے بہت سی امیدیں تھیں مگر......"

انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر اس انداز میں سوہا کو دیکھا کہ وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔

"میرا خیال ہے میں امی سے مل لوں۔"

"ہاں ہاں چلی جانا پہلے میری بات سن لو۔"

سوہا نے سخت بے چارگی محسوس کی اور کھڑے ہوتے ہوئے واپس بیٹھ گئی۔ باتھ روم کے دروازے کی جھری سے جھانکتی عفت، کمرے میں ساری دنیا اور خود سے بھی خفا پڑی نائلہ اور ان کے سامنے بیٹھی سوہا...... تینوں کے دل ایک ساتھ، لیکن جدا جدا انداز میں دھڑک اٹھے۔

"اب اگر آج میں یہ بات تم سے کہنے جا رہی ہوں تو خود کو حق بجانب سمجھ کر۔"

اماں کے دماغ میں صبح سے پکتی کھچڑی کو دم لگنے کا وقت آ گیا تھا۔ سوچ سوچ کر جہاں ان کا دماغ شل ہو گیا تھا۔ وہیں اپنی زندگی ایک ایسی اندھیری بند گلی کی مانند لگ رہی تھی جس کے دوسرے سرے پر اندھی کھائی کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس گلی میں قدم تو نائلہ نے رکھا تھا، مگر دوسرے سرے پر جو رسوائیوں اور بدنامی کی اتھاہ گہرائیاں منہ کھولے منتظر تھیں۔ اس میں اس سمیت پورے خاندان کو گرنا ہی تھا۔ تو کیا تھا اگر وہ اس میں گرنے کے بجائے کسی اور کی نظروں میں کسی...... کسی ایک کی نظروں میں خود کو گرالیں زمانے میں تو سرخ رو ٹھہریں گی نا......

کسے پتا چلے گا کہ......

"ٹھیک ہے اگر حدید کو اتنی ہی ضرورت ہے تو، اس سے کہو چار بندوں کو لائے اور نکاح کر کے نائلہ کو لے جائے۔ بصورت دیگر میں اپنی بچیوں کو وہاں جانے کی اجازت دینا تو دور کی بات، تم لوگوں سے کوئی تعلق واسطہ بھی نہیں رکھوں گی۔"

"جی!" انس کے حواسوں پر بجلی گری۔ سوہا دم بخود رہ گئی۔ نائلہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور عفت...... اس کی پسینے میں بھیگی ہتھیلی اور انگلیوں میں دبی دروازے کی کنڈی چھوٹ کر چوکھٹ پر آگری۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

Scanned By Amir

فرحین اظفر

# دل سے وفا

سوبا اور رما یا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید 'انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ 'انس' میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس 'سوبا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوبا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوبا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوبا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوبا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوبا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید 'عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ 'شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے 'جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور رما سے بھی کر دیتی ہیں۔

(اب آگے پڑھیے)

## ۵
## پانچویں قسط

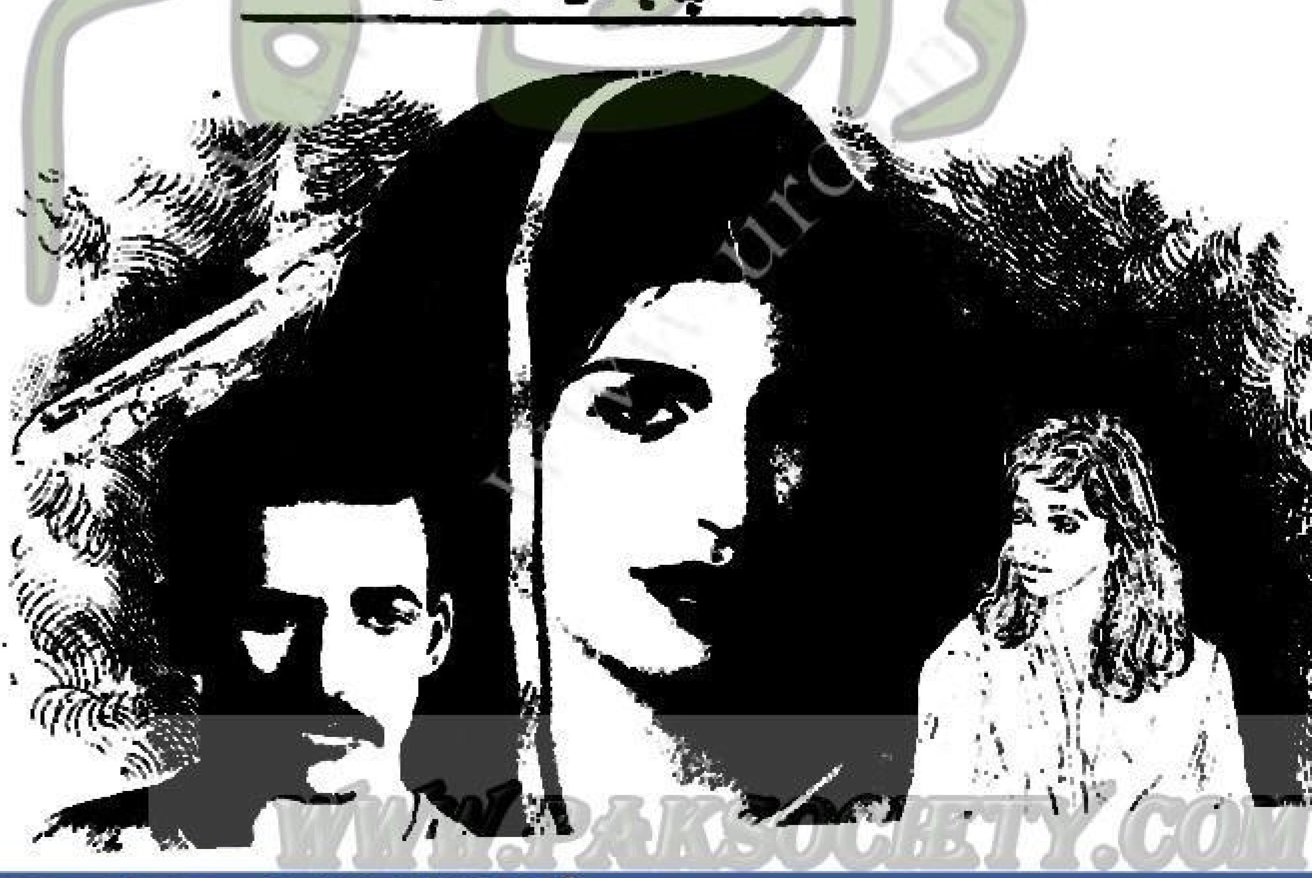

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Scanned By Amir

سوہا اور انس کی آمد کی خبر ماہا اور امی تک پہنچ چکی تھی۔

اس نے جلدی جلدی چائے اور دوسرے لوازمات ٹرے میں سجا کر کچن میں ہی چھوڑ دیے۔ وہ دونوں شاید نیچے ہی بیٹھ گئے تھے اور فی الحال ان کی آمد کے کوئی آثار بھی نہ تھے۔ امی نے دوپٹا کھول کر پھیلایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئیں۔

"میں ذرا دیکھ کے آؤں۔ آج اوپر آنے میں بڑی دیر لگا دی۔"

انہیں عشاء کے بعد سونے کی جلدی پڑ جاتی تھی کیونکہ فجر میں اٹھنا ہوتا تھا۔ اس وقت نیند کے پہلے جھونکے کے ساتھ ہی انہیں بیٹی داماد کی فکر ہونے لگی۔ مگر وہ نہیں جانتی تھیں۔ آدھی سیڑھیاں اتر کر ان کے کانوں میں' اپنی جیٹھانی کی جو آواز آئی۔ سماعتیں جانتے بوجھتے اسے قبول کرنے سے انکاری تھیں۔

باقی آدھی سیڑھیاں اترنے کے بجائے وہ پلٹ کر واپس چڑھ گئیں۔ ماہا نے تیزی سے انہیں واپس آتے دیکھا۔

"کیا ہوا امی!"

"اے مجھے تو لگتا ہے۔ بھابھی کے دماغ پہ اثر ہو گیا ہے۔"

انہوں نے ابھی ابھی سنی گئی بات اور دوبہو والا رویہ اس کے گوش گزار کر دیا۔ ماہا خود بھی سکتے میں آگئی۔

"کیا ہو گیا ہے تائی امی کو۔ بھلا کوئی خود سے اس طرح کہتا ہے۔" ماہا کی دھیان کی ڈور بس یہیں تک تھی۔

نیچے سے اب کسی قسم کی باتوں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا تائی اماں کو جو کچھ کہنا تھا۔ وہ کہہ کر خاموش ہو چکی تھیں۔

اب فیصلے اور وہ بھی فوری فیصلے کا بار انس اور ماہا کے ناتواں کندھوں پر تھا اور یہ بوجھ کتنا وزنی تھا۔ امی کو ان دونوں کی اتری صورتوں سے اندازہ ہو گیا۔ جب ذرا دیر بعد وہ لوگ ڈھیلے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلے آئے۔

باقی کا سارا وقت ماہا اور حسیب کی رخصتی کے لیے جو بھی ڈسکشن اور پلاننگ کی گئی۔ انس نے اس میں ہوں ہاں سے زیادہ حصہ نہیں لیا۔

ماہا کا دل چاہا۔ ابھی جا کر تائی امی کو دو چار تو ضرور ہی کھری کھری سنا دے۔ وہ آفس کی طرف سے آنے والی پریشانی کی وجہ سے پہلے ہی کسی بات میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ تائی امی کے چھوڑے گئے پٹاخے نے تو لگتا تھا اس سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی چھین لی ہیں۔

❋ ❋ ❋

وہ کتنی ہی دیر اپنے جڑواں بھائی کو بے یقین نظروں سے دیکھتا رہ گیا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا میری زندگی کا اتنا بڑا اور اہم فیصلہ تم نے بتانا تک گوارا نہیں کیا مجھے۔" کافی دیر تو یونہی بات کرنے کے لیے لفظ تلاشتے ہوئے گزر گئی۔

سوہا کے اندر تو اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ آج وہیں رک گئی۔ کچھ تو بات کرنی ہی تھی۔ مگر وہ بولا تو بس اتنا۔

"میرا زندگی میں کبھی بھی نائلہ کو ہمسفر بنانے کا ارادہ نہیں تھا انس!"

"تو کیا پھر کوئی اور۔" انس کو لگا اس سے کہیں کچھ بہت غلط ہو گیا ہے۔

حدید نے اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار دیکھے تو دھیرے سے نفی میں سر ہلا کر جو جھکا لیا۔ وہ جتنا بھی خود غرض بن جاتا۔ مگر اتنا نہیں کر سکتا تھا کہ اپنے بھائی کا سر خالہ جان کے آگے جھکا دیتا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

"کوئی اور تو نہیں' کم از کم نائلہ یا اس جیسی کوئی اور بھی نہیں۔" دل نے دہائی دی۔ اس نے نظر انداز کر دی۔
انس سامنے ہی ہارا ہوا سا بیٹھا تھا۔ ایک وعدہ وہ کر آیا تھا جسے حدید کو اب تا زندگی نبھانا تھا۔
ایک محبت اس کے دل میں پھوٹی تھی جو فوراً "خزاں رت کی اداسی کی زد میں آ گئی تھی۔ اسے اب اس سوکھی اجڑی محبت کی نوخیز کونپل کو دل کے اندر ہی کہیں دفن کرنا تھا۔ کام مشکل تو تھا مگر ناممکن نہیں۔
"ٹھیک ہے۔ انہیں کوئی مناسب دن اور وقت طے کر کے بتا دو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

☆ ☆ ☆

اک تو بلم میرے پاس نہیں
دوجے ملن کی کوئی آس نہیں
اس پہ یہ ساون آیا آگ لگائی
ہائے لمبی جدائی ...

نیلے گگن پر کہیں بادل تھے نہ بارش کے آثار لیکن' ایک جھڑی جو اس کے اندر لگی تھی سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس کا کیا کرے۔
وہ مسہری پر اجڑی ہوئی حالت میں بیٹھی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔
"کسے خبر تھی زندگی نے کیسی گھات مجھے منہ کے بل گرانے کے لیے لگا رکھی ہے۔" زہریلی سوچوں کے کوڑے ضمیر پر برس رہے تھے۔
"کیا میں جانتی تھی' میں خود اپنے بہن کی دل کی نگری اجاڑنے کا سبب بن جاؤں گی۔" پژمردہ اعصاب اور تھکن زدہ وجود فریادی تھا۔
"کاش اے کاش! حدید تم انکار کر دو۔ میں نے خدا سے بہت دعا کی تھی کہ قسمت کی جو تاریکیاں میرا پیچھا کر رہی ہیں ان سے میری جان چھڑا دے مگر اس طرح... اس انداز میں۔"
"تو اور تم کر بھی کیا سکتی ہو۔" آئینے میں ایک دوسری نائلہ روپ بدلے کھڑی تھی۔
"جس ذلت کو گلے کے ہار بنانے چلی تھیں تم۔ وہی ناگ بن کر ڈسنے لگی تو اب اس کا پھن کچلنے کا اس سے بہتر موقع اور کہاں ملے گا تمہیں۔ شکر کرو کہ اللہ نے تمہاری دعائیں سن لیں۔ تمہاری بوڑھی ماں اور بیمار باپ کے سر میں مٹی پڑنے سے بچ گئی۔" وہ نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ دھتکار رہی تھی۔
"ورنہ تم نے کیا کوئی کسر چھوڑی تھی۔ اب اگر خدا تمہارا پردہ رکھ رہا ہے۔ تو حالات کو ان کے دھارے پر چھوڑ دو۔ ورنہ کہاں جاؤ گی تم۔ اپنی داغ دار عزت کی چادر کو سنبھال کے۔ یہاں تو قدم قدم پر ایسے کتنے ہی بھیڑیے اپنے جبڑے پھاڑے۔ نوکیلے دانت نکالے گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ بھنبھوڑ ڈالیں گے تجھے اور بوٹی بوٹی کر کے کھا جائیں گے۔ چپکی بیٹھی رہ اور خدا کے حضور شکرانے کے نفل ادا کر کہ اس نے تیرے لیے رحمت کا فرشتہ بھیج دیا۔ تیری عزت' چادر اور چھپر چھاؤں بنا کے۔"
نائلہ کے ساکت وجود میں معمولی سی جنبش ہوئی۔ اس نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر گرم آنسو صاف کیے اور منہ دھونے چلی گئی۔
عفت نے اسے باتھ روم جاتے دیکھا وہ' رات کے کھانے کے بعد برائے نام برتن دھو رہی تھی۔ رات کا کھانا اماں' ابا اور خود اس نے بھی محض نام کرنے کو ہی کھایا تھا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔
اسے ہمیشہ سے پتا تھا کہ اس کی بہن خود غرض فطرت کی ہے۔ لیکن یہ خود غرضی اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ جانتے



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

بوجھتے ایسی حرکت کرے گی۔ اماں نے یوں اتنی اچانک اتنی بڑی بات اسے بتائے بغیر یا پوچھے بغیر تو نہ کی ہوگی۔ دکھ سے اس کے دل کی زمین بنجر سی ہو رہی تھی۔

پانی میں بھیگے ٹھنڈے ہاتھوں سے اس نے آنکھوں کو رگڑ ڈالا۔

"جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں اور اگر یہ جوڑ آسمانوں پر یوں لکھا ہے۔ تو کون روک سکتا ہے۔"

ہر شے سے اچاٹ ہوتے دل کو ایک بہت گھسی پٹی دلیل دے کر اس نے بہلانا چاہا پھر ناکام ہو کر آنسو صاف کرتی' باورچی خانے میں داخل ہوتی اماں کو نظرانداز کر کے تیزی سے باہر نکلتی چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

شادی کی باتیں ماہا کی چل رہی تھیں۔ لیکن قسمت نے اس تیزی سے الٹ پھیر دکھایا کہ نائلہ دو دن کے اندر اندر رخصت ہو کر اس آنگن میں اتر آئی جہاں' آنے کے خواب تو اس نے ہمیشہ دیکھے تھے مگر کسی اور شخص کے حوالے سے اور رخصت ہو کر اس آنگن میں اتری تھی تو دل کی کیفیت ہی اور تھی۔

اپنی بہن کی خوشیاں اجاڑنے کا احساس پشیمان کیے دیتا تھا۔ تو اس سے ہونے والا مستقل سامنا بھی خاصا پریشان کن تھا۔

اپنی ناقابل معافی و تلافی حرکت کو چھپانے کے لیے اماں نے جو فی الفور نکالا تھا۔ وہ خود اس کے لیے تو ناقابل قبول تھا ہی مگر' اس کے ساتھ ساتھ اور کتنوں کا دل اجاڑنے کا سبب بن گیا تھا۔ اس سے بھی بہت سے لوگ ناواقف تھے۔

حدید کے لیے بھی نائلہ کو اپنی بیوی کے روپ میں قبول کرنا ایک کٹھن امر تھا۔ بھائی کے جھکے ہوئے سر کو اٹھانے کے لیے اس نے زندگی بھر یہ محبت ایک خواہش کا گلا گھونٹا تھا۔ جس کے بدلے میں اسے ملی تھی وہ' جو اس وقت کمرے میں سر جھکائے خاموش سی بیٹھی تھی۔

نہ کوئی شرمگیں انداز تھا۔ نہ حجاب آگیں مسکراہٹ۔

ایک سپاٹ سا انداز تھا۔ زیور کے نام پر اگر کچھ اضافی تھا تو' دو چوڑیاں اور بس۔ یہ چوڑیاں ان کی امی نے دونوں بہوؤں کے لیے رکھی تھیں۔ پہلے سوہا نے پہنی تھیں۔ بعد میں عفت کو پہنانے کی خواہش تھی۔ مگر اب وہی چوڑیاں نائلہ کی کلائی میں پڑی تھیں۔

اسے رخصت کروا کے حدید ہی گھر لایا تھا۔ سوہا اپنی امی کے یہاں ہی رک گئی تھی اور اس نے انس کو بھی وہیں روک لیا تھا۔ گھر میں اس کے استقبال کے لیے کوئی نہ تھا۔ ایک طرح سے یہ سوہا کی طرف سے زیادتی ہی تھی۔ مگر نائلہ کے دل کو اب ایسی باتوں کی پروا کہاں تھی۔

"کپڑے چینج کر لو تم۔"

حدید کمرے میں آکر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ اور بڑے سرسری انداز میں اسے بولا۔

جیسے ان کا نکاح اور نائلہ کی آمد روزمرہ کا معمول ہے۔ وہ چپ چاپ اٹھ کر اپنے ساتھ لایا ہوا بیگ کھنگالنے لگی۔ جانے کہاں سے دو بھولے بھٹکے آنسو پلکوں کا رستہ ڈھونڈتے دہلیز پر آن رکے۔ وہ جانتی تھی کہ نکاح بھلے یونہی سادگی سے ہوا ہوتا لیکن اس کی جگہ اگر عفت ہوتی تو حدید کے رنگ ہی اور ہوتے۔

کپڑے بدل کے وہ واپس کمرے میں آئی تو وہ کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔

"ایسا کرو۔ مجھے نیم گرم دودھ دے دو۔ تم بھی پی لینا۔" نیکسٹ آرڈر۔ دودھ گرم کرتے اور پھر ٹرے میں سجا کے اس کے سرہانے رکھتے ہوئے اس کے دل نے کتنے بے شمار خیالات یہاں سے وہاں تک پھیلا کر سمیٹے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

حدید بت دھیان سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے الجھن سی ہونے لگی۔
"کچھ اور چاہیے آپ کو۔" اپنے تئیں اس نے نتیجہ نکالا۔
"نہیں بس۔ یہاں آ کے بیٹھو میرے پاس۔ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔" نائلہ نے ذرا کی ذرا پلکیں اٹھائیں۔ وہ اسے اپنے پاس بلا رہا تھا۔
وہ دھڑکتے دل کے ساتھ تکلف سے ٹک گئی۔

☼ ☼ ☼

سوہا کا امی کے گھر قیام طویل ہو گیا۔
اب نائلہ وہاں تھی تو اسے گھر انس اور حدید کی طرف سے بے فکری سی ہو گئی تھی۔
ماہا کی رخصتی کی تاریخ نزدیک تھی۔ اس کی تیاریاں بھی اسی زور و شور سے جاری تھیں۔ بالآخر وہ دن بھی آیا جب ماہا حسیب کے سنگ رخصت ہو کر پیا دیس سدھار گئی۔
تقریب میں نائلہ نے مسز حدید کی حیثیت سے شرکت کی۔ خاندان کے دور کے رشتے داروں میں ابھی تک اس نئے رشتے کا انکشاف نہ ہوا تھا۔ جب پتا چلا تو سب نے ہی کتنی طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ نائلہ سپاٹ چہرے کے ساتھ سب سنتی رہی۔ اماں البتہ گونا گوں اطمینان محسوس کر رہی تھیں۔
وہ رب کائنات کے حضور جتنا بھی شکر ادا کرتیں کم تھا۔ جس نے ان کو پورے خاندان کے سامنے تماشا بننے سے اس وقت بچایا جب ان کے خیال میں 'وہ خدا اسے ہر قسم کی امید ختم کر چکی تھیں۔
اپنی زندگیوں میں ایک دوسرے کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کرنے اور سامنے والے کی حیثیت کے مطابق اسے جگہ اور عزت دینے میں دونوں کو ہی کچھ وقت لگا۔ مگر پھر آہستہ آہستہ دونوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا۔ کہ قسمت میں جو بات جس طرح لکھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہو کر رہتی ہے۔
یہی سوچ کر حدید نے ماہا کی شادی میں پہننے کے لیے نائلہ کو شاپنگ کروائی۔ نائلہ نے بھی جب سے اس گھر میں آئی تھی۔ حتی المقدور حدید کا خیال رکھنے کی کوشش کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بہت تیزی سے ری کور کر گیا تھا۔
اس نے آفس جانا بھی شروع کر دیا تھا۔ بظاہر سب کچھ ٹھیک ہی تھا مگر پھر بھی ایک سرد سی کیفیت، جو دونوں کے مزاجوں کو گھیر کر بیٹھ گئی تھی۔ اس سے نکلنا دونوں کے ہی بس میں نہ تھا۔ نہ دونوں میں سے کسی ایک نے بھی دوسرے کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کی تھی۔
بس ایک چھت کے نیچے دو لوگ۔ جو ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اور چاہتے تھے اسی طریقے پر عمل پیرا رہ کر پوری زندگی گزر جائے اور سامنے والے کو شکایت کا موقع بھی نہ ملے۔

☼ ☼ ☼

وہ جب سے لان میں آئی تھی عفت کو ڈھونڈ رہی تھی۔ خاندان کے سبھی لوگ اس سے ملنے کے مشتاق تھے۔
آج وہ تیار بھی ذرا اہتمام سے ہوئی تھی۔ کلائیوں میں بھری چوڑیاں، ماتھے پر بندیا اور بالوں میں گجرے۔ تھی تو سگی بہن مگر عفت کے اندر اسے دیکھ کر چھن سے کچھ ٹوٹ گیا۔
شاید یہ خوش گمانی کا وہ آخری آبگینہ تھا۔ جو محض اس لیے ابھی تک سالم تھا کیونکہ نائلہ جب سے رخصت ہو کر گئی تھی۔ اس نے ایک بار بھی اماں یا کسی اور کو اپنی خوشی کا یا خوش ہونے کا عندیہ نہیں دیا تھا۔
عفت اتنی خود غرض نہیں تھی کہ بہن کو ناخوش دیکھ کر اطمینان حاصل کرتی۔ مگر پھر بھی نہ جانے کیوں نائلہ کی


WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

کھنکتی چوڑیوں میں' اس کے مہکتے گجروں میں شوخ رنگ کی لپ اسٹک سے سجے مسکراتے لبوں میں کہیں نہ کہیں اس دشمن جاں کی محبت تھی ضرور۔

اس نے یک لخت ہی دل کو کئی حصوں میں بٹتے دیکھا اور پھر پلٹ کر تیز تیز قدم اٹھاتی 'سب سے آخری میز کی سب سے اندھیرے والی کرسی پر جا بیٹھی۔

وہ نائلہ سے ملنا نہیں چاہتی تھی وہ اس کا سامنا بھی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

وہ حدید سے محبت کرنے کا حق کھو چکی تھی۔ اس کے لیے یہ ہار ہی کافی تھی۔ پھر کیا ضروری تھا کہ اس کی بیوی اس کی اپنی سگی بہن ہوتی۔

"کیا میں اس شخص کو کبھی اپنے بہنوئی کا درجہ دے پاؤں گی جسے ہمیشہ جیون ساتھی کے روپ میں دیکھا اور حدید۔۔"

اس کے دل میں کیا تھا وہ' کیسے جان پاتی۔ نہ کوئی وعدے تھے۔ نہ پیمان نہ قسمیں۔ اور سامنے سے اس کی بہن چلی آ رہی تھی۔ سجی سنوری۔ نوبیاہتاؤں والے تمام سنگھار خود پر آزمائے ہوئے۔

عفت نے اس سے نظریں ٹکرانے سے پہلے ہی چہرہ واپس موڑ لیا۔ مگر تب تک وہ اسے ڈھونڈھانڈ کر واپس چلی گئی تو خاندان کی کوئی اور لڑکی اس کے سامنے تھی۔

"آپ کو سب اسٹیج پر بلا رہے ہیں۔ آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں جائیں۔" مرے مرے قدموں سے بمشکل خود کو گھسیٹتی وہ اس طرف آئی تھی۔

فوٹو گرافر مہارت سے تصویریں اتارنے میں مصروف تھا۔ ماہا اور حسیب کی جوڑی خوب جچ رہی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں نظر اتاری۔

دائیں طرف سہا اور انس ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ بائیں جانب نائلہ اور حدید۔ حدید جھک کر نائلہ کے کان میں کیا کہہ رہا تھا۔ عفت نے اپنے لبوں پر زبردستی سجائی مسکراہٹ کو اس کے لبوں پر اترتے دیکھا۔

کتنا مکمل منظر تھا۔ سب خوش باش تھے۔ ایک سوائے خود اس کے۔ عفت نے اس سے خود کو بے حد اکیلا اور ادھورا محسوس کیا۔

☼ ☼ ☼

"کہاں تھیں تم سارا وقت۔ میں تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو گئی۔" نائلہ کے انداز میں کہیں بھی شوخی نہیں تھی۔

ماہا کی رخصتی عمل میں لائی جا چکی تھی۔ چچی جان اور سہا اس سے لپٹ کر خوب رو چکنے کے بعد اب' حدید اور انس کے پاس بیٹھی' ان کے چٹکلوں پر ہنس رہی تھیں۔

عفت نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم خود بھی تو ایسی غائب ہوئیں کہ پلٹ کر آئی ہی نہیں۔ ایسے بھی کوئی پرایا ہوتا ہے۔" عفت نرمی سے کہتے ہوئے مسکرا دی۔

"کیا کروں۔ حدید کے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا کہیں لانے لے جانے کا۔" عفت کو اس کا انداز کھویا کھویا سا لگا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔ تم خوش ہو۔"

"پتا نہیں خوش ہونا کسے کہتے ہیں۔" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی۔ اس کی نظریں دور سہا کے پاس کھڑے حدید پر جمی تھیں۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

"کیا مطلب ہے تمہارا۔" عفت کو اسے واپس حال میں لانا پڑا۔

"کوئی نہیں میں تو بس ویسے ہی۔" نائلہ سر جھٹک کر مسکرادی۔

"اگر ٹائم ملا تو ہفتے کو آؤں گی گھر۔ پھر رات میں رک جاؤں گی۔ پھر ہم لوگ خوب ساری باتیں کریں گے۔ رات میں جاگیں گے۔"

اس کے لہجے اور آواز میں ایکسائٹمنٹ کا وہ عنصر مفقود تھا۔ جو نئی نویلی دلہن کے اپنے میکے میں پہلی رات گزارنے پر اس کا خاصہ ہوا کرتا ہے۔

"تم کرنا باتیں۔ میرے پاس تو کوئی بات ہی نہیں بچی۔" عفت اداسی سے مسکراتے ہوئے جیسے خود سے بول رہی تھی۔

نائلہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

ولیمہ کی تقریب ماہا اور حبیب کے ساتھ ہی رکھی گئی تھی۔ خاندان والے جہاں ماہا کی اتنی جلدی رخصتی پر حیران تھے۔ وہیں حدید اور نائلہ کے اتنے چپ چپاتے نکاح کی خبر سب ہی کے لیے سرپرائز تھی۔ غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

ایکسیڈنٹ کے بعد ہونے والی آفس لیوز کی وجہ سے حدید کو نہ نکاح والے دن چھٹی ملی نہ اس کے بعد۔ وہ ایک گئی بندھی روٹین کے تحت صبح آفس جاتا جہاں سے شام کو واپسی ہوتی اور کھانے کے بعد سونا۔

ہاں اگر اس روٹین میں کوئی معمولی سی ردوبدل ہوئی بھی تھی۔ تو صرف یہ کہ اب اس گھر میں اس کے کاموں کو ذمہ داری سے سرانجام دینے کے لیے نائلہ موجود تھی۔ ایک مٹی کی مورت۔ جو دن بھر ایک سپاٹ سا تاثر چہرے پر سجائے صبح سے شام تک کام میں لگی رہتی۔

سوہا گھر واپس آچکی تھی۔ یوں اس کی ذمہ داری اس پر سے ہٹ تو گئی مگر وہ پھر بھی خود کو جان بوجھ کر کاموں میں مصروف رکھتی اور یہ مصروفیت حدید کی آفس سے واپسی پر بھی کم نہ ہوتی۔

فراغت کے لمحے بہت مشکل سے میسر آتے۔ تو وہ چپ چاپ حدید کے پاس سر جھکا کر بیٹھ جاتی۔ یا اس کی ٹانگ کی مالش کرتی رہتی۔

حدید نے شادی سے پہلے اگر اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہوتا تو بہت جلد اسے اپنی طرف مائل کر لیتا مگر اس کا تو معاملہ ہی الٹ گیا تھا۔ چاہا تو کسی اور کو تھا۔ اس سے تو وہ ایک بار بھی یہ بات نہ کہہ سکا۔ اور بن مانگے مل گیا کوئی اور۔

نہ اِس طرف کوئی شوق تھا نہ اُس طرف کوئی اصرار۔

نئی زندگی کا خوب صورت ترین آغاز ہی بے حد عام سے انداز میں ہوا تھا۔ انجام کی کس کو خبر تھی۔

بس وہ یہ جانتی تھی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ لیکن اس بچے کا باپ حدید نہیں ہے۔ جب رات اپنے سیاہ پروں سے کائنات کو ڈھانپے اونگھ رہی ہوتی تو اس کی جاگتی آنکھوں میں خوف کا دورہ ہوتا۔

وہ کسی صورت کسی کی ناجائز اولاد کو دنیا میں نہیں لانا چاہتی تھی۔ ابھی یہ بات صرف اسے معلوم تھی یا اماں کو اور اس کا حل بھی یقیناً" خود اسی کو ڈھونڈنا تھا۔

☼ ☼ ☼

گرماگرم کافی کے بھاپ اڑاتے مگ کو سامنے رکھے وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Scanned By Amir

"بس کریں اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں۔"

"نظر لگاؤں گا۔" اس کی نگاہوں کی طرح لہجے میں بھی وارفتگی تھی۔

"نظر پرائی چیزوں کو لگائی جاتی ہے۔ میں تو آپ کی اپنی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے محبت سے بولی۔

"ہاں تو میں کون سا بری نظر سے دیکھ رہا ہوں تمہیں' اپنی جو چیزیں انسان کو پسند ہوتی ہیں۔ ان پر نیت تو لگتی رہتی ہے نا۔" اسے زور سے ہنسی آگئی۔

"آپ کتنے ہنستے ہیں۔ ہے نا۔"

"ہاں نا۔ بہت۔"

حسیب کے انداز میں معنی خیزی اور شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ماہا کی ہنسی بے قابو ہوگئی۔

ہر روز' روز عید اور ہر شب' شب برات ہونے کا حقیقی مطلب اسے اب حسیب کی سنگت میں سمجھ میں آیا تھا۔

اس نے شادی کے بعد ان چند ہی دنوں میں اسے اتنا پیار دیا تھا۔ اتنی چاہت دی تھی کہ ماہا کو دنیا اپنے قدموں تلے لگنے لگی تھی۔

حسیب اسے پاکر خوش تھا تو اس نے اپنی خوشی کو ذرہ بھر بھی ماہا سے چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ بلکہ اپنی چاہتیں یوں بے حساب اس پر لٹائی تھیں کہ وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی سمجھنے لگی تھی۔

کل ان لوگوں کو دبئی فلائی کرنا تھا اور آج شام امی کے گھر پر دعوت تھی۔ وہ اس میں پہننے کے لیے کپڑے نکالنے اٹھ رہی تھی مگر وہ اٹھنے دیتا تب نا۔ جانے محبتوں کی کون کون سی شدتیں ابھی وارنا باقی تھیں۔

☼ ☼ ☼

ماہا اور حسیب کے ساتھ ہی ماہا اور نائلہ کی بھی دعوت تھی۔ ماہا اور سوہا تو پہنچ گئی تھیں مگر نائلہ کے آنے میں ابھی دیر تھی۔ انس نے ایک بار حدید کو فون کیا تو پتا چلا کہ وہ خود تو تیار ہے۔ نائلہ البتہ نہانے گئی ہوئی تھی۔

"ہاں ہاں ہم بس پہنچتے ہیں۔" انس کی تسلی کروا کر اس نے فون بند کیا تو نائلہ کمرے میں داخل ہوئی۔

"کیا بات ہے تم اتنی دیر کیوں لگا رہی ہو۔"

"آپ میری وجہ سے کیوں لیٹ ہو رہے ہیں۔ آپ جائیں۔"

"کیا مطلب۔ تم نہیں جا رہیں۔"

"نہیں۔" وہ اطمینان سے بال کھول کر سنبھالنے لگی۔

حدید اسے الجھن سے دیکھنے لگا۔ اسے نائلہ کی اکثر باتوں سے ایسی ہی الجھن محسوس ہوتی تھی۔ جیسے وہ اب تک کوئی نام نہیں دے پایا تھا۔

"کیوں نہیں چل رہیں تم۔"

"میری طبیعت خراب ہے۔"

"پھر تو ضرور جانا چاہیے۔ بہنوں سے ملوگی تو دل بہل جائے گا۔"

وہ نائلہ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ وہاں پر سب ہی اس سے پوچھتے اور کوئی نائلہ کی طبیعت خرابی کے بہانے پر یقین نہیں کرتا کہ انس اور سوہا ابھی اسے بھلا چنگا بلکہ دعوت کی تیاریوں میں مصروف چھوڑ کر گھر سے نکلے تھے۔

"آپ بہلا لیجیے گا اپنا دل میری بہنوں سے مل کر۔ مجھے کوئی شوق نہیں۔" اس نے بے زاری سے کہہ کر اپنا سابقہ مشغلہ جاری رکھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

"کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے۔" حدید چاہتا تھا تو بات کو رفع دفع کر سکتا تھا۔ جیسا کہ شادی کے پہلے دن سے کرتا آ رہا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

"میرا کوئی ذو معنی مطلب نہیں اس بات سے۔ میں ڈبل مینگ باتیں نہیں کرتی۔" وہ حدید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ حدید اسے دیکھتا رہ گیا۔

"میں نے کب کہا کہ تم کرتی ہو۔"

"تو پھر مطلب کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں تھا بات تمہاری۔ تم کیا کہنا چاہ رہی تھیں۔"

"اس میں نہ سمجھنے والی کیا بات ہے۔ میرا دل نہیں چاہ رہا۔ میں نہیں جاؤں گی۔ آپ کا دل ہے آپ جائیں۔"

حدید ایک بار پھر چپ ہو کے اسے دیکھتا رہا۔ وہ اطمینان سے کنگھا کرتی رہی۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ نائلہ سے بحث کرنا بے کار ہے۔

"او کے۔" وہ سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

گھر پر سب ان ہی دونوں کے منتظر تھے۔ مگر حدید کو اکیلا آئے دیکھ کر سب کے احساسات عجیب سے ہو گئے۔

"نائلہ... نہیں آئی۔" سوال تو سب کے دلوں میں تھا۔ زبان پر صرف اماں کی ہی آیا۔

"جی وہ' اس کی طبیعت بالکل اچانک ہی خراب ہو گئی تھی۔" اس کا لہجہ رکا رکا سا تھا اور نظریں کچن میں کام کرتی عفت کے وجود پر جمی تھیں۔

"خدا خیر کرے۔ سب خیریت تھی نا۔" امی بھی سن کر فکر مند سی ہو گئیں۔

"جی بس وہ کچھ سستی سی آ رہی تھی تو...."

وہ راستے بھر سوچتا ہوا آیا تھا کہ گھر جا کر نائلہ کے بارے میں کیا کہے گا پھر بھی اس وقت جھوٹ بولتے ہوئے زبان لڑکھڑا سی گئی۔

عفت سارا وقت سر جھکائے کام میں لگی رہی اور نظریں عفت کے آگے پیچھے لگی رہیں۔ اسے ایک بار بھی یہ خیال نہیں آیا کہ وہ اب کسی اور کا شوہر ہے۔ خیال آ بھی کیسے سکتا تھا۔ خیال دلانے والی ہی ساتھ نہیں تھی۔ اپنی مرضی سے اور وہ خود بھی اسے بہت دور کہیں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

نائلہ نے بال سلجھا کر کیلے ہی باندھ لیے۔ حدید گھر سے جا چکا تھا۔

وہ تھوڑی دیر وہیں بیٹھ کر اطمینان کرتی رہی کہ اس کی بائیک گلی سے نکل گئی ہو گی۔ پھر اٹھ کر تیزی سے اپنی شال اوڑھ کر دروازے پر تالا لگایا اور باہر نکل گئی۔

اس کی قدم چند گلیاں چھوڑ کر آگے موجود فیملی پلاننگ اور ہیلتھ کیئر سینٹر کی طرف اٹھ رہے تھے۔

چند دن پہلے تک ایک کنواری لڑکی کو وقت اور حالات نے اتنا شعور اور آگاہی دے دی تھی۔ کہ وہ اپنی غلطی سے جس مشکل میں پڑ چکی تھی۔ اب ہاتھ پیر چلا کر اس مشکل سے نکلنے کی تدبیر کرنے چلی تھی۔

☼ ☼ ☼

دعوت سے واپسی پر ماہا' سوہا' امی اور عفت کے گلے لگ کر خوب روئی۔ یوں لگتا تھا اصل' رخصتی آج ہو رہی ہے۔ کل اسے دبئی چلے جانا تھا۔

سوہا اور انس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ لوگ اسے ایئرپورٹ چھوڑنے ضرور آئیں گے۔ حبیب بھی کافی دیر تک امی



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

کو دلا سا دیتا رہا۔
اپنی بیٹی کو اتنی دور پرائے دیس بھیج دینے کا خیال بہت روح فرسا تھا۔ ماما کو خود بھی اب صحیح معنوں میں احساس ہو رہا تھا کہ وہ سب سے کس قدر دور جا رہی ہے اور کتنی اکیلی ہو جائے گی۔ خوف اور اجنبیت کی ایک ملی جلی کیفیت اس پر طاری تھی۔
واپسی کے لیے اٹھتے اٹھتے کافی رات ہو چکی تھی۔
عفت تو کھانا کھاتے ہی نیچے چلی گئی تھی۔ ہاں البتہ برتن اس نے سارے سمیٹ کر سنک میں ڈھیر کر دیے تھے اور امی کو اطمینان دلا دیا تھا کہ سب میں صبح آکر دھو جاؤں گی۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا بھی وہ اوپر واپس نہیں آئی۔ پہلے نماز اور بعد میں ابا کا بہانہ کر کے معذرت کر لی۔
حدید باقی کا سارا وقت اس کی کمی محسوس کرتا رہا۔ اس نے گفتگو میں بھی بہت زیادہ حصہ نہیں لیا۔
انس نے اس کی خاموشی کو بہت محسوس کیا اور اس نے اسے نائلہ کی غیر موجودگی پر محمول کیا۔

☆ ☆ ☆

رات گئے ان لوگوں کی واپسی ہوئی۔ سوہا حسب معمول اور حسب توقع میکے میں ہی رک گئی تھی۔ نائلہ دروازہ کھول کر چپ چاپ کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔
حدید نے کمرے میں جا کر بستر پر دراز اس کا وجود دیکھا۔ پھر دھیرے سے چلتا ہوا پاس آگیا۔
"اب کیسی ہے طبیعت۔" اس نے نرمی سے پوچھا۔ جانے کیوں نائلہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔
آج ہیلتھ کیئر سینٹر میں لیڈی ہیلتھ ورکر کے ہاتھوں جو ذلت اٹھانی پڑی۔ وہ صرف خود جانتی تھی یا پھر اللہ' وہ بھول کر بھی وہ وقت یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے جلدی سے اٹھ بیٹھی۔
حدید کو اس کے چہرے سے کچھ غیر معمولی سا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام کر محبت سے پوچھنے لگا۔
"اس لیے کہا تھا ساتھ چلی چلو۔ اکیلے میں یقیناً" دل گھبرا گیا ہو گا۔ ہے نا۔" نائلہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔
"ہاں بس یونہی۔ آپ سنائیں۔ کیسی رہی دعوت۔" اس نے ہتھیلیاں چہرے پر رگڑ کر زبردستی بشاشیت پیدا کرنی چاہی۔
"اچھی رہی۔ تم بھی چلی چلتیں تو۔"
"اُف وہ! پھر وہی بات۔ کتنی بار کہہ چکی ہوں میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ آپ پتا نہیں کیوں میرے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔"
وہ بے طرح چڑ کر بیڈ سے اٹھی اور دھم دھم کرتی باہر نکل گئی۔ حدید کی بات ہونٹوں میں رہ گئی۔
وہ نائلہ کے مزاج کی برہمی کی وجہ کبھی نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"سوہا رات کو پھر گھر نہیں آئی وہیں رک گئی۔" حدید کو ناشتا دیتے وقت بھی اس کا موڈ سدھر نہیں سکا تھا۔
"ہاں شاید انس بھی چھٹی کرلے گا آفس سے۔"
"ٹھیک ہے آپ ان سے کہہ کر جائیے گا۔ کہ ناشتا اپنے سسرال جا کے کریں۔"
"پاگل ہو گئی ہو۔ بہت اچھا لگے گا۔" کہتے ہوئے



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

"ہاں تو ان کو خود خیال ہونا چاہیے نا۔" اس نے غصے میں کیتلی سنک میں پٹخی۔
"میں آپ کے جانے کے بعد سوؤں گی۔ یا ان کے جاگنے کا انتظار کروں گی۔ ناشتا دینے کے لیے۔ مہارانی کو اتنا خیال نہیں کہ یہاں اس کے میاں کو کھانے پینے کی مشکل ہو گی۔"
"تو تم کاہے کے لیے ہو۔ تم دے دینا۔" حدید کو اس کی اونچی آواز تنگ کر رہی تھی۔
"کیوں' میں کیا ان میاں بیوی کی نوکر لگی ہوں جو 'کھانے اور ناشتے کی ٹرے سجا سجا کر ان کے سامنے رکھتی رہوں اور وہ وہاں اپنی اماں کے گھر عیش سے پڑی رہے۔"
"آہستہ بولو سن لے گا انس۔ کتنا برا لگے گا اسے۔" حدید نے اسے ٹوکا۔
"لگتا ہے برا تو لگے۔ میں کوئی غلط بات نہیں کر رہی۔ ٹھیک ہے اگر آپ نہیں کہہ سکتے تو میں کہہ دوں گی۔"
"کوئی ضرورت نہیں ہے کوئی بات کہنے کی تمہیں۔"
"تو ٹھیک ہے۔ میں سونے جا رہی ہوں۔ آپ ابھی جائیں تو ان کو اٹھا کر یہ کہتے ہوئے جائیے گا کہ مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔" نائلہ زور زور سے بولتی ہوئی اپنا چائے کا کپ اٹھا کر کمرے میں چلی گئی۔
حدید اپنا کپ لے کر کچن سے نکلا تو انس وہیں آ رہا تھا۔ دونوں نے دل ہی دل میں اپنی جگہ بے حد شرمندگی محسوس کی۔
"پتا نہیں کیا ہوا ہے نائلہ کو۔ بہت چڑچڑی ہو رہی ہے۔" وہ شرمندہ سا ہو کر انس کو صفائی دینے لگا۔
"انس او کے۔ وہیں تو جانا ہے۔ میں ناشتا وہیں کر لوں گا۔ تم حسیب کو سی آف کرنے ایئرپورٹ ضرور آ جانا۔" وہ اسے تاکید کرنا نہیں بھولا تھا۔

☆ ☆ ☆

ماہا حسیب کے ساتھ دبئی سدھار گئی۔
سوہا اور عفت نے نمناک نظروں سے اسے رخصت کیا اور امی نے ڈھیروں خلوص بھری دعائیں ان کے سنگ کر دیں۔
سوہا انس کے ساتھ ہی گھر واپس آ گئی۔
حدید آفس سے ٹائم نکال کر وہاں پہنچا مگر واپس وہیں سے آفس چلا گیا۔ حسب معمول تقریباً" سبھی افراد ایئرپورٹ پر تھے سوائے نائلہ کے اور 'اس کی کمی کسی نے محسوس نہیں کی۔ مگر حدید کو اس کی کمی بہت محسوس ہوئی۔
عفت کے دل میں نرم گوشہ رکھنے کے باوجود وہ 'یہ حقیقت دل سے قبول کر چکا تھا کہ نائلہ اس کی شریک سفر بن چکی ہے۔
اس کا مزاج ذرا تیکھا تھا۔ مگر وہ سچے دل سے چاہتا تھا کہ اپنی محبت سے اس کا دل جیت لے اور اسے ایک محبت کرنے والی باوفا شریک حیات کے روپ میں ڈھال لے۔ وہ نہیں جانتا تھا۔
جس عورت سے وہ وفا اور وفاداری کی امید لگا بیٹھا ہے۔ وہ اس سے پہلے اپنے جذبے کسی اور پر اور اپنی عزت کسی اور پر نچھاور کر بیٹھی ہے۔ پھر بھی یقیناً" زندگی میں کوئی نیکی کی تھی جو' حدید جیسے باکردار شریف النفس شخص کی بیوی بن گئی۔ ہاں لیکن یہ بات سمجھنا مشکل تھی کہ اس کا ساتھ حدید کے لیے کسی ناکردہ گناہ کی سزا تھا یا کسی متوقع اجر کی آزمائش۔

☆ ☆ ☆



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

دن اپنے معمولات پر واپس آکر تیزی سے گزرنے لگے۔

سوہا اور ماہا کی فون پر بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ وہ وہاں خوش تھی اور اس کی خوشی میں یہاں اس کی ماں اور بہن۔

مگر سوہا کے لیے یہ گھر صحیح معنوں میں اب نائلہ کی آمد کے بعد سسرال واقع ہونے لگا تھا۔

سوہا امید سے تھی اور ان دنوں جتنی شدید گرمی لگتی اتنی ہی رج کے نیند آتی۔ جبکہ نائلہ نے اس گناہ کے بوجھ سے اپنے آپ کو بہت سہولت آسانی اور رازداری کے ساتھ آزاد کروالیا تھا۔

اتنا بڑا کام اس نے اتنی خاموشی اور مہارت سے کیا کہ جب اماں کو خبر دی تو وہ کتنی دیر منہ کھولے اسے تکتی رہ گئیں۔

"مجھے لگتا نہیں نائلہ کہ تو نے میرے بطن سے جنم لیا ہے۔" مارے حیرت کے وہ بس یہی کہہ سکیں۔ ان کی آواز میں دکھ ہی دکھ تھا۔

"کیوں! ایسے کون سے پہاڑ توڑ ڈالے میں نے۔"

"توڑ ڈالتی تو شاید مجھے اتنی حیرت نہ ہوتی۔ پھر یہ تو بتا۔ جس کا کوئی قصور نہ تھا۔ اس سے زندگی کیوں چھین لی تو نے۔" اماں افسوس زدہ لہجے میں پوچھ رہی تھیں۔

"تو اور کیا کرتی۔ زندگی بھر کسی اور کی ناجائز اولاد کو حدید پر بوجھ بنا کر رکھتی۔" اس کی آواز میں ذرا کی ذرا نرمی لہرائی۔

"پر اسے کیا پتا چلتا۔"

"یہ تو اور بھی زیادتی ہوتی اس کے ساتھ اور میں کیسے برداشت کرتی۔ ایک دھوکے باز شخص کی جھوٹی نشانی کو وہ ایمانداری سے اپنی محبتیں اور توجہ دیے جاتا۔ اپنی اولاد سمجھ کے۔ مجھے بھی اللہ کو منہ دکھانا ہے اماں۔" اس کے چہرے پر تاریک رات اتر آئی۔

"اونہہ!" اماں ایک طنزیہ ہنکارا بھر کر رہ گئیں۔

"خوف خدا کی ماری کو تو دیکھو۔"

حقیقت یہ تھی کہ انہیں اپنی بیٹی سے اب برائے نام محبت رہ گئی تھی۔ سگی ماں ہونے کے باوجود اس نے اس ڈھلتی عمر میں جو رسوائی کا داغ دینے کی کوشش کی تھی۔ جسے انہوں نے بڑی دقتوں کے بعد دنیا والوں کی نظروں میں آنے سے بچایا تھا۔ اس کے بعد ان کا دل اس کی طرف سے کھٹا ہو چلا تھا۔

وہ خدا کے حضور بڑی شدت سے دعا گو رہتی تھیں۔ کہ عفت کا معاملہ بھی جلدی سے بن جائے تو وہ سکون سے آنکھیں موند لیں۔

اپنے خاوند کی مستقل معذوری اور وقت سے پہلے بڑھاپے کی وجہ سے پہلے ہی بڑے سخت حالات جھیلے تھے۔ اوپر سے نائلہ کی طرف سے لگنے والی کاری ضرب نے جیسے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔

☼ ☼ ☼

مندی مندی آنکھوں اور بے حد ست رفتاری سے وہ کچن میں انس کا ناشتا تیار کر رہی تھی۔ نائلہ نے صبح صبح اٹھ کر ٹی وی چلایا ہوا تھا اور بڑے صبر سے اس کے کچن سے نکلنے کا انتظار کر رہی تھی۔

حدید اور انس آفس جانے کی تیاریوں میں تھے اور وہ جانتی تھی سوہا ناشتا بنا کر رکھتے ہی اوپر سونے چلی جائے گی۔

یہی ہوا سوہا ناشتے کی ٹرے لے کر نکلی اور لاؤنج میں رکھ کر سیڑھیاں چڑھ گئی۔ اسی وقت حدید تیار ہو کر کمرے سے



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

نکلا۔ نائلہ پھرتی سے اٹھی۔

"آپ ناشتا کریں میں انس کے لیے دوسرا بناتی ہوں۔"

اسے آج بھی انس کے نام کے ساتھ باتی کالاحقہ لگانے میں دقت ہوتی تھی۔

اس نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور عمل کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ حدید بھی جلدی میں تھا وہیں بیٹھ گیا۔

انس جب نیچے آیا تو نائلہ ابھی ناشتا تیار کررہی تھی۔ جبکہ حدید بائیک نکال رہا تھا۔

"بیٹھیں آپ۔ میں ناشتا لا رہی ہوں۔" اس کے ہاتھ اور بھی تیزی سے چلنے لگے۔

انس ایک گہری سانس بھر کر لاؤنج میں بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں وال کلاک پر تھیں۔ نائلہ نے اپنے تئیں کافی تیزی سے ناشتا تیار کرکے اس کے سامنے لاکر رکھا تھا۔ پھر بھی اس کے چہرے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کا موڈ بگڑ چکا ہے۔ وہ ماتھے پر شکن ڈالے چپ چاپ تیزی سے نوالے نگلنے لگا۔ جبکہ نائلہ کچن سمیٹتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔

✿ ✿ ✿

وہ ایک خوب صورت چھوٹا سا صاف ستھرا اور قدرے سجا ہوا اپارٹمنٹ تھا۔ دیار غیر میں ایک گوشہ عافیت 'ماہا حسیب کی محبتیں پاکر اس کی شدتوں میں کھوسی گئی تھی۔ اب جو اپنے گھر کے مالکانہ استحقاق ملا تو سرشار سی ہوگئی۔

اس قدر اپنائیت 'چاہت 'مان اور خلوص۔

اس نے سوچا ہی نہ تھا کہ حسیب اسے اس قدر محبت دے گا۔ اتنی چاہ سے اس نے ماہا کا ہاتھ مانگا تھا۔ ماہا کو اندازہ ہی نہ تھا۔

اس کی سنگت میں بیتنے والے شب و روز جیسے کسی خواب کا تسلسل تھے۔ بعض اوقات اسے لگتا 'پلک جھپکی تو یہ حسین خواب ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔

"ایسا بھی کیا خاص ہے مجھ میں 'میں کب تھی اس قدر چاہت کے قابل۔" وہ اس کی شدتوں کا فخر پاکر اترا اترا جاتی۔

حسیب واقعی ایک بے مثال شوہر ثابت ہوا تھا۔ بہت کم دنوں میں اس نے ماہا کو سر سے پیر تک اپنی محبتوں میں بھگو ڈالا تھا۔ اس کے لبوں سے ہمہ وقت ایک مسکراہٹ پھوٹی رہتی۔

دبئی آنے سے پہلے پاکستان میں ہی اس پر اس قدر نکھار آگیا تھا۔ کہ نگاہ ٹھہرتی نہ تھی اور یہاں آکر تو جیسے دونوں ایک دوسرے میں کھوسے گئے تھے۔

"پہلی نظر تم پر ڈال کر ہی فیصلہ کرلیا تھا کہ جیون ساتھی بناؤں گا تو صرف تم کو۔" وہ کتنی ہی بار یہ بات اسے بتا چکا تھا۔

"ہمیشہ میری رہو گی نا۔ کبھی چھوڑو گی تو نہیں مجھے۔" وہ اظہار کے معاملے میں جتنا بے باک تھا ماہا اتنی ہی شرمیلی۔ وہ شرما کر سر نفی میں ہلا دیتی اور وہ اس کا مہکتا ہوا وجود خود میں جذب کرلیتا۔

زندگی نے ماضی میں اگر چند رشتوں کو اس سے چھین کر بے اعتباری کی سزا دی تھی۔ تو اب ماہا کو اس کی زندگی میں شامل کرکے یقیناً "اس کا ازالہ بھی کردیا تھا۔ وہ خدا کے حضور جتنا بھی شکر گزار ہوتا کم تھا۔

✿ ✿ ✿

سوہا اور انس میں جھڑپ ہوگئی تھی۔

انس بڑبڑ کرتا غصے میں گھر سے نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد حدید سوہا کے پاس آیا۔ نائلہ شام میں امی کے



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

یہاں چلی گئی تھی۔

"کیا بات ہو گئی تھی۔" سہا صوفے پر بیٹھی سسک رہی تھی۔

سہا نے اسے دیکھ کر جلدی جلدی چہرا صاف کیا۔ کچھ بھی تھا۔ اسے حدید کے سامنے انس سے ڈانٹ پڑنے یا جھڑکی کھانے پر شرمندگی محسوس ہوتی تھی۔

رات کے دس بجے تھے۔

"خیریہ کوئی کپڑے دھونے کا ٹائم تو نہیں۔ مگر نائلہ نے آج واشنگ مشین لگائی تھی میرے کپڑوں کے لیے تو تم اس سے کہہ دیتی نا۔"

"وہ خود کہہ رہی تھی کہ وہ دھو دے گی۔ میں کھانا کھا کر سو گئی۔ وہ کپڑے دھو کر کام سمیٹ کر چلی گئی۔ مجھے بتایا ہی نہیں کہ اس نے انس کے کپڑے دھوئے ہی نہیں۔ ابھی میں نے چھت پر جا کر دیکھا تو....."

اس کی آنکھوں میں پھر آنسو جمع ہو گئے۔ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

حدید پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

جب نائلہ نے کہہ دیا تھا تو پھر دھوئے کیوں نہیں۔ گھر سے خالو جان کی اچانک طبیعت خرابی کی اطلاع آ گئی تھی۔ حدید گھر آیا تو نائلہ نے میکے جانے کے جلدی مچا دی۔ اس وقت تک انس گھر نہیں پہنچا تھا۔ جب حدید واپس آیا تو انس اور سہا میں تلخ کلامی جاری تھی۔

"چلو اٹھو جا کر ہاتھ منہ دھوؤ میں دے دوں گا اپنے کپڑے۔ وہ کل کوئی میرا پینٹ شرٹ پہن جائے گا۔"

حدید نے سہولت سے اس کی مشکل حل کر دی۔ وہ سوں سوں کرتی منہ صاف کرنے لگی۔

✡ ✡ ✡

انس کے خراب موڈ اور آئے دن سہا کے ساتھ جھگڑوں کا سبب جلد ہی سامنے آ گیا۔ اس کی پروموشن جس کا اسے پچھلے چھ مہینوں سے انتظار تھا۔ کسی اور کے حصے میں لکھی گئی۔ مایوسی اور غصے کی انتہا پر جا کر وہ اس روز گھر واپس آیا تو سہا گھر پر نہیں تھی۔

"وہ امی کے یہاں گئی ہے ان کے ساتھ۔" نائلہ کچن میں ہی تھی۔

"حدید کے ساتھ ایسی کیا آفت آ گئی تھی کہ اس کا جانا ضروری تھا۔"

"پتا نہیں مجھے کہہ رہی تھی شاید کپڑے سل کر آ گئے ہیں۔ وہ لینے تھے۔"

نائلہ نے جلدی جلدی چائے بنا کر کپ میں انڈیلی اور اس کے کمرے میں لے گئی۔ انس نہا دھو کر نکلا تو گرما گرم چائے کا کپ اور ہلکی پھلکی تیاری کے ساتھ فریش سی نائلہ وہیں موجود تھی۔

انس بیڈ پر بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ پاس پڑے صوفے پر بیٹھ کر اسے دیکھے گئی کتنا مکمل منظر تھا۔

آفس سے واپسی پر نہا دھو کر نکھرا ہوا شوہر اور ایک سجی سنوری چائے کے کپ کے ساتھ اس کا انتظار کرتی بیوی۔ پرسکون خاموشی۔

اس مکمل منظر میں اگر کہیں کچھ غلط تھا یا نامکمل تھا تو فقط ان کا آپس کا رشتہ۔ وہ اس کی بیوی بنتے بنتے بھابھی بن گئی۔ یہ الگ بات تھی کہ انس نے کبھی اسے اپنی بیوی بنانا چاہا ہی نہ تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھا اس لیے نائلہ کا ارتکاز اسے متوجہ نہ کر سکا۔

آفس میں چلنے والی سیاست اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ کر خود آگے بڑھ جانے والی پالیسی اختیار کر کے کمپنی کے کرتا دھرتا کے سامنے "ہم اچھے ہیں۔ یہ برا ہے۔" کی رپورٹ پیش کرنے والے کتنے کامیاب رہے



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

تھے۔ اس کے جونیئرز کو لیگ اس کی سالوں کی محنت کو پیروں تلے روند کر آگے بڑھ گئے تھے۔ اس کی محنت فقط ایک شاباش کی حق دار ٹھہری۔ اور دوسروں کی چاپلوسی اور خوشامد اتنی کام آئی کہ ان کی تنخواہوں میں اسی فیصد تک اضافہ کر دیا گیا۔

گاڑیاں مل گئیں۔ ترقیاں ہو گئیں۔

انس اور اس جیسے چند ایک دوسرے محنتی ورکرز سب کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

اسے جب جب اپنے سے جونیئر اسٹاف کا خوشامدی لہجہ یاد آتا۔ غصے کی ایک تیز لہر اس کے اندر سر اٹھاتی۔ اس وقت بھی اس کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں۔ اس نے غصے سے سر اٹھایا تو سامنے نائلہ کھڑی تھی۔

"میں نیچے جا رہی ہوں۔ آپ کو کھانا ابھی لا دوں یا..." یہاں اس وقت اس کی جگہ سوہا کو ہونا چاہیے تھا۔ مگر...

"نہیں رہنے دو۔ سوہا آئے گی تو اس کے ساتھ ہی کھالوں گا۔" اس کا لہجہ روکھا سا ہو گیا۔ نائلہ باہر نکلتے ہوئے طمانیت سے مسکرا دی۔

انس نے ایک بار سوہا کو فون کیا۔ نمبر بزی تھا۔ اس نے غصے سے فون پٹخ دیا۔ اب اس کا سوہا کو فون کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ وہ انتہائی غصے میں سوہا کی گھر واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ آج پچھلے سارے دن کی محنت کی ناکامی کا نزلہ یقیناً "سوہا پر گرنے والا تھا۔

☼ ☼ ☼

سوہا اور حدید کو امی نے کھانے کے لیے روک لیا تھا۔ آج خالہ جان بھی اوپر چلی آئی تھیں عفت کے سر میں درد تھا۔ وہ نیچے ہی رہی۔ یوں بھی نائلہ کی شادی کے بعد سے وہ کوشش کرتی تھی کہ حدید سے سامنا کم ہی ہو۔

اسے حدید کا سامنا کرنا مشکل لگتا تھا۔ وہ نائلہ سے ان دونوں کے تعلقات کے بارے میں زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی۔

کھانے کے فوراً" بعد ماہا کا فون آگیا۔ وہ سوہا کو بتانے لگی کہ وہ لوگ کہاں کہاں گھومنے گئے۔ حسیب کے دوستوں نے دعوتیں کیں اور یہ سلسلہ ابھی تک چل رہا ہے۔

سوہا اپنی بہن کی خوشی میں خوش تھی۔

اس نے دو ایک بار انس کو فون بھی کیا یہ کہنے کے لیے کہ وہ بھی نائلہ کو لے کر ادھر ہی آجائے۔ مگر انس نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔ بیل بجتی رہی۔ یہاں تک کہ خود ہی لائن کٹ گئی۔

☼ ☼ ☼

رات کو گیارہ بجے کے قریب ان لوگوں کی واپسی ہوئی تو لائٹ نہیں تھی۔ انس چھت پر سونے جا چکا تھا۔ جو اس کی طرف سے ناراضی کا واضح اعلان تھا۔

نائلہ کمرے میں تھی۔ حدید اسے دیکھ کر کمرے میں ہی چلا گیا۔ وہ چھت پر چلی آئی۔ انس پتا نہیں واقعی گہری نیند میں تھا یا' اسے دیکھ کر سوتا بن گیا سوہا بھی اس کے برابر میں ہی لیٹ گئی۔ جانے کس وقت نیند مہربان ہوئی' آنکھ کھلی تو سورج کی تیز شعاعیں منہ پر پڑ رہی تھیں۔

اس نے بڑبڑا کر چادر منہ سے ہٹائی۔ وہ چھت پر اکیلی تھی۔ انس خدا جانے کس وقت اٹھ کر نیچے چلا گیا تھا۔

ایک پل کو تو اسے خوف محسوس ہوا کہ شاید وہ ساری رات چھت پر اکیلی سوتی رہی ہے۔ مگر اس وقت چونکہ دن نکل آیا تھا۔ اس لیے خوف زیادہ دیر حاوی نہ رہ سکا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

نیچے آئی تو انس آفس کی تیاریوں میں تھا۔ اس نے سوہا سے کوئی بات نہیں کی۔ یہ اس کی طرف سے ناراضی کا اظہار تھا۔

آج کچن میں نائلہ کا راج تھا۔ وہ نہ صرف جاگ چکی تھی۔ بلکہ حدید کا ناشتا بنانے میں لگی ہوئی تھی۔

سوہا ایک گہری سانس لے کر لاؤنج میں بیٹھ گئی۔ وہ نائلہ کی موجودگی میں کچن میں جانا نہیں چاہتی تھی۔ جس دن نائلہ واشنگ مشین لگا کر انس کے کپڑے دھوئے بغیر گھر چلی گئی تھی۔ اور سوہا کو اس کی وجہ سے انس کی ناراضی برداشت کرنی پڑی تھی۔ اس دن سے وہ نائلہ سے ذرا کھنچ سی گئی تھی۔

اس نے دوبار کچن کے دروازے تک چکر لگایا۔ مگر نائلہ مصروف تھی۔ بالآخر وہی ہوا جو اس نے سوچا تھا۔ انس تیار ہو کر نیچے آیا اور اسے وہیں ٹہلتا دیکھ کر ضبط سے ناشتے کا پوچھا۔

"آپ بیٹھیں میں بس دے رہی ہوں۔ دراصل آج...." انس نے اس کے گھبرائے ہوئے لہجے کی ادھوری وضاحت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

"ایک گھنٹہ ہو گیا تمہیں نیچے آئے ہوئے۔ تم سے ابھی تک ایک آدمی کا ناشتا نہیں بنا۔" اس کی آواز بہت بلند تھی۔ سوہا کو لگا کچھ بھی کہنا بے کار ہے۔

بظاہر اس کے چلانے پر نائلہ بھی گھبرا کر کچن سے نکلی اور حدید کے لیے تیار کیا ہوا ناشتا لے جا کر میز پر رکھ دیا۔

"آپ یہ ناشتا کرلیں۔ سوہا جو آپ کے لیے بناتی۔ اب وہ حدید کرلیں گے۔" اپنے تئیں اس نے چٹکیوں میں مسئلہ نمٹایا تھا۔ انس نے ایک غصہ ور نگاہ شرمندہ سی سر جھکائے کھڑی سوہا پر ڈالی۔

"حدید کا بھی تم ہی بنادو۔ یہ تو صبح سے شام کردیں گی۔"

سوہا حیرانگی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ کتنی بے یقین سی بات تھی کہ آج اس کے اتنے پیار کرنے والے شوہر نے نائلہ کے سامنے 'اسے باتیں سنائی تھیں۔ اس کے اوپر غصہ کیا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ ہمیشہ خیال رکھتا تھا۔ کہ کم سے کم کسی تیسرے کے سامنے سوہا کو براہ راست کچھ نہ کہے۔

نائلہ کچن میں جا چکی تھی۔ انس اس کی طرف سے پشت کیے تیزی سے ناشتا کرنے میں مصروف تھا۔ سوہا کو لگا وہ بے کار ہی وہاں کھڑی ہے۔

حدید کمرے سے نکلا تو اس نے پژمردہ قدموں سے سوہا کو سیڑھیوں کی طرف جاتے دیکھا۔ پھر اطمینان سے ناشتا کرتے انس کو۔ ذرا دیر پہلے کی آوازیں یقیناً" اس تک بھی پہنچی ہی تھیں۔

وہ انس کے طرز عمل پر صرف افسوس ہی کر سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

ماہا کو یہاں آئے مہینے سے اوپر ہو چلا تھا۔ اس نے گھر کا انتظام مکمل طور پر سنبھال لیا تھا۔

حسیب کو صبح وہ خود ہی ناشتا بنا کر دیتی۔ پھر اس کے جانے کے بعد گھر کی صفائی ستھرائی کے بعد فراغت ہی فراغت ہوتی۔ دو بندوں کا کھانا بھی فٹافٹ بن جاتا اور کبھی وہ لوگ ڈنر کرنے باہر چلے جاتے تو وہی کھانا دوسرے دن چل جاتا۔ راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔

حسیب نے دوستوں کے لیے پارٹی ارینج کی۔ حسب توقع پارٹی بہت اچھی رہی۔ زیادہ تر چیزیں ماہا نے اپنے ہاتھ سے بنائیں۔ تمام دوستوں اور ان کی بیگمات کو حسیب کی بیگم کی طرح 'اس کے ہاتھ کے کھانے بھی بہت پسند آئے۔

حسیب اور ماہا کے درمیان موجود عمروں کا واضح فرق اور دوسرے موضوعات کی طرح زیر بحث آیا۔ مگر سب ہی



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Scanned By Amir

کا مشترکہ خیال تھا کہ ان دونوں کی جوڑی اچھی لگتی ہے اور وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوئے خوب جچتے ہیں۔

وہ ہر روز کی طرح شام میں نہا دھو کر تیار بیٹھی حبیب کے آنے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ آج اس نے حبیب کی پسند کا آسمانی رنگ کا سوٹ زیب تن کیا تھا۔ جو اس نے یہاں آنے کے بعد گفٹ کیا تھا۔ اپنی تیاریوں پر ایک آخری نگاہ ڈال کر اس نے حبیب کو کال کی۔

"کہاں ہیں آپ۔ آج اتنی دیر لگا دی آنے میں۔" لائن ملتے ہی اس نے بہت لگاوٹ سے پوچھا۔

"بس آ ہی رہے ہیں جان من۔ لگتا ہے، بہت انتظار ہو رہا ہے۔"

"انتظار نہیں تو۔"

"اچھا تم انتظار نہیں کر رہیں میرا۔" اسے حیرت ہوئی۔

"بالکل نہیں۔" وہ مزے سے بولی۔

"تو پھر مجھے فون کیوں کیا۔"

"ایویں دل لگی کے لیے۔" وہ کہتے ہوئے ہنس پڑی۔

"اچھا۔۔۔ یہ دل لگی کہیں دل کی لگی نہ بن جائے۔"

"اوں ہوں۔۔۔ مشکل ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر میں اس مشکل کو آ کے آسان کرتا ہوں۔"

"آ جائیں دیکھتے ہیں۔" وہ فون بند کرنے کے بعد بھی دیر تک مسکراتی رہی۔

☼ ☼ ☼

اماں عفت کے رشتے کے لیے پریشان تھیں اور زیادہ پریشان اس لیے تھیں۔ کیونکہ عفت نے شادی کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا تھا۔

"کسی سے تو کرے گی نا۔"

"نہیں کسی سے بھی نہیں کروں گی۔"

"باؤلی ہو گئی ہے کیا۔" عفت نے پیاز کاٹتے ہاتھ روک کر انہیں دیکھا۔

"اس میں باؤلے ہونے کی کیا بات ہے۔ ضروری تو نہیں کہ دنیا میں ہر لڑکی کی شادی ضروری ہو۔"

"پر تو کوئی لاوارث ہے کیا۔ جن کا کوئی نہیں ہوتا دنیا میں۔ شادی تو وہ بھی کر لیتی ہیں۔"

"کر لیتی ہوں گی۔ مجھے نہیں کرنی۔"

وہ اماں کی طرف سے رخ موڑ کر پیاز کاٹنے لگی۔ آنکھوں سے قطار در قطار موتی ٹپکنے لگے۔ یہ پیاز کی وجہ سے نہیں تھے۔ مگر صد شکر کہ بھرم رہ گیا تھا۔

اسے اب اکثر ہی اپنی وہ بات یاد آتی۔ جو اس نے جانے کس جھونک میں نائلہ کے سامنے کہی تھی۔

"حدید کو تو اسی گھر کا داماد بننا ہے ہر حال میں۔"

اس وقت اسے اندازہ نہیں تھا کہ صورت حال یوں بھی ہو سکتی ہے۔

☼ ☼ ☼

ایک خوب صورت کینڈل لائٹ ڈنر کر کے وہ لوگ لانگ ڈرائیو پر نکل گئے تھے۔ آج ماہا کا دل کچھ الگ ہی مخمور اور سرشار سا تھا۔ ساحل سمندر کی گیلی ریت۔۔۔ دیر تک اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی رہی۔ اپنی اپنی سوچوں



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Scanned By Amir

میں گم۔ ایک دوسرے کی موجودگی کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے دونوں نے ہی ان لمحات کے امر ہو جانے کی دعا مانگی تھی۔

"اب چلیں۔" حبیب نے پیار سے اس کی بال سہلائے۔"

"ہوں۔" وہ سر ہلا کر کھڑی ہو گئی۔

"ماہا۔" حبیب اسے دیکھ رہا تھا۔

"جی۔" وہ اپنے دامن سے ریت جھاڑ رہی تھی۔

"آئی لو یو۔" اس نے چونک کر حبیب کو دیکھا۔ پھر مسکرا دی۔

"آئی لو یو ٹو۔" اس نے حبیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ حبیب نے ہاتھ تھام کر اٹھنے کے بجائے اسے اپنے اوپر کھینچ لیا۔

دونوں کے لبوں سے پھوٹتی ہنسی کی چاندنی سے پورا ماحول مہکنے لگا۔

☼ ☼ ☼

حدید نے اس حقیقت کو قبول کر لیا تھا کہ عفت کے بجائے نائلہ اس کی زندگی میں شامل ہو گئی۔ مگر نائلہ اس سچائی کو تسلیم نہیں کر پا رہی تھی۔

حدید جتنا بھی اس کے قریب آنے کی کوشش کرتا وہ اتنا ہی اپنے خول میں سمٹ جاتی۔ گھر اور گھر کے معاملات اس نے بخوبی سنبھال لیے تھے۔

حدید کے ذاتی کام، کپڑے، کھانے کی ذمہ داری وہ ایک ذمہ دار بیوی کی طرح نبھا رہی تھی۔ مگر رات کی تنہائی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Scanned By Amir

رات کی تنہائی میں جب حدید اس کے بالکل پاس ہوتا۔ اس کا پہلو سلگنے لگتا۔ کبھی وہ سوتی ہوئی بن جاتی۔ حدید کی پکار بھی اسے جگا نہیں سکتی تھی۔ کبھی اس کے پاس تھکن کا بہانہ ہوتا۔ کبھی وہ حدید کے ساتھ کھڑی جاتی تو رات وہیں رک جاتی یا اٹھنے میں اتنی دیر لگا دیتی کہ حدید کا اپنا دماغ اور آنکھیں نیند سے بوجھل ہو جاتیں۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ نائلہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ حقیقتاً "اس کا دل بھی ابھی تک پوری طرح نائلہ کی طرف مڑ نہیں پایا تھا۔ خوابوں کی ٹھنڈی راکھ کے نیچے اب بھی کہیں عفت کے نام کی چنگاری سلگ رہی تھی۔ اب یہ نائلہ کے ہاتھ میں تھا کہ وہ اپنے حسن سلوک سے اس چنگاری کو بجھا کر اپنی محبت کا دیا جلاتی۔ یا پھر اس کا وجود کھنڈر ہو جاتا اور یہ چنگاری بھڑک اٹھتی اور اپنے ساتھ سب کچھ جلا کر خاکستر کر دیتی۔

وقت آگے کیا کروٹ لینے والا تھا۔ اس کا انتظار ان تینوں میں سے کسی کو نہیں تھا۔ نہ عفت کو' نہ نائلہ' نہ حدید کو۔

مگر اس وقت کو کروٹ دلانے کی کوشش تینوں ہی اپنے اپنے طور پر کہیں نہ کہیں کر رہے تھے۔

نائلہ تنہائی میں حدید کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتی تھی۔ آئے بہانے اسے خود سے دور رکھتی۔ چند ایک بار کے علاوہ حدید کو کبھی خلوت نصیب نہ ہوئی تھی۔ حدید نے ابھی تک نائلہ کے گریز کا سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا تھا۔ کیونکہ اس کا دل ابھی تک اس طرح نائلہ کی طرف ملتفت نہ تھا۔ جس طرح نائلہ کی جگہ عفت کی موجودگی میں ہوتا۔

"اور عفت.... وہ کسی نئے رشتے' پابندھن میں شادی کے نام پر بندھنے کو تیار نہ تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جس شخص کے ساتھ کی اس کو خواہش تھی.... وہ اس کی بہن سے جڑ چکا ہے۔ زندگی بھر کے لیے....

✲ ✲ ✲

حبیب کو صبح آفس جانا تھا پھر بھی وہ لوگ رات گئے تک جاگتے رہے۔ گھر واپسی پر حبیب اتنا تھک چکا تھا کہ لیٹتے ہی بے خبر ہو گیا۔ ماہا کو یاد آیا اس نے سوہا کو فون کرنے کے لیے کہا تھا مگر اب رات بہت ہو چکی تھی۔ اس نے فون کرنے کا ارادہ ترک کر کے حبیب کا فون چارجنگ پر لگایا ہی تھا کہ کسی کی کال آنے لگی۔

کمرے کی خاموش فضا میں فون کی مدھم سی ٹیون بھی غیر معمولی شور پیدا کر رہی تھی۔ وہ جلدی سے کمرے سے باہر آ گئی کہ حبیب کی نیند خراب نہ ہو۔

"ولی کالنگ۔" اجنبی نام تھا۔

اس نے ایک لمحے کو سوچا اور فون کی آواز بند کرنے کے لیے سائلنٹ کا بٹن دبا دیا۔ پتا نہیں کون تھا یہ۔ اسے اس سے بات کرنی چاہیے بھی یا نہیں۔ کیا پتا حبیب کا کوئی دوست ہو یا کلائنٹ۔

کال کرنے والا یا تو ڈھیٹ تھا یا طبیعت سے فارغ۔ مسلسل پانچویں بار کال آنے پر اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو پاپا۔ ویئر آر یو۔ کب سے کال کر رہا ہوں آپ کو۔" ماہا کی سماعتوں پر کسی نے بم دے مارا تھا۔

✲ ✲ (باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دل میں وفا

سوبا اور ربابا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائمہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ' انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوبا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوبا کی تائی کے سامنے کرتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے' مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوبا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کرلیتی ہیں۔

نائمہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوبا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوبا رخصت ہوکر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید نمی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

سوبا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید' عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائمہ' شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے' جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہوجاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائمہ کی شادی کا فیصلہ کرلیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ربابا سے بھی کردیتی ہیں۔

(اب آگے پڑھیے)

## ۶ چھٹی قسط

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

Scanned By Amir

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پوری رات آنکھوں میں جاگتے ہوئے کٹ گئی تھی۔

"پاپا" سی کی آواز ہتھوڑے کی مانند اس کے دماغ، سماعتوں اور اعصاب پر برستی رہی تھی۔

"کیا حبیب سی کے باپ ہیں۔"

وہ رات بھر فکر، تشویش اور نم آنکھوں سے پلٹ پلٹ کر حبیب کا محو خواب چہرہ دیکھتی خود سے سوال کرتی رہی تھی۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ دل ماننے کو تیار نہ تھا اور دماغ جھٹلانے سے انکاری۔ اب اصل بات کیا تھی یہ تو صرف حبیب ہی بتا سکتا تھا مگر اس کے چھکا چھک بھاگتے دل کو سکون و قرار آئے بھی تو کیسے؟

نرم و ملائم بستر۔ کل تک جس پر گرتے ہی نیند کی مہربان پری اس کی پلکوں پر اپنے پر پھیلا دیتی تھی۔ آج جیسے میدان خارزار بن گیا تھا۔ کسی پل۔ چین نہ تھا۔ کسی کروٹ قرار نہ تھا۔

صبح تک اس کی آنکھیں سرخ ہو کر سوج چکی تھیں۔

"ماہا کیا ہوا۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔" حبیب اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"جی ٹھیک ہے۔"

رات کی بہ نسبت صبح اس کا لہجہ حد درجہ روکھا تھا۔ حبیب کو یقین نہیں آیا۔

"کیا بات ہے تم روئی ہو۔" پوچھنے کی دیر تھی کہ آنسو پھر سے اس کی آنکھوں میں چمکنے لگے لیکن اس سے کچھ بولا نہیں گیا۔

"کیا بات ہے ماہا بولو۔ بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔" وہ بے چین ہو گیا۔

ابھی کل رات تو وہ اتنی خوش اور مطمئن تھی۔ اب ایک ہی رات میں کیا ہو گیا تھا۔

"یہ ہے مسئلہ۔ یہ۔" ماہا تیزی سے کمرے میں جا کر اس کا سیل فون اٹھا لائی۔ جس پر کسی کی کال آرہی تھی۔

"ولی کالنگ۔" کے الفاظ پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہے تھے۔ حبیب نے ایک نظر اسے دیکھا پھر فون آن کر کے کان سے لگایا۔

"جی بیٹا میں ذرا بزی ہوں۔ بعد میں بات کروں گا۔"

ماہا زور سے پیر پٹخ کر کمرے میں چلی گئی۔ حبیب اس کے پیچھے ہی آیا تھا۔

"ماہا کیا کر رہی ہو یہ۔"

اس نے جواب نہیں دیا وہ تیزی سے وارڈ روب سے کپڑے نکال کر بیڈ پر پھینک رہی تھی۔

"ماہا کیا ہو رہا ہے یہ۔ پلیز۔"

"پیکنگ۔"

"کیوں۔" وہ دو قدم آگے بڑھ آیا۔

"میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔" اس کا انداز قطعی تھا۔

"پاگل ہو گئی ہو تم مجھے۔"

"ہاں آپ یہی سمجھ لیں اور برائے مہربانی میری سیٹ بک کروائیں۔ مجھے فوراً" پاکستان جانا ہے۔"

"میری بات تو سن و ماہا۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" اس کا لہجہ بے بس تھا۔

"کیا غلط فہمی۔ یہ لڑکا آپ کا بیٹا نہیں ہے۔"

کسی موہوم سی امید کے سہارے اس کے ہاتھ ذرا کی ذرا تھم گئے۔

حبیب چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر مجرمانہ انداز میں سر جھکا کر بولا۔

"ہاں۔۔۔ میرا بیٹا ہے۔"



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مامانے ہاتھ میں تھامے کپڑے پھینک کر رونا شروع کر دیا۔

"ماما پلیز رومت۔" اس نے قریب جا کر اس کے ہاتھ تھامے۔

"مت ہاتھ لگائیں مجھے۔" اس نے زور سے حسیب کے ہاتھ جھٹکے۔

"ایک بار میری بات تو سنو۔"

"نہیں نہیں مجھے کچھ نہیں سننا۔ مجھے پاکستان جانا ہے فوراً"۔

"کیوں جانا ہے۔ کیا تم مجھے چھوڑ کے جانا چاہتی ہو۔"

"ہاں میں نہیں رہوں گی۔ آپ کے پاس' آپ کے ساتھ۔ میں ایک بٹے ہوئے شخص کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میں ایک جھوٹے شخص کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔"

وہ زور سے چلائی۔ حسیب بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"میں بٹا ہوا شخص نہیں ہوں۔ اتنے دن میں تم نے کہاں میری محبت میں کمی دیکھی۔"

وہ جتنا گرم ہو رہی تھی۔ حسیب اتنا ہی دھیما پڑ رہا تھا۔

"کیا آپ چاہتے ہیں۔ میں وہ وقت بھی دیکھوں۔ اس کے بعد فیصلہ کروں۔"

"کیسا فیصلہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔"

"میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی مجھے پاکستان جانا ہے بس۔"

وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔

"اس سے پہلے کہ آپ کی پہلی بیوی یہاں آئے اور مجھے دھکے دے کر نکالے۔"

"تم بہت جلد بازی میں فیصلہ کر رہی ہو۔ مجھے اپنی صفائی میں کچھ تو کہنے دو۔"

"مجھے کچھ نہیں سننا۔" حسیب کا ہارا ہوا انداز دیکھ کر اس کے آنسو سسکیوں میں بدل گئے۔

حسیب دکھ سے اسے روتے دیکھتا رہا۔ پھر مرے مرے قدموں سے باہر چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

وہ بہت انہماک سے صبح کے لیے کپڑے پریس کر رہی تھی۔ حدید نے پیچھے سے آکر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"حدید۔" وہ سنجیدگی سے کہتی ہوئی کام میں لگی رہی۔

"اتنی چپ چپ کیوں رہتی ہو نائلہ۔" وہ ہاتھ ہٹا کر اس کے سامنے آگیا۔

"نہیں تو۔" وہ اس کی شرٹ ہینگ کر رہی تھی۔ صبح کا باسی اخبار کھولتے ہوئے حدید نے اس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی۔

"اچھا تو پھر مجھے ایسا کیوں لگتا ہے۔"

نائلہ کو بیڈ پر بیٹھتے ہوئے الجھن نے گھیرا۔ وہ ایک فضول بات کر رہا تھا۔ بے معنی' بے مقصد۔

"پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے آپ کا وہم ہو۔" وہ سونے کی تیاریوں میں تھی۔ اپنے دھیان میں اس نے دوپٹا سائیڈ ٹیبل پر اچھالا۔ پھر جیسے ہی پیچھے کی طرف ٹیک لگانے لگی۔ حدید نے اسے اپنے قریب کر لیا۔ نائلہ ایک دم سن سی ہوئی۔ ایسی برجستگی کی امید جو نہیں تھی۔

"اگر یہ میرا وہم ہے تو دور کر دو ناں۔" وہ بہت نرم نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نائلہ نے بدقت تمام نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ آج بھی حدید سے اتنا ہی جھجکتی تھی۔ جتنا شادی سے



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سینے۔ اس کا چہرہ نائلہ کے بہت پاس تھا۔ اور وجود کی خوشبو دار حرارت جو اس تحمل کرنے کے لیے کافی تھی۔ ہو بہو وہی نین نقش، وہی رنگت، "تو اندازہ۔ اس کے دل میں کسی نے چٹکی لی۔

"اگر ہو بہو اس جیسا مل گیا۔ تو وہ ہی کیوں نہیں۔"

حدید بہت غور سے اس کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔ جہاں ایک دم ہی بے زاری کے تاثرات نمودار ہوئے۔ اگلے ہی پل وہ کسمسا کر اس کی گرفت سے نکل چکی تھی۔

"میں کیسے دور کروں بلاوجہ ہنستی ہوئی تو اچھی نہیں لگوں گی۔" وہ یونہی ڈریسنگ سے کوئی کریم اٹھا کر لگانے لگی۔ حدید نے بطور خاص اس کا گریز ملاحظہ کیا۔

"نائلہ! میرے پاس آؤ۔" اب کے اس کی آواز میں تحکم تھا۔

نائلہ کے ہاتھ ساکت ہو گئے لیکن اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

"آپ کو کوئی کام ہے تو۔ کہہ دیں۔"

"کام کہنے کے لیے ہی بلا رہا ہوں۔"

اس نے لوشن کی بوتل بند کر کے ٹیبل پر رکھی اور حدید کے پاس آ گئی۔

"تم مجھ سے دور کیوں بھاگتی ہو نائلہ۔" وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا ناراضی ہے کوئی۔" نائلہ سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔

"کتنے دن گزر گئے۔ تم سکون سے میرے پاس نہیں بیٹھیں۔"

اس کی آواز دھیمی ہو گئی۔ وہ حدید کی بات کا مقصد خوب سمجھ رہی تھی۔ اس کی گرم سانسیں نائلہ کے رخساروں سے ٹکرا کر اس کی وحشتوں میں اضافہ کر رہی تھیں۔ اسے حدید کی قربت سے اس لیے بھی گھبراہٹ ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ بالکل اس جیسا تھا اور اس کل بھی اور آج بھی نائلہ کے دل کا مکین تھا۔

اس نے حدید سے شادی ضرور کر لی تھی۔ مگر دل سے اب تک اسے قبول نہ کر پائی تھی۔

"حدید پلیز چھوڑ دیں مجھے۔" اس نے زور سے حدید کے ہاتھ جھٹک دیے۔ وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا۔ کیا میں نے کچھ غلط کیا۔"

نائلہ کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔ اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

"میرے۔ پاس۔ مت آیا کریں۔ آپ۔" الفاظ رک رک کر ٹوٹ کر اس کے لبوں سے نکلے۔

حدید کے چہرے پر بے یقینی چھا گئی۔

"کیا مطلب۔ کیوں۔"

"بس۔" اس کی آنکھوں میں ایکا ایکی آنسو ابھرے۔

"مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"اچھا نہیں لگتا۔" اس نے حیرت سے اس کے الفاظ دہرائے۔

"کیا اچھا نہیں لگتا۔"

نائلہ نظریں نیچی کیے بمشکل ضبط کر رہی تھی۔

"بولو۔" اس نے نائلہ کی ٹھوڑی پر انگلیاں اٹکا کر چہرہ اپنی طرف گھمایا۔

"آپ مجھے چھوئیں۔ یہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔" بات مکمل کر کے وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

حدید منہ کھولے اس کے پیچھے تکتا رہ گیا۔

☆ ☆ ☆



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نیند آنکھوں سے ناراض ہو کے دور جا بیٹھی تھی۔ داہنی طرف کروٹ لیئے لیٹے اس کا پہلو دکھنے لگا تو اس نے کروٹ بدلی۔ اس کی چوڑی پشت اس کے سامنے تھی۔ اس کی حسرت زدہ نظریں اس پر ٹک گئیں۔

کتنے دن گزر گئے تھے۔ اس نے سوہا کی طرف سے کروٹ بدل کر سونا شروع کر دیا تھا۔ اسے تو یہ بھی یاد نہ تھا کہ آخری بار اس نے محبت سے کب دیکھا تھا۔ اس کی اپنی حالت ایسی تھی کہ ایک عجیب سی بے زاری اور اکتاہٹ ہمہ وقت وجود پر چھائی رہتی تھی۔

ابتدائی دنوں میں خوش خبری ملنے پر جو ایکسائٹمنٹ انس نے دکھائی تھی۔ وہ رفتہ رفتہ کم ہوتے ہوئے اب بالکل ختم ہو گئی تھی۔ یا نہ ہونے کے برابر۔

تین دن سے وہ ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے کہہ رہی تھی اور انس مسلسل ٹال رہا تھا۔ اوپر سے اس کے آفس میں اس کے ساتھ ہونے والی زیادتی۔ مگر کیا ضروری تھا کہ وہ خود سے ہوئی ناانصافی کا سارا غصہ سوہا کے وجود پر اتارتا۔ وہ بھی نائلہ جیسی عورت کو اس پر فوقیت دے کر۔

نائلہ جس نے زندگی میں شاذ ہی کبھی ماما اور خود اس کے ساتھ سیدھے منہ بات کی ہو یا ان دونوں بہنوں کو بھی درخور اعتنا جانا ہو۔

وہ نائلہ آج اس کے گھر کی مختار کل بنی بیٹھی تھی۔

تینوں ٹائم کے کھانے کی ذمہ داری اس نے سوہا کی طبیعت کو بہانہ بنا کر اپنے ذمہ لے لی تھی۔ دن میں دونوں وقت کا کھانا اس کی مرضی اور پسند کا بنتا۔ سوہا اگر کچھ کھانا چاہتی تو وہ اپنی مرضی سے پکا کر کھا سکتی تھی۔ یہ آسان اختیار بھی نائلہ نے اسے کمال مہربانی سے دے دیا تھا۔

سوہا اس سے یہ سوال بھی نہ کر سکی کہ کیا اس کی اتنی مرضی بھی نہیں چل سکتی کہ ایک ٹائم کا کھانا اس کی مرضی اور پسند کا بن جائے اور سب وہی کھالیں۔ ایک دو بار اس نے نائلہ سے کہنے کی کوشش کی تو اس کی رائے کو نائلہ نے سرے سے رد کر دیا اور اگر انس اس وقت سامنے ہوتا تو سب سے زیادہ نائلہ کی ہاں میں ہاں ملانے والا بھی وہی ہوتا۔

بعد میں سوہا نے ایسا کوئی بھی ارادہ ترک کر دیا۔

اسے آج کل چائنیز اور ہلکے مسالوں والے کھانے اچھے لگتے تھے۔ سو وہ اپنے لیے وہی پکانے لگی۔ مگر انس کو اس کی یہ بات بھی پسند نہیں آئی۔ نہ اس کے ہاتھ کے بنے چائنیز کھانے۔ ایک دو بار کے بعد ہی اس نے سوہا سے کہہ دیا تھا کہ وہ سوہا کے بجائے نائلہ کے ہاتھ کا بنا کھانا زیادہ پسند کرے گا۔ نائلہ نے فوراً" بخوشی ذمہ داری سنبھال لی۔

بظاہر تو اب بھی سب کچھ ٹھیک ہی تھا۔ وہ انس کے آنے کے بعد اس کے ساتھ ہی کھانا کھاتی تھی۔ بلکہ انس کے زیادہ تر کام بھی وہی نمٹاتی۔ صفائی ستھرائی اور برتنوں کی دھلائی کے کام بھی بٹے ہوئے تھے اور دونوں ہی اپنے وقت پر یہ حسن و خوبی اپنے کام انجام دیتی تھیں۔ مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی دراڑ ضرور تھی۔ جو اس کے اور انس کے درمیان کسی اور کو محسوس ہو نہ ہو۔ مگر سوہا کو ضرور دکھائی دینے لگی تھی۔ اور اس دراڑ کے پار سے جھانکتا نائلہ کا چہرہ اسے اس سے بدظن اور خوف زدہ کرنے کے لیے کافی تھا۔

بظاہر کچھ نہ ہونے کے باوجود وہ پورے گھر پر چھائی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔ اسے بھی اور شاید انس کو بھی۔

رات دھیرے دھیرے اپنا سفر تمام کر رہی تھی۔ اس کا تکیہ کتنی ہی دیر آنسوؤں سے بھیگتا رہا۔ گھٹی گھٹی ہچکیاں دبی دبی سسکیاں۔ انس کی بے اعتنائی کا نام لے کر فضا میں بکھرتی رہیں اور وہ بے خبر دشمن جاں اس کی حالت



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

زار سے بے خبر محو خواب رہا۔

وہ تانیہ اور اپنا۔ اس سے شادی سے پہلے اور شادی کے بعد کے رویے کا موازنہ کرتی رہی۔ اور روتی رہی۔

❋ ❋ ❋

گرم چائے ٹھنڈی ہو کر بدرنگ ہو چکی تھی۔ توس آملیٹ جیم مکھن ناشتے کے سارے لوازمات یونہی سامنے میز پر دھرے تھے۔ جیسے حسیب چھوڑ کر گیا تھا۔ خود اس سے بھی ان تکلیف دہ ساعتوں کے بعد کچھ کھانا پینا مشکل تھا۔

ماہا کو اس کی کل تک کی محبت اور پروا آج ایک ڈھکوسلے اور دکھاوے سے زیادہ کچھ نہیں لگ رہی تھی۔ سارا دن ایک گلاس جوس کے علاوہ ایک دانہ تک اس کے منہ میں نہیں گیا تھا۔

دیار غیر میں آج تنہائی کا احساس حد سے سوا تھا اور اوپر سے یہ دکھ کا پہاڑ جس جیون ساتھی کو اپنا سب کچھ جان کر اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔ یہاں اور دوسرے بھی اس کے چاہنے والے تھے۔

"بھلا میری کیا ضرورت تھی۔"

ایک نوکیلے کانچ جیسی چبھن لیے سوچ اس کے دل میں پیوست تھی۔ اور لہو قطرہ قطرہ نمی بن کر آنکھوں سے بہہ نکلتا تھا۔ صبح سے دوپہر دوپہر سے شام اور پھر رات ہوئی۔

دھیرے دھیرے سرکتی رات آکر اس سے پہلے کبھی حسیب کی غیر موجودگی میں سر پر اپنے قدم دھرتی تو وہ حسیب کو فون کر کر کے پاگل کر دیتی تھی۔ آج جیسے کسی چیز کی پروا نہیں تھی۔ خیال تھا تو بس اپنی تنہائی کا اور اس جھوٹ کا۔ جس کا پول بہت بھونڈے انداز میں مگر بہت جلدی اس پر کھل گیا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس سے اپنا دکھ کہے۔

ماں سے۔ جو اسے پردیس بھیج کر مسلسل اس کی خوشیوں کے لیے دعاگو تھی۔ اس بات سے بے خبر کہ انہیں کب کی نظر لگ چکی۔ یا اپنی بہن سے۔ لیکن وہ تو پہلے ہی ازدواجی زندگی کے پرپیچ راستوں پر قدم جمانے کی کوششوں میں ناکام ہو رہی تھی ماہا سے سوہا کی کوئی بات اور کوئی جذبات چھپے ہوئے نہ تھے۔

اس کے حوالے سے سوہا کے دل پر جو بھی بوجھ تھا وہ صرف ماہا کے سامنے ہی ہلکا کیا جا سکتا تھا۔ اور ماہا کے پاس تو اس جیسا کوئی سامع بھی نہ تھا۔

شام کو آفس سے واپسی پر حسیب کے ہاتھ میں اس کے لیے گجرے تھے۔ ماہا نے تھامتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس نے نگاہیں چرائیں۔ اس نے گجرے بے دلی سے ڈریسنگ پر ڈال دیے اور خود اس کے لیے چائے بنانے کچن میں چلی آئی۔

کل تک یہاں اس گھر میں حسیب کی آمد کے ساتھ ہی اس کی ہنسی کی چہکاریں گونجنے لگتی تھیں۔ مگر آج اس نے پلٹ کر لاؤنج میں بیٹھے حسیب کو دیکھا۔ اس کا دل بھر آیا۔ وہ کتنا مطمئن دکھائی دیتا تھا۔ مگر اصل میں تھا نہیں اس کی نظریں ٹی وی پر اور سوچیں کہیں اور بھٹک رہی تھیں۔

"کیا مجھے ان کو صفائی دینے کا موقع دینا چاہیے۔" اس نے خود سے پوچھا۔

"شاید ہاں۔" دل مضطرب میں اب کوئی کیفیت یقینی نہیں تھی۔ وہ چائے اس کے سامنے رکھ کر چپ چاپ وہیں بیٹھ گئی۔ حسیب نے ٹی وی بند کر کے اس کو دیکھا۔

"میری فلائٹ کب کی ہے پاکستان کی۔" حسیب نے اس کی بات پر ایک گہری سانس لی۔

"تم نے بالکل حتمی فیصلہ کر لیا ہے کہ تم ضرور جاؤ گی۔"



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہاں رہنے کا کوئی جواز بھی تو نہیں۔"
"مجھ سے بڑا کوئی جواز ہو سکتا ہے۔"
"نہیں۔ آپ یہاں آنے کی سب سے بڑی وجہ تھے اور اب آپ ہی یہاں سے جانے کا واحد اور سب سے مضبوط جواز ہیں۔"
وہ بے تاثر لہجے میں کہہ کر اپنے ناخن کھرچنے لگی۔
"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
"تم جانا چاہتی ہو تو بے شک چلی جاؤ۔ مگر میری محبت کو جھوٹ مت سمجھو۔ میں اپنے آپ کو بے قصور تو نہیں کہوں گا۔ مگر میرا تم سے جھوٹ بولنے یا یہ سب چھپانے کا مقصد تمہیں کوئی دھوکا دینا نہیں تھا۔"
وہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ یوں متذبذب تھا جیسے ابھی مزید کچھ کہنا چاہتا ہے۔
"اب سے قریباً" دو سال پہلے میں نے ایک برٹش نیشنل پاکستانی لڑکی کو شادی کے لیے پسند کیا تھا۔ اسے پرپوز بھی کر دیا تھا۔ اور وہ شادی کے لیے راضی بھی تھی مگر جب اسے ولید کے بارے میں پتا چلا تو وہ۔۔۔ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔" ما ہا حیرت اور دکھ سے اسے دیکھتی رہ گئی۔
وہ اپنے آپ کو حسیب کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی سمجھتی تھی مگر پہلے تو کیا وہ تو دوسری بھی نہیں تھی۔ پتا نہیں تیسری بھی تھی یا۔۔۔ اس کا کون سا واں نمبر تھا۔
"مجھے صرف یہی ڈر تھا کہ اگر تمہیں اس بارے میں پتا چلا تو کہیں تم بھی مجھے۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ کر سر جھکا لیا۔
"اس لیے آپ نے سوچا کہ مجھے سرے سے لاعلم رکھا جائے۔"
"میں نے سوچا تھا مناسب وقت آنے پر تمہیں بتا دوں گا۔" وہ جلدی سے بول اٹھا۔
"کون سا مناسب وقت' جب اتنی دیر ہو جاتی کہ کسی مجبوری کی زنجیریں میرے پیروں میں پڑی ہوتیں اور میں بے بسی سے۔۔۔"
"جب میری محبت پر اعتماد تمہارے ایمان کی حدوں کو چھو چکا ہوتا اور تمہارے پیروں میں کسی مجبوری کی زنجیر نہیں بلکہ تمہارے دل پر میری محبت کی حکمرانی ہوتی۔"
حسیب کا لہجہ لو دے اٹھا مگر ما ہا کے لیے اب یہ سب باتیں بے کار تھیں۔
"بہر حال مجھے جلدی پتا چل گیا اچھا ہوا۔ آپ کل ہی میری سیٹ کنفرم کرا دیں۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ بولی تو اس کا گلا رندھ گیا۔ اور وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔
حسیب اپنی ہتھیلیوں کی خالی لکیروں کو کھوجنے لگا۔
نادانی کی عمر میں فقط ایک قدم بھٹک گیا تھا۔ مگر اسے اندازہ نہ تھا کہ یہ ایک بھٹکا ہوا قدم اسے مستقبل میں کن اندھیروں میں لے جانے والا ہے۔
"فقط چند لمحوں کی گمراہی کیا زندگی بھر مجھے منزل کی تلاش میں بھٹکائے گی۔"
اسے ایک بے نام سی تھکن پورے وجود میں سرائیت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"رات میں جلدی آجائیے گا۔ ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔"
انس کے عجیب سے لاتعلق رویے کو دیکھتے ہوئے اس کے لہجے میں خود بخود خفگی جھلکنے لگی تھی۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں نہیں آسکتا۔"

"تو میں کیا کروں۔" انس نے آئینے میں ایک نظر اسے دیکھا۔

"تم نائلہ کے ساتھ چلی جانا۔"

"میں نائلہ کی ذمہ داری نہیں ہوں۔" اس کا حلق کڑوا ہو گیا۔

"تو ایسا کرنا اگر حدید جلدی آجائے تو۔۔۔"

"میرے شوہر آپ ہیں۔ حدید نہیں۔"

انس نے بے زاری سے ہیئر برش ڈریسنگ ٹیبل پر پھینک دیا۔

"کیا بکواس ہے یہ۔"

"یہ بکواس نہیں۔ آپ کی زندگی کی وہ حقیقت ہے۔ جس پر شاید آپ پچھتا رہے ہیں۔"

"میں کیوں پچھتاؤں گا۔" اسے اچنبھا ہوا۔ سوہا کی بات پر۔

"یہ تو آپ اپنے دل سے پوچھئے۔"

"انکشاف تو تم نے کیا ہے۔" وہ جرابیں پہننے لگا۔

"تو غلط تو نہیں ہے نا۔"

سوہا نے بغور اس کی مصروفیت ملاحظہ کی۔ وہ بحث ضرور کر رہا تھا مگر۔۔۔ صرف وقت گزاری کے لیے۔

"سوہا تم جانتی ہو میں آج کل کتنا پریشان ہوں۔" وہ شوز پہن کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ بھی جانتے ہیں جس فیز میں میں گزر رہی ہوں۔"

"یہ فیز تمہارے لیے پریشان کن بہر حال نہیں ہونا چاہیے مگر آج کل آفس میں۔۔۔" اس کا لہجہ مصالحانہ تھا۔

"آفس' آفس' آفس۔ میں تنگ آگئی ہوں آفس کی اس گردان سے۔ آفس میں ٹینشن ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ وہ ٹینشن اٹھا کر گھر لے آئیں۔"

"گھر میں بھلا کیا ٹینشن ہے تمہیں۔ بلکہ جتنے ٹھاٹھ سے تم رہ رہی ہو۔ لڑکیاں تو خواب دیکھتی ہیں ایسے سسرال کے جہاں تنکا بھی نہ چننا پڑے۔" اس نے بڑے سکون سے سوہا کا سکون تہہ و بالا کیا۔

"تو آپ کے خیال میں میں سارا دن ایسے ہی پڑی رہتی ہوں۔ کوئی کام واہ نہیں کرتی جو آپ ایسے کہہ رہے ہیں۔"

"کم سے کم مجھے تو یہی دکھتا ہے۔"

وہ اپنے تئیں بات سمیٹ کر باہر نکلا۔ سوہا تیزی سے اس کے پیچھے لپکی۔

"بہتر ہو گا اپنی آنکھوں کا علاج کروالیں آپ۔"

اسے دنیا کا مشکل ترین کام لگا تھا کہ انس کو زبردستی روک کر دن بھر کے کاموں کی تفصیل اسے سنائے بلکہ جتائے۔

یہ حرکت تو اس سے تب بھی نہیں ہوئی تھی۔ جب امی ماہا کی طرف داری کرتے ہوئے اسے ڈانٹ دیتی تھیں۔ حالانکہ وہ تو قریب ترین اور سگے رشتے تھے۔ لیکن اس نے ساری زندگی ہی مل بانٹ کر کام کیا تھا۔ مگر نہ تو کبھی کسی کا کریڈٹ زبردستی خود لینے کی کوشش کی نہ کبھی اپنی محنت کا میڈل کسی اور کو گلے میں پہنتے دیکھا تھا۔

یہ اٹ پھیر تو زندگی میں پہلی بار ہی ہو رہا تھا۔ لہٰذا کلس کر صرف یہی کہہ سکی۔ وہ مڑ کر اسے گھورتا ہوا سیڑھیاں اتر گیا۔

☼ ☼ ☼



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ماہا کا فون تھا۔ سوہا کو سن کر حیرت نے آگھیرا۔ لیکن اس حیرت کے پیچھے سے خوشگواریت کے بجائے تشویش جھانک رہی تھی۔

"خیریت تو ہے۔"

"خیریت نہیں ہے سوہا۔ میں پاکستان آگئی ہوں۔"

"کیا۔" سوہا کے پیٹ میں درد کے بگولے اٹھنے لگے۔ کیوں کا سوال بے آواز لبوں کی پھڑپھڑاہٹ میں دب گیا۔

"اتنی جلدی۔"

وہ کیوں آگئی پاکستان کس لیے آئی ہے اور۔۔۔ اور کیا اکیلی؟ وہ بے جان لائن سے ٹوں ٹوں کی آواز بے دھیانی میں سن رہی تھی اور ٹھنڈے پسینے اس کا وجود بھگو رہے تھے۔

دوپہر کے قریب امی کا فون آیا۔

"سوہا بیٹا۔ ماہا گھر آگئی ہے۔"

"جی امی۔ کچھ بتایا اس نے۔ ایسے کیسے آگئی اتنی اچانک۔ بغیر کسی پیشگی اطلاع کے۔"

اس کے دل کو پہلے ہی پنکھے لگے ہوئے تھے۔ اس نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"ارے نہیں کیا خاک بتایا بس ہنستے ہنستے مل کر رو دی اور کہنے لگی کہ بہت یاد آ رہی تھی تو سرپرائز دے دیا۔"

امی از حد پریشانی کے عالم میں بتا رہی تھیں۔ صاف ظاہر تھا کہ انہیں ماہا کی بات پر رتی برابر یقین نہیں آیا ہے۔

"میری بات کروائیں اس سے۔ کیا انس یا حدید بھائی میں سے کسی کو بتایا آپ نے۔"

"نہیں ابھی نہیں بتایا اور وہ تو نہا دھو کر سونے چلی گئی۔ دروازہ بند ہے۔ اب اٹھے گی تو پوچھوں گی۔" انہیں اس کا سامان دیکھ کر ہول اٹھ رہے تھے۔

"آپ حوصلہ کریں امی سب خیریت ہی ہو گی۔" اسے خود اپنے لفظوں کے کھوکھلے پن کا اندازہ تھا۔

"ارے کیا خاک حوصلہ کروں۔ وہی کوئی یہاں رکھا ہے دوسری گلی میں۔ ٹکٹ ویزے کی مصیبتیں اور ابھی تو گئی تھی۔ مشکل ہے مہینہ گزارا ہو گا۔ حسیب کو فون کروں؟ اس نے بھیج کیسے دیا اتنی دور اکیلے۔" کوئی ایک فکر ان کی جان کو لاحق تھی۔

سوہا کا دل چاہا ماہا کو جا کر جھنجوڑ ڈالے۔ جبکہ وہ بند کمرے میں سرخ آنکھوں سے میسج لکھ رہی تھی۔

"امی کو ساری بات کا کچھ علم نہیں اور علم ہونا بھی نہیں چاہیے۔ فی الحال میں کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔" میسج سینڈ کر کے موبائل پھینک کر وہ گھٹی گھٹی آواز میں سسک اٹھی۔

☆ ☆ ☆

انس اور حدید رات میں دونوں ہی دیر سے واپس آئے۔ نائلہ سونے کے لیے جا چکی تھی۔ سوہا نے اسے ماہا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ البتہ وہ خود جلے پیر کی بلی بنی پورے گھر میں گھومتی رہی۔ اسے کسی پل قرار نہ تھا۔ جانے کس خدشے کی بے چینی اس کی رگ رگ میں اودھم مچا رہی تھی کہ اس سے سکون سے بیٹھنا محال تھا۔ اس پر اسے انس کا چند لفظی میسج ملا کہ وہ اور حدید گھر جا رہے ہیں۔ واپسی میں دیر ہو جائے گی۔

اس کے بعد اس نے کتنی ہی دفعہ دونوں کے موبائل پر بار بار کال ٹرائی کی۔ مگر بیل جاتی رہی اور کسی نے ریسیو نہیں کیا۔ اس کے دل کو پنکھے لگے ہوئے تھے۔ رات کو ساڑھے گیارہ بجے کے قریب دروازہ کھلا۔ وہ جیسے اڑتی ہوئی صحن پار کر کے ان تک پہنچی تھی اور دونوں کے سنجیدہ اور کس حد تک اترے ہوئے چہرے دیکھ کر دھک سے رہ گئی۔ باری باری دونوں نے اپنی بائیک اندر کھڑی کیں۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کھانا لاؤں۔" اپنا سوال اسے خود بھی بے تکا لگا۔

حدید جواب دیے بغیر کمرے میں چلا گیا۔ وہ سوالیہ نظروں سے انس کا چہرہ کھوجتی اس کے قدموں کے نشان پر پیر رکھتی کمرے میں آئی تھی۔ صبح سے دل میں جو پکڑ دھکڑ ہو رہی تھی۔ اس کا ماخذ یقیناً "کوئی بری خبر تھی۔

"یا اللہ خیر!" اس کے دل سے بے آواز صدا نکلی۔

"پتا تو چل گیا ہو گا تمہیں۔ ماما بالکل اچانک ہی آج صبح پاکستان پہنچی ہے۔"

"جی۔" اس نے یوں مجرمانہ انداز میں سر جھکایا جیسے اس میں اسی کا قصور ہو۔

"وہ کہہ رہی ہے کہ حسیب۔۔۔؟"

وہ چند لمحے رکا۔ گویا سوہا کی سانسیں بھی رک گئیں۔

"حسیب نے وہاں شادی کر رکھی ہے۔ اور اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔"

سوہا نے بے ساختہ لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کو دبایا۔

"کیا یہ سچ ہے۔"

وہ بے یقین نظروں سے، سر ہاتھوں میں گرائے انس کو دیکھ رہی تھی۔

"انس بتائیں نا۔ یہ سچ ہے کیا۔" اس نے اس کا کندھا ہلایا۔ اس نے سر اٹھا کے سوہا کی ڈبڈباتی ہوئی آنکھیں دیکھیں۔

"پتا نہیں۔"

اس نے دونوں بازو کھول کر سوہا کو سمیٹ لیا۔ وہ بے قراری سے اس کے سینے سے لگ کر رو پڑی۔

انس اس کا سر سہلاتے ہوئے دکھی دل سے سوچ رہا تھا کہ حسیب نے انہیں اندھیرے میں رکھا۔ کیوں۔ اسے یہ دھوکا دہی کر کے کیا ملا۔

✲ ✲ ✲

انس نے دبئی فون کر کے حسیب سے بات کرنے کی کوشش کی۔ مگر اسے سخت مایوسی ہوئی۔ حسیب نے اس سے اس موضوع پر کوئی بھی بات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

"دیکھو میں مانتا ہوں غلطی میری ہے۔ مجھے یہ بات چھپانی نہیں چاہیے تھی۔ ایٹ لیسٹ ماما سے۔" اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

گویا خبر کے غلط ہونے کا جو ننھا منا سا امکان تھا۔ وہ بھی جل بجھا۔

"مگر اب جبکہ ماما کو سب پتا چل ہی چکا ہے۔ تو ماما کو چاہیے تھا کہ وہ یہیں رہ کر اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کرتیں جو میرے لیے اس کے دل میں جڑ پکڑ چکی ہے۔ مگر یار۔۔۔" حسیب تھوڑا رک گیا۔

"اسے ہم دونوں کے معاملے کو ہاٹ ایشو بنانے سے پہلے یہ تو سوچنا چاہیے تھا کہ اس طرح بات بننے کے بجائے بگڑ بھی سکتی ہے۔"

"حسیب پلیز۔ غلطی تمہاری ہے اسے ایکسپٹ کرو۔" انس نے ایک دم سنجیدگی سے اسے ٹوکا۔

"میں کر تو رہا ہوں۔ میرے بات چھپانے سے نقصان صرف ماما کا ہوا ہے۔ میں صرف اسے وضاحت دینے کا پابند ہوں۔ ساری دنیا کو نہیں۔"

"ساری دنیا تم سے کوئی وضاحت نہیں مانگ رہی۔" اس نے مصالحانہ انداز اختیار کیا۔

"دیکھو جس طرح سے وہ آئی ہے۔ اس کے گھر میں صرف اس کی والدہ ہیں۔ کوئی مرد گھر میں نہیں ہے۔ اس لحاظ



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے ان کی پریشانی ایک فطری عمل ہے۔"

"میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔ اتنے سارے لوگوں کو پریشان کرنے کے بجائے اگر وہ یہیں معاملہ کلیئر کر لیتی تو شاید اب تم کو مجھ سے اس طرح بات نہیں کرنی پڑتی۔"

"آئی ایم سوری۔ وہ میرے لیے بہنوں جیسی ہے اور میں۔۔۔"

"اگر وہ تمہارے لیے بہنوں جیسی ہے تو پلیز اس سے اصرار کرو کہ ایک بات میری بات سن لے۔" انس چند لمحے سوچتا رہا۔

"ٹھیک ہے میں پھر بات کروں گا اس سے بھی اور تم سے بھی۔"

"بہتر ہوگا کہ ماما مجھ سے پہلے بات کرے۔ باقی سب تو پھر بعد کی باتیں ہیں۔" حسیب نے ڈھکے چھپے الفاظ میں جتا دیا کہ اس معاملے میں ماما کے علاوہ کسی کی سننے کو تیار نہیں۔

انس فون بند کر کے گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

حسیب کی ذات اور اس کے مزاج کا ایک بالکل نیا پہلو اس پر منکشف ہو رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

حدید نے نائمہ کے قریب جانے کی دوبارہ کوشش نہیں کی۔ نائلہ کی بات نے اس کا دل بہت دکھایا تھا۔ وہ اس کے گریز کی وجہ سے لاعلم بھی تھا۔ اور اسے جاننے سے قاصر بھی۔ مگر جب تک لاعلم تھا تب تک خیر تھی۔ مگر جب اسے وجہ کا علم ہو جاتا، تو اسے جاننے کے بعد وہ، جس کرب و اذیت سے گزرتا۔ اس کے لیے دکھ بڑا معمولی لفظ ہوتا۔

ابھی تو وہ یہ بات از خود فرض کیے بیٹھا تھا کہ شاید نائلہ نے اپنے اور اس کے تعلق کو دل سے قبول نہیں کیا۔ اسے قبول کرنے کے لیے تھوڑا وقت درکار ہے۔ جب نائلہ اس رشتے کو دل سے قبول کر لے گی تو خود ہی اس کی طرف قدم بڑھا دے گی۔ وہ بہت صبر سے اس وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ جب نائلہ خود اس سے اپنی محبت کا اقرار کرتی۔ اور نائمہ کا معاملہ بالکل ہی الگ نکلا۔

اس کے دل و دماغ میں حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے کچھ اور ہی شیطانی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے تھے۔ جن پر وہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی کے ساتھ عمل پیرا تھی۔

انس واضح طور پر تو نہیں مگر ڈھکے چھپے انداز میں اکثر سوہا کی سست طبیعت سے بے زاری کا اظہار کر جاتا تھا۔ نائلہ کو انتظار تھا کہ جب بے زاری پہلے کھل کر سامنے آتی اور پھر اس کے بعد نفرت میں بدل جاتی۔ تب سوہا کو انس کی زندگی سے نکال باہر کرنا بہت آسان ہوتا۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے اس کے پاس وقت بہت کم تھا۔

خود چاہے وہ حدید سے الگ ہو کر انس کی بن پاتی یا نہیں لیکن سوہا اور انس کو ضرور جدا کر دینا چاہتی تھی۔ ایسا کر کے وہ اپنے تئیں انس سے خود کو ٹھکرانے کا انتقام لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ اسے لگتا تھا انس اور سوہا کو ایک دوسرے سے جدا کر کے وہ اسی طرح تنہا کر دے گی۔ جس طرح اس نے تنہائی کا عذاب بھگتا۔ اور اس عذاب سے جان بچانے کے لیے ایک تھرڈ کلاس شخص سے دھوکا کھایا اور پھر ایک ایسے آدمی کی زندگی میں نہ چاہتے ہوئے داخل ہونا پڑا۔ جس کے بارے میں اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

☆ ☆ ☆

موسم کی مزاج میں حدت آتی جا رہی تھی۔

صبح سورج چڑھتے وقت بلا کی تپش ہوتی۔ پھر کہیں شام ڈھلتے ڈھلتے ٹھنڈی ہوا چلتی تو وہ صحن میں کرسی ڈال کر بیٹھتی تو وہیں مغرب اور پھر عشا کر دیتی۔ سوچوں کا ایک نہ رکنے والا تسلسل اور یادوں کا نہ رکنے والا دھارا اس کی



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

WWW.PAKSOCIETY.COM

نگاہوں کے سامنے بستا رہتا۔

امی آتے جاتے اسے دیکھ کر کڑھتی رہتیں۔

وہ گھر کے کاموں میں ذرہ برابر ہاتھ نہیں بٹاتی تھی۔ بس خاموش بیٹھ کر خلاؤں میں گھورتی رہتی یا روتی رہتی۔ شروع میں انہوں نے بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے ایسی چپ سادھ لی۔ جو لاکھ سر پٹخنے پر بھی نہ ٹوٹی۔

پہلے دن اچانک آکر اس نے ان کے سر پہ جو قیامت توڑی تھی۔ اس کے بعد اس کے اپنے وجود پر موت کا سا سناٹا جاری تھا۔ وہ خود بھی کسی دکھ کے ماتم کے زیر اثر تھی۔ ابھی بھی اس کے سامنے رکھی چائے ٹھنڈی برف ہو چکی تھی اور یہ روز کا معمول بن گیا تھا۔

امی نماز پڑھ کر کمرے سے نکلیں تو ایک نظر ڈال کر کچھ کہنا چاہا پھر سر جھٹک کر کچن میں چلی گئیں۔ اس نے گھٹنے پر سر اٹھایا۔ اوپری سیڑھی پر عفت کھڑی تھی۔ امی کو سلام کرکے وہ اس کی طرف آگئی۔

"کیسی ہو ماہا!"

وہ خود بھی ہر وقت ہنستی مسکراتی نہیں رہتی تھی۔ مگر اس وقت اس نے خود کو ماہا سے بہتر حالت میں محسوس کیا۔ اس کی اپنی آنکھوں میں بہر حال اتنے گہرے حلقے نہیں تھے۔ کہ پچھلے رتجگوں کی گواہی دے سکیں۔

"ٹھیک ہوں۔" ماہا نے پپڑی زدہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"مگر تم کیسی ہو۔"

"میں بھی۔" اس کا حال خود کو نسا ماہا سے جدا تھا۔

دل کی نگری تو دونوں کی ہی اجڑ چکی تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ ماہا اس کا کھل کر اظہار کر سکتی تھی اور کر رہی تھی۔ اور عفت تو اپنے اوپر سے کسی حادثے کے گزرنے کا پتا بھی نہیں دے سکتی تھی۔

"تم کبھی نیچے ہی آجایا کرو۔ سارا دن اکیلی بور ہوتی ہوگی۔"

اس کی آواز میں کوئی تاثر نہ تھا۔ بس یونہی جیسے، بہت سوچ بچار کے بعد یہی بات سمجھ آئی کرنے کے لیے۔

"تم آجایا کرو ناں اوپر۔" ماہا نے جیسے ادھار چکایا اور پھر دونوں خاموش ہو بیٹھیں۔ اپنے اپنے دھیان میں گم۔ اپنی اپنی گتھیوں کو لے کر سلجھانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی۔ پھر عشاء کا وقت ہوا تو وہ جس طرح اوپر آئی تھی۔ اسی طرح خاموشی سے اٹھ کر نیچے چلی گئی۔ نہ اس نے امی سے کلام کیا۔ نہ ماہا ہی سے کچھ بولی۔

امی نے جو یوں خاموشی سے ڈھیلے ڈھالے انداز میں اسے جاتے دیکھا تو انہیں برا محسوس ہوا۔ جانے کیوں گھر کی تینوں لڑکیوں کے گھر بس جانے کے بعد انہیں عفت سے خود بخود ہمدردی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ وضو کرنے کا ارادہ ملتوی کرکے بگڑے ہوئے تیور لیے اس کے سر پر آموجود ہوئیں۔

"ماہا! میں پوچھتی ہوں ایسا کب تک چلے گا۔" ماہا ایک دم گڑبڑا سی گئی۔

"پتا نہیں۔"

"کیا پتا نہیں۔ تم حسیب سے بات کیوں نہیں کرلیتیں۔"

"کیا بات کروں میں، سمجھ میں نہیں آتا۔" وہ واقعی الجھی ہوئی تھی۔ امی کو اس پر ترس آگیا۔

"اس سے پوچھو تو سہی کچھ۔" وہ کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"کیا پوچھوں۔" وہ الٹا ان ہی سے پوچھنے لگی۔

"یہی کہ اس نے یہ بات چھپائی کیوں کہ وہ شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے۔" اسے بولنے پر آمادہ دیکھ کر وہ ایک دم مستعدی ہوگئیں۔

"اب یہ پوچھنے کا کیا فائدہ۔ پتا تو چل ہی گیا ناں۔" وہ بجھی بجھی سی تھی۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر یہ پوچھو کہ آگے کا ارادہ کیا ہے۔ اسے طلاق دے گا یا دو کشتیوں کا سوار رہے گا۔"

"قطعی نہیں۔ میں کبھی ان کی پہلی بیوی کی موجودگی میں ان کے پاس نہیں جاؤں گی۔" وہ تنک گئی۔

"تو پھر۔"

"ڈائیورس دیں اس کو۔"

"اور نہ دے پھر۔" امی کے خدشے میں برسوں کا تجربہ بول رہا تھا۔

"تو پھر مجھے دیں۔" بمشکل اس کے ہونٹوں سے نکلا۔

"کیا بک رہی ہو۔ ہوش میں ہو۔" امی تڑپ ہی تو گئیں۔

ابھی دن ہی کتنے ہوئے تھے اسے باعزت طریقے سے دہلیز پار کیے ہوئے اور اب وہ اتنی جلدی واپس آکر مستقل انہیں ہولا رہی تھی اور آج اس کی یہ بات۔۔۔ وہ اچانک ہی منہ پر دوپٹا ڈال کر رو پڑیں۔

"خدا کا واسطہ ہے تجھے ماہا۔ رحم کر میرے حال پر۔" ماہا بری طرح گھبرا گئی۔

"امی!۔۔۔ امی! رو ئیں تو مت۔"

"روؤں نہیں تو اور کیا کروں۔ ساری زندگی دو بیٹیوں کا بوجھ سل کی طرح سینے پر اٹھا کر مرد کے بغیر زندگی جھونکی ہے۔ اب اس عمر میں آکر مٹی رولے گی میری۔"

ان کی بھرائی ہوئی آواز اور رندھا ہوا گلا اسے بے حد دکھ سے ہمکنار کر گیا۔ اور اس رات کئی راتیں گزارنے کے بعد ایسا ہوا تھا کہ حسیب کی کال آئی تو وہ بہانے ڈس کنکٹ نہیں کر سکی۔

☼ ☼ ☼

نائلہ آئی بیٹھی تھی۔

اماں اس کے لیے خاص طور پر کھڑے مسالے کا بھنا بھنا سالن عفت سے پکوا رہی تھیں۔ وہ کچھ دیر ابا کے پاس بیٹھی خیر خیریت پوچھتی رہی۔

"اب تو تیری ماں جاتی ہے میرے ساتھ ہسپتال' دو گھنٹے لگ جاتے ہیں فارغ ہوتے ہوتے۔"

ابا کی وہی باتیں تھیں۔ بے ضرر' بے بسی اور محبت سے بھری۔ بظاہر عام سی مگر نائلہ کے لیے کسیلی یادوں سے بھرپور۔ وہ کچھ ہی دیر میں گھبرا کر اٹھ گئی۔ اماں نے اس کا گھبرانا بطور خاص نوٹ کیا۔

"ارے تم یہاں کیوں آگئیں۔ اندر بیٹھو ناں۔" عفت نے اسے کچن میں آتے دیکھا تو پسینہ پونچھتی ہوئی بولی۔

چولہے پر دھرے توے سے نکلتی تپش سے اس کا چہرہ بھبک رہا تھا۔ نائلہ اس کا چہرہ ٹٹولتی پتا نہیں کیا کھوجتی رہی۔ عفت حدید کی خیریت پوچھ رہی تھی مگر نائلہ کو اس کے چہرے پر کوئی خاص رنگ نظر نہیں آرہا تھا۔ یا تو اس نے اپنے آپ کو سمجھا لیا تھا۔ یا پھر بہت ٹرینڈ کر لیا تھا۔

"ماہا کا پتا تو چل ہو گا تمہیں۔" عفت کی آواز میں افسوس تھا۔

"ہوں۔" نائلہ کے سرسری انداز میں کوئی تاسف نہ تھا۔

عفت اس کے کوئی تبصرہ نہ کرنے پر گہری سانس بھر کے رہ گئی۔ وہ جان گئی تھی کہ نائلہ کو اس کی زندگی میں آئے اس دکھ بھرے موڑ سے کوئی دلچسپی نہیں تو پھر اس بات پر دکھ کیا ہو گا۔

"حدید آئیں گے مجھے لینے ابھی۔"

کچن سے نکلتے نکلتے اس نے عفت کو دیکھ کر اس کے لہجے اور انداز میں کوئی تبدیلی محسوس کرنے کی کوشش کی۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ثمرہ ہاں سوائے گرمی سے بے زاری کے اور کوئی تاثر نہ تھا۔ وہ چڑ سی گئی۔
اسے یاد تھا۔ اس کی اپنی شادی سے پہلے عفت حدید میں دلچسپی رکھتی تھی۔ شاید اب بھی۔
ثمرہ جان نہیں سکی کہ عفت کے دل میں اگر ابھی بھی حدید کے لیے کچھ ہے تو اس سے خود اس کو کیا دلچسپی ہے۔ اور کیوں؟

✲ ✲ ✲

حسیب پاکستان آچکا تھا۔
جس شام اسے ماہا سے ملنے کے آنا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود کوئی اہتمام نہ کر سکی۔ حالانکہ امی نے بہت کہا کہ کم از کم لپ اسٹک ہی لگالو۔ مگر وہ صرف ایک نیا جوڑا پہن کر بال بنا کر تیار کھڑی تھی۔
"کہیں باہر چلیں ڈنر کے لیے۔" ماہا نے ایک نظر اسے دیکھ کر نگاہ چرالی۔
وائٹ شرٹ اور ڈارک گرے کلر کی جینز میں اس کی شخصیت کے نکھار پر کسی نے اواسی کا عطر چھڑک دیا تھا۔
ماہا کو ڈر ہوا کہ وہ کہیں ہنس کر اتنی بڑی بات فراموش نہ کردے۔
یہ محبت ایسی ہی نامراد شے ہے۔ جسے اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے۔ اسے کبھی بھی گھٹنے ٹیکنے، ناک رگڑنے پر مجبور بھی کر سکتی ہے۔
وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا کر کمرے میں چلی گئی۔ حسیب نے بھی قدم بڑھائے۔
"بیٹا۔" امی اسے کمرے میں جاتا دیکھ کر سامنے آگئیں۔
"جی۔" وہ مودب سا کھڑا تھا۔
"جو بھی بات کرنی ہے۔ آج صاف کر کے اسے اپنے ساتھ لے کر ہی جانا۔ میں نیچے جا رہی ہوں۔ تم اطمینان سے بات کرو۔"
ان کے مشفق لہجے میں ماؤں والی مٹھاس بھی تھی اور بیٹی کی ماؤں والی بے بسی بھی۔ وہ سر جھکا کر سوچتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ماہا سامنے ہی بیٹھی تھی۔
"کیسی ہو تم۔" وہ اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھا۔
"ٹھیک ہی ہوں بس۔" اس کا لہجہ خفا سا تھا۔
"آپ کا بیٹا کیسا ہے۔" وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ اس نے یہ سوال کیوں کیا۔ وہ چند لمحے سر اٹھا کر اسے دیکھتا رہا۔ پھر دھیرے سے بولا۔
"وہ ٹھیک ہے۔"
"اور وائف۔" وہ ایک بار پھر اس کا چہرہ تک رہا تھا۔
"اس کی ماں میری بیوی نہیں ہے۔" حسیب کا لہجہ بڑا ٹھنڈا سا تھا۔
"یعنی۔ آپ اسے چھوڑ چکے ہیں۔" (اب تک دل خوش فہم کو ہیں تجھ سے امیدیں)
"نہیں۔ اس سے میری شادی کبھی ہوئی ہی نہیں تھی۔"
حسیب بہت ٹھہر کر بولا اور ماہا کو لگا کمرے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہے۔
"یعنی۔ یعنی۔ وہ آپ کی ناجائز۔۔۔؟" اس سے جملہ مکمل نہیں کیا گیا۔ اس کی آواز کسی سہمی ہوئی سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔
حسیب کا جھکا ہوا سر اور ہارا ہوا انداز اس نے کس دل سے دیکھا۔ پر شاید اس کا اپنا دل ہی جانتا تھا۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے لگا۔ اس کا اپنے کردار پر زندگی بھر کا فخر ملیامیٹ ہو گیا ہو جیسے۔

"میرا خیال ہے اب آپ کو چلے جانا چاہیے واپس۔" کمرے کی بوجھل فضا میں تیرتی خاموشی ٹوٹی بھی تو ایک انتہائی سرد آواز اور مایوس کن بات سے۔

"ماما! میں جانتا ہوں۔ تم اس بات سے....."

"پلیز حسیب.... پلیز آپ کا بہت احسان ہو گا مجھ پر' آپ چلے جائیں۔ یہاں سے۔" اس کی بلند آواز کسی چیخ سے مشابہ تھی۔ رندھا گلا اور ڈبڈباتی ہوئی چھلک پڑنے کو بے تاب آنکھیں....

حسیب نے کھڑے ہو کر ایک نظر اس کی من موہنی صورت پر ڈالی۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا یہ پہلو اسے دکھائے گا۔ مگر ماما جان گئی تھی۔ نہ صرف جان گئی تھی بلکہ بہت بے تکے انداز میں' اور بہت غلط موقع پر بھی۔ بلکہ شاید کچھ جلدی۔

شدت ضبط سے اس کا سرخ چہرہ' اندرونی اکھاڑ پچھاڑ کا غماز تھا۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

حسیب کا دل چاہا اس کے نازک' سرد و سفید ہاتھ ایک بار اپنے ہاتھوں میں دبا کر محبت کی حرارت سے اس طرح بھر دے کہ ماما پھر ہاتھ چھڑا نہ سکے مگر۔۔۔ وہ جس طرح آیا تھا۔ اسی خاموشی سے واپس پلٹ گیا۔

ماما اس کے جاتے ہی بستر پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ وہ پاکستان آنے کے بعد آج پہلی بار یوں تڑپ کر روئی تھی۔ جیسے کوئی کسی بہت اپنے' جان سے پیارے' کسی دیرینہ رشتے کے بچھڑ جانے پر روئے۔ دائمی جدائی پر بین کرے۔

☼ ☼ ☼

اک ایک لمحہ' آگے سرکتا وقت کو دنوں' ہفتوں اور مہینوں کی دوری میں ڈھالتا چلا گیا۔ سوہا اور انس کی دھوپ چھاؤں جیسی زندگی میں انس کی محبت کی چھایا کبھی کبھی چھاتی۔ زیادہ تر دھوپ کا راج رہتا۔ اور اس پر سلگتے رویے کی تپش اپنے وجود پر جھیلتی وہ نڈھال ہوتی چلی گئی۔

رنگ روپ خواب ہوا اور آنکھوں میں مستقل حزن آن ٹھہرا۔ سوکھے لبوں پر پھیکی مسکراہٹ کبھی کبھی چھب دکھلاتی۔ زیادہ تر وہ سنجیدگی سے اپنے کام میں مشغول رہتی۔ ہاں ایک چیز جس کی وہ بڑی سختی سے پابندی کرتی۔ وہ انس کے کام تھے۔ جنہیں وہ ہر حال میں اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی۔

اسی کوشش میں اس کی نائلہ سے ایک دوبار جھڑپ بھی ہوئی۔ حسب توقع انس نے تمام چیخ و پکار کا ذمہ دار اسی کو ٹھہرایا۔ حدید البتہ غیر جانبدار رہا اور نائلہ بظاہر خاموش۔

سوہا کو لگتا تھا اس کے اور انس کے درمیان نائلہ نہ ہوتے ہوئے بھی کہیں موجود ہے۔ حدید اور نائلہ کے تعلقات کی سرد مہری اپنے عروج پر تھی۔ حدید کو لگتا اس کی زندگی میں ایک ایسا خلا در آیا ہے۔ جو کسی تیسرے کو ہم راز بنائے بغیر بھرا نہیں جا سکتا۔ لیکن وہ تیسرا شخص کون ہو سکتا ہے۔

وہ اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا مگر کسی کو اس کسوٹی پر پورا اترا ہوا نہیں پاتا۔ ہاں مگر ایک مہربان چہرہ۔

جو بار بار چاہتے ہوئے بھی نظروں سے سامنے آ ٹھہرتا۔ وہ بار بار نہ چاہتے ہوئے بھی سر جھٹک دیتا۔

ماما کی زندگی ایک صحرا کی مانند تنہائی کے بگولوں کی نذر ہونے لگی تھی۔ اسی کو دن رات اس کی خاموشی اور اداسی ہولائے رکھتی۔ انہوں نے بہت سر پٹخا مگر وہ انہیں کچھ بتانے پر آمادہ نہیں تھی۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس شام ان دونوں میں کیا بات ہوئی۔ کیا نتیجہ نکلا۔ یا فیصلہ ہوا۔ اس کے پاس موجود تمام ہی محبت بھرے رشتے خاموش تماشائی بنے رہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ماما نے سب کو سختی سے حسیب سے بات



WWW.PAKSOCIETY.COM
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرنے سے منع کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

ایک ماہ بعد سوہا کی ڈلیوری تھی۔

انس کو بہت مشکل سے اس کے چیک اپ کا ٹائم مل سکا۔ اتنے دن بعد دکھانے اور لاپروائی کا مظاہرہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ بی پی زیادہ تھا۔ اور ایچ بی کم۔

لیڈی ڈاکٹر نے پہلے سوہا اور بعد میں انس کو بلا کر ٹھیک ٹھاک جھاڑ پلا دی۔ سوہا ڈاکٹر کی باتیں سن کر شکوہ کناں نگاہوں سے انس کو دیکھتی رہی۔ بالآخر بیڈ ریسٹ پر آکر بات رکی۔

اس کا موڈ واپسی پر بہت اچھا نہیں تھا۔ اس کے لیے دودھ، جوس اور پھل خریدتے ہوئے بظاہر تو وہ اس کے لیے فکر مند تھا۔ مگر سوہا کو لگا جیسے وہ مارے باندھے یہ سب کر رہا ہے۔ ڈاکٹر نے اسے بائیک پر زیادہ سفر کرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ گھر آکے وہ کمرے میں لیٹ گئی۔ بار بار سیڑھیاں اترنے چڑھنے پر بھی پابندی لگ گئی تھی۔ یوں بھی اس سے بار بار چکر نہیں لگتے تھے۔

انس بہت دیر سے اوپر آیا۔

"یہ میڈیسن رکھی ہیں۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پر لفافہ رکھا۔

"آپ کہاں تھے۔"

"کھانا کھا رہا تھا۔" وہ واش روم میں گھس گیا۔

"مجھے تو بتایا ہی نہیں آپ نے کہ نیچے کھانا کھا رہے تھے۔ میں بھی کھا لیتی۔"

وہ باہر نکلا تو سوہا کہہ بیٹھی۔

"وہ تو حدید کھا رہا تھا۔ تو نائلہ نے مجھے بھی بٹھا لیا۔ تم ان کے ساتھ کھانا کب پسند کرتی ہو۔"

سوہا نے انس کو دیکھتے دیکھتے بے زاری سے منہ پھیر لیا۔ اب اسے انس کی اس قسم کی باتوں پر حیرت بھی نہیں ہوتی تھی۔ ہاں دکھ کا احساس اپنی جگہ رہتا تھا۔

"وہ مجھے اپنے ساتھ کھلانا پسند نہیں کرتی۔" وہ کہے بنا رہ نہیں سکی۔

"دنیا کی ساری برائیاں اسی میں ہیں۔" انس طنزیہ انداز میں بولا۔

"اگر مجھ میں ہیں تو شادی کیوں کرنی۔" وہ کلس کر بولی۔

آج کل اس کا دل انس کی باتوں سے بہت برا ہوتا رہتا تھا۔ اور اس وقت تو اور بھی زیادہ جب وہ بلاوجہ نائلہ کی طرف داری کرے۔

"پہلے پتا نہیں چلا۔" انس اپنی طرف سے تیر چلا کر باہر چلا گیا۔ غالباً" نیچے مگر سوہا سے اب برداشت کرنا مشکل تھا۔ وہ نقاہت کے باوجود اس کے پیچھے پہلی سیڑھی تک آئی۔

"ابھی بھی کچھ دیر نہیں ہوئی ہے۔ اگر اتنا شوق آرہا ہے تو آفر کر کے دیکھ لیں۔ کیا پتا قسمت کھل جائے۔" وہ زور سے چلائی۔

لاؤنج میں ٹی وی دیکھتے حدید تک اس کی آواز پہنچی اس نے پلٹ کر دیکھا تو انس آخری سیڑھی پر تھا۔ انس کے اندر غصے کی شدید لہر اٹھی۔ وہ جس کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ وہ حدید کی بیوی تھی۔

"بکواس بند کرو سوہا۔ اندر جاؤ۔"

"میں تو اندر ہی تھی۔ آپ کی بکواس سن کر ہی آئی ہوں۔"

حدید کو غیر معمولی سا احساس ہوا۔ اس نے سنجیدگی سے انس کی شکل دیکھی۔ پھر اپنے کمرے کے بند دروازے کو۔ نائلہ اندر پتا نہیں سو رہی تھی یا جاگ رہی تھی۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"منہ بند کرلو سوہا۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

"اچھا اب تک جو ہو چکا ہے میرے ساتھ وہ کیا بہت اچھا تھا۔ اب تو پتا چل گیا ناں آپ کو۔ کتنی بری ہوں میں۔ تو ٹھیک ہے جائیں۔۔۔۔"

"سوہا!"

انس ایک دم طیش میں آ کے واپس اوپر چڑھا۔ حدید نے تیزی سے اپنی جگہ چھوڑی۔ اور انس کو پکارتا ہوا پیچھے لپکا۔ سوہا اپنی جگہ پر ہی کھڑی تھی۔ انس بالکل اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ قریب تھا اس کا ہاتھ اٹھ جاتا مگر حدید دو دو سیڑھیاں پھلانگتا اس کے پاس پہنچ گیا۔ گو کہ اس کوشش میں اسے کافی وقت تو ہوئی مگر اس وقت اسے نظرانداز کرنا ہی بہتر تھا۔ حدید نے انس کو بروقت پکڑا تھا۔

"سوہا اندر جاؤ آپ۔"

اس نے تیزی سے سوہا سے کہا، وہ ایک دم پلٹ گئی۔ انس خود کو چھڑانے کی کوشش میں تھا۔

"چھوڑ دو مجھے حدید۔ میں ابھی اس کی زبان بند کرتا ہوں۔"

"ہاں ہاں اسی کی تو کسر رہ گئی ہے۔ بار بار کی تکلیف سے بہتر ہے ایک ہی بار گلا دبا دیں میرا۔" اب کی بار وہ پوری قوت صرف کر کے اتنی زور سے چلائی کہ اس کے حلق میں خراشیں پڑ گئیں۔

"کیا ہو گیا سوہا پلیز۔" حدید نے زبردستی انس کو بھیج کر خود اندر آ کر دروازہ بند کر دیا وہ اب بری طرح رو رہی تھی۔

"آپ نہیں جانتے۔ اٹھتے بیٹھتے مجھے برا بھلا اور نائلہ کی تعریفیں۔ کان پک گئے ہیں میرے سن سن کر۔ وہ اچھی ہے تم بری ہو۔ اگر وہ اتنی اچھی ہے۔ تو مجھ سے شادی کیوں کی۔" وہ ایک بار پھر چیخی۔

حدید سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ابھی ابھی انہوں نے کہا ہے مجھ سے کہ پہلے پتا نہیں چلا۔ ورنہ۔۔۔۔ ورنہ کیا کرتے۔ اور میں کوئی غلط تھوڑا ہی کہہ رہی ہوں۔ ابھی کون سی بہت دیر ہوئی ہے۔ آفر کر کے دیکھ لیں۔"

"سوہا خدا کے لیے چپ ہو جاؤ وہ میری بیوی ہے۔" حدید نے ایک دم بات کاٹی۔

"میں بھی تو ان کی بیوی ہوں۔ جب تم کو اس بات کا احساس ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے۔ تو انہیں کیوں نہیں ہوتا۔"

حدید نے پاس جا کے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"چپ ہو جاؤ تم مجھے معلوم ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں اسے سمجھاؤں گا۔"

حدید کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ اسے آپ کے بجائے تم کہہ گئی ہے۔ اسے اس کے غم و غصے کا اندازہ ہوا۔ اس نے آج تک حدید کو تم کہہ کر بات نہیں کی تھی۔

"آپ کو پتا ہے میری طبیعت خراب ہے۔ ان کو پتا نہیں ہے۔ جن کی وجہ سے میں ان حالوں کو پہنچی ہوں۔"

حدید کے پاس اس کی مایوسی کے جواب میں کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ وہ چند لمحوں کے بعد نیچے چلا گیا۔

⁂ ⁂ ⁂

انس نیچے حدید کا ہی منتظر تھا۔

"دیکھ، تم نے کس قدر گھٹیا ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے اس نے۔"

"کیوں الجھتے ہو اس کے ساتھ۔ تمہیں پتا ہے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" حدید نے دھیمے سے اسے سمجھایا۔

"دنیا سے انوکھی ماں نہیں بننے جا رہی وہ۔"

"اس طرح کی بات کرو گے تو، جو بھی عورت ہو گی اسے برا ہی لگے گا۔"

Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انس چپ ہو گیا مگر چہرے پر رقم "میں نا مانوں" والے تاثرات صاف ظاہر ہو رہے تھے۔
"پچھتا رہے ہو اس سے شادی کر کے؟"
"نہیں یار۔"
"تو پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ تمہیں پہلے پتا چل جاتا تو۔"
"میں نے یہ نہیں کہا۔"
"مطلب تو یہی نکلتا ہے ناں۔ ایک عورت جو تمہاری بیوی ہے اس کا سب سے زیادہ حق ہے تم پر۔ تمہارے بچے کی ماں بننے جا رہی ہے تو اسے سب سے زیادہ تمہاری محبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور تم ہو کہ اس کے سامنے ایک دوسری عورت کی تعریفیں کر رہے ہو۔ جو اس کے خیال میں ماضی میں تمہیں پسند بھی کرتی رہی ہے۔ اور اب تمہارے بھائی کی بیوی ہے۔ خدا کو مانو انس۔ کچھ نہیں تو یہی خیال کر لو کہ اب وہ میری عزت ہے۔"
حدید کے انداز سے ناراضی ظاہر تھی۔ اگر اسے سوہا کی بات بری لگی تھی تو اس کا ذمہ دار بھی وہ سراسر انس کو ٹھہرا رہا تھا۔ اور یہ کوئی ایسا غلط بھی نہیں تھا۔
"جاؤ اب جا کے مناؤ اسے چاہے جتنا بھی غصہ کرے وہ۔ محبت سے بات کرو اس سے۔ ناراضی ختم کرو اور شکر ادا کرو خدا کا کہ اولاد جیسا خوب صورت رشتہ عطا کر دیا ہے تمہیں۔" انس کو اس کے لہجے میں کسی محرومی کی تپش سی سلگتی ہوئی دکھائی دی۔
"ایک بات پوچھوں۔" انس کا دھیان ایکا ایکی کسی اور جانب مڑ گیا۔ حدید سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔
"تم نے اب تک خوش خبری نہیں سنائی۔"
حدید اس سوال کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ چپ کا چپ رہ گیا۔ البتہ اس کے چہرے کے تاثرات سے انس نے فوراً ہی کوئی غیر معمولی احساس بھانپ لیا۔
"سب خیریت ہے ناں۔" انس گہری نگاہوں سے اس کا وجود ٹٹول رہا تھا۔ حدید کو لگا کسی نے یخ بستہ پانی اس کے وجود پر انڈیل دیا ہے۔
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح انس کو آگاہ کرے۔
"سب خیریت ہے مگر...؟"
"مگر...؟"
وہ چند لمحے اپنے پیر کے انگوٹھے کو تکتا رہا۔
"نائلہ ابھی یہ سب نہیں چاہتی۔"
"نائلہ نہیں چاہتی... کیوں؟" انس کی حیرانی بجا تھی۔
"شاید ذمہ داری کے لیے تیار نہیں۔"
انس کی خاموشی بول رہی تھی کہ اسے حدید کی بات پر یقین نہیں آیا۔
"اب اس سے ذرا ڈھنگ سے بات کرنا۔" وہ انس کو جاتے دیکھ کر پیچھے سے بولا۔
"کیا ہوا سوہا کیوں چلا رہی تھی۔" کمرے میں نائلہ حدید کی منتظر تھی۔
"انس سے جھگڑا ہو گیا تھا۔"
اسے جاگتا دیکھ کر حدید کے دل میں کسی محرومی کا احساس کروٹیں بدلنے لگا۔ وہ جان بوجھ کے نائلہ کے نزدیک آیا۔ وہ فوراً دوسری طرف مڑ کر ٹیبل لیمپ آف کرنے لگی۔ حدید نے وہیں رک کر کسی منہ زور جذبے کی لگامیں کھینچیں۔ اور دوسری طرف نائلہ کے لبوں پر ابھرتی معنی خیز مسکراہٹ نہیں دیکھ سکا۔



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☆ ☆ ☆

موسم ابر آلود سا تھا، مگر جس کی وجہ سے گرمی بھی بلا کی تھی۔

بہت عرصے بعد اس نے انس کے کپڑے دھونے کی غرض سے واشنگ مشین لگائی تھی۔ لاؤنج میں نائلہ بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ یوں تو اس نے کافی عرصے سے انس کے ناشتے کی ذمہ داری اٹھالی تھی۔ مگر آج سوہا کو کپڑوں کے ڈھیر سے نبرد آزما دیکھ کر بھی لاتعلقی سے اپنا کام کرتی رہی۔

سوہا کو اس سے مدد کی امید تھی نہ توقع۔ وہ صرف انس کی موجودگی میں بڑھ چڑھ کر کام کرتی تھی اور سوہا اس کی چالاکیوں کو خوب سمجھتی تھی۔ یہ اور بات کہ وہ یہ لاتعلقی انس کو دکھا نہیں سکتی تھی۔ وہ اس بات سے لاعلم تھی کہ انس تو نہیں مگر حدید کی نظروں سے اس کی حرکتیں پوشیدہ نہیں ہیں۔

کافی دیر بیٹھنے کے بعد سیدھا کھڑا ہونا مشکل تھا۔

وہ بمشکل کپڑوں سے لدی بالٹی لے کر باتھ روم کے دروازے سے سیڑھیوں تک آئی۔ صحن میں کپڑے ڈالنے پر نائلہ نے ہی پابندی لگائی تھی کہ یہاں اندر داخل ہونے والوں کو کپڑے لٹکتے دکھتے ہیں تو برا لگتا ہے اور پھر سوکھنے سے سوکھے کپڑے اتار کر اوپر کمرے تک لے جانے میں اتنی آلکسی دکھاتی ہے کہ دھوپ میں پڑے پڑے کپڑوں کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے اور انس کے کپڑے اوپر ہی پھیلائے اور وہیں سے اتار کرتے تھے۔

نائلہ نے جھانک کر اسے ہانپتے ہوئے دیکھا اور منہ پھیر لیا۔

اسی وقت صحن کا دروازہ کھلا اور حدید نے اندر قدم رکھا۔ وہ اس وقت بالکل غیر متوقع طور پر جلدی گھر آ گیا تھا۔ نائلہ کی جو اس پر نظر پڑی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی، مگر دیر ہو چکی تھی۔ حدید، سوہا کو دیکھ چکا تھا اور اب ملامت بھری نظروں سے نائلہ کو دیکھ رہا تھا۔ نائلہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے سوہا کے پاس آئی۔

"لاؤ میں ڈال دوں۔" اس نے سوہا سے زبردستی بالٹی چھینی۔

اس کے چہرے کے بگڑے تاثرات اس کے مزاج کی برہمی کے گواہ تھے۔ مگر فی الحال سوہا کے اندر اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ نائلہ سے بالٹی واپس لیتی۔

نائلہ ایک ایک سیڑھی چڑھتی دل ہی دل میں اپنی کھولن دبا رہی تھی۔ پچھلے چند دنوں سے اسے سوہا سے سخت چڑ سی محسوس ہونے لگی تھی۔ کچھ دن پہلے جب اس کا انس سے جھگڑا ہوا تھا تو اس کا خیال تھا کہ ان دونوں کے تعلقات کافی دن تک سرد رہیں گے اور نائلہ کو اپنی کارکردگی دکھانے کا کھل کر موقع ملے گا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا اور اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا جب اس نے دوسرے ہی دن صبح انس کو بہت خوش گوار موڈ میں سوہا سے باتیں کرتے، کھانا ڈھنگ سے کھانے اور روز وقت پر لینے کی تاکید کرتے دیکھا۔

ابھی یہ ہی غم غلط نہ ہوا تھا کہ حدید کی ملامتی نظریں یاد آ گئیں۔ گو کہ حدید نے کبھی نائلہ کو سخت سست نہ سنائی تھیں، مگر اس کے لیے اس کی نظریں ہی کافی تھیں۔

ایک اسٹیپ پر پانی ذرا کی ذرا ٹھٹکا کر اس نے مڑ کر دیکھا۔ سوہا بمشکل پھولے ہوئے سانس کو قابو کرتی اس کے پیچھے ہی آ رہی تھی۔ اس کے شیطانی ذہن میں اچانک ہی ایک بے حد خطرناک سوچ نے سر اٹھایا اور اس نے بے سوچے سمجھے عمل بھی کر ڈالا۔ اس کا پیر معمولی سا لڑکھڑایا۔ اس نے سنبھلنے کے لیے ریلنگ تھامی اور کپڑوں سے بھری بالٹی چھوٹ کر سوہا کے سر پر آ گری۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

☆ ☆



Scanned By Amir
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دلِ بے وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔
گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔
حدید، انس، عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ، انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس، سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے، مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔
نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔
سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔
حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔
سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔
حدید، عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔
نائلہ، شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے، جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

## ساتویں قسط

(اب آگے پڑھیے)

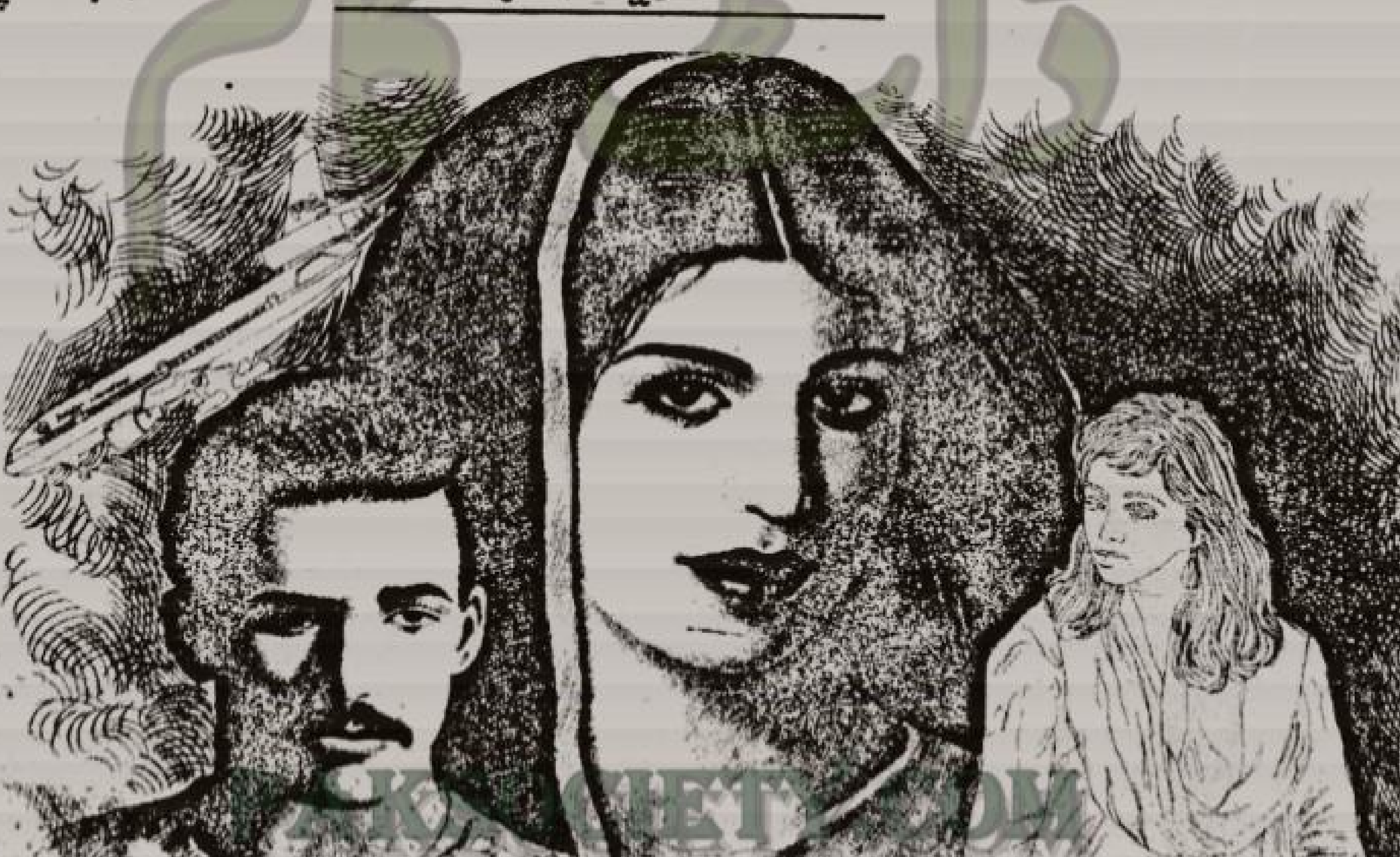

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی گُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ کمرے میں ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کھول رہا تھا۔ جب سوہا کی دلدوز چیخوں سے پورا گھر گونج اٹھا۔ گھڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ بری طرح گھبرا کے باہر بھاگا۔

باہر کا منظر اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر سوہا بے ہوش پڑی تھی جبکہ نائلہ بری طرح روتے ہوئے اس پر جھکی ہوئی تھی۔ حدید کو پاس آتے دیکھ کر اس نے حدید کو بتانے کی کوشش کی کہ یہ سب ہوا کیسے؟ مگر حدید کے اپنے حواس مفلوج ہوئے جا رہے تھے۔

وہ بے تحاشا کپکپاتے ہاتھوں سے ایمبولینس کا نمبر ملا رہا تھا۔ ذرا دیر بعد ایمبولینس کا کان پھاڑ دینے والا سائرن گلی میں گونجتا ہوا دور ہوتا چلا گیا۔

سفید دیواروں اور سفید فرش سے پھوٹتی ٹھنڈک پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ بے آواز ہلتے لبوں پر قرآنی آیات کا ورد جاری تھا۔ خوفزدہ آنکھوں سے سہمے ہوئے آنسو کپکپا کر ابھرتے اور لڑھک کر اپنی قدر و قیمت کھو دیتے۔ ہر دل فریادی تھا۔ ہر آنکھ پرنم۔

حدید کو جب بھی سوہا کی چیخیں یاد آئیں۔ سر سے پیر تک جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔ نائلہ کو رہ رہ کر سوہا کا خاموش زرد چہرہ یاد آتا۔ ندامت کی ایک لہر اس کے اندر سر اٹھاتی، لیکن بہت دیر تک اپنا تاثر جما نہیں پاتی تھی۔ وہ سب سوچیں جھٹک کر چچی جان اور ماہا کو سنبھالنے لگی۔

وہیں ایک طرف عفت بڑی خاموشی سے دل ہی دل میں سوہا کی زندگی کی سلامتی مانگنے میں مصروف تھی۔ لب بے آواز جنبش کر رہے تھے۔ آنسوؤں کی جھڑی میں روانی اور کپکپاتے ہاتھوں میں گھومتی تسبیح۔ کسی بہت اپنے، بہت پیارے کی جان مشکل میں پڑ جانے کی گواہ تھی۔ آپریشن تھیٹر کے اوپر لگی سرخ بتی کافی دیر سے روشن تھی اور جب تک یہ بتی جلتی تھی ایک ایک لمحہ گویا پل صراط پر سے گزر رہا تھا۔

انس دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا۔ سوہا کا چہرہ، اس کی چمکتی نگاہیں اور مسکراتے لب دل و دماغ میں روشن تھے اور امید کے دیے کی لو لرز رہی تھی۔

ڈاکٹرز نے اتنی ایمرجنسی میں ایسا بگڑا ہوا کیس لینے سے پہلے ہی زچہ اور بچہ کی زندگی کی طرف سے کوئی امید افزا بات کرنے سے معذرت کر لی تھی اور یہی چیز تھی جس نے سب کی جان ہتھیلیوں پر نکال رکھی تھی۔ کتنے کٹھن جان کنی کے لمحات گزرے، جب آپریشن تھیٹر کے باہر ڈاکٹر کی صورت دکھائی دی۔

"ماں خیریت سے ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ ہم بچے کی جان نہیں بچا سکے۔" وہ اور کیا کیا تفصیلات بتا رہی تھی۔

انس کی آنکھوں کے سامنے سارا منظر دھندلا گیا۔ ایک ننھی معصوم جان اس وقت بڑی سی چادر میں لپٹی اس کے بازوؤں میں سکون سے سو رہی تھی۔ اس کی سماعتیں کچھ سننے کے قابل نہیں رہی تھیں اور نگاہوں میں سوہا کے معصوم چہرہ گھوم رہا تھا۔ شاید اسی لیے بھی کہ دنیا میں آنکھ کھولنے سے پہلے ہی دنیا سے موڑ لینے والا معصوم ننھا پاکیزہ وجود اپنی ماں کے سارے نین نقش چرا لایا تھا۔

ہو بہو وہی شکل، وہی لب، رخسار، پیشانی اور آنکھیں؟ کھلنے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں۔ اس نے اپنی آنکھوں سے آنسو باہر نکلتے دیکھے۔ پھر اپنے کپکپاتے لب اس کی ٹھنڈی ننھی منی پیشانی پر رکھ دیے۔

☼ ☼ ☼

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی ایک لمحے کے لیے بھی اس کے آنسو تھمے نہیں تھے۔ کمرے میں سب ہی موجود

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے۔ عفت بہت دیر تک اسے گلے سے لگا کر تھپکتی رہی۔

یہ سچ تھا کہ اس کی ممتا کو کسی صورت چین نہیں مل رہا تھا۔ اپنے جس بچے کے خواب اس نے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے دیکھے تھے۔ خیالوں میں اس سے باتیں کی تھیں۔ اس کی پہننے کی، برتنے کی ڈھیروں چیزیں، کپڑے رومال، پاؤڈر، شیمپو، کھلونے، کیری کاٹ کتنے ارمانوں اور شوق سے خریدی تھیں۔ وہ سب چیزیں اب مل کر اس کا دل بھینچ رہی تھیں۔ اس کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ آنکھیں جل رہی تھیں اور آنسو اپنے بس میں نہیں تھے۔ پھر بھی سب اس کی صحت اور جان کی سلامتی کے لیے خدا کے شکر گزار تھے۔

یہی کیا کم تھا کہ اتنے بڑے حادثے سے زندہ سلامت بچ گئی تھی وہ۔ ورنہ ڈاکٹرز نے تو جواب دے دیا تھا کہ اس کی اپنی جان کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ سب اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکے تھے۔ اور وہ امی کے سینے سے لگی بلک رہی تھی۔

انس اور خاندان کے دوسرے مرد حدید کے ساتھ بچے کی تدفین کے لیے جاچکے تھے۔ خاندان میں جس کو پتا چل رہا تھا وہ عیادت و تعزیت کے لیے پہنچ رہا تھا۔

"بس کرو سوہا کیوں اس قدر رو رہی ہو۔ جانے والے واپس تو نہیں آسکتے نا۔"

ماہا دکھے دل سے مستقل اس کی دل جوئی میں لگی تھی۔ کافی دیر بعد جب انس نے کمرے میں قدم رکھا تو وہ ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

سوہا کا نڈھال کمزور وجود اس کے دل میں سوئی چبھو گیا۔ اسے یک دم ہی سوہا کے نقصان کا اندازہ ہوا۔ وہ دھیرے سے اس کے قریب پہنچا۔ بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما اور دایاں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

دبی دبی سسکیاں حلق سے آزاد ہونے کے لیے اسی لمس کی منتظر تھیں، متلاشی تھیں۔ وہ اس کے سینے میں سر چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

انس کی آنکھوں سے دو قطرے نکل کر بالوں میں جذب ہوگئے۔

☼ ☼ ☼

"میرا خیال ہے مجھے اب گھر جانا چاہیے۔" سب سے پہلے نائلہ نے جانے کی بات کی تھی۔

"ہوں۔" وہ کسی گہرے دھیان سے چونکا۔ "پتا نہیں تمہیں آنا بھی چاہیے تھا یا نہیں۔"

وہ بہت دھیمی آواز میں بڑبڑایا تھا۔ نائلہ نے چونک کر اسے گھورا مگر حدید اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"چلو۔ گھر چھوڑ آؤں۔" وہ پژمردہ سا اٹھ کھڑا ہوا۔

حادثہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ ایک ہی خاندان کے تمام افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ، کم یا زیادہ اس سے متاثر ضرور ہوتے ہیں اور یہ حادثہ بلاشبہ چھوٹے کے حاشیے میں نہیں آسکتا تھا۔

انس کے بچے کی جان چلی گئی تھی۔ وہ باپ بننے سے پہلے ہی اس خوشی سے اتنی بڑی نعمت سے محروم ہوگیا تھا اور بیوی کی جان جاتے جاتے بچی تھی۔

"کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ یوں ہوجائے گا۔" اس نے دل ہی دل میں افسردگی سے سوچا۔

نائلہ ان بیویوں میں سے نہیں تھی جن سے ہر بڑی چھوٹی بات اور اچھی بری سوچ بانٹ لینا ان کے مردوں کا تقاخر ہوتا ہے۔

وہ یوں بھی اپنے دھیان میں گم تھی۔ اس نے اپنی پلاننگ کو بڑی عمدگی، صفائی اور کامیابی سے عملی جامہ پہنایا تھا۔ کسی کو بھنک بھی نہ پڑی تھی اور سوہا اتنی بڑی خوشی سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔ کسی اور کو تو کیا خود سوہا کو خبر نہیں



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی کہ اس نقصان کی ذمہ دار سراسر نائلہ ہے۔

یونہی سوچوں میں گم حدید کے پیچھے پیچھے قدم رکھتی وہ بیرونی دروازے سے تھوڑا ہی دور تھی جب ایک جانی پہچانی آواز پر ٹھٹک گئی۔ بیرونی دروازے کے پاس ہی وہ رخ موڑے کھڑا کسی نرس سے رازونیاز میں مگن تھا۔

''شبیر حسین؟''

ایک لمحے کے لیے نائلہ کو اپنی آنکھوں تلے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے وہیں رک کر دو تین بار سر جھٹکا پھر' نظر جھکا کر اور چہرہ حتی الامکان چھپا کر آگے بڑھی۔ حدید آگے نکل چکا تھا۔ اس کے قدموں نے بھی رفتار پکڑلی۔ اس بات سے بے خبر کہ چندپل کا ٹھہرنا اس کے لیے کیا عذاب کھڑا کرنے والا ہے۔

نرس کو چلتا کر کے وہ بڑے خراماں خراماں انداز میں اس کے پیچھے ہولیا تھا۔ پان سے رنگے سرخ ہونٹوں پر مسکراہٹ اور نگاہوں کی ہوس بھری چبھن کسی پرانی شناسائی کی گواہی دے رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ کتنی دیر اپنے جیون ساتھی کے سینے سے لگی روتی رہی تھی' مگر بے قراری کو قرار نصیب نہ تھا انس دیر تک اس کا سر تھپکتا رہا۔ اس کے آنسو پونچھتا رہا اور وہ روتے ہوئے سوچ گئی۔

''یہی تسلیاں اور دلاسے آج سے پہلے میرے دامن میں ڈال دیتے تو آج شاید یہ نوبت نہ آتی۔'' سوجی ہوئی آنکھوں میں سرخی نمایاں تھی۔

انس دکھے دل سے اسے دیکھے گیا۔ وہ بنا کچھ کہے ناخن کھرچتی رہی۔ کہنے کو کیا بچا تھا اب۔ اور پہلے کونسا انہوں نے آنے والے وقت کے لیے پلاننگ کی تھی۔ وہ تو پچھلے کئی دنوں بلکہ ہفتوں سے انس کی بے اعتنائی کا شکار تھی۔ تو کیا یہ ناراضی اتنے بڑے نقصان کا ازالہ کرسکتی تھی۔

''نہیں نہیں۔'' اس کا دل تکرار کرتا رہا۔

''تم۔ ڈس چارج ہو کے کہاں جاؤ گی۔'' کچھ دیر بعد انس نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا۔

''امی کے یہاں جاؤں گی ظاہر ہے۔'' وہ تڑنت بگڑے تیوروں سے بولی۔

''گھر چلی چلو۔'' اس کے برعکس انس کا لہجہ نرم تھا۔

''کیوں! مجھے نائلہ سے اپنی خدمت کروا کر اس کا احسان اپنے سر لینے کا کوئی شوق نہیں۔'' انس چند لمحوں کے لیے بالکل چپ رہ گیا۔

''اس نے کب احسان جتایا ہے تم پر۔ یا اگر میں لاعلم ہوں تو بتادو۔'' احساس بے بسی سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

''آج بھی اسی کا تذکرہ اسی کی حمایت۔''

''اس نے نہیں جتایا تو کیا ہوا۔ وہ کہے یا آپ بات تو ایک ہی ہے۔'' وہ تنفر سے بول اٹھی۔

''خود پر گزری زیادتی اور بے پایاں نقصان کے احساس نے اس کے دل ودماغ میں زہر بھردیا تھا۔ جس کی تلخی اس کی زبان میں آگئی تھی۔ وہ چاہتی بھی تو انس کو دل سے معاف کرنے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی تھی۔ لیکن اس سارے حادثے کا ذمہ دار بلکہ' کم وکاست انس کو ٹھہرانے کے لیے دل وجان سے تیار تھی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا ایسا لباس ہوتے ہیں جو' ہزار ہا رنگوں سے سجا ہوتا ہے۔ لیکن یہ سارے رنگ ایک دوسرے کے وجود کے ہوتے ہیں۔ اتنے رنگوں کے درمیان کسی تیسرے کے نام کا ایک معمولی سا ٹانکا بھی برداشت نہیں ہوتا۔ اس پیرہن میں اگر برائے نام کا پیوند لگ جائے تو' زندگی کی تمام تر زبوں حالی بہ زبان خود دنیا

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے سامنے آشکار ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں قصہ جدا تھا۔
سوہا کے لباس میں نائلہ کے نام کا پیوند نہیں تھا۔ باقاعدہ گل کاری کی جا رہی تھی۔ اور انس کو اس کا کوئی احساس نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

اسے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔
صوفے پر بیٹھے ٹھنڈے پانی کو گھونٹ گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے اس نے اندھیرے گھر کی ویرانی پوری شدت سے محسوس کی۔ اور احساس ہوا کہ پانچ منٹ نہیں وہ پورے پانچ گھنٹے سے یہاں بیٹھا ہے۔ ایسے ہی تنہا' اداس اور اکیلا۔ دل پر چھایا بوجھل پن کئی گناہ بڑھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔
گلاس کو بائیں جانب صوفے پر لڑھکا کر اس نے بیلٹ کھولی۔ شرٹ باہر نکالی۔ اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرکے خود بھی ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیک سے ٹیک لگالی۔ موبائل کی بے جان اسکرین اس کی نظروں کے سامنے بجھی پڑی تھی۔
چند دن پہلے تک یہ موبائل ماہا کے میسجز اور کالز سے سارا وقت گنگناتا رہتا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد موبائل کی بیپ سے اس کے لبوں پر مسکراہٹ چمکتی اور اب۔ ان باکس میں میسج تھے تو بزنس کے متعلق اور وہ بھی چند ایک۔ اور کاروباری لوگوں اور جان پہچان کے لوگوں کی لمبی لمبی کالز تھیں۔ پورے کال لاگ میں کہیں ماہا کی کال نہیں تھی۔ اس کا نمبر نہیں تھا۔ ان باکس میں کہیں اس کی کھٹی میٹھی شرارت نہیں تھی۔ اس نے گہری سانس بھر کے بے ارادہ ہی ماہا کا نمبر ڈائل کر دیا۔
سوہا پر گزرنے والے حادثے کا علم اسے ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی ساس سے فون پر افسوس کا اظہار بھی کیا تھا۔ مگر اس کے بعد نہ ماہا نے فون کیا تھا نہ کوئی بات کی تھی۔
ماہا کو تو پتا نہیں مگر یہ وقت خود اس نے بہت ضبط سے گزارا تھا۔ ماہا ان چند دنوں میں اس کے دل کی مکین بن چکی تھی۔ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور دل سے نکال چکا تھا۔ پھر اب کیسے رہ سکتا تھا۔
خاموش اپارٹمنٹ میں دوسری جانب جاتی ہوئی رنگ ٹون کی آواز پر تیز ہوتی دھڑکنیں وہ خود باآسانی سن رہا تھا' لیکن۔ ٹوں ٹوں کی آواز آئی اور۔ رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس نے مایوسی سے سیل کو دیکھا۔ پھر چونک گیا۔ ڈور بیل کی آواز بہت زور سے گونجی تھی۔
"اس وقت کون آگیا۔" وہ پژمردگی سے چلتا ہوا دروازے تک پہنچا۔ آنے والا بہت جلدی میں تھا۔ اتنی دیر میں تین بار بیل ہو چکی تھی۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ مگر سامنے کھڑی شخصیت پر نظر پڑتے ہی اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔
"تم.... ؟ یہاں...." بدقت تمام اس نے خود کو بولنے کے قابل کیا تھا۔
اگلے ہی لمحے سامنے کھڑی عورت پھوٹ کر روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ چکی تھی۔

★ ★ ★

عفت اور ماہا' سوہا کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ وہ ذرا دیر پہلے ہی ہاسپٹل سے گھر آئی تھی۔ امی' تائی امی کے پاس نیچے ہی رک گئی تھیں۔
"میں بھی تمہارے لیے یخنی بنا دیتی ہوں۔ رات میں پھر بغیر مرچ کا سالن بنا دوں گی۔" عفت چند لمحے کی بے معنی خاموشی کے بعد یہی کہہ سکی۔
ماہا ہنوز سر جھکائے سوچوں میں گم تھی۔ اور سوہا بچے کے لیے خریدے گئے ایک ننھے سے بنیان کو ہاتھ سے

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سہلا رہی تھی۔ انس اس کے ساتھ اندر آنے کے بجائے دروازے سے ہی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ یہ بات اس کے موڈ کی خرابی کی طرف معمولی سا اشارہ تھی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو سوہا سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی ہوتی۔ مگر اس وقت وہ اپنی ماں اور بہن کے ساتھ شوہر کی غیر موجودگی میں کافی سکون محسوس کر رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں عہد کر رہی تھی کہ وہ انس کی مطلق پروا نہیں کرے گی۔ اور اسے بالکل ایسے ہی نظر انداز کرے گی جیسے اس نے سوہا کو کیا تھا۔

"حسیب بھائی کا کوئی فون آیا تھا۔"

"پتا نہیں۔" کمرے کی خاموشی میں ماہا کی آواز بے تاثر تھی۔

"کیا مطلب۔"

"میں فون دیکھتی ہی نہیں۔" وہ سر جھکا کر ہی بیٹھی رہی۔

سوہا سے مزید کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ اس کے دل میں دونوں بہنوں کے نصیب پر تاسف کی لہر سی اٹھی۔ ایک بے وفا نہیں تھا تو کردار پر داغ لیے بیٹھا تھا۔ ایک باکردار تھا تو کس قدر سنگدل اور کٹھور بن گیا تھا۔ اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ، ماہا اور اس کی زندگی میں سے زیادہ ٹریجک زندگی کس کی ہے۔ پھر چند لمحوں بعد ہی اسے اپنا وجود ہی مظلوم اور قابل رحم لگنے لگا۔

اس نے ابھی ابھی اپنی جان پر کھیل کر بھی اولاد کو کھو دیا تھا اور ماہا۔ شکر تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کوئی حادثہ نہیں ہوا تھا۔ وہ اگر چاہتی تو ابھی بھی حسیب کے ماضی کو بھلا کر ایک خوشگوار زندگی کا آغاز کر سکتی تھی۔ پھر وہ کیوں یہ تنہائی کا عذاب بھوگ رہی تھی۔

"کیا میں اسے سمجھاؤں کہ جو ہو گیا اسے بھول کر نئے سرے سے.... "اور اگر بدلے میں اس نے یہی بات مجھ سے کر دی تو......"

وہ ماہا کے سپاٹ چہرے کو دیکھتی سوچتی رہی۔

☆ ☆ ☆

وہ بے حد الجھن اور تشویش بھری نظروں سے سامنے بیٹھے وجود کو سسکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم پر پڑے متعدد نشان گواہ تھے کہ اسے کسی نے بری طرح زدوکوب کیا ہے۔

اس کے دیے گئے پانی کے گلاس کو غٹاغٹ چڑھانے کے بعد وہ پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔ وہ چند لمحے تذبذب کے عالم میں سوچتا رہا۔ کہ کوئی بات کرے۔ کچھ پوچھے یا اس کے سنبھلنے کا انتظار کرے۔

پندرہواں منٹ شروع ہوتے ہوئے اس کے اعصاب جواب دے گئے۔

"اب کچھ بتانا پسند کرو گی یا صرف رونے کا پروگرام لے کر آئی ہو۔"

دل میں اٹھتے تشویش بھرے جذبے کے برعکس، اس کا لہجہ بہت تلخ اور طنزیہ تھا۔ جواباً" اس نے بمشکل تمام ضبط کر کے آنسو پونچھے۔

"میں... حسیب میں..." اس نے پھر آنسو پونچھے۔

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" اس نے حسیب کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ مگر دوسری طرف کوئی ری ایکشن نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

نائلہ کا رویہ حسب معمول بہت اکھڑا اور روکھا پھیکا سا تھا۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حدید بڑے غور سے اس کی اتھا پتھ دیکھتا ماتھے کے بل گنتا رہا۔ یوں لگتا تھا اسے سوہا پر گزرنے والے حادثے کا کوئی افسوس نہیں' افسوس تھا تو صرف اس بات کا کہ سوہا چند دن میکے میں گزار کر پھر ہٹی کٹی ہو کر اس کے اعصاب پر سوار ہونے آرہی تھی۔ سوچ کا زہریلا ناگ بار بار پھن اٹھا کر اسے ڈستا اور ہر بار وہ تکلیف سے تڑپ جاتی۔

حدید آفس سے آکر نہانے جاچکا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"ذرا دیکھیں تو سہی۔ دروازے پر ہے کوئی۔" اس نے دوبار حدید کو آواز دی۔ پھر کوئی جواب نہ پاکر پیر پٹختی دروازے تک گئی۔

اپنے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے حدید کو غسل خانے سے برآمد ہوتے دیکھا۔ اس کی جھنجلاہٹ اور غصے میں ایک دم اضافہ ہوا۔ اسے لگا حدید جان بوجھ کر انجان بن رہا ہے اور' جان بوجھ کر غسل خانے سے دیر سے نکلا۔

"کیا مصیبت ہے۔" اس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں دروازہ کھول کر پوچھا۔ مگر آنے والا لمحہ اور سامنے کھڑے شخص کی شکل اسے گنگ کر گئی۔

"تم....." کچھ بولنے کی کوشش میں اس کے ہونٹ بے آواز پھڑپھڑ کر گئے۔

سامنے ہی شبیر حسین پان سے رنگے دانت اور ہونٹ لیے جلوہ افروز تھا۔

"کک۔ کون ہو تم۔"

اس نے انجان بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے گھبرا کر اندر صحن کی طرف دیکھا۔

"لو ہمیں بھول گئیں شہزادی۔" اس کے انداز وہی پرانے تھے۔ گہرے مراسم کی نشانی جیسے۔

"اب کیا یہ بھی یاد دلانا پڑے گا کہ ہم کون ہیں۔"

وہ یوں آسانی سے ٹلنے والا نہیں تھا۔

آن کی آن میں نائلہ کی جان پر بن گئی۔ حدید کسی بھی لمحے کمرے سے باہر آسکتا تھا اور انس آفس سے۔

"کیا چاہتے ہو۔ اب کیوں آئے ہو۔"

"ارے ایسے کھڑے کھڑے کیا خاک بات ہوگی۔ اندر چل کر اطمینان سے....."

"دماغ ٹھیک ہے کہ نہیں۔ یہ میرے....." اس کی بات منہ میں رہ گئی۔ حدید اندر کمرے سے پکار کر آنے والے کی بابت پوچھ رہا تھا۔

"چلے جاؤ خدا کے لیے یہاں سے جاؤ۔" لمحہ بھر میں اس کی شکل رونے والی ہوگئی۔

"ابھی جاؤں تو پھر کب آؤں۔"

اس کا اطمینان دیدنی تھا۔ نائلہ کا جی چاہا سامنے پڑے بڑے سارے پتھر سے اس کا سر توڑ کر قصہ تمام کردے۔

"کل..... کل دوپہر میں' اب جاؤ خدا کے لیے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا اور وہ دبی دبی آواز میں چیخ پڑی۔

حدید باہر آرہا تھا۔ اب شبیر حسین کے ہٹنے کا انتظار کرنا فضول تھا۔ وہ لمحہ بھر میں دروازہ بند کرنے ہی والی تھی کہ شبیر کے عقب سے انس کا چہرہ نمودار ہوا۔ اسے لگا اس کی سانس رک چکی ہے۔

☼ ☼ ☼

وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا بے زاری سے اس عورت کو دیکھے جارہا تھا۔ جو اس کی منت پچھلے آدھے گھنٹے سے کررہی تھی۔ کہ اسے چند دن کے لیے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دے۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حسیب کی سوچیں آپس میں بے طرح الجھی پڑی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے اور کیا کہے۔ سامنے بیٹھی عورت جھوٹی' مکار اور دھوکے باز تھی۔ یہ تو اسے یقین تھا۔ لیکن اس کا اجڑا حلیہ اور دگرگوں حالت کچھ اور کہانی سنا رہے تھے۔ آنکھیں یقین کر رہی تھیں۔ دل جھٹلا رہا تھا اور دماغ میں مسلسل تنبیہی گھنٹی بج رہی تھی۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو یہ بتاؤ۔" کتنی دیر بعد وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔

"بس تھوڑے سے دن کے لیے مجھے......"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ اور کہو۔"

"پلیز حسیب۔ وہ میرا سابقہ شوہر بھوکے شیر کی طرح ڈھونڈ رہا ہے مجھے۔ میرا دنیا میں کوئی نہیں رہا۔ میں کہاں جاؤں اب۔" اس پر رقت طاری تھی۔

"دیکھو اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہے تو......"

"مجھے رقم کی نہیں۔ تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔" وہ لجلجا رہی تھی۔

"تو کہیں اور جا کر ڈھونڈو سہارا۔ میں تمہیں کوئی سہارا......"

حسیب کہتے ہوئے اٹھا ہی تھا کہ اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ وہ اس کے قدموں پر گری سسک رہی تھی۔ غصے کی ایک تیز لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔

اس نے کس قدر مشکل سے اپنی زندگی کو سیٹ کیا تھا۔ اس کی دی ہوئی نشانی کو کلیجے سے لگا کر رکھنے کے جرم کی سزا اپنی بیوی سے ناراضی کی صورت میں بھگت رہا تھا۔ اور اب یہ بلا پھر جان سے چمٹنے کو آگئی تھی۔

اس نے ایک لمحے میں فیصلہ کر کے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف ہلکا سا دھکیل دیا۔

"تم ابھی اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ۔ کسی بھلائی کی امید مت رکھنا مجھ سے۔"

وہ اپنی زبوں حالی کی بدولت ہلکے سے دھکے سے جھٹکا کھا کر لڑکھڑائی اور سنبھلتے سنبھلتے بھی دہلیز پر گر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ پھر ایک قدم آگے بڑھ کے حسیب کے قدموں میں تھی۔

"نہیں نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم اتنے پتھر دل نہیں ہو سکتے۔"

وہ بری طرح بلک رہی تھی۔ حسیب کے پیروں سے چمٹ رہی تھی اور مستقل اس کا غصہ بڑھا رہی تھی۔

اس نے آخری بار ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر اپارٹمنٹ کے باہر دھکیل دیا۔

پڑوس میں رہنے والے مسٹر شرجیل اور مسز شرجیل اس وقت گھر پر نہیں تھے۔ ورنہ اس ہنگامے کی آوازیں ان تک ضرور پہنچتیں اور کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ اس سے استفسار کرتے۔

سالوں کی محنت سے بنایا گیا کردار اور عزت اسے ہر چیز سے بڑھ کر عزیز تھی۔ جس پر حرف آجانے کا خیال بہت زور آور تھا۔ اس نے تیزی سے اسے باہر دھکیل کر دروازہ سختی سے لاک کر دیا۔

باہر سے ابھی بھی اس کے رونے اور منتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ مستقل دروازہ ناک کر رہی تھی۔

اس نے صوفے پر تھرکتے موبائل کو دیکھا۔ ماہا کی کال آرہی تھی۔

"اوہ نو!"

شدید ترین ٹینشن میں گھر کر اسے اپنے اعصاب کشیدہ محسوس ہو رہے تھے۔ موبائل کی مسلسل بجتی بیپ۔ دروازے پر دستک۔

ابھی ذرا دیر پہلے تک اسے ماہا کی کال کا شدت سے انتظار تھا۔ اور اب اس کال کو ریجیکٹ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ اس قدر منتشر ذہن کے ساتھ اس سے بات کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ جبکہ وہ پہلے ہی

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شک میں مبتلا تھی۔ اور باہر ہوتی دستک کی آواز بھی اس تک جا سکتی تھی۔

کال ڈس کنکٹ کرتے ہوئے اس نے نفرت اور بے چارگی کے ملے جلے تاثرات سے باہر دھڑ دھڑاتے دروازے کو دیکھا۔ اور پژمردہ قدموں سے جا کر بیڈ روم میں بند ہو گیا۔

بیڈ روم کی چوکھٹ میں تختی ہے جسے دروازے کی کسی نامعلوم جھری کو چیرتی اس کی آواز یہاں تک آرہی تھی۔ وہ اب بھی مسلسل ناک کر رہی تھی۔ لیکن یہ آواز اب بہت مدہم ہو چکی تھی۔ حسیب کو یقین تھا۔ وہ کچھ دیر بعد تھک کر مایوس ہو کر وہاں سے چلی جائے گی۔ وہ اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔

☼ ☼ ☼

پل پل کر کے گزرتا ہوا دن' پل پل کر کے اس کی ٹینشن میں مسلسل اضافہ ہی کر رہا تھا۔ اس گھر میں آنے والے اول دن سے لے کر آج تک کبھی وہ کچھ نہیں ہوا تھا جو اب اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔ سالن جل گیا۔ دودھ ابل گیا۔ اور سلاد بنانے میں اس کی انگلی کٹ گئی۔

انس کو اس وقت شبیر حسین کے سامنے گھر آتے دیکھ کر اس کے جو اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ تو اس نے کمال مہارت سے سنبھال کر' انس کے استفسار پر شبیر حسین کو کسی چندہ کمیٹی کارکن کہہ کر جان چھڑا لی تھی۔ لیکن اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کل دوپہر کو جب وہ مصیبت اس سے آنے کا کہہ کر گیا ہے۔ اس کا کیا سدباب ہو گا اور کس طرح۔

اتنا تو اسے یقین تھا کہ ایک بار گھر میں گھس جانے کے بعد شبیر حسین کو گھر سے نکالنا اتنی آسانی سے ممکن نہ ہو گا۔ کئی ایک بار اس کے جی میں آئی کہ کل دوپہر کو دروازے پر تالا ڈال کر وہ خود بھی کہیں چلی جائے۔ پھر خود ہی اس خیال کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ کل دوپہر کو اسے گھر سے غائب پا کر وہ بعد میں کسی بھی وقت نازل ہو سکتا تھا۔ اور یقیناً پہلے سے زیادہ ہٹ دھرمی کے ساتھ۔

اس مصیبت کا کوئی مستقل حل کم سے کم اسے تو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یا اللہ میں کیا کروں۔"

کئی بار اس کے دل سے آواز نکلی۔ اپنے ہاتھوں کھڑی کی گئی مصیبت کو اپنی ہی جانب بڑھتا دیکھ کر اسے بہت جلدی خدا یاد آگیا تھا۔

رات کے کھانے پر بھی وہ بے توجہی سے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے کر کے ڈالنے لگی۔ حالانکہ وہ کبھی کبھی روٹی کو سالن یا دال میں اس طرح مکس کر کے نہیں کھاتی تھی۔ اور اگر سوہا کو ایسا کھاتے ہوئے دیکھتی تو یوں ناک چڑھاتی جیسے اسے بہت گھن آرہی ہو۔ حدید اس کی غائب دماغی کو بہت دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ جب ہی اسے سالن اور روٹی کا ملیدہ بناتے دیکھ کر ٹوکے بنا رہ نہیں سکا۔

"یہ کیا کر رہی ہو نائلہ۔ ایسے کھاؤ گی سالن۔"

"وہ بری طرح چونک پڑی۔ پھر اپنی پلیٹ پر نظر ڈالی تو خفیف سی ہو گئی۔

"ہاں وہ بس۔۔۔ آج یونہی دل کر رہا تھا کھانے کو۔"

اس نے حدید کی مشکوک نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ کر جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے نگلے۔

"تمہیں کوئی مسئلہ ہے نائلہ۔"

رات کو سونے سے پہلے اس نے ایک بار پھر پورے خلوص اور سچائی سے اس سے پوچھا تھا۔ اور جواباً "وہ ایک پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئی تھی۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

✡ ✡ ✡

بے حد مایوسی اور ناقابل یقین سی کیفیت میں اس نے سیل کی بے جان لائن کو دیکھا۔
"کیا حسیب ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے۔"
تمام تر شکوؤں کے باوجود یہ سوچ کافی تھی۔ اور مضطرب کرنے کے لیے۔
اس نے کمرے میں جھانکا۔ دیوار کی سمت چہرہ پھیر کر لیٹی سوہا پتا نہیں جاگ رہی تھی یا سو رہی تھی۔ وہ تمام تر کوشش کے باوجود اس سے اپنی فیلنگز شیئر نہیں کر سکتی تھی۔ سوہا جس اعصابی کشمکش اور بڑے حادثے سے گزر کر دوبارہ زندگی کی طرف لوٹی تھی۔ اس نے اس کی ذہنی حالت ایسی کر دی تھی کہ کسی بھی موضوع پر بات کرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا تھا۔ اور انس یا اپنے بچے کے بارے میں ذکر اسے آب دیدہ کر دیتا تھا۔ فی الحال وہ اس قابل نہیں رہی تھی کہ اس سے کسی بھی موضوع پر بات کی جاتی۔
نیچے عفت تھی۔ جس کا ہونا نہ ہونا بسا اوقات پتا ہی نہ چلتا۔ وہ دن بھر گھر کے کام نمٹاتی۔ سب کے لیے کھانا پکاتی' دو طرح کے پرہیزی سالن۔ صفائی۔ اور اس طرح کے دوسرے کام۔ یوں بھی ماضی میں ماہا کی کبھی عفت سے اس قدر بے تکلفی نہیں رہی تھی۔ کہ وہ اس قدر ذاتی نوعیت کی باتیں اس سے کہتی۔
فی الحال اس کے پاس حسیب کے فون کا انتظار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔

✡ ✡ ✡

فلیٹ میں خاموشی تھی۔ دروازے پر دستک کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔ مگر حسیب دروازہ کھول کر اس کی غیر موجودگی کا یقین کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ عین ممکن تھا۔ وہ دروازے کے پاس ہی کہیں موجود ہو۔
وہ.... کون تھی وہ؟ ڈزنی بلیک.... اپنے نام کی ضد بے تحاشا سفید عورت اس کے ذہن پر ماضی کے ہاتھ' برسوں پرانے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ جب اس نے پہلی بار اسے دیکھا تھا۔
اسے دیکھ کر کوئی بھی ذی ہوش اپنے ہوش کھو سکتا تھا۔ وہ خوب صورت نہیں' حسین عورت تھی اور اپنے بے پناہ حسن اور اس کی تباہ کاریوں سے اچھی طرح واقف تھی۔
حسیب جتنا کم عمر اور ناتجربے کار تھا۔ اس کے لیے ظاہری حسن رکھنے والی عورت کا ساتھ ہونا ہی اسے مکمل طور پر دیوانہ بنانے کے لیے کافی تھا۔ یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی۔ مگر وہ سدا کی دھوکے باز تھی۔ مردوں کو بے وقوف بنا کر ان سے پیسے اینٹھنا اور پھر کام نکل جانے کے بعد راہ چل دینا اس کا محبوب مشغلہ بھی تھا۔ اور ذریعہ معاش بھی۔
حسیب اس سے ملنے والے مردوں میں وہ واحد مرد تھا۔ جس کی طرف وہ بغیر پیسے کے ملتفت ہو گئی تھی۔ حالانکہ وہ کوئی ایسا خوب صورت حسین و جمیل' مردانہ وجاہت کا شاہکار مرد نہیں تھا۔ پھر بھی وہ اس کے پاس اس کے اپارٹمنٹ میں' جو فقط ایک کمرے اور کچن پر مشتمل تھا رہتی رہی تھی۔ حسیب اسے خود سے متاثر اور محبت میں گرفتار سمجھنے لگا۔ اس نے زندگی میں اس جیسی عورتیں کبھی دیکھی ہی نہیں تھیں۔ اس قدر مطلبی' اتنی چلتی پرزہ۔ دن رات مردوں کی سنگت میں گزارنے اور جانے کون کون سے گورکھ دھندوں میں پھنسی۔ جسم فروشی کی غلیظ دلدل میں گردن تک دھنسی عورتیں۔
وہ بھی ان ہی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور اپنے ایک بہت پرانے اور خطرناک قرض خواہ سے چھپتی پھر رہی تھی۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ حسیب کو اپنی محبت کا فریب دے کر چند روز یا چند ہفتے اس کے پاس سب سے چھپ کر گزارے۔ دن رات کا ساتھ اور حدود و قیود سے مبرا قربت وہیں رنگ لائی تھی۔ جب حسیب کو

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پتا چلا کہ ڈزنی اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ جس دن اسے یہ خبر ملی اس کی کیفیت عجیب تھی اور احساسات عجیب تر۔

یہ پہلی خوش خبری تھی جو اسے زندگی میں وقت سے بہت پہلے مل گئی تھی۔ ڈزنی کے لیے بھی یہ خبر غیر متوقع تو تھی۔ لیکن خوش کن ہرگز نہیں تھی۔

جس روز حبیب کو یہ خبر ملی۔ اسی رات ان دونوں کے درمیان زبردست جھگڑا ہوا۔ اور حبیب اس سے ناراض ہو گیا۔ پھر وہ تین دن تک ناراض رہا لیکن ڈزنی کے اوپر رتی برابر اثر نہ ہوا۔ ہار مان کر حبیب خود ہی اس کا خیال رکھنے پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اس عورت کے لیے یہ صورت حال کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ وہ تو فقط چند روز کے لیے پناہ لینے حبیب کے پاس آئی تھی۔ زندگی بھر کے لیے کسی سے جڑ کر رہنا اس کی فطرت میں ہی نہ تھا۔ کجا کہ کسی مرد کی بیوی بن کر اس کے بچے پالنا۔

حبیب نے اپنا پورا زور لگایا۔ مگر جب وہ کسی طرح اس بات کے لیے راضی نہ ہوئی کہ یہ بچہ اس دنیا میں آئے تو اس نے ہتھیار ڈال دیے۔ ڈزنی ویسے بھی اس پر پوری طرح ظاہر کر چکی تھی کہ وہ کس قماش کی عورت ہے۔ اس لیے اب نہ تو مزید حبیب کے پاس اس کی رہائش ممکن ہے اور نہ اس بچے کی دنیا میں آمد۔

حبیب کی آنکھوں میں کسی عورت کے حوالے سے سجا پہلا خواب بری طرح چکنا چور ہو گیا۔ وہ اگر اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تو' وہ اسے مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ اسے خود پر' اپنی عقل پر اپنی نادانی پر حیرت بھی تھی۔ اور افسوس بھی تھا۔

ایک عورت نے کتنے دن کتنے مزے سے اسے بے وقوف بنایا اور وہ فقط اس کی حسین صورت اور خوب صورت جسم کے پیچھے اس کے لیے ایک مہرے کی طرح استعمال ہوتا چلا گیا۔ اس نے بمشکل تمام اسے اس بات کے لیے راضی کیا کہ وہ اس بچے کو دنیا میں آنے دے۔ اس کے بعد اس بچے کو حبیب کے حوالے کر کے وہ جہاں جانا چاہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں' وہ اسے مجبور نہیں کرے گا کہ وہ حبیب کے ساتھ ہی رہے۔ لیکن وہ حبیب کی اولاد کو یوں ختم نہیں کرے گی۔ کافی بحث مباحثے کے بعد وہ مان گئی۔

حبیب کی مالی پوزیشن اس قدر کمزور تھی کہ ڈزنی کا خیال رکھنے کے لیے اسے وقت پر خوراک اور دواؤں کی فراہمی اور پھر مستقبل میں اپنے بچے کے لیے اس کے اخراجات کے لیے ڈبل جاب کرنی پڑی۔ مگر وہ راضی خوشی تیار ہو گیا۔ اس نے ویک اینڈ اور سنڈے کو بھی کام کرنا شروع کر دیا۔ اپنی ضروریات ختم کر کے وہ ہر طرح سے ڈزنی کا خیال رکھ رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا۔ اس طرح سے اپنی محبت نچھاور کر کے وہ اسے اپنا بنا لے گا۔ مگر ایسا ہو نہیں سکا۔

ایک بہت عام سے دن جب وہ اٹھارہ گھنٹے کی ڈیوٹی بھگتا کر گھر واپس آیا تو اس کا اپارٹمنٹ خالی تھا۔ اور وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

✻ ✻ ✻

بے انتہا شل ہوتے اعصاب کسی کی پرسکون رفاقت کے متقاضی تھے۔ دو مہربان ہاتھ جو گزرے وقت کی نامہربان یادوں سے اسے سنبھال کر علیحدہ کر لیتے۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اور وہ سکون سے آنکھیں موند کر گہری نیند میں اتر جاتا۔ اس نے ماہا کا تصور کر کے آنکھیں موندیں تو بے تحاشا جلن کے احساس تلے ایک نئی بے چینی نے جنم لیا۔ ماہا نے دوبارہ کال نہیں کی۔ پتا نہیں وہ کیا سمجھی ہو گی۔ یقیناً" اور بھی زیادہ بدگمان ہو گئی ہو گی اور کیا۔

ایک اضطراب اس کی رگ و پے میں دوڑ گیا۔ اس نے وقت دیکھے بغیر تیزی سے ماہا کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانب پہلی بیل کے مکمل ہونے سے پہلے فون ریسیو کرلیا گیا۔

"ہیلو۔ ہیلوماہا۔ کیسی ہو میری جان۔"

اس کے لہجے میں کتنی بے چینی، بے کلی پنہاں تھی۔ میلوں دور بیٹھی اس کی آواز کا انتظار کرتی ماہا نے پورے دل و جان سے محسوس کی۔

سوہا نے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر ماہا کو دیکھا۔ وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔ اور رات کے اس پہر بھلا کون ہو سکتا تھا حبیب کے سوا۔

اس کی آواز معمولی سی بھنبھناہٹ کی صورت میں اس تک پہنچ رہی تھی۔ اس کی آواز میں کوئی ترنم نہ تھا۔ نہ کوئی لوچ نہ گداز۔ پھر بھی اس وقت وہ دبی دبی محتاط آواز سوہا کو کسی خوب صورت محبت بھرے، پرنم گیت سے کم نہیں لگی۔

جانے کس خیال نے اس کی آنکھیں یک دم گلابی کردیں۔ اس کے دل میں بوندا باندی ہونے لگی۔

"کیا انس کو میری یاد آتی ہوگی۔" ایک سوال آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور اس کی ہمت نہ تھی کہ ہاتھ بڑھا کر وہ آنسو صاف کردے۔ اس کے دل نے ایک سسکی بھری۔

☼ ☼ ☼

دوسری صبح اس قدر بوجھل نہ تھی۔ جتنی کل رات لگ رہی تھی۔ دل کا بوجھ ماہا سے بات کرکے کافی حد تک کم ہو گیا تھا۔ وہ آنکھ کھلنے کے بعد بھی دیر تک پڑا بستر میں اینڈتا رہا۔ رات کو ہونے والی بات اور ڈزنی کی اچانک آمد کے بارے میں سوچتا رہا۔

اسے حبیب کا ایڈریس کہاں سے ملا اور وہ دبئی کیسے پہنچ گئی۔ ان سوالوں کے جوابات ڈھونڈنا بے کار تھے۔ اب اسے جلد سے جلد اپنا ایڈریس تبدیل کرنا تھا۔ خوش آئند بات یہ تھی۔ کہ کل اس نے بہت عرصے بعد ماہا کی آواز میں اپنے لیے اسی پرانی بے تابی کی جھلک دیکھی۔ اس نے ماہا سے وعدہ لیا تھا کہ وہ کچھ عرصے بعد اسے واپس بلالے گا اور وہ انکار نہیں کرے گی۔ فی الحال وہ خود ہفتے بھر کے لیے اس سے ملنے پاکستان جانے کا فی الفور ارادہ کر بیٹھا تھا۔ ماہا نے البتہ فوراً" ساتھ آنے سے انکار کردیا تھا۔ حبیب کے لیے یہ ہی بہت تھا کہ کم سے کم اس کی ناراضی دھیرے دھیرے اختتام کی طرف سفر کررہی تھی۔ اور اگر وہ حبیب کی پوری بات سن لے گی تو یقیناً" اسے معاف بھی کردے گی۔

اس کے دل میں امیدوں کے نئے چراغ تو پکڑ رہے تھے۔

اس نے گنگناتے ہوئے کافی بنائی اور بہت اچھے موڈ میں آفس کے لیے تیار ہوا۔ ابھی اسے اپنے منیجر کو ہفتے بھر کی بریفنگ بھی دینی تھی۔ کہ اس کی غیر موجودگی میں پورے آفس اور اسٹاف کو اس کا منیجر ہی دیکھتا تھا۔

دروازے پر بیل ہو رہی تھی۔ ٹائی کی ناٹ لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ تھم گئے۔ بے وقت کی آمد، شاید نہیں یقیناً" پھر اس کی تھی۔

"Not Again۔" اس نے کوفت سے ایک گہری سانس لی۔ اور دروازے پر لگی میجک آئی سے احتیاطا" باہر جھانکا۔ مگر باہر اس کی توقع کے خلاف ڈزنی کے بجائے مسز شرجیل کھڑی تھیں۔ اس کے دل کو ذرا اطمینان ہوا۔ اس نے فوراً" دروازہ کھولا۔ پھر ٹھٹک گیا۔

مسز شرجیل وہاں اکیلی نہیں تھیں۔ وہ اپنے برابر میں اشارہ کرکے معنی خیزی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔

"یہ خاتون آپ کا ایڈریس پوچھ رہی تھیں۔"

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

٭ ٭ ٭

بھری دوپہر کا وقت تھا۔ نائلہ جلے پیر کی بلی کی طرح برآمدے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی۔ اسے انتظار تھا۔ شبیر حسین کا۔ جسے اس نے خود آج آنے کا بلاوا دیا تھا۔ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کس کس وقت کو کوسے اور اپنی کون کون سے حماقتوں کا ماتم کرے۔ اس کی حرکتوں کے لیے لفظ حماقتیں تھا بھی بہت احمقانہ۔

دفعتاً" دروازے پر بیل ہوئی۔ اسے معمول سے زیادہ چیختی ہوئی محسوس ہوئی۔ کانپتے ہوئے پیروں اور کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے دروازہ کھولا۔

"آ... آپ۔" اس کا دل حلق میں آن پھنسا۔ سامنے حدید کھڑا تھا۔

کھڑے کھڑے جسم بے جان ہو جاتا۔ ناکارہ ہو جانا کسے کہتے ہیں۔ اسے آج پتا چلا تھا۔ وہ اتنی حواس باختہ ہو گئی کہ کتنی دیر وہیں کھڑی حدید کی شکل ہی دیکھتی رہی یہاں تک کہ اس نے باقاعدہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ ایک طرف ہو کر اسے راستہ دیتے سے بھی اسے یوں ہی لگ رہا تھا۔ جیسے وہ ابھی پورے قد سے زمین پر جا گرے گی۔

شاید وہ اپنی زندگی میں اتنی خوف زدہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حدید سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"آپ... آپ اس وقت کیسے آ گئے۔" وہ جیسے لڑکھڑاتی ہوئی آواز اور ڈگمگاتے قدم لے کر اس کے پیچھے آئی تھی۔

"یار ایک ضروری فائل لے جانی تھی۔ گھر پر بھول گیا۔ خواری اٹھانی پڑی۔"

وہ اب سائیڈ ٹیبل کے پاس کھڑا کسی فائل کے صفحات کو عجلت میں پلٹ رہا تھا اور نائلہ اتنے ہی اضطراب کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ صد شکر تھا کہ وہ اس قدر جلدی میں تھا کہ اس نے نائلہ کے چہرے کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ ورنہ اسے اس کے منہ پر اڑتی ہوائیاں ضرور نظر آ جاتیں۔

"تو آپ فائل لے کر جا رہے ہیں واپس۔"

"ہاں... دیکھو شاید۔"

"ش... شاید مطلب...؟" ابھی اس کا سوال منہ میں ہی تھا کہ حدید کی کال آ گئی۔ چند منٹ اس نے بات کی، پھر فون بند کر کے سکون کا سانس لیا۔

"میں نہانے جا رہا ہوں، تم کھانا نکال لو۔"

"کیوں... م... میرا مطلب ہے آپ جا نہیں رہے واپس۔"

"جاؤں گا، مگر اب اتنی جلدی نہیں۔"

وہ خود تو سکون سے ہو گیا، لیکن نائلہ کا سکون غارت ہو گیا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر نہانے چلا گیا۔ نائلہ چند لمحے باتھ روم کے بند دروازے کو گھورتی رہی، پھر تیزی سے اچھلی۔ دروازے کی بیل بج رہی تھی۔ چیختی، چلاتی، شور مچاتی۔

اس کے حواس ساتھ چھوڑنے لگے۔ وہ وہیں کھڑی باتھ روم کے دروازے کو گھورے گئی۔ وہ جانتی تھی، اب دروازے پر شبیر حسین کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

بیل پھر بجی۔ نائلہ کا دل کنپٹیوں میں بھاگ آیا۔ ایک ایک رگ دھڑکن کے ساتھ پھڑکنے لگی۔ ایک پل کو خیال آیا کہ یوں ہی کھڑی رہے اور بیل بجانے والا مایوس ہو کر چلا جائے۔ لیکن یہ خیال کتنا بودا اور کچا تھا۔ مسلسل بجتی بیل پر اگر حدید نکل آتا اور اگر نہیں نکلتا تو جھانک کر اسے آواز دینے کا ارادہ کرتا اور اسے یوں بت بنے دیکھ

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیٹتا تو۔۔۔

اسے ایک جھرجھری سی آئی اور وہ تیز لیکن ٹیڑھے میڑھے قدموں سے دروازے تک آئی۔ جھری سے جھانکنے پر کچھ دکھائی نہیں دیا تو اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی اس کا منحوس چہرا سامنے تھا۔ پان کھاتے دانت، سیاہ مسکراتے لبوں کے پیچھے خباثت سے جمے ہوئے تھے۔

✡ ✡ ✡

وہ بے حد سنجیدہ اور سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنی پیکنگ میں مصروف تھا۔ کمرے کے کھلے دروازے سے سامنے صوفے پر وہ اسے بیٹھی ہوئی نظر آرہی تھی۔ سر جھکائے، نادم و شرمسار سی۔ اسے اس کی یہ حرکت اور یہ تاثر ایک ڈھونگ سے زیادہ کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کافی دیر خاموشی سے اپنا کام کرنے کے بعد وہ اس کی طرف آیا۔

"میں پاکستان جارہا ہوں۔" چند لمحے اسے سخت نظروں سے گھورنے کے بعد اس نے کہا "اور تم میری غیر موجودگی میں یہاں نہیں رہ سکتیں۔"

"میں رہ سکتی ہوں۔ میرا مطلب ہے تم جتنے دن کے لیے جارہے ہو، صرف اتنے دن مجھے یہاں۔۔۔"

"اور اس کے بعد۔۔۔" حبیب نے بے زاری سے اس کی بات کاٹی۔

"اس کے بعد میں چلی جاؤں گی۔ آئی سوئیر۔۔۔ مجھے صرف چند دن کے لیے یہاں رہنے دو۔" اس کا لہجہ التجائیہ ہو گیا، لیکن اس کے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے نا۔ سارا مسئلہ تو یہ ہے۔"

"تم میری بات کا یقین کرو حبیب میں۔۔۔ میں کیسے تمہیں یقین دلاؤں۔ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئی۔ پلیز میرا یقین کرو۔ میں بہت مصیبت میں ہوں، میری مدد کرو پلیز۔" وہ پھر گڑگڑاتی ہوئی رونے کے لیے پر تولنے لگی۔

"اوہ پلیز یار۔۔۔ بند کرو یہ ناٹک۔۔۔" اس نے کوفت سے اسے ٹوک دیا۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی تو میں چند دن یا شاید صرف تین دن کے لیے جارہا ہوں۔ لیکن میں پاکستان سیٹل ہونے والا ہوں۔ اس لیے تمہارے دل میں اگر کوئی گمان ہے بھی تو دور کرلو۔ میری شادی ہو چکی ہے اور میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور اس کی خاطر میں کچھ بھی کرسکتا ہوں۔ اسی لیے اپنا پورا بزنس 'کانٹیکٹس' ختم کرکے پاکستان چلا جاؤں گا۔ تمہارے پاس یہ ہی تین دن ہے۔ اپنا ٹھکانا کرو اور بوریا بستر سمیٹ کر رکھو۔" اس کے لہجے میں حد درجے بے مروتی اور لاتعلقی بھر گئی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں میں چلی جاؤں گی، میرا وعدہ ہے۔"

"ہونہہ۔۔۔ وعدہ۔۔۔ ایک وعدہ پہلے بھی کیا تھا تم نے کسی کے حوالے سے، یاد ہے تمہیں۔" اس کے رونے میں یک دم بریک آیا۔ اس نے ناسمجھی کے سے انداز میں حبیب کو دیکھا۔ پھر بے حد چونک اٹھی۔

✡ ✡ ✡

وہ فون پر اسے بے قراری سے خود کو پکارتا اور سسکتا ہوا سن رہا تھا۔ شاید اتنے دنوں کی دوری نے سوہا کے دل پر چھائی تمام بدگمانی کی کثافت کو دھو کر اس کی پوتر محبت کو پھر سے اجاگر کر دیا تھا۔ وہ محبت جو ان دونوں کے درمیان موجود ہوتے ہوئے بھی کہیں گم ہو گئی تھی۔

"تم۔۔۔ رو مت میں آجاؤں گا تمہیں لینے۔"

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کب... کب آئیں گے، جلدی آجائیں، میرا دل گھبرا رہا ہے۔ بہت۔"

"کیوں... کیا تم اکیلی ہو... ماما اور آنٹی کہاں ہیں۔"

"وہ ہیں یہیں گھر میں... مگر مجھے چین نہیں مل رہا، پتا نہیں کیا بات ہے۔" وہ بے قراری سے بول رہی تھی اور انس کا قرار لوٹ رہی تھی۔

"اچھا ابھی تو میں آفس میں ہوں۔ تم امی کے پاس چلی جاؤ۔ میں آج ہی آؤں گا... اوکے..."

"آپ ابھی تک کیا کر رہے ہیں آفس میں... اب تو آٹھ بجنے والے ہیں، ابھی تک..." اس کی تشفی ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔

"ارے بھئی کام کا لوڈ ہے۔ میں نے کہا نا میں آجاؤں گا اب فون بند کر کے نماز پڑھو تم۔ سکون ملے گا دل کو اور گھبراہٹ بھی کم ہو گی، جاؤ شاباش..."

اس کی گھبراہٹ کم نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ آفس میں بیٹھ کر زیادہ دیر تک بات بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مجبوراً" اسے لائن ڈس کنکٹ کرنی پڑی۔ فون بند کر کے اس نے چہرے پر پھیل جانے والی نمی سمیٹی تو امی کو دروازے میں کھڑا ہوا پایا۔

"کیا ہوا سوہا کیا ڈر گئی تھیں میری بچی!"

وہ آگے بڑھیں، سوہا ایک دم ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ وہ ماں تھیں۔ سمجھ سکتی تھیں، سمجھ سکتی تھیں کہ اب بیٹی کو اپنے ہم سفر کی یاد بے چین کر رہی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے اسے پچکارتے ہوئے اس کا سر تھپکنے لگیں۔

"اسی لیے میں نے کہا تھا کہ فون کر کے اسے بلاؤ اور اس کے ساتھ گھر چلی جاؤ۔ اتنے دن کی دوری یوں ہی وسوسے ڈال دیتی ہے دل میں اور اتنے محبت کرنے والے شوہر سے زیادہ کون خیال رکھ سکتا ہے۔ انس اور حدید ماشاء اللہ دونوں ہی بہت نیک، شریف النفس اور محبت کرنے والے بچے ہیں۔"

امی دھیمی آواز میں اسے تسلی دے رہی تھیں۔ جب انس اور حدید کا نام سن کر اندر آتی ہوئی عفت دہلیز پر ہی رک گئی۔

انس اور حدید... محبت کرنے والے بچے... حسیب... جان چھڑکنے والا شوہر... اس کے دل میں جانے کیوں بوندا باندی سی ہونے لگی۔ وہ بنا کچھ کہے وہیں سے واپس پلٹ گئی۔ چپ چاپ، خاموش اور بے نام سی اداسی کے ہمراہ۔

☆ ☆ ☆

"تم... ابھی چلے جاؤ خدا کے لیے میرا شوہر گھر پر ہے۔"

"کیوں شہزادی۔ اب ہم سے بھی آنے بہانے کرو گی تم۔ ہم کوئی غیر ہیں۔"

"افوہ خدا کے لیے کیوں ایک بار کی بات نہیں سنتے تم۔"

نائلہ کھڑے کھڑے پگھلتی جا رہی تھی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ جادو کے زور سے اس خبیث شیطان کو وہاں سے غائب کر دے۔

"اے لو۔ ابھی کل ہی تو سن کر گیا تھا کہ کل دوپہر میں آنا۔ اور اب آج پھر وہی بات۔"

اس پر نائلہ کی حالت اور اس کی منت سماجت کا خاک اثر نہیں ہوا۔ وہ مصنوعی خفگی سے یوں ٹھنکا جیسے وہ دونوں آپس میں بچپن کی گہری سہیلیاں ہوں۔

"ہاں ہاں کہا تھا میں نے... مگر ابھی وہ آگیا ہے بنا بتائے۔ اب اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ تم بس ابھی چلے

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جاؤ۔" نائلہ نے بات کے درمیان میں خوف سے مڑ کر دیکھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ حدید ابھی نہا کر نہیں نکلا تھا لیکن یقیناً" نکلنے ہی والا تھا۔ اس نے گردن واپس موڑی تو شبیر حسین ہتھیلی پر کوئی بدرنگی چیز رکھے انگوٹھے سے مسل رہا تھا۔

"سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا ہے۔" اس کا اطمینان اور بے نیازی دیکھ کروہ دبی آواز میں چیخ اٹھی۔

"ہوئے۔" شبیر حسین کے تاثرات میں یک لخت سرد مہری در آئی اور آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔ "چلا کس پر رہی ہے۔"

لحہ بھی نہیں لگا تھا کہ وہ ایک بے فکرے ریشہ خطمی عاشق سے بدل کر غنڈا موالی لگنے لگا۔ اس کا انداز اس قدر دھمکی آمیز تھا کہ نائلہ کی خوف کے مارے آنکھیں ابل آئیں۔

"تو تم میری بات کیوں نہیں سن رہے۔ آج نہیں کل آجانا مگر خدا کے لیے ابھی جاؤ۔ اگر محلے میں سے بھی کسی نے دیکھ لیا۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر تسلی دی۔

"اوئے بس بس۔ آج تو جا رہا ہوں۔ پر اب کی بار آیا تو۔۔۔" بات چھوڑ کر اس نے ایک لوفرانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر بائیں آنکھ دبائی۔

"تو اندر آکر بات کروں گا' چائے پانی کے بغیر ٹلوں گا نہیں۔"

وہ پھر کوئی پرانا رازدار لگنے لگا۔ نائلہ کے سینے پر سے کسی نے بھاری سل اٹھائی۔ بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کان میں ڈال کر زور زور سے ہلاتے ہوئے وہ مڑ گیا۔ اور اس کے مڑتے ہی دروازہ بند کرتی نائلہ کا لمحے بھر کو جی چاہا اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دے۔

عرق عرق پیشانی' ٹرین کی رفتار سے بھاگتا دل اور گھٹی گھٹی سانسیں لیتے وہ سیدھی کچن میں آکر چولہا جلا کر اس پر توا رکھنے لگی۔ ابھی تو وہ کسی بھی صورت میں حدید کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔ اور اپنے بارے میں اسے صد فیصد یقین تھا کہ اس کے چہرے پر ضرور کوئی نہ کوئی گڑبڑ کی تفصیل دیتا تاثر ہوگا۔ جسے فی الوقت وہ حدید سے چھپانا اور اپنے تاثرات کو نارمل کرنا چاہتی تھی۔ اسے کسی بھی قسم کے شبہے سے دور رکھنے کے لیے یہ احتیاطی تدبیر بہت ضروری تھی۔

روٹیاں جھٹ پٹ پک گئیں مگر آج ان میں وہ گولائی نہیں تھی۔ جو اس کے ہاتھ کی روٹی کا خاصہ تھی۔ کھانا تیار تھا۔ اس نے گرم کرنے کو رکھا۔ اور سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو بالکل پرسکون کرلیا۔ پھر ذرا کی ذرا باہر جھانکا تو حدید نہایا دھویا کمرے سے نکل کر اسی طرف آرہا تھا۔ اس نے تیزی سے رخ پھیر لیا۔ چند ہی پل گزرے اور وہ اس کے پشت پر کچن میں داخل ہوا۔ اس نے ہانڈی میں چلانے کے لیے چمچہ اٹھایا ہی تھا کہ وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر واپس ہنڈیا میں جا گرا۔

حدید نے اس کی پشت پر سے اپنے دونوں بازو ڈال کر اسے اپنے قریب کرلیا۔

"کیوں اتنی ہلکان ہو رہی ہو۔"

نائلہ سن اور ساکت سی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔ اس سے جنبش کرنا تو دور سانس لینا بھی محال ہوگیا۔ ذرا دیر پہلے ایک نامحرم نے اس کا دم نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اب یہ محرم مرد اس کی سانسیں روکے کھڑا تھا۔

"کتنی گرمی ہو رہی ہے۔ ہے نا۔"

اس نے ہاف آستین کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کا تروتازہ اور ٹھنڈا وجود اگر نائلہ اس کی وفادار بیوی

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتی۔ اور یہ ایک دوسرے کے من چاہے ہوتے تو اس کے ٹھنڈے وجود کی ساری ٹھنڈک اور تازگی نائلہ خود میں اتار لیتی۔ لیکن۔ لیکن اس وقت تو اس کے گیلے بازوؤں کی ٹھنڈی نرم ملائم گرفت نے کسی دہکتے لوہے کی طرح اسے جکڑ لیا تھا۔ اس کے جسم میں تپش بھرنے لگی۔ وجود سلگنے لگا۔

"کچھ بولو بھی۔ یا ایسے ہی کھڑی رہو گی۔ اچھا چلو چھوڑو کھانے کو آؤ۔" اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر چولہا بند کیا۔ اور پھر اس کا رخ اپنی طرف پھیر کر وہ جانے اپنا کونسا حق استعمال کرنا چاہتا تھا۔ جب نائلہ ایک دم تڑپ کر اس کی گرفت سے نکل گئی۔ حدید جہاں کا تہاں کھڑا رہ گیا۔

"میں کھانا لگا رہی ہوں آپ ہاتھ دھو کر آجائیں۔"

احساس توہین سے اس کے جبڑے بھینچ گئے۔ چہرہ سرخ پڑ گیا۔

کیا نائلہ جانتی نہیں تھی۔ کہ وہ ابھی نہا دھو کر ہی نکلا ہے اسے ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں۔ اور کھانا کھانے سے اس نے خود ہی انکار کر دیا تھا۔ وہ کچھ اور کہہ رہا تھا۔ اسے کھانا نہیں چاہیے تھا۔ اس کی خواہش کچھ اور تھی۔ وہ کیا مانگ رہا تھا۔ نائلہ اچھی طرح جانتی تھی۔ اور وہ اس طرح دور کیوں چلی گئی تھی۔ یہ حدید بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن کیوں؟

وہ ایسا کیوں کرتی تھی۔ وہ حدید کے نزدیک نہیں آتی تھی۔ نہ اسے قریب آنے دیتی تھی۔ آخر کیوں۔ کیا چل رہا تھا اس کے دماغ میں۔ کیا وجہ تھی اس گریز کی۔ وہ کیوں اپنے اور اس کے بیچ یہ اجنبیت اور بیگانگی قائم رکھنا چاہتی تھی۔ وہ اس سے وہ تعلق کیوں نہیں جوڑنا چاہتی تھی جو ایک مرد اور عورت اپنے محرم سے ہی جوڑتے ہیں کہ اسی میں ان کی بہتری اور بھلائی ہے۔

ہمیشہ کی طرح نائلہ اس سے دور ہٹ گئی تھی۔ اس کے لیے ایک سوالیہ نشان چھوڑ کر۔

اس نے چاہا کہ وہ ابھی فوراً" پلٹ کر جائے اور اپنا حق وصولے۔ یا کم سے کم اسے جھنجوڑ ہی ڈالے۔ اس احتیاط کی اس دوری اور گریز کی وجہ ہی پوچھ لے۔ چاہے جبراً" زور زبردستی سے ہی سہی۔ لیکن اس پر اچھی طرح ثابت کر دے کہ وہ کیا ہے اور کیا کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا۔ کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ اس حوالے سے ایک بار پہلے بھی ان کے درمیان تناؤ آچکا تھا۔ جھڑپ نہیں، لیکن بحث تو ہو ہی چکی تھی۔

نائلہ جا چکی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ بے شک نائلہ کو کھانا نکالنے کے لیے کچن میں آنا ہو گا مگر وہ اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک وہ خود وہاں سے باہر نہ چلا جائے۔ اس کی کنپٹی کی رگیں پھڑپھڑانے لگیں۔

نائلہ نے اسے تیزی سے کچن سے نکل کر باہر جاتے دیکھا۔ دوبارہ آفس جانے کے خیال سے اس نے اپنی بائیک اب تک باہر ہی کھڑی کر رکھی تھی۔ نائلہ اس کا ارادہ بھانپ گئی۔

"حدید! میری بات سنیں۔ پلیز رک جائیں۔ دیکھیں۔"

جانے کس خوف کے زیر اثر اس نے غصے میں اندھا دھند باہر نکلتے حدید کو دیکھ کر اسے روکنا چاہا۔ مگر وہ شدید غصے کے عالم میں بائیک اسٹارٹ کر کے یہ جا وہ جا۔

☆ ☆ ☆

کراچی کا موسم ابر آلود تھا۔ ایئر پورٹ پر چلتی ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا۔ ماہا سے ملنے کی خوشی کے باعث دل ویسے ہی مطمئن اور شاد تھا۔ موسم نے دل کے موسم کو کچھ اور نکھار اور سنوار دیا۔ اس کے باوجود وہ سیدھا ماہا سے ملنے کے بجائے اپنی بہن سے ملنے چلا آیا۔ ماہا کے علاوہ دنیا میں ایک یہی اس کا سگا اور واحد رشتہ بچا تھا۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے تم حسیب اس قدر اچانک۔" ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔

"بس اپنوں سے ملنے کا دل تو ہر وقت ہی کرتا ہے۔ سو چا مل ہی آؤں جا کے۔" اس کی مسکراہٹ میں، باتوں میں، لہجے میں ایک عجیب سی اداسی تھی۔ اور میٹھی سی خلوص کی چاشنی تھی وہ پورا دن اس نے وہیں گزارا۔ اپنی بہن کے ہاتھ کا بنا کھانا کھایا۔ عرصے بعد گھر کا کھانا ملا جو محبت بھرے ذائقے سے لاجواب ہو گیا تھا۔ فرمائش کر کے بیف بریانی اور شاہی ٹکڑے بنوا کر کھائے۔ پھر بھی ایک بے نام سی الجھن نے اس کا احاطہ کیے رکھا۔

شام تک وہ اسی ادھیڑ بن میں لگا رہا کہ آپی سے ڈسکس کرے یا نہ کرے۔ پھر اس نے ان کو کچھ بھی نہ بتانے کا فیصلہ کیا۔ یوں بھی ان کے انداز سے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اگر انہیں ماہا اور حسیب کے درمیان کسی تنازعے کا علم تھا بھی۔ تب بھی انہوں نے ظاہر نہیں کیا۔ یا شاید وہ اس کی گہرائی سے واقف نہیں تھیں۔

شام کو اس کے بہنوئی کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے واپسی کے لیے پر تولے۔

"اتنے دن بعد آئے ہو۔ تو ایک رات رک ہی جاؤ۔ ماہا کے پاس کل چلے جانا۔"

بہن کے مان بھرے اصرار کے آگے اس سے پس و پیش نہیں کی گئی۔ اور وہ اس رات وہیں رک گیا۔ اسے احساس تو تھا کہ ماہا منتظر ہو گی۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ فون کر کے اسے بتا دے گا۔ ماہا واقعی منتظر تھی حسیب کی۔ لیکن کوئی اور بھی تھا۔ جس کی بے چینی اور بے تابی عروج پر تھی۔ اور وہ ماہا نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

کمرے کے پیچھے کی طرف بنی بالکونی جو باہر گلی میں کھلتی تھی۔ اس وقت اس کے اداس وجود سے آباد تھی۔ مغرب کے بعد اب عشاء ہونے کو آئی۔ لیکن گلی ہنوز سنسان پڑی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ انس جتنی بھی جلدی کرلے، مگر محض ایک گھنٹے میں گھر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پھر بھی اپنے دل کو طفل تسلیوں سے بہلاتی مستقل ہی بالکونی میں کھڑی باہر جھانک رہی تھی۔

تب ہی گلی کے نکڑ سے ایک بائیک نمودار ہوئی اور اس کی رفتار کم ہوتے ہوئے دروازے پر ختم ہو گئی۔ سوہا نے یوں ہی باہر جھانکا اور جیسے زمان و مکان کی گردشیں تھم گئیں۔ وہی تو تھا۔ جس کا اسے اس قدر بے چینی سے انتظار تھا۔

بائیک رکی وہ اترا اور دروازے پر بیل دی۔ سوہا بجائے واپس مڑ کر نیچے جانے کے وہیں کھڑی دروازہ کھلنے کا انتظار کرتی رہی۔ وہ اب دروازے کے اور نزدیک ہو کر بالکونی والے چھجے کے نیچے چلا گیا تھا۔ اس لیے پورا جھک جانے پر بھی سوہا کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

پھر آواز آئی۔۔۔ دروازہ کھل چکا تھا۔ عفت نے ہی کھولا تھا۔ پھر اس نے عفت کی آواز سنی۔ وہ سلام کر کے اسے اندر بلا رہی تھی اور بس۔۔۔ سوہا کے ضبط کی حدیں یہیں تک تھیں۔ وہ مڑ کر تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی۔ پھر صحن میں کھلنے والے دروازے سے تیز تیز قدم اٹھاتی۔ سیڑھیوں سے اترتی چلی گئی۔

کمرے میں بیٹھی موبائل میں مصروف ماہا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر خود ہی انس کے آنے کا قیافہ لگا کر مصروف ہو گئی۔ امی نے بھی اسے دیکھا ضرور، لیکن وہ عشاء کے لیے نیت باندھ رہی تھیں۔ سوہا نے دو، دو سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگیں۔ آخری سیڑھی کے اختتام پر عفت کھڑی کسی سے باتیں کر رہی تھی اور۔۔۔ اور کون ہو سکتا تھا۔۔۔ انس کے علاوہ۔۔۔ عفت نے مڑ کر اسے نیچے اترتے دیکھا اور مسکرائی۔

"آؤ۔۔۔ سوہا۔۔۔ حدید بھائی آئے ہیں ہم بھی ملو۔"

اس کی آواز تھی یا سم سم کا جادو۔ سوہا وہیں تھم گئی۔ اس کی ساری بے قراری ابلتے دودھ کی طرح دیگچی سے

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

باہر آگری۔ سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا' اُبھان بیٹھ گیا۔ وہ ساکت ہوئی۔ پھر وہیں سے حدید کو دیکھا۔ جو ذرا آگے ہو کر اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا حال ہیں سوہا!"

"نہیں... میں سمجھی کہ شاید... انس آگئے۔"

اس کے لہجے میں ہزار نوری سالوں جیسی تھکن سمٹ آئی۔ متاع سفر لٹا کر بیٹھے مسافر کی جیسی تھکن' مایوسی اور اداسی...

"اچھا انس کو بھی آنا تھا کیا۔" وہ ابھی بھی وہیں کھڑا سوال کر رہا تھا۔ سوہا بددلی سے جواب دیے بغیر پلٹ گئی۔ عفت اور حدید نے اس کی خاموشی بہت محسوس کی۔

"آپ کو اوپر جانا ہے تو چلے جائیں۔" سوہا کے جاتے ہی عفت جیسے اپنے آپ میں پلٹی۔

حدید کی اس قدر اچانک اور اتنی رات میں آمدیوں ہی تو نہیں ہو سکتی تھی' ہرچند کہ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ خالہ جان اور خالو کی طبیعت پوچھنے آیا ہے۔ لیکن وہ کیوں آیا تھا یہ اس کی بے تاب نگاہوں سے جھلکتا اضطراب بول رہا تھا۔ اس کے انداز بول رہے تھے اور عفت سن رہی تھی۔

"ابا جلدی سو جاتے ہیں۔ اماں ان کے پیر دباتی ہیں۔ کبھی سر وغیرہ تو اس لیے وہ بھی آج کل..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی' اور ناخن کھرچنے لگی۔

حدید بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا' بنا کچھ کہے' بس خاموشی سے اور پھر... خاموشی بولنے لگی۔ معنی خیز اشارے' رمز و کنائے... ان دونوں کے مابین ایک نئی گفتگو کے سر جڑنے لگے۔ لفظ بننے لگے' جذبے چھننے لگے' وقت سرکنے لگا کچھوے کی چال کی مانند' گھسٹ گھسٹ... لمحہ لمحہ... پل پل... گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ۔

دونوں اپنی اپنی سوچ کے دائروں میں مقید ہو کر ایک دوسرے کو پڑھ رہے تھے۔ ایک دوجے کے سامنے پھر مہر بہ لب بول رہے تھے۔ ایک دوجے کو سن رہے تھے۔ وقت کبھی تھمتا نہیں ہے' لیکن تھم گیا تھا۔ سے کا پہیہ رکتا نہیں ہے۔ لیکن رک گیا ہے اور خاموشی کی زبان نہیں ہوتی' لیکن وہ بولنے لگی تھی۔

"کیوں آئے ہو اب یہاں۔"

"یہاں نہ آؤں تو کہاں جاؤں۔"

"کہیں بھی..."

"کہیں بھی... کہیں بھی کہاں... کہیں دل بھی تو لگے۔"

"دل لگانے کا کیا فائدہ... نرا وقت کا زیاں' زندگی کی بربادی۔"

"اسی بربادی میں تو زندگی کا مزا ہے اور اگر... اگر میں کہوں کہ میری زندگی... تم ہو تو..." شرر... ر... ر... اچانک ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا۔ گھر کی پچھلی طرف لگے نیم کی شاخیں جھوم کر آپس میں ٹکرائیں۔ خوشبو بھری ہوا نے ان کے چہرے چھوئے اور خوابیدہ لمحے بے دار ہو گئے۔

"آ... آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ میں اماں کو جگاتی ہوں' آپ وہیں..." عفت بوکھلا کر بولی۔ لیکن پلٹ نہیں سکی۔ اس کا ہاتھ حدید کے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔ وہ رک گئی۔ وہ ٹھہر گئی۔ اس کے سرسراتے لبوں سے ایک بے یقینی سرگوشی نے سر نکالا۔

"حدید..."

"مت بلاؤ کسی کو بھی... میں جا رہا ہوں واپس... شاید میں نے غلطی کی یہاں آکر۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ سرگوشی سے ذرا بلند۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو غلطی کا مداوا کر لیجیے۔" اس کے منہ سے بدقت تمام نکلا۔

"مداوا تو اس غلطی کا کیا جاتا ہے، جسے کرنے پر کوئی پچھتاوا ہو۔" اس نے نگاہوں میں حد درجہ حیرت سمو کر اسے دیکھا اور اس کی کلائی ایک مضبوط گرفت سے آزاد ہوئی۔

"اور میں... میں یہ غلطی بار بار کرنا چاہتا ہوں۔" انگاروں جیسے سلگتے الفاظ نے عفت کی سماعتیں راکھ کر ڈالیں۔ وہ سر جھکائے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ یوں جیسے، بہت نادم اور شرمسار ہو۔ لیکن قائل نہ ہو، رام نہ ہو۔

"غلطی کو بار بار دہرانا اور وہ بھی جان بوجھ کے پاگل پن ہوتا ہے۔" اس نے نیم اندھیرے میں اپنی کلائی پر ابھر آنے والی اس کی انگلیوں کے نشان دیکھے۔

"اور محبت... محبت... بھی ایک پاگل پن ہی ہے عفت۔"

سرسراتے لبوں سے ایک اعتراف نکلا اور ہوا کے تیز جھونکے کے ساتھ فضا میں کہیں گم ہو گیا۔ کوئی نام و نشان چھوڑے بغیر... اس کی اپنی محبت کی طرح بے نام و نشان، بنا ثبوت و گواہ... نہ وعدہ، نہ کوئی ارادہ، نہ کوئی پیماں، نہ ہجر، نہ فراق، نہ دوری، نہ کوئی قربت، نہ کوئی قرب کی آرزو... فقط ایک اعتراف اور بس...

وہ پلٹ چکا تھا۔ عفت اسے قدم قدم دور جاتا دیکھتی رہی۔

صحن میں اب سناٹا ناچ رہا تھا اور اس کی ہنسی اڑا رہا تھا۔

یہ دیکھو... اس سودائن کو دیکھو۔ چار لفظوں کی اسیرن کو دیکھو۔ ارے اس کے چہرے کی زردی، اس کی کلائی کی سرخی تو دیکھو، کیا تماشا ہے، واہ واہ... کیا تماشا ہے۔ ارے اس کے قدموں میں رلتی خاک کو دیکھو۔ اس کی آنکھوں میں اڑتی دھول کو دیکھو۔ لو دیکھو اس سے پہلے ایسا تماشا نہ دیکھا ہو گا۔ ہاہا... واہ... واہ...

آج کی رات بھی عجیب رات تھی۔

دور اج ہنس نہاں اپنے جوڑی دار کے انتظار میں مایوس ہو بیٹھیں اور ایک سودائن سے ملنے اس کا سودائی آن پہنچا۔ دور افق کی سیاہی پر لٹکا زرد چاند سر نیہوڑائے کسی کو آخری سیڑھی پر بیٹھ کر سسکتے دیکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

پوری رات آنکھوں میں انتظار لیے کٹ گئی۔ انس وعدہ کر کے بھی نہیں آیا اور اس کا تکیہ بھیگتا رہا۔

"وہ بھول گئے ہوں گے۔ یقیناً گھر چلے گئے ہوں گے اور گھر جانے کے بعد نائلہ نے... ہاں حدید بھائی تو یہاں آ گئے تھے۔ نائلہ گھر پر اکیلی ہو گی۔ اسی نے روک لیا ہو گا۔"

وسوسے، خدشے ناگ بن کر اسے ڈستے رہے اور وہ اپنی تنہائی سے لڑتی دل ہی دل میں شکوہ کناں رہی۔ جانے کب اور کتنی دیر بعد کہیں جا کے اس کی آنکھ لگی اور اس وقت کھلی جب کمرے کے دروازے پر کسی نے دھیرے سے دستک دی۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے موبائل ٹٹول کر ٹائم دیکھا۔ صبح کے سات بجے تھے۔ سر بھاری ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا ابھی آنکھیں بند کی تھیں اور ابھی کسی نے جگا دیا۔

دروازے پر پھر دستک ہوئی، بہت دھیمی دستک۔ اس نے چونک کر ماہا کے خالی بستر کو دیکھا۔ پھر ایک خیال کوندے کی طرح ذہن میں لپکا۔

یہ اتنی صبح صبح کون دستک دے رہا ہے، کوئی گھر کا فرد تو نہیں ہو سکتا۔ کہیں حسیب بھائی آ تو نہیں گئے۔ اس نے جلدی سے بال سمیٹ کر کیچر لگایا۔ دوپٹا لپیٹا۔ اتنی دیر میں پھر دروازہ کھٹکھٹایا جا چکا تھا۔ لحہ بھر کو تذبذب سے ماہا

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی غیر موجودگی کے متعلق سوچ کر اس نے دروازہ ذرا سا وا کیا۔
اس کا اندازہ غلط تھا۔
وہاں حسیب نہیں۔ انس کھڑا تھا۔ نکھرا' فریش' ترو تازہ۔۔۔
چند لمحے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ جبکہ وہ نرمی سے مسکراتا ہوا دروازہ پورا کھول کر اندر قدم رکھ چکا تھا۔ سوہا ابھی تک ایک بے حد دھیمی حیرت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ تھوڑا سا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔
اس نے کب سوچا تھا کہ رات گئے تک اسے انتظار کروا کے مایوس کر دینے والا اتنی صبح صبح اس کے انتظار کو خوشی میں بدل دے گا۔
"کیا ہوا۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو۔" انس نے دھیرے سے اس کا گال سہلایا۔
سوہا نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھاما اور اگلے ہی پل وہ بے ساختہ و بے تابانہ اس سے لپٹ گئی۔
"ارے ارے۔۔۔ کیا ہو گیا بھئی۔" وہ اب بری طرح سے رونے لگی تھی۔ کوئی جواب دیے بغیر۔ انس بھی ایک جذباتی لمحے کی گرفت میں آکر اس کے گرد بازو لپیٹ کر اس کا سر سہلانے لگا۔ سوہا کی آواز دھیمی ہو کر سسکیوں میں ڈھلی تو اس نے دھیرے سے اس کا سر سہلایا۔
"بس کرو' کتنا روؤ گی اور کیوں رو رہی ہو' پاگل ہو گیا۔" اس نے دونوں ہتھیلیوں میں بھر کے اس کا رویا رویا چہرہ اوپر کیا' آنسو صاف کیے۔ سوہا کے جلتے سلگتے دل پر ٹھنڈے یخ چھینٹے پڑنے لگے۔ اس کی بے قراری کو قرار آنے لگا۔
"یہاں بیٹھو' ابھی کوئی آگیا نا' تو نری شرمندگی ہو گی۔ ایسے مجھ سے چپک کر کھڑی ہو۔ میری بھی پوزیشن خراب کرواؤ گی۔" انس کے جتانے پر وہ بے انتہا جھینپ کر مسہری پر بیٹھ گئی۔
"اب بتاؤ۔۔۔ رو کیوں رہی تھیں۔"
"آپ آئے کیوں نہیں رات میں۔ میں نے اتنا انتظار کیا کہ بس۔۔۔"
"تو اس میں رونے کی کیا بات تھی۔"
"بس آگیا رونا۔ کتنے دن گزر گئے آپ نے پلٹ کر میری خبر تک نہیں لی۔"
اس کی آواز پھر رندھ گئی۔ انس نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔ سوہا منتظر رہی کہ وہ کچھ بولے گا۔ مگر پھر۔ اس کی خاموشی دل میں چبھ سی گئی۔
"ناشتا ملے گا یا آج بغیر ناشتے کے ہی گزارا کرنا ہو گا۔"
چند لمحوں بعد وہ لہجے کو ہشاش بشاش بناتا ہوا اٹھ گیا۔ سوہا نے محسوس کیا کہ اس نے جان بوجھ کر اس کی بات کو ٹال کر موضوع پلٹ دیا۔
امی اور ماہا خوشی خوشی ناشتا لگا رہی تھیں۔ بہت صبح کا وقت تھا۔ پھر بھی سورج پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تھا۔ موسم میں البتہ ابھی تپش نہیں اتری تھی۔
گرم گرم چائے' خستہ پراٹھوں اور آملیٹ کا ناشتا آج سے پہلے کبھی اتنا مزے دار نہیں لگا تھا۔ سوہا عرصے بعد انس کے ساتھ ناشتا کرنے بیٹھی تھی۔ وہ بھی اتنے اچھے ماحول میں' ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ میں اس نے پوری رغبت سے دل لگا کر ناشتا کیا۔ امی بھی خوش اور مطمئن سی لگ رہی تھیں۔ ورنہ دونوں بیٹیوں کو دہلیز پر واپس آتے دیکھ کر ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ سجدے طویل اور وظائف طویل تر ہو گئے تھے۔ ہر وقت ان کے لبوں پر خدا سے التجا جاری رہتی کہ ان کی بیٹیاں ہنسی خوشی اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں۔

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کتنی منتیں اور کتنے نفل انہوں نے مان رکھے تھے اور کتنے نوافل اور حاجات کی نمازیں وہ ادا کرچکی تھیں۔ آج سوہا اور انس کو یوں ساتھ ساتھ دیکھ کر بے ساختہ ان کی نظر اتارنے لگیں۔ ناشتے کے بعد بھی انس کو آرام سے بیٹھا دیکھ کر سوہا تعجب میں گھر گئی۔

"آفس نہیں جانا کیا۔ اللہ خیر کرے میری وجہ سے کہیں آف تو نہیں کرلیا آج۔" اس کے لہجے میں طنز نہیں شگفتگی تھی۔

"ہمم۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ بس یوں ہی سمجھ لو، جاؤں گا مگر ذرا دیر سے۔" وہ پوری توجہ سے سوہا کے موبائل میں گھسا ہوا تھا۔

"اب دیر سے کیا جانا۔ آج چھٹی کرلو اور شام تک رکو، پھر سوہا کو لے کر گھر چلے جانا۔"

کمرے میں داخل ہوتی امی نے انس کی بات سن کر رسان سے اپنی دل کی خواہش بیان کی۔

انس انہیں دیکھ کر مسکرایا، پھر سوہا سے بولا۔ "ایک گلاس پانی ملے گا۔" وہ پانی لینے چلی گئی تو انس امی کو دیکھ کر سنجیدہ ہوگیا۔

"میں فی الحال سوہا کو گھر نہیں لے جارہا آنٹی۔" امی کے مسکراتے لب ایک دم سکڑ گئے۔

"لیکن آپ فکر نہ کریں۔ اس کی وجہ میری کوئی ناراضی نہیں، اصل میں۔۔۔ میں اپنی جاب سے ریزائن دے رہا ہوں۔ آفس میں مجھے نکالنے کی باتیں چل رہی تھیں۔ تو میں سوچا کہ اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھائیں میں خود ہی۔۔۔"

"تو بیٹا پھر تم کرو گے کیا اور اس سب سے سوہا کو لے جانے کا کیا تعلق۔"

ان کا بے فکری کی طرف بڑھتا دل سہم کر واپس خدشوں کے کچھار میں جا بیٹھا۔

"مجھے حیدر آباد میں کسی نے ایک این جی او کا بتایا ہے۔ فی الحال میں وہاں جارہا ہوں۔ جاب جیسے ہی کنفرم ہوگی، میں رہائش کا انتظام کرکے سوہا کو وہاں بلالوں گا۔"

اس نے سوہا کی وجہ سے جلدی جلدی بول کر امی کو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔ امی کے چہرے پر تفکر تھا۔ ان کا اطمینان نہیں ہو پارہا تھا۔

"آپ پلیز سوہا کو اس بارے میں نہ ہی بتائیں تو اچھا ہے۔ وہ پریشان ہوجائے گی۔" سوہا پانی لے آئی تھی۔ انس اس کے ہاتھ سے لے کر گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ امی ابھی تک کشمکش کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ پانی پی چکا تو سوہا خالی گلاس لے کر رکھنے چلی گئی۔

"کیا آپ کو میری بات کا یقین نہیں ہے آنٹی۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ مگر تم سوہا کو یہاں سے لے جاؤ تو ہی بہتر ہے۔ وہ بہت انتظار کررہی تھی تمہارا اور۔۔۔ میرا نہیں خیال کہ اب وہ کسی قیمت پر یہاں رکے گی۔" امی اس سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ سکیں کہ میں اسے کسی قیمت پر یہاں نہیں رکھنا چاہتی۔

"وہاں گھر میں نائلہ ہے آنٹی اور نائلہ اور سوہا کی آپس میں بنتی نہیں۔ اس لیے میں چاہ رہا تھا کہ۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ سوہا نے کمرے میں آتے ہوئے اس کی بات سن لی تھی۔ وہ نا سمجھی سے انس کو دیکھ رہی تھی۔ انس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔

"میرا ٹرانسفر ہوگیا ہے سوہا حیدر آباد۔ میں چاہ رہا تھا جب تک میں رہائش کا انتظام نہ کرلوں، تم یہیں رہ جاؤ۔"

سوہا کے لیے یہ خبر بہت اچانک تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ فوری طور پر کیا جواب دے۔ کمرے میں چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر امی باہر نکل گئیں۔ ان کے چہرے پر ناگواری تھی۔ یقیناً انہیں انس کے فیصلے سے اتفاق

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں تھا۔ انس نے بے اختیار ایک گہری سانس لی۔

"پتا نہیں وہاں کب تک انتظام ہو۔ میرا دل اکتا گیا ہے یہاں سے۔ میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گی گھر۔ جب اکیلے ہی رہنا ہے تو یہاں کیوں اپنے گھر کیوں نہیں۔"

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد سوہا نے انس سے کہا اور امی کو بھی اپنا فیصلہ سنا دیا۔ ان کے چہرے سے اطمینان جھلکنے لگا۔ ماما البتہ کچھ خاموش سی تھیں۔ حسیب نے آنے کا کہا تو تھا۔ مگر نہ وہ اب تک خود آیا' نہ اس نے رابطہ کیا تھا۔ اب سوہا کو سامان سمیٹتے اور گھر جانے کی تیاری کرتے دیکھ کر اس کا دل ایک بے نام سی اداسی کی لپیٹ میں آتا جا رہا تھا۔ سوہا کے لیے انس کے ساتھ گھر واپسی کا خیال اتنا خوش کن تھا کہ اس نے ماما کی خاموشی کو محسوس ہی نہیں کیا۔

☆ ☆ ☆

پوری رات دونوں نے ایک بے چینی کے زیر اثر گزاری تھی۔ سو جانے کے باوجود بھی بے داری جیسا احساس رہا اور صبح جب وہ جاگی تو حدید بستر تو کیا پورے گھر میں ہی کہیں نہیں تھا۔ رات کو بھی بہت دیر سے لوٹا تھا اور خالی گھر میں نائلہ کو زندگی میں پہلی بار اک خوف سا محسوس ہوا تھا۔ کل رات انس بھی بہت دیر سے آیا اور وہ خود ایک انجانی الجھی ذہنی کیفیت میں تھی کہ انس سے بلاوجہ الجھنے لگی تھی۔

"تم سوہا کو گھر کیوں نہیں لا رہے انس۔ وہ کب تک اپنی امی کے یہاں رہے گی۔"

اس نے کھانے کی ٹرے پٹخنے کے سے انداز میں انس کے سامنے رکھی تھی۔ انس کو بہت برا محسوس ہوا تھا۔

"لے آؤں گا۔" بدمزگی سے بچنے کے لیے اس نے مختصر ترین جواب دیا تھا۔

"لیکن کب۔۔۔"

"جلد ہی۔۔۔ بس ذرا اس کی طبیعت سنبھل جائے۔"

"کیوں۔۔۔ کیا ہوا اس کی طبیعت کو۔"

نائلہ کو انس کے انداز میں ناگواری کی جھلک محسوس ہو گئی تھی۔ تب ہی تھوڑا دھیمی پڑ گئی۔ انس کو اس کے


ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لئے خوبصورت ناول

شائع ہو گئے ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ تتلیاں، پھول اور خوشبو | راحت جبیں | قیمت: | 250 روپے |
| ☆ بھول بھلیاں تیری گلیاں | فائزہ افتخار | قیمت: | 600 روپے |
| ☆ محبت بیاں نہیں | لبنیٰ جدون | قیمت: | 250 روپے |

خوبصورت سرورق
خوبصورت چھپائی
مضبوط جلد
آفسٹ پیپر

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361


PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براوسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

جان بوجھ کر انجان بننے پر غصہ سا آگیا۔

"کیوں تمہیں پتا نہیں مس کیرج ہوا ہے اس کا۔"

"تو اب اس میں کون سی انوکھی بات ہو گئی۔ دنیا میں ہزاروں عورتوں کا ہو جاتا ہے' میرا بھی تو..." اس نے زبان دانتوں تلے دبائی... پھر بات بنا کر بولی۔

"میرا بھی تو دل کرتا ہے' گھر میں کوئی دوسری عورت ہو' جس سے میں بات کروں' جو میرا کام ہلکا کردے۔ سوہا ہوتی تو کم سے کم تمہاری ذمہ داری تو اٹھاتی نا۔"

انس کے چہرے پر پھیلتی ناگواری کی لکیریں گواہ تھیں کہ اسے یہ بات پسند نہیں آئی۔

"تمہیں اگر بوجھ محسوس ہوتا ہے تو مت کیا کرو۔ میں اپنے کام خود کرلوں گا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ انس رکو تو سہی۔"

وہ بوکھلا کر رہ گئی۔ لیکن انس رکا نہیں۔ اس نے دو نوالے ہی کھائے تھے۔ باقی کھانا یوں ہی رکھا رہ گیا تھا۔ نائلہ کی باتوں نے جہاں انس کے دل میں میل ڈال دیا' وہیں وہ سوہا کی نائلہ کے بارے میں شکایتوں کو نئے سرے سے سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف نائلہ بھی مطمئن نہیں رہی۔ حدید کو خفا کرنے کے بعد اس نے اپنی لن ترانی سے اب انس کو بھی ناراض کر دیا تھا اور حدید تو اس قدر سخت ناراض تھا کہ رات گئے آیا۔ بنا بات کیے' بنا کھانا کھائے سیدھا بیڈ پر... اور اب صبح اسے جگائے بغیر وہ بھی آفس جا چکا تھا اور انس بھی۔

نائلہ کو اپنا سر بے حد بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ انتہائی کوفت زدہ انداز میں اس نے اپنے لیے ایک کپ چائے بنائی اور لاؤنج میں بیٹھ کر اس صورت حال کو نئے سرے سے سوچتے ہوئے حلق سے اتارنے لگی۔ کچن بالکل صاف ستھرا تھا۔ مطلب انس اور حدید دونوں ہی بنا ناشتے کے گھر سے چلے گئے تھے۔

"حدید نے کل جو پیش رفت کی وہ دوبارہ بھی تو کر سکتا ہے۔ کل تو غصے میں گھر سے نکل گیا۔ اور اگر زبردستی پر اتر آتا تو میں کیا کرلیتی۔" اس کی سوچیں کسی ایک سمت میں ٹک نہیں رہی تھیں۔

"سوہا بھی گھر پر نہیں کہ وہ دن دہاڑے تو اپنی حد میں رہے۔"

یہ اس کی ذہنیت تھی کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی حد و دیا دلا رہی تھی۔

"اور یہ سوہا کی بچی۔ یہ اچھی رہی۔ مس کیرج کیا ہوا۔ انس بھی اسی کا دم بھرنے لگا' کہاں تو اتنا لاپروا ہو گیا تھا کہ نہ ڈاکٹر کو پوچھتا تھا' نہ دوا یا درہتی تھی اور اب...

اور... اور یہ شبیر حسین... اف میرے اللہ میری جان کو کوئی ایک مصیبت تو نہیں... اس سے کیسے پیچھا چھڑاؤں میں... کیسے۔"

دفعتاً" ڈور بیل پوری طاقت سے چیخی۔ اپنی سوچوں میں گم نائلہ بری طرح ڈر کر اچھلی اور چائے چھلک کر اس کے کپڑوں پر آگری۔

"اب اس وقت کون آن مرا منحوس..." اس نے بڑبڑاتے ہوئے چپل اڑسی اور جا کے دروازہ بنا پوچھے کھول دیا۔ آنے والا منحوس ہی تھا اور اس نے بنا پوچھے دروازہ کھول کر زندگی کی کون سی ویں بڑی غلطی کی تھی۔ یہ یاد کرنے کے وہ قابل نہیں رہی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

PAKSOCIETY.COM



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دیے کی وفا

سوہا اور رما یا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ' انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے' مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید' عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ' شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے' جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور رما سے بھی کر دیتی ہیں۔

## آٹھویں قسط

(اب آگے پڑھیے)

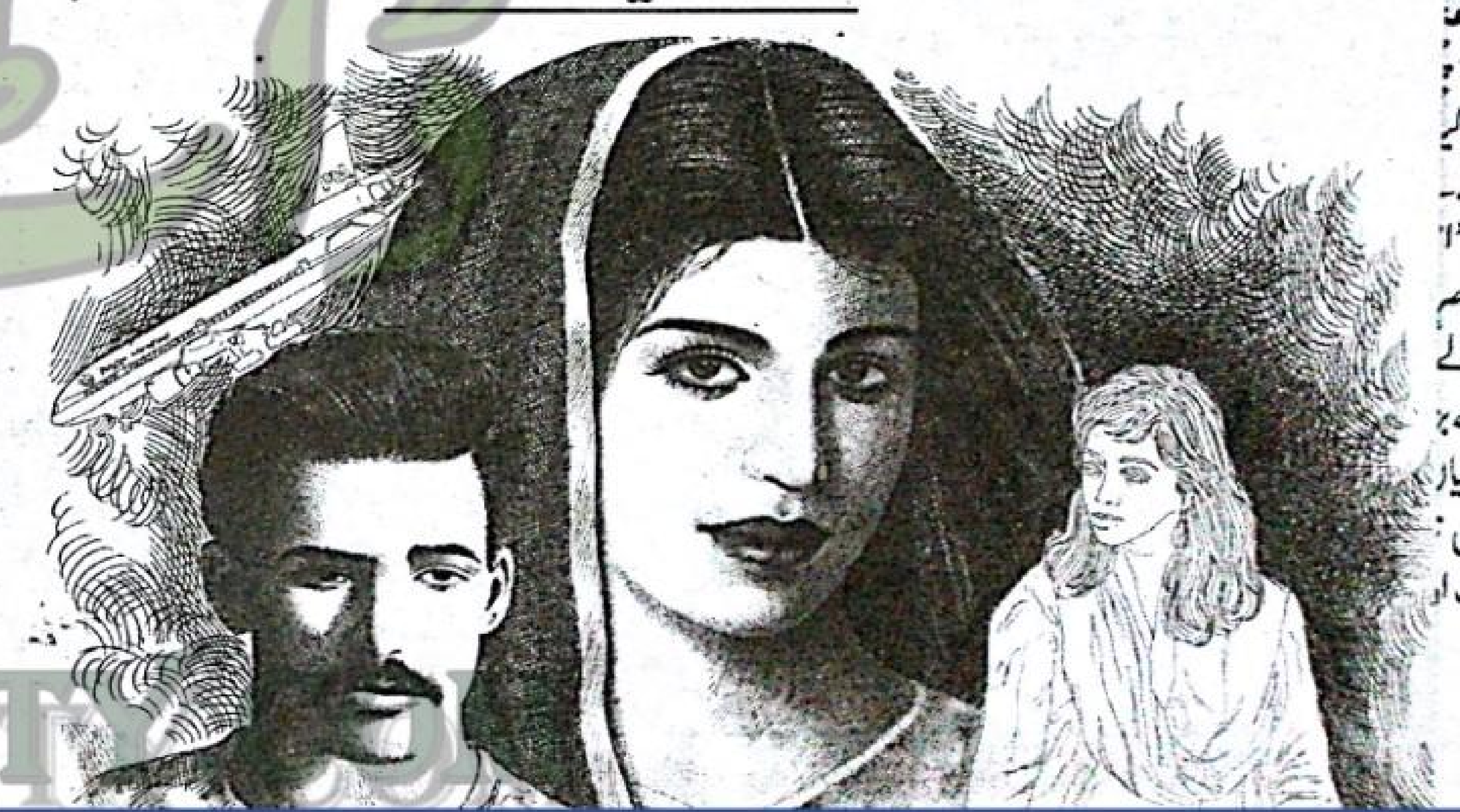

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

وہ ماما سے ملنے کے لیے گھر سے نکل چکا تھا۔ لیکن اس کا ذہن ابھی تک دبئی میں اپنے فلیٹ میں ہونے والی گفتگو میں اٹکا ہوا تھا۔ جس میں اس نے ڈینی کو صاف الفاظ میں جتا دیا تھا کہ پاکستان سے واپسی پر اسے اپنا فلیٹ خالی چاہیے۔ وہ فوراً ہی راضی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ایک عجیب خواہش کا اظہار کیا تھا۔

وہ اپنے اور حسیب کے بیٹے سے ملنا چاہتی تھی۔ یہ کائنات کی سب سے بڑی سچائی تھی کہ حسیب اور اس کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں تھا۔ لیکن یہ بھی ایک شرمناک، کڑوی اور ڈراؤنی حقیقت تھی کہ ولی ان دونوں کی ہی اولاد تھا۔

ولی جو اس کا بیٹا تھا۔ اس کی شخصیت کا جھول تھا۔ اس کے کردار کا داغ تھا۔ یہ وہ جھول تھا جو زندگی میں کسی بھی رشتے کے دھاگے کو کاٹنے گرہ لگانے یا بل دینے سے جانے والا نہیں تھا۔ یہ وہ داغ تھا، جو لہو سے دھونے کے بعد بھی مٹنے والا نہیں تھا۔ لیکن وہ اس کی اپنی اولاد تھا۔ وہ اسے اون نہیں کرتا تھا۔ لیکن اس کی سرپرستی سے ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔

"تم اس سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔"

"میں... میں اسے بتانا چاہتی ہوں کہ میں اس کی بدنصیب ماں ہوں۔ جس نے اسے جنم تو دیا لیکن اپنی ممتا نہ دے سکی۔"

"ہرگز نہیں۔ میں یہ کبھی نہیں چاہوں گا اسے پتا چلے کہ اس کی ماں تم ہو۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی۔ گھن تھی۔

"تم... تمہیں یقین کیوں نہیں آتا حسیب۔ میں اپنی پچھلی زندگی کو بہت پیچھے چھوڑ آئی ہوں۔ اپنے شوہر سے شادی کرنے کے بعد میں نے ہر غلط اور برا کام چھوڑ دیا۔ اور یہی بات میرے شوہر کو پسند نہیں آئی۔ میں اس سے..."

ٹیکسی نے زوردار طریقے سے بریک لگایا تھا۔ اس کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ وہ وہاں سے نکلنے سے پہلے بہرالحال ڈینی کو اس کے بیٹے کے لیے معذرت کر آیا تھا اور بھرپور تاکید بھی کہ وہ اس کے لوٹنے سے پہلے اپنا بندوبست کہیں اور کر لے۔

دو منزلہ چھوٹی اور پرانی عمارت والا گھر جو کہ اس کا سسرال تھا سامنے ہی تھا۔

☼ ☼ ☼

"تم..." نائلہ کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔

"ہاں تو... ! تم تو ایسے حیران ہو رہی ہو جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔" وہ اپنے ازلی اطمینان سے کھڑا تھا۔

"اندر تو بلاؤ گی ناں آج۔ دیکھو انکار نہیں کر سکتی تم۔ کیونکہ میں نے تمہارے اس چغد شوہر کو گھر سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔"

نائلہ کے پیروں تلے سے حقیقی معنوں میں زمین سرکنے لگی۔ شبیر حسین آج یوں دروازے سے ٹلنے والا نہیں تھا۔ وہ خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر پکا بندوبست کر کے آیا تھا۔ اس نے خود کو سخت بے بس محسوس کرتے ہوئے اسے راستہ دیا۔

"جلدی بولو کیا کام ہے۔" وہ اندر آ کر لاؤنج کے صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا۔ جبکہ نائلہ دہلیز پر ہی ایسے کھڑی تھی۔ جیسے شبیر کے بجائے وہ خود وہاں سے نکل بھاگنے والی ہو۔

"بتا دوں گا کام بھی۔ اتنی جلدی کیا ہے۔"



"جلدی ہے شبیر حسین۔ تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔ یہ سرکاری ہسپتال یا تمہارے کسی جاننے والے کا وہ فلیٹ نہیں جہاں پر تم..."

اس نے جان کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ مگر وہی ادھورا جملہ اسے جیسے پورا مزا دے گیا۔

"جہاں پر میں... کیا۔" اس نے شرارتی انداز میں اسے چھیڑا۔ نائلہ کو آگ ہی لگ گئی۔

"جہاں تم نے انسان سے حیوان کا روپ دھار کر مجھے نوچ کھایا تھا۔" وہ پھنکاری۔ شبیر حسین بے ساختہ ہنسا۔ جیسے اس کی بات نے اسے بڑا مزا دیا ہو۔

"ہاں بات تو تم نے ٹھیک کی۔ جب ہی سے تو مزا لگ گیا ہے مجھے۔ تیرا لہو منہ لگ گیا ہے میرے۔" نائلہ سر جھٹک کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"جلدی کام کی بات کرو اور نکلو یہاں سے۔"

"لے جلدی کس بات کی ہے تجھے... چل جاری ہے تو جلدی کر لیتے ہیں۔"

وہ اٹھ کر اس کے نزدیک آیا۔ اتنے نزدیک کہ نائلہ بے ساختہ ایک قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئی۔ اور عین اس وقت جب وہ اس سے دور ہو رہی تھی۔ اس کا بازو شبیر حسین عرف شبو کی انگلیوں کے کھانچے میں فٹ ہو گیا۔

"اندازہ تو ہو گا تجھے میں کس کام سے آیا ہوں تیرے پاس۔"

اس نے اسے بازو سے پکڑ کر خود سے قریب کیا۔ نائلہ کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

"نن... نن... نہیں... نہیں میرا ہاتھ چھوڑو... تم ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ ایک دم دہشت زدہ سی ہو گئی۔ اور بری طرح اپنا بازو چھڑانے کے لیے کسمسائی۔ لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ بے بسی سے پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

"خبردار مجھے ہاتھ مت لگانا۔ میں شور مچا دوں گی۔ تم مجھے..."

باقی الفاظ حلق میں گھٹ گئے۔ اس نے اپنی ہتھیلی اس کے منہ پر جما کر اسے دیوار سے لگا دیا۔ وہ بے جان پتلے کی مانند دیوار سے چپک گئی۔

"زیادہ آواز نکالنے کی کوشش مت کرنا ورنہ..."

اس کا ہاتھ قمیص کے اندر رینگ گیا اور جب باہر نکلا تو اس میں ایک تیز دھار پھل والا چاقو چمک رہا تھا۔

"یہ دیکھ رہی ہے ناں... زندگی بھر کے لیے خاموش ہو جائے گی۔" اس کی آنکھوں میں سفاکیت، درندگی کی حدوں کو چھو رہی تھی۔ اور نائلہ کو اپنی جان، جسم کے پنجرے سے نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔

"چل، اب شرافت سے ادھر... چل۔" اس نے نائلہ کے پتھرائے ہوئے بے جان جسم کو آگے دھکیلا اور سامنے ہی نظر آتے اس کے بیڈ روم میں لے جا کر بیڈ پر دھکیل دیا۔

☼ ☼ ☼

چھوٹے سے گھر کے اوپری پورشن میں آج بہار اتر آئی تھی۔

امی خدا کے حضور شکرانہ ادا کرتے نہیں تھک رہی تھیں۔ کہاں تو دن رات انہیں یہ فکر کھائے جاتی تھی کہ ان کی بیٹیوں کا مستقبل کیا ہو گا اور کہاں یہ دن کہ ان کے دونوں داماد ساری پریشانیاں اور مسئلے مسائل ختم کر کے ان کے اپنے چھوٹے سے گھر میں بیٹھے ہنس بول رہے تھے۔

نیچے سے عفت اور تائی جان بھی اوپر ہی آ گئی تھیں۔ اور تو اور... آج تو تایا جان بھی سیڑھیاں چڑھ آئے تھے۔ عفت خوب تیزی، پھرتی سے امی کے ساتھ کھانے کے انتظام میں لگی ہوئی تھی۔ بظاہر تو وہ بھی سب کے ساتھ ہنس بول رہی تھی۔ لیکن اس کا دل اور دماغ الگ الگ بھاگے دوڑے پھرتے تھے۔ وہ اپنی غائب دماغی کو قابو کرنے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں ناکام ہوئی جارہی تھی۔

انس اور حبیب کے درمیان جو بھی اختلافات تھے۔ اتنے بہت سارے دنوں کے بعد ملنے پر انہوں نے ان کا ہلکا سا شائبہ بھی اپنے درمیان آنے نہیں دیا تھا۔ فی الحال تو دونوں ہنسی مذاق کرنے اور قہقہہ لگانے میں مصروف تھے۔

ماہا کے دل میں ایک خوشی بھرا اطمینان ہلکورے لے رہا تھا۔ اس نے حبیب کے قیمتی موبائل سے اپنی انس اور سہا کی امی اور عفت ' اپنی اور حبیب کی مل کے ڈھیروں تصویریں کھینچیں۔ خوب رونق ' بلے گلے میں دوپہر کا کھانا کھایا گیا۔ سہا اور ماہا کو یوں خوش باش دیکھ کر نائلہ کی یاد آتی تو ایک کمی کا سا احساس ہوتا۔ ساتھ ہی وہ ستمگر بھی یاد آجاتا۔ اس کے دل میں کوئی چٹکیاں بھرنے لگتا۔ دل میں خود بخود شکوہ سا ابھرنے لگتا۔

"کیا ہو جاتا اگر نائلہ کی جگہ میں اور حدید۔۔۔" وہ بار بار استغفار پڑھنے لگتی۔

"نائلہ ہی حدید کے ساتھ گزری تمام باتیں بھلا کر زندگی کی نئے سرے سے شروعات کر لیتی تو۔۔۔"

اس کی اپنی سوچیں ہی تھیں۔ اس کے اپنے تلاطم تھے۔ جن میں وہ بار بار ڈوب کر ابھرتی۔ پھر حاضرین محفل کو دیکھ کر ایک زبردستی کی بجھتی ہوئی مسکراہٹ لبوں پر سجانے کی کوشش میں انہیں بس دائیں بائیں پھیلا لیتی۔ جو چند لمحوں بعد بنا کسی شعوری کوشش کے واپس سکڑ جاتے۔

سہ پہر کے قریب چائے پی کر انس نے سہا کو چلنے کا اشارہ کیا۔ ان کا ارادہ بھانپتے ہی حبیب بھی اٹھ گیا۔

"آنٹی میں خاص طور پر ماہا سے ملنے بہت ایمرجنسی میں آیا ہوں۔ اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں اس کو آپی کے یہاں لے جاؤں۔ پرسوں میری واپسی ہے۔ پھر کل ہم لوگ ذرا گھوم پھر لیں گے۔"

امی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

"اب تم آہی گئے ہو تو ماہا کو بھی ساتھ ہی لے جاؤ ناں۔"

تائی جان نے اچانک ہی امی کے دل کی بات کر دی۔ کمرے کی رونق بھری چہلوں میں لمحہ بھر کو وقفہ آگیا۔

"جی۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ ضرور۔" حبیب کچھ گڑبڑا سا گیا۔ پھر تھوڑا سا کھنکار کر بولا۔

"اگر ماہا چاہے گی تو پرسوں میرے ساتھ ہی۔۔۔"

"سہا تم کوئی سامان بھول کر تو نہیں جارہیں؟"

ماہا نے جان بوجھ کر اس کی بات کاٹ دی اور سوائے خود تائی جان اور تایا کے سب ہی نے اس بات کو محسوس کیا۔ امی نے تو باقاعدہ ماہا کو گھوری تک دے ڈالی۔

اسی گھر میں ' اسی گھر کی دو بیٹیاں جہاں اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہی تھیں۔ وہیں ایک بیٹی ایسی بھی تھی۔ جو اکیلے گھر میں تنہا اپنی بدنصیبی سے نبرد آزما۔ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

آفس میں اس کی غیر حاضر دماغی کو پاس سے لے کر چپڑاسی تک ' سب ہی نے محسوس کیا تھا۔ اس کا خود پر سے اختیار ختم ہو گیا تھا۔ دماغی رو بھٹک کر ' ٹھہر کر ' رک کر ' پلٹ کر ایک ہی سمت کو بھاگتی تھی۔ اور دو چہروں پر جمتی تھی۔

ایک نائلہ اور دوسری عفت۔

وہ عفت کو چاہتا تھا لیکن اسے پا نہیں سکا۔ اس نے نائلہ کو پایا۔ اپنایا اور اپنا بنانے کی بہت کوشش کی لیکن نائلہ۔۔۔



اس نے اس کی ہر کوشش پر اپنی بے رخی ' بیگانگی اور اجنبیت سے پانی پھیر دیا۔ اس نے جتنا اس کے قریب ہونے کی کوشش کی ' وہ اس سے اتنا ہی دور بھاگی۔ کیوں۔۔۔؟ اس کا جواب شاید وہ ایک حد تک جانتا تھا کہ ' وہ انس کو چاہتی تھی۔ بالکل اسی طرح جس طرح وہ نائلہ کے بجائے اس کی بہن کو اپنانا چاہتا تھا۔ نائلہ بھی اس کے بجائے اس کے بھائی کی زندگی میں آنا چاہتی تھی۔

ایسا تو ہو نہیں سکا۔۔۔ تو چلو۔۔۔ جو بھی ہوا۔ جیسا ہوا۔ اسے قسمت کا لکھا اور رب کی رضا سمجھ کر جب اس نے سمجھوتا کر لیا۔ تو وہ کیوں نہیں کر رہی۔ کیوں نہیں کر سکی اور کیوں کرنا نہیں چاہتی۔ یوں اپنے اور اس کے بیچ دوری کی نام نہاد دیوار کھڑی کر کے وہ آخر کس بات کا انتظار کر رہی تھی۔ اور یہ سلسلہ کب تک چلنا تھا۔ ظاہر ہے ساری زندگی تو نہیں چل سکتا تھا۔

"مجھے نائلہ سے صاف صاف بات کرنی ہی ہوگی۔"

آفس کا ٹائم ختم ہونے والا تھا۔ اس نے بے حد تھکے ہوئے انداز میں اپنی جلتی ہوئی آنکھوں کو مسلا اور سامنے رکھے کمپیوٹر پر نگاہیں جما دیں۔

☆ ☆ ☆

رات اپنا کافی سفر طے کر چکی تھی۔ لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ بے حد محبت بھری نگاہوں سے اس کا چہرہ پڑھ رہی تھی۔ جو اس پر اپنی بے حد و حساب چاہتیں لٹا کر نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

کتنے دن کے بعد ' کتنے صدیوں جیسے پل ' کتنے سالوں جیسے گھنٹے بتا کر ان بانہوں کا گھیرا اور ان سانسوں کی ہر حدت اور خوشبو کو اس قدر قریب سے محسوس کیا تھا اس نے۔۔۔ وہ جانے کب تک یونہی محبت پاش نگاہوں سے وہ مہربان چہرہ دیکھتی رہتی۔ معاً "اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسے یوں خود کو اتنی محویت سے تکتا ہوا دیکھ کر وہ دھیمے سے مسکرایا۔

"کیا ہوا۔۔۔ نیند نہیں آرہی کیا۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس یونہی خاموشی سے مسکرا کر اسے دیکھتی رہی۔ اس نے واپس نیند میں جانے سے پہلے بند ہوتی آنکھوں کو کھولا۔ پھر اس کی پیشانی پر بوسہ لیا۔

"سو جاؤ جان۔ پھر صبح پتا نہیں دیر تک سونے کو ملے یا نہیں۔"

اس نے ایک گہری پرسکون سانس بھر کر آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن صرف چند لمحوں کے فرق سے اس کی جڑی ہوئی پلکیں الگ ہو گئیں۔

حبیب کے سیل پر کوئی میسج آیا تھا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے اس کا موبائل اٹھایا۔ کسی انجانے نمبر سے آیا ہوا میسج۔۔۔ شاید دبئی سے۔۔۔

"حبیب ہنی! آئی مس می ڈارلنگ۔ اگر تم جاگ رہے ہو تو پلیز بتادو کہ کافی کہاں رکھی ہے۔ میں نے سارے کیبنٹس دیکھ لیے کہیں نہیں مل رہی۔"

نہ کوئی بجلی گری تھی ' نہ آندھی آئی ' نہ طوفان۔ بس چند لمحوں پہلے کا محبت بھرا فسوں اچانک غائب ہو گیا۔ اس کے مسکراتے ہوئے لب سکڑ گئے۔ ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔ اس نے ایک بے یقین نظر اطمینان سے سوتے ہوئے حبیب پر ڈالی اور اسی بے یقین کیفیت میں ٹیکسٹ ٹائپ کرنے لگی۔

"شاید کافی ختم ہو گئی تھی۔ تم جا کر اسٹور سے لے آؤ۔"

"اس ٹائم؟ تم اگر پہلے بتا کر جاتے تو میں لا کر رکھ لیتی۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اتنی بے تکلفی۔ یہ انداز تخاطب۔ وہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے آنے والا میسج پڑھ رہی تھی۔ کوئی بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ حسیب کے فلیٹ پر کوئی عورت رہ رہی تھی۔ اور حسیب اسے وہاں چھوڑ کر ماہا سے ملنے آیا تھا۔

ہزاروں سوال کیوں۔۔۔؟ کیوں۔۔۔؟ کیوں۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔؟ اور جواب ندارد۔

سورج کی شعاعیں سیدھے چہرے پر پڑ کر اسے بے دار کر گئی تھیں۔

"اوں ہونہہ۔۔۔ یہ کھڑکی کیوں کھول دی ماہا یار اسے تو بند کرو۔ کتنی تیز دھوپ آ رہی ہے۔" اس نے تکیے میں منہ گھسیڑا۔ پھر بے چینی سے اسے دیکھا۔ جو بالکل سامنے اس کی جانب پشت کیے ڈریسنگ کے آگے بیٹھی تھی۔

"ماہی میں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں۔" کوئی جواب نہ پا کر اس نے پھر دیکھا۔

"کیوں کھولی ہے۔ ونڈو بند کرو یار۔"

"آپ کو جگانے کے لیے کھولی ہے۔ تاکہ آپ کے ہوش و حواس ٹھیک طرح سے بے دار ہو جائیں۔" اس کی آواز بھاری نم اور بھرائی ہوئی تھی۔ حسیب ایک دم چونکا۔

"تم رو رہی ہو۔۔۔ کیوں۔۔۔ ماہا کیا ہوا ہے؟"

وہ چند لمحے یونہی بیٹھی رہی۔ پھر پلٹی اور ہاتھ میں پکڑا اس کا سیل فون پٹخنے کے سے انداز میں اسے کھینچ مارا۔

☆ ☆ ☆

شام گہری ہو کر رات کے آنچل میں چھپ رہی تھی جب وہ لوگ گھر پہنچے۔ پوری گلی میں صرف ایک ان ہی کا گھر تھا جو مکمل اندھیرے اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ گیٹ پر کھڑے ہو کر اتنی بار بیل بجانی پڑی کہ گھبراہٹ سی ہونے لگی۔ اس دن یہ اتفاق ہی تھا کہ انس گھر کی ڈپلی کیٹ چابی اپنے ساتھ لے جانا بھول گیا تھا اور گھبراہٹ جب تشویش میں بدلنے لگی تب صحن میں لگا انرجی سیور جل اٹھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھول کر نائلہ انتہائی عجلت میں پلٹ گئی۔

انس اور سوہا دونوں نے ہی بطور خاص اس کا یہ انداز نوٹ کیا۔ سوہا نے اس ایک لمحے میں جب وہ پلٹ رہی تھی اس کا سرخ اور سوجا ہوا منہ بھی دیکھ لیا تھا۔ جبھی چند قدم کے صحن پار کر کے برآمدے میں قدم رکھتے ہی اس کے منہ سے نکلا۔

"السلام علیکم! نائلہ کیا بات ہے۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔"

تیر کی طرح تیزی سے واپس اپنے کمرے میں گھستی نائلہ دہلیز پر رک گئی۔

"نہیں۔" اس کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ جیسے بہت دیر روتی رہی ہو۔

"کیا ہوا طبیعت کو۔" اس نے آگے بڑھ کر نائلہ کو اپنی طرف گھمایا۔ اور وہ گھنٹوں سے جیسے کسی ہمدرد کندھے کی تلاش میں تھی۔ یکدم ہی سوہا کے کندھے سے آن لگی۔ اور اس بری طرح بکھر کر روئی کہ سوہا تو سوہا خود انس بھی گھبرا گیا۔

وہ جلدی سے اس کے لیے پانی لے کر آیا۔ سوہا نے اسے صوفے پر بٹھایا اور اس کا سر تھپکنے لگی۔ نائلہ کا اس طرح بے قراری سے تڑپ کر رونا دونوں کی سمجھ سے باہر تھا۔ نہ تو وہ اتنی نازک تھی اور نہ اس کے اعصاب۔۔۔

پانی پی کر جب ذرا طبیعت ٹھہری تو اس نے سوالیہ نگاہوں سے دونوں کو اپنی طرف تکتا پایا۔

"وہ۔۔۔ میں۔" اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواز پیش کرے۔

"اتنے دن سے گھر میں اکیلی تھی اور آج صبح حدید بھی ناراضی کے عالم میں جو نکلے تو اب تک واپس نہیں آئے۔ مغرب کا وقت تھا میں ڈر گئی تھی۔"



"لیکن۔۔۔ تمہارا تو پورا منہ سوج رہا ہے۔ آنکھیں کتنی سرخ ہو رہی ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے تم پتا نہیں کب سے اور کتنا رو چکی ہو۔"

سوہا کی آواز میں حقیقی تفکر اور خلوص چھلک رہا تھا۔ انس البتہ اب تک خاموش تھا۔ نائلہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے پاس کوئی جواب تھا بھی نہیں۔

"چلو نیند کی گولی کھا کر آرام کرو۔ میں آ گئی ہوں میں حدید بھائی کو سمجھا دوں گی۔ وہ ناراضی ختم بھی کر دیں گے اور تمہیں ڈسٹرب بھی نہیں کریں گے۔"

سوہا اسے تسلی دینے والے انداز میں مسکرائی۔ نائلہ کے دل میں ایک بار پھر حسد اور رشک کے ملے جلے جذبات ابھرے۔

وہ اٹھنے لگی تھی تب اس کی نظر انس پر پڑی۔

وہ صوفے کے پاس پڑا ہوا کوئی مڑا تڑا کاغذ اٹھا رہا تھا۔ نائلہ کی سانس اٹکنے لگی۔ یہ موٹا کاغذ اور اس کے اندر لپٹی چمکیلی پنی "اس پان کی تھی جو شبیر حسین نے یہاں آنے کے بعد کھایا تھا اور لاپروائی سے پھینک دیا تھا۔ کاغذ اور سنہری پنی پر لگے کتھے کے نشانات واضح تھے۔

انس نے چند لمحے کاغذ کو غور سے دیکھا پھر بنا کچھ کہے ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔ نائلہ کی اٹکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی۔ وہ تیزی سے کمرے میں گھس گئی۔

☆ ☆ ☆

حسیب ماہا کو گھر چھوڑ کر ایئرپورٹ کے لیے نکل گیا تھا۔

پورے وجود پر اداسی' افسوس اور پژمردگی طاری تھی۔ وہ کچھ نہ کر کے بھی ایک بار پھر مجرم' بلکہ ملزم سے مجرم بن چکا تھا۔ اسے اپنے اور ماہا کے تعلقات پرانی نہج پر لانے کے لیے جتنی محنت کرنی پڑی تھی سب بے کار گئی تھی۔

اسے گھر واپس چھوڑتے وقت اس کے وہی انجان انداز تھے۔ نم آنکھیں روٹھا چہرہ اور گم آواز۔ نہ اس نے کوئی صفائی مانگی۔ نہ اس نے خود کو کسی وضاحت کے قابل سمجھا۔ اب کی بار بدگمانی کی دھول نہیں۔ آندھی چلی تھی اور ماہا کا دل' دماغ' عقل سب کچھ اس آندھی کی سرخ مٹی میں منوں وزن تلے دب چکا تھا۔

ایئرپورٹ نزدیک ہی تھا۔ جب اچانک اس کے خیالات کو ایک جھٹکا لگا۔ کیب رک چکی تھی۔ وہ نا سمجھی سے سامنے آ جانے والے ان موٹر سائیکل سواروں کو دیکھنے لگا۔ جو افراتفری کے عالم میں اس سے کچھ کہہ رہے تھے۔

جتنی دیر میں حسیب ان کی بات سمجھا ان میں سے ایک نے حسیب کے ہاتھ میں دبا موبائل جھپٹا۔ حملہ بے حد غیر متوقع تھا۔ حسیب نے بے اختیار مزاحمت کی۔

ڈرائیور دوسرے لڑکے کے گن پوائنٹ پر تھا۔

حسیب نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ بس لمحہ بھر کی بات تھی۔ لڑکے نے ٹریگر دبا دیا۔ فضا میں یکے بعد دیگرے دو فائر ہوئے۔

انہوں نے ٹیکسی میں لدا ہوا دوسرا سامان گھسیٹا اور خون میں لت پت جسم کو وہیں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ پوری گاڑی ڈرائیور اور حسیب کے گاڑھے سرخ خون سے بھرتی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ کتنے دن کے بعد اس کمرے میں انس کے ساتھ داخل ہوئی تھی۔ اندر قدم رکھتے ہی رنگ برنگی سوچوں نے اس کا ہاتھ تھام کر آنکھوں میں آنکھیں ڈالنی چاہیں۔ لیکن اس کے دھیان کے پردے پر کوئی اور ہی منظر ان یادوں



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کو پڑے ہٹا کر آن کھڑا ہوتا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس منظر میں ڈوب ڈوب جاتی۔

سب سے پہلے جا کر جب اس نے ڈریسنگ میں اپنا سراپا دیکھا اور پشت پر ابھرتے انس کے عکس کو دیکھ کر دھیمے سے مسکرائی تب۔۔۔ انس جواباً" مسکرا کر واش روم چلا گیا۔ تب۔۔۔

اس نے چوڑیاں اتاریں' میک اپ جو کہ بہت ہلکا ہی تھا۔ بے دھیانی میں ٹشو سے رگڑتے ہوئے۔ اور اس کے بعد ہی دوپٹا اتار کر اس کو تہ کرکے بار بار واپس کھولتے ہوئے' انس کے نکل کے آنے کے بعد بھی وہ اسی سوچ میں گم تھی کہ آج آخر نائلہ کو ہوا کیا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کن خیالوں میں گم ہیں بیگم صاحبہ!؟"

انس اسے مخاطب کرتے ہوئے بہت فریش تھا۔ سوہا نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ایک دم تازہ دم ہو کر مسکرائی۔

"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔۔"

وہ بیڈ کے پاس کھڑی تھی۔ ہاتھ میں دوپٹا تھا۔ قریب ہی انس اس کے برابر سے ہو کر بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔ اس کا دل انس کے نکھرے وجود کو دیکھ کر لمحے بھر کے لیے کھل سا گیا۔ اس نے ایک بے خودی کے سے عالم میں آگے بڑھ کر اپنے بازو اس کے کندھوں پہ ٹکا کر اسے حصار میں لے لیا۔ انس اس خوب صورت سپردگی کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ بے اختیار اس کے محبت بھرے اس انداز پر مسکرا اٹھا۔ آج وہ بنا جھجکے' شرمائے اور جھوٹی موٹی بنے بغیر' سیدھا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو۔" انس کے لیے اس کے انداز نرالے بھی تھے اور بے حد خوب صورت بھی۔

"سب کچھ۔" اس کے گداز لبوں پر الفاظ چمکے۔

"سب کچھ۔۔۔ سب کچھ کیا۔" وہ حیران ہوا۔

"آنکھیں' ناک' ہونٹ' بال سب کچھ۔" اب کے سوہا کا انداز شرارتی سا تھا۔

"کیوں۔" اس نے اپنے ہاتھ اٹھا کر سوہا کی کلائیوں پر رکھے اور انہیں دھیرے سے اپنی گرفت میں لیا۔

"اتنے دن بعد جو دیکھا ہے۔ کیا فرصت سے دیکھ بھی نہیں سکتی۔" اس نے لاڈ سے شکوہ کیا۔

"نہیں۔ دیکھ سکتی ہو بلکہ صرف دیکھتی کیوں ہو۔ اس سے بڑھ کے بھی کچھ کر سکتی ہو۔" بات کی تہہ میں اترتے ہی اس نے لمحے بھر میں اپنے ہاتھ کھینچے۔ مگر اب اس کی کلائیاں انس کی گرفت میں تھیں۔

"کیا ہوا۔ اب کیا ہوا۔" سوہا کی ہنسی نکل گئی۔

"کچھ نہیں بس دیکھ چکی۔" وہ مسلسل اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔

"تم دیکھ چکی نا! میری باری تو اب آئی ہے۔" اس نے اس کی کلائیوں کو جھٹکا دیا۔

"تو آپ بھی دیکھ لیں۔" وہ مسلسل اپنے ہاتھ موڑ موڑ کر چھڑوانے کے چکر میں تھی۔ لیکن انس کی گرفت میں ناکام ہو رہی تھی۔

"دیکھوں گا میں بھی۔ دیکھوں گا ہی لیکن ایسے تھوڑی۔ میں اپنے انداز سے۔۔۔"

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ابھری۔ اس نے بات ادھوری چھوڑ کر اس کی کلائیوں کو آزاد کیا۔ سوہا بجلی کی سی تیزی سے دور ہو گئی۔

"سوہا۔۔۔ انس! کھانا کھا لو تیار ہے۔"

باہر سے نائلہ کی آواز ابھری۔ آواز بھاری تھی۔ لیکن ہموار بھی تھی۔ انس نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھولا۔



وہ اپنی بات دہرا کر وہیں سے واپس پلٹ گئی۔ انس نے مڑ کر سوہا کو دیکھا۔ پھر اس کے نزدیک آیا۔

"یہ نائلہ کو کیا ہوا ہے۔" اس نے سرگوشی کی۔

"پتا نہیں۔" جواب بھی سرگوشی میں آیا۔

انس معصوم سا منہ بنا کر سوہا کی طرف جھکا۔ سوہا نے اسے پیچھے دھکیلا پھر دروازہ کی طرف موڑا پھر پشت پر ہاتھ رکھ کر دھکیل دیا۔ انس ڈھیلے پن سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

اس نے جھکی جھکی نگاہوں سے ان کے جھریوں بھرے سانولے ہاتھ دیکھے۔ دس میں سے چار انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ جو ان کے سانولے ہاتھوں سے ذرا بھی میل نہیں کھا رہی تھیں۔ چھوٹی سی ٹرے میں چائے کے دو کپ اور بسکٹ کی پلیٹ رکھے۔ وہ جھکی۔ ٹرے اماں اور ان کے درمیان ہی مسہری پر ٹکا دی۔ اس کے سیدھے ہونے سے پہلے ہی وہ ہاتھ اس کے سر پر آن ٹھہرا۔

"جیتی رہو۔ خوش رہو۔ اللہ نصیب کھولے۔ جلدی سے اچھا سا بر ملائے اپنے گھر کا کرے۔" خاتون کے منہ سے دعاؤں کے پھول جھڑے۔ اور کمرے کا ماحول مہک گیا۔

"یہی ہے میری بیٹی عفت۔ ماشاءاللہ سے۔ بہت فرمانبردار اور سگھڑ ہے۔ آپا اب تم سے کیا چھپانا۔ بس۔۔۔"

وہ سر پر سے ہاتھ ہٹتے ہی پلٹ کر کمرے سے نکل آئی۔

گھر کی تینوں لڑکیاں بیاہی گئی تھیں۔ بس اب صرف ایک ہی باقی تھی۔ اس کی فکر نے ہی اماں کی نیندیں اڑا رکھی تھیں۔ وہ خود تو سارا دن گھر میں ہی رہتی تھی۔ نہ کہیں آنا نہ جانا۔ نہ ملنا ملانا۔ خاندان کی تقریبات میں بھی ابا کی وجہ سے کبھی جانا ہو جاتا تھا۔ اور کبھی نہیں۔

اماں کے بقول "اس گھر کی دہلیز تو کوئی رشتہ پھلانگتا ہی نہیں۔ پرانے وقتوں میں بیری پکتی نہیں تھی کہ پتھر گرنے شروع ہو جاتے تھے اور اب۔۔۔"

کبھی کبھی وہ عفت کی موجودگی کا لحاظ کیے بغیر کبھی چچی تو کبھی ابا کے سامنے شروع ہو جاتیں۔

عفت بس ایک پتھرائی ہوئی سی کیفیت کے ساتھ اماں کے تبصرے اور تجزیے سنتی رہتی۔ کل ماہا اور سوہا کے اپنے گھروں کو چلے جانے کے بعد رات میں اماں نے ہمت پکڑی اور محلے کے ہی کسی گھر سے کمہ ٹن کر وچولن کو بلوا بھیجا۔ یہ وچولن جسے پورا محلہ نسیم خالہ کے نام سے جانتا تھا۔

محلے کے کئی گھروں میں رشتے کروا چکی تھی۔ سنا تھا۔ کافی کھاتے پیتے علاقوں میں بھی اس کا آنا جانا تھا۔ بہت سے ایسے گھرانے جہاں اسے بہت امید اور آس کے ساتھ بلایا جاتا تھا۔ رشتہ طے ہو جانے سے لے کر شادی کی کامیابی تک کے مرحلوں میں اسے خوب نوازتے تھے۔ رشتہ پکا ہو جانے کی صورت میں اس کی اپنی فیس بھی تھی۔ جس کی وصولی میں وہ ذرہ برابر بھی مروت نہیں دکھاتی تھی۔ لیکن بے چاری مزاج اور طبیعت کی بہت اچھی تھی۔ با اخلاق اور ملنسار اور کچھ اس کے پروفیشن کا تقاضا بھی تھا۔ لیکن اس کا اپنا کہنا یہ تھا کہ جس طرح اس نے اپنی تین بیٹیوں کے رشتوں کے لیے بیوگی میں بھاگ دوڑ کی۔ شادی کروانے میں جس طرح دھول پھانکی' اس سے یہ سبق سیکھا کہ اگر میری ذرا سی محنت سے کسی کی بیٹی اپنے گھر کی ہو جائے تو آخرت کے لیے سودا مہنگا نہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اماں کے ایک بلاوے پر وہ بلا حیل و حجت چلی آئی تھی جبکہ جانتی تھی کہ یہاں سے مال ملنے کی کوئی امید نہیں۔

عفت نے باورچی خانے میں آکر ایک گہری سانس لی۔ چولہے پر چڑھی مسور کی دال میں سے اٹھتی بھاپ کو



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دیکھا۔ اس کی زندگی میں خوشیاں بھی ایسے ہی دھوئیں کی مانند مرغولے بن کر فضاؤں میں کہیں اڑ گئی تھیں۔

اس نے بے دلی سے چند ایک صاف ستھری پلیٹوں کو اسٹینڈ پر آگے پیچھے کیا۔ پھر اسے محسوس ہوا کہ اس بے معنی سے کام کے دوران اس کی آنکھیں دھندلا سی گئی ہیں۔ اس نے تیزی سے آنکھوں کو رگڑا چند لمحوں کے لیے منظر صاف ہوا۔ پھر فوراً" ہی دوبارہ دھندلاہٹ بھر گئی۔

وہ گرم دیگچی میں سے اٹھتی بھاپ کے سامنے منہ دے کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر کتنے ہی آنسوؤں کو بنا رو کے بہہ جانے دیا۔

کبھی کبھی آنسوؤں کا بہہ جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مستقل دل میں جمع رکھنے سے ایسی دلدل بن جاتی ہے۔ جس میں ہر خوشی لاکھ ہاتھ پیر مارے ڈوبتی ہی چلی جاتی ہے۔ آنسوؤں کی یہ دلدل اس قدر وحشیانہ بھوک رکھتی ہے کہ خوشیاں نگلتے نگلتے پورا بندہ نگل جاتی ہے۔ آنسوؤں کو آدم خور دیمک بننے میں دیر نہیں لگتی۔

☼ ☼ ☼

اس نے کچن کے دروازے میں سے عفت کی قمیص کی جھلک دیکھ لی تھی۔ پھر بھی بنا سلام دعا کیے آگے بڑھ کر سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔ اوپر امی شاید باتھ روم میں تھیں۔ کمرے خالی تھے اور باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اندر جا کر دھم سے بیڈ پر بیٹھی۔ چند لمحے ضبط سے گہرے گہرے سانس لیتی رہی اور بس۔۔۔ چند لمحے گزرے تھے کہ اس کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔ یہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔ کوئی اسے کندھا پیش کرنے والا نہیں۔ کوئی اس کے آنسو پونچھنے والا نہیں تھا۔ کوئی اس سے آنسوؤں کا سبب جاننے والا نہیں تھا۔

کافی دیر رو چکنے کے بعد جب تھوڑا دل ہلکا ہوا اور اسے محسوس ہوا کہ امی اب نہا کر نکلنے والی ہوں گی تو اس نے چہرہ صاف کیا اور کچن کے سنک سے جا کر چہرے پر پانی کے چھپاکے مارے گو کہ یہ ذرا سا پانی' اس ڈھیر سارے پانی کے اثرات مٹانے میں ناکام تھا۔ جو اس نے کمرے میں آنسوؤں کی شکل میں بہایا تھا۔ پھر بھی چند گھونٹ چلو میں بھر کر حلق میں اتار لینے سے اس نے خود کو امی کے سامنے کرنے کے لیے تیار کر لیا۔

امی ابھی نہا کر نکلیں گی تو اسے سامنے دیکھ کر حیران تو ضرور ہوں گی۔ سوالات کریں گی۔ پھر تشویش کا اظہار کریں گی۔ ان سارے مرحلوں سے بخیر و خوبی نمٹتے ہوئے اسے امی کو کس طرح مطمئن کرنا ہے کہ انہیں محسوس نہ ہو کہ اس کے اور حبیب کے درمیان پھر سے کوئی ناچاقی ہو گئی ہے۔ اس نے خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کرنے کے لیے ہونٹوں کو دائیں بائیں پھیلا کر مسکرانے کی کوشش کی۔ لیکن یہ کوشش بہت بھونڈی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اتنی تیزی سے اس کی آنکھوں میں نمی ابھری کہ اس نے خود کو احمق محسوس کیا۔

آنکھیں صاف کر کے گہری سانس لی۔ چہرہ تھپتھپایا۔ اور پلٹ کر پھر گلاس میں پانی لینے لگی۔

امی نہا کر نکلیں تو اس نے سلام میں پہل بھی کی اور جلدی بھی۔ وہ اس کا سلام سن کر رکیں۔۔۔ ٹھٹک گئیں۔

"وعلیکم السلام! تم کب آئیں۔"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے۔" اس نے چہرہ چھپانے کے لیے گلاس منہ سے لگایا اور کچن سے نکل کر درمیانی فاصلہ عبور کر کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ اس نے جتنا سرسری انداز میں جواب دیا تھا۔ امی اتنی ہی تشویش بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

ماؤں کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے جو ایکسرے مشین فٹ کر دی ہے۔ اس کا تعلق سیدھا دل سے جڑا ہوتا ہے۔ اولاد جسمانی چوٹ اور تکلیف "شاید" ماں سے چھپا سکے۔ لیکن دل میں کیا چل رہا ہے۔ یہ چھپانا تقریباً" نا



ممکن ہی ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں جبکہ ماں کی آنکھوں سے نکلتی ایکس ریز اولاد کی آنکھوں کی اسکرین پر لکھی ہر زبان پڑھ سکتی ہوں۔ دل میں پھوٹتے لڈو اور امیدوں کے بجھتے چراغوں کی ایکس ریز ریڈنگ' ایک آنکھ کے اضطراب سے دوسری آنکھ پر انکشاف تک بنا کسی سگنل کی موجودگی کے 'بلا کم و کاست' پہنچتی ہیں۔

اس نے نگاہیں جھکا کر اپنا ہینڈ بیگ کھنگالنا شروع کر دیا۔ دل کو ایک پاگل سی خوش فہمی تھی۔ یا بے وقوفوں والا بہانہ کہ شاید اس بیگ میں سے کوئی ایسی چیز نکلے گی۔ جسے دیکھ کر امی یا تو اپنی بات بھول جائیں گی یا بہل جائیں گی۔ حسب توقع وہ فوراً" ہی اس کے پیچھے کمرے میں چلی آئی تھیں۔ اور اب بے حد غور سے اس کی مصروفیت دیکھ رہی تھیں۔

"اور حبیب کہاں ہے۔"

"وہ چلے گئے واپس۔" اس نے بیگ سے اپنا موبائل نکالا۔

"اپنی۔۔۔ بہن کے پاس۔" انہوں نے ذرا سی دیر کے لیے بھی اپنی نظریں اس پر سے ہٹائی نہیں تھی۔ وہ خود بیڈ پر بیٹھی تھی۔ وہ دروازے پر کھڑی تھیں۔ ماہا کے فرار کے سبھی راستے مسدود تھے۔

"نہیں' دبئی۔۔۔ ابھی مجھے چھوڑ کر ایئر پورٹ ہی گئے ہیں۔" اس نے بے حد آرام سے کہا۔

"لو۔ تمہیں لے کر نہیں گیا وہ۔ کل تو کہہ رہا تھا کہ اگر تم جانا چاہو۔۔۔" ان کی بات ادھوری رہ گئی۔ ماہا بے حد انہماک سے فون پر کوئی نمبر ملا رہی تھی۔

"میں تم سے بات کر رہی ہوں۔" انہیں ایک دم جلال چڑھا۔

انہوں نے گیلے الجھے بالوں کا ہی جوڑا بنا لیا تھا۔ اور ایک ماتھے پر جھولتی لٹ کو جارحانہ انداز میں کان کے پیچھے اڑس کر وہ اس کے مقابل آ ئیں۔

"ان ہی کو فون کر رہی ہوں۔ تاکہ آپ خود بات کر کے مطمئن ہو جائیں۔" فون آف تھا۔ اس نے پھر ملایا۔ لیکن بے سود۔

"بچ۔ ابھی فون آف جا رہا ہے۔" اس نے ناامیدی سے کال کاٹ دی۔

"سچ بتا مجھے ماہا! پھر کوئی بات ہوئی ہے تم دونوں کے درمیان۔"

"ارے۔۔۔ نہیں امی۔۔۔ بس وہ مجھے نہیں لے جا سکتے تھے۔۔۔ ان کے فلیٹ میں اکچوئیلی۔۔۔" اس نے تھوک نگل کر خشک لبوں پر زبان پھیری۔

"کسی دوست کی فیملی آ کر رکی ہوئی ہے۔ اس لیے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" کتنا مشکل تھا انہیں مطمئن کرنا اور اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ خود کو مطمئن رکھنا اور سنبھالنا۔

"وہ۔۔۔ لوگ یہ سمجھے کہ۔۔۔ حبیب یہاں آئے ہیں زیادہ دن کے لیے۔ اس لیے وہ ان کے فلیٹ پر آ گئے۔ اب انہیں کیا پتا تھا کہ وہ اتنی جلدی واپس جائیں گے۔"

"تو حبیب کیوں چلا گیا۔ وہ بھی رک جاتا۔"

"وہ کیسے رکتے۔ وہاں ان کا کام کا حرج ہو رہا تھا۔" اس نے بیگ سے ایک لپ گلوز اٹھا کر مٹھی میں بھینچا۔

"تو اب وہاں کہاں رہے گا وہ۔"

یا اللہ اس نے گود میں رکھا بیگ پٹخنے کے سے انداز میں نیچے رکھا۔

"اوہو امی۔" وہ اٹھ کر ڈریسنگ تک گئی۔ اور ہاتھ میں پکڑا گلوز خوامخواہ ہونٹوں پر پھیرنے لگی۔ انداز میں اس قدر محویت تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام دنیا میں نہیں رہا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔ حبیب اور ان کے فرینڈز جن کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ ان کے لیے یہ روٹین کی بات ہے۔"

"لیکن حبیب تو نہیں ہے نا! اب کنوارا۔" اس نے آئینہ دیکھتے ہوئے ایک کرب محسوس کیا۔ اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

"وہ کبھی بھی کنوارے نہیں تھے امی۔ کیا بتاؤں میں آپ کو۔" دل کی بات دل میں ہی رہی۔

"اچھا ناشتا کیا ہے تم نے یا لے کر آؤں۔"

"وہ سمجھیں شاید ان کے تابڑ توڑ سوالوں سے ماہا عاجز آرہی ہے۔

"نہیں بس چائے۔ میں خود بنالوں گی۔" وہ تیزی سے بول کر کمرے سے نکل کر کچن میں چلی گئی۔

"میں ذرا در کے لیے نیچے جارہی ہوں۔"

امی بولتی ہوئی کچن کے سامنے سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف گئیں۔ ان کے قدموں کی چاپ ہلکی ہوتے ہوتے معدوم ہوگئی۔

ماہا نے اپنے لبوں کو ہاتھ سے دبا کر بے ساختہ ابھرتی سسکی کو روکا۔ لیکن آنسوؤں کو نہ روک سکی۔ اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھے دو قدم پیچھے ہو کر دیوار سے ٹکی اور پھر نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

انسان کبھی کبھی کتنا بے اختیار اور بے بس ہو جاتا ہے۔ پوری جان لگا کر بھی لبوں پر مسکراہٹ نہیں لا پاتا اور پورا زور لگا کر بھی اس نمکین پانی کو نہیں پی پاتا جسے اشک کہتے ہیں۔

☼ ☼ ☼

انہوں نے زندگی میں پہلی بار کوئی اتنا خوفناک حادثہ حقیقی آنکھ سے اور اس قدر نزدیک سے دیکھا تھا۔

بس چند قدموں کا فاصلہ ہی تو تھا۔ یا چند سو قدموں کا۔ ان کے قدم بے اختیار بریک پر جا پڑے تھے۔ فائرنگ کی آواز اتنی ہی بلند' واضح اور دہشت ناک تھی اور پھر۔۔۔

لہو۔۔۔ بے حد' بے حساب اور بے انتہا بہتا ہوا لہو تھا یا لہولہان' ہوش و حواس سے بیگانہ وہ دو انسانی وجود جو زندگی اور موت کے کھیل میں اپنی جان کی بازی بس ہارنے ہی والے تھے۔ سے کا جواری چال چل چکا تھا۔ اور مہرے بس پٹنے ہی والے تھے۔

ان دونوں کے قریب سب سے پہلے پہنچنے والے بھی وہ خود ہی تھے اور ہوش و حواس قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے ان کی آخری سانسیں بچانے کی کوشش کرنے والی بھی پہلے شخص وہ خود ہی تھے۔

اس سے پہلے کبھی ان کا دل اس رفتار سے نہیں بھاگا تھا۔ یوں لگتا تھا وہاں کھڑے کھڑے وہ یا تو دل کے مریض بن جائیں گے یا اعصابی شکست خوردگی کے۔۔۔ آس پاس رش بڑھ رہا تھا۔ لوگ جمع ہو رہے تھے۔ لیکن وہ صرف تماش بین تھے۔ جو تماشا ختم ہونے کے انتظار میں تھے۔ اس تماشے کو جاری و ساری رکھنے کی ساری جدوجہد وہ خود ہی تن تنہا کرنے والے تھے۔

ٹیکسی کے کھلے دروازے سے انسانی دھڑ' کسی بے جان بوری کی طرح آدھے باہر لٹک رہے تھے۔ خاک' خون اور کانچ کی کرچیوں پر کھڑے ہو کر' انہیں سیدھا کرتے' کئی اور ہاتھ مدد کے لیے آگے بڑھے۔ ایک عجیب سی وحشت کے عالم میں ساتھ چھوڑتے حوصلے کو ذرا کی ذرا سہارا ملا۔ گاڑھا اور سرخ خون اب ٹیکسی سے نکل کر اطراف میں پھیلتا جا رہا تھا۔

ایمبولینس کال کرتے' انہیں اچھی طرح محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے مضبوط ہاتھوں میں واضح لرزش' اتر آئی تھی۔ ان کے ہاتھ کپڑے اور چہرہ بھی لہو میں لتھڑ چکا تھا۔

ٹیڑھے میڑھے گوشت پوست سے بنے بھاری بھر کم نیم مردہ تنوں کو کھینچ کر زمین پر لٹاتے سے' کچھ جی داروں نے تو ان میں سے ایک کی موت کی تصدیق تک کردی تھی۔ لیکن وہ خود کسی بات پر یقین کرنے سے پہلے' ایک آخری کوشش کرلینا چاہتے تھے۔

جب ہی گہری گہری سانسیں لیتے کلام الٰہی کے جو کچھ حصے انہیں یاد تھے۔ اس وقت تک دم کر کر کے ان پر پھونکتے رہے۔ جب تک ایمبولینس کے سائرن کی گونج نے پوری فضا میں شور برپا نہ کردیا۔

☼ ☼ ☼

کچھ دیر کے بعد انس کو حیدر آباد کے لیے نکلنا تھا۔

سوہا اس کے ہینڈ کیری میں انتہائی ضروری سامان رکھ رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی رفتار معمول سے کہیں سست تھی اور لگتا تھا دل بھی معمول سے ہلکی رفتار میں دھڑک رہا ہے۔

"کیا ہوا کن سوچوں میں گم ہو۔"

انس مسلسل دوستوں سے فون پر رابطے میں لگا تھا۔ پھر بھی اس نے اس کی خاموشی اور اداسی کو محسوس کرلیا تھا۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کا اپنا دل میں اتنے دن بعد سوہا سے ملنے پر جدائی کے لیے تیار نہ تھا۔ اس کا موڈ کچھ اس سے دور جانے کی وجہ سے اور کچھ نوکری کی ٹینشن سے۔ بجھا بجھا سا تھا۔

"کچھ نہیں بس۔ آپ کے جانے کا سوچ کر مجھے الجھن سی ہو رہی ہے۔"

"الجھن یا اداسی۔"

"اداسی بھی ہے اور الجھن بھی۔" اس نے ہینڈ کیری کی زپ بند کی اور وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"کہنے کو میرے سسرال میں ساس سسر اور نندوں کے نام پر کوئی جھگڑا نہیں۔ لیکن بس پھر بھی پتا نہیں کیوں۔۔۔ مجھے یہاں آپ کے بغیر رہنے کے خیال سے ہی گھٹن سی ہو رہی ہے۔"

"چچ۔۔۔ اتنا ذہن پر سوار مت کرو نا!" انس نے ہاتھ سے اسے نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر اس کے برابر ہی آکر بیٹھی تو اس نے اسے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔

"جیسے ہی انتظام ہوگا۔ میں تمہیں بلوالوں گا۔"

سوہا نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔ اس نے اس کے کندھے پر سر ٹکا کر اپنے بائیں ہاتھ میں اس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں پھنسا لیں۔

"وہ تو جب آپ بلائیں گے تب نا! ابھی تو یہاں بس میں ہوں گی یا یہ۔۔۔ نائلہ۔"

"انس تو انس۔ اسے خود محسوس ہوا کہ نائلہ کے نام پر اس کے حلق میں ایک کڑواہٹ سی گھل گئی۔

"اس نے کیا کہا ہے تمہیں۔"

"کیا کہنا ہے اس نے۔ کچھ بھی نہیں بس۔۔۔" اس نے ایک گہری سانس لے کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

کچھ باتیں ادھوری رہ کر بھی پورے معنی سمجھا دیتی ہیں۔ پھر ان کا کہنا نا کہنا برابر ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کوئی تلخ بات ہو تو اس کی تلخی بھی پوری طرح محسوس ہوتی ہے۔ اور اگر وہ کوئی مہکتے لفظ ہوں تو ان کی خوشبو سے پورا من' پورا وجود مہک جاتا ہے۔

"فکر مت کرو تم۔ میں روز فون کروں گا اور زیادہ عرصہ تمہیں رہنا نہیں پڑے گا یہاں اور اگر کوئی بات ہو بھی۔ کوئی مسئلہ ہو تو حدید سے کہنا۔" وہ بات کرتے کرتے رکا جیسے اسے کچھ یاد آیا۔





PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کمال ہے۔ کل سے میں نے حدید کو نہیں دیکھا۔" اس کے لہجے میں تعجب تھا۔

"جی! رات بھی وہ بہت دیر سے گھر آئے تھے۔"

"چلو ٹائم کم ہے۔ میں اسے فون کرلوں۔ تم ایک نظر اور دیکھ لو کچھ رہ تو نہیں گیا۔" اس نے بولتے ہوئے سبا کو اپنے بازو کے گھیرے سے آزاد کیا اور فون پر حدید کا نمبر ملایا۔ بیل جاتی رہی مگر فون 'ریسیو نہیں ہوا۔ کئی بار کی کوششوں کے بعد وہ یک دم چونک گیا۔ فون آف کردیا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کام میں کسی صورت اس کا دھیان نہیں لگ رہا تھا۔ آج دو دن بعد بھی اس کے غصے کی آگ یونہی بھڑک رہی تھی۔

نائلہ کی شکل سامنے آتے ہی اس کے جسم و جاں کو جھلسانے لگتی۔ اسے لگتا کہ یا تو وہ خود مر جائے گا یا پھر اسے مار ڈالے گا۔ لیکن اس سے اپنی عزت 'نفس پر پیر رکھ کر یہ نہیں پوچھ سکے گا کہ 'آخر اس میں کمی کیا ہے۔ کیوں وہ اس کے نزدیک آنا پسند نہیں کرتی۔

کوئی مرد اتنا مضبوط نہیں ہوتا۔ کسی میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ عورت ذات کے گنجلک کھولنے کے لیے اپنی عزت نفس کی بھینٹ چڑھا سکے۔ عورت بھی وہ جو کبھی اسے دل کو نہیں بھائی۔ اس کی نظروں میں نہیں سمائی اور بیوی کے منصب پر بھی فائز ہونے کے لیے کوئی خوب صورت کوشش تک نہیں کرپائی۔

وہ جب جب سوچتا۔ اس کی رگوں میں شرارے سے ناچ اٹھتے۔ دو دنوں میں اس نے صرف رات کے چند گھنٹے گھر میں بتائے تھے۔ وہ بھی اس طرح جیسے بستر پر اس کے برابر میں کوئی عورت یا اس کی بیوی نہیں۔ انسانی روپ میں کوئی اچھا دھاری ناگن لیٹی ہے۔ ذرا جو اس نے گردن گھمائی یا کروٹ بدلنے کی کوشش کی تو ناگن اس کے وجود سے لپٹ کر اسے خاکستر کر ڈالے گی۔

یہ دو دن اس نے جس طرح خاموشی سے گزارے تھے۔ صرف اس لیے کہ وہ شاید نائلہ کا خون اپنی گردن پر نہیں لینا چاہتا تھا۔ ورنہ غصے کی شدت تو اتنی تھی کہ جی چاہتا کہ پہلی فرصت میں اس کا گلا دبا کر قصہ ختم کرے۔ دو دن کے ضبط اور برداشت کا سبب بھی شاید صرف اتنا ہی تھا کہ جلدی تھوڑا نیچے اتر آئے۔ یہ اس کی شرافت اور انسانیت تھی کہ اتنے شدید غصے کے باوجود وہ نائلہ سے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ بات کرنا چاہتا تھا۔

وہ نائلہ کے دل کی بات جاننا چاہتا تھا۔ وہ اس رشتے کو بنانے کے لیے یقیناً" خود حدید کی طرح ہی دل سے رضا مند نہیں تھی۔ لیکن اب وہ اس رشتے کو نبھانے کے لیے بھی رضامند تھی یا نہیں۔ اس کے دل میں کیا تھا۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ اس کے ارادے جاننے کے لیے خود پر قابو پانا ضروری تھا اور وہ کس جدوجہد سے خود پر قابو پانے جیسی آزمائش سے گزر رہا تھا یہ وہ خود ہی جانتا تھا۔

آفس سے چھٹی لینا بھی بے کار تھا۔ اس کے اور انس کے دوست مشترکہ تھے اور معاملہ ایسا تھا کہ کسی سے بانٹا بھی نہیں جاسکتا تھا۔ بے حد کوششوں کے بعد اس نے حاضر دماغی سے آفس میں اپنا دھیان لگانا شروع کیا تھا۔ یوں بھی یہ جگہ ایسی تھی جہاں بجن نہ ہونے کے برابر اور دشمن جگہ جگہ بکھرے پڑے تھے۔ کھاگ اتنے کہ اڑتی چڑیا کے پر گن لیں اور ہتاوٹی اتنے کہ ان سے بڑھ کر کوئی ہمدرد نہیں۔

حدید نے اپنا کردار ہمیشہ بہت صاف ستھرا اور غیر جانبدار ہی رکھا تھا۔ اب اس ناپسندیدہ عورت کے لیے وہ خود پر کوئی داغ دھبا برداشت کرنے کا اہل نہیں ہوسکتا تھا۔

ایک گہرا سانس لے کر اس نے کمپیوٹر اسکرین پر سے نظریں ہٹائیں اور ذرا سختی سے بند کر کے کھولیں۔



مسلسل روشنی پھینکتے اسکرین پر نظریں گاڑنے سے آنکھوں میں ترمرے سے ناچنے لگے تھے۔

ذہنی رو بھٹکتی ہوئی آکر واپس اپنی جگہ ٹھہری تو دیر سے وائبریشن پر لگے سیل فون کی تھرتھراہٹ نے توجہ کھینچ لی۔

وہ چونکا ضرور۔ لیکن فون ریسیو نہیں کرسکا۔ ایسا بھی پہلی بار ہی ہوا تھا کہ ایک شہر اور ایک گھر میں ہوتے ہوئے اس کا اور انس کا مسلسل دو دن سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی وہ خود کو بھی اس قابل نہیں پا رہا تھا کہ بشاش لہجے اور آواز میں انس سے بات کرسکتا۔ انس یقیناً" ٹھٹک جاتا۔ اس کی نوکری جاچکی تھی۔ وہ پہلے ہی پریشان تھا۔ اور آج ہی حیدر آباد کے لیے نکل رہا تھا۔ اسے فیصلہ کرنے میں چند لمحے ہی لگے ہوں گے۔

"بعد میں خود فون کرکے تسلی سے تفصیل سے بات کرلوں گا۔"

دل ہی دل میں بول کر اس نے پہلے لائن کاٹی پھر 'فون ہی آف کردیا۔ یہ سوچے بغیر کہ انس کو تشویش میں ڈالنے کے لیے یہ حرکت بھی کافی تھی۔

☼ ☼ ☼

"پرائیویٹ نوکری کرتا ہے لڑکا۔"

اماں فون پر نائلہ سے بات کررہی تھیں۔ قریب ہی عفت سپاٹ چہرہ لے کر بیٹھی۔ ابا کے سر میں تیل کی مالش کررہی تھی۔ ابا بہت عرصے بعد اس طرح فرمائش کرکے عفت سے مالش کروانے بیٹھے تھے۔ تبھی اماں ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر وہیں بیٹھ کر نائلہ کو فون کر بیٹھیں۔ خود نائلہ کو تو اماں کو فون کرنے یا گھر آنے کا خیال ہی نہیں تھا۔ اماں ہی بے چاری اس کی فکر کرتی تھیں۔ یا کبھی کبھار ابا یاد کرلیتے تھے۔

"تعلیم بھی اچھی ہے۔ چودہ جماعتیں.... ہاں ہاں وہی گرے جیٹ (گریجویٹ) ہے۔"

اماں بے حد شوق سے نائلہ سے ذکر کررہی تھیں۔ پتا نہیں نائلہ کے تاثرات کیسے تھے۔ کیا وہ خوش ہوگی۔ یا افسردہ.... لیکن افسردہ کیوں ہوگی۔ ہاں ہو بھی سکتی ہے۔ عفت کی ذہنی رو 'اس کی انگلیوں کی طرح ہی کچھ کچھ ادھر سے ادھر پھدک رہی تھی۔

ایک سچائی جس سے وہ دونوں بہنیں یا شاید وہ تینوں وہ 'نائلہ اور حدید بھی واقف تھے۔ کسی پیپ زدہ پھوڑے کی مانند ان کے درمیان اگ آئی تھی۔ جس سے کراہیت بھی آتی تھی۔ لیکن علاج کے لیے اس کی طرف دیکھنا بھی ضروری تھا۔ حدید اور اس کے ایک دوسرے کی طرف جھکاؤ سے ان دونوں کے علاوہ نائلہ بھی واقف ہی تھی۔

اب اس کی شادی کی بات اس کے لیے باعث خوشی ہی ہوگی۔ اگر اس نے دل سے حدید کو اپنا لیا تھا اور ایک وفا شعار بیوی کی طرح حدید کے دل میں گھر کرنے کی کوشش کررہی تھی تو عفت کی شادی پر خوشی محسوس کرنا بھی اسی کا ایک حصہ ہوسکتا تھا۔ کیونکہ اسے عفت سے نامحسوس سا خوف تو بہرالحال محسوس ہوتا ہی ہوگا۔ یہ بھی اس کی وفاشعاری ہوتی کہ شوہر سے ماضی میں دلچسپی رکھنے والی لڑکی اور وہ بھی سگی بہن کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرتا اور کامیاب ہونے پر خوش ہوتا۔

"ہیں.... کیا کہہ رہی ہو۔"

اماں جملہ تفصیلات بمعہ اس کی پہلی شادی اور ایک بچے کے نائلہ کے گوش گزار کرچکی تھیں۔

"اے لو.... یہ کیا۔"

انہوں نے فون کانوں سے ہٹا کر اچنبھے سے فون کو اور پھر ابا کو دیکھا۔

"آدھی پونی بات سن کر کچھ بھی کہے بغیر فون بند کردیا۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"چلو کسی کام میں مصروف ہوگی۔"

"ارے ایسی بھی کیا مصروفیت۔ اس سے بات نہیں کروں گی تو اور کس سے کروں گی۔ خیر۔۔۔" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ کر مسہری سے پیر نیچے لٹکائے۔

"یہ بھی اچھا ہی ہوا ورنہ میں تو سمجھ رہی تھی کہ وہ ہاجو کا سن کر جانے کتنا غصہ کرے گی۔" اماں بات مکمل کر کے باہر چل دیں۔ جبکہ اماں کی بات سن کر ابا کے سر میں تیزی سے چلتی اس کی انگلیوں کی رفتار دھیمی پڑ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ بے حسی سے موبائل فون کی ٹیون سن رہی تھی۔

امی کچھ دیر کے لیے نیچے گئی تھیں تائی امی کے پاس۔ عفت کے رشتے کے لیے کچھ لوگ آنے والے تھے سنا تھا۔ اچھا گھرانہ اور معقول رشتہ تھا لیکن لڑکے کی ایک شادی پہلے بھی ہو چکی تھی۔

"بے چاری عفت۔۔۔ پتا نہیں کیسے۔۔۔"

"ماہا!" امی کی آواز سے اس کی سوچیں ادھوری رہ گئیں۔

"کب سے فون بج رہا ہے۔ میں سیڑھیوں سے آواز سنتی ہوئی آئی ہوں۔"

"جی۔" وہ بے طرح چونکی اور اپنی غیر حاضر دماغی کی گہرائی پر خود بھی دم بخود رہ گئی۔

"امی وہ کوئی رانگ نمبر ہے بار بار تنگ کر رہا ہے۔" اس نے فون ہاتھ میں لے کر اپنی بات کی سچائی ثابت کرنے کے لیے زور سے بٹن دبا کر لائن کاٹ دی۔

"آپ بتائیں ہو گئی بات تائی امی سے۔ کیا کہا انہوں نے۔"

"کیا کہیں گی وہ بے چاری۔"

ماہا کی بات پر ان کا دھیان فی الفور فون سے ہٹ عفت کے لیے آنے والے رشتے کی طرف چلا گیا۔ وہ تھکی ہوئی نہیں تھیں۔ لیکن ان کے لہجے اور انداز میں بے نام سی تھکن اتر آئی۔

"بظاہر تو کوئی خرابی نہیں لگ رہی اب یہ تو گھر والوں سے مل کر پتا چلے گا کہ فیملی کیسی ہے۔"

"پیسے والے ہیں۔" وہ بغور امی کا مایوس لہجہ سن رہی تھی۔

"بتا تو رہی تھی رشتے والی۔"

"بس تو اگر پیسے والے ہیں تو سمجھ لیں کہ آدھی برائیاں تو یوں ہی چھپ جائیں گی۔"

"ہاں بھیا آج کل کا چلن بھی خوب ہے۔ چوڑے چمار بھی خاندانی بنے بیٹھے ہیں۔ دولت کے بل بوتے پر۔ اور جو خاندانی اور شریف لوگ ہیں۔ ان بے چاروں کو غربت کی وجہ سے کوئی پوچھتا نہیں۔"

امی نے پیر اوپر کیے اور دیوار سے ٹکا کر رکھے تکیے کو سیدھا کر کے لیٹ گئیں۔ ماہا چند لمحے کسی سوچ میں ڈوبی رہی۔ پھر چونک کر انہیں دیکھا۔

"عفت سے بات کی آپ نے کیا کہتی ہے وہ۔"

"وہ کیا کہے گی۔ جو ماں باپ کی مرضی ہوگی۔ اس پر سر جھکا دے گی۔"

"اللہ کرے لڑکا بہت ہی اچھا ہو۔" ماہا کے دل سے بے ساختہ ایک دعا نکلی اور لبوں تک آ پہنچی۔

"آمین۔ اللہ کرے ہر لحاظ سے ہی اچھا ہو مگر۔ خالی لڑکے سے کیا ہوتا ہے۔ جب لڑکی بھرے پرے گھر میں جاتی ہے تو سب سے ہی سابقہ پڑتا ہے۔ اللہ بچی کے نصیب اچھے کرے۔" ماہا امی کے چہرہ دیکھتی' ان کی بات سن کر کھو گئی۔



جانے کتنی دیر خاموشی چھائی رہی۔ ماہا کی نگاہیں۔ امی کے چہرے سے ہٹ کر یہاں وہاں بھٹکنے لگیں۔ انداز سے صاف ظاہر تھا کہ ذہن اور نظروں میں کوئی مطابقت نہیں۔ آنکھیں دیکھ کچھ اور رہی تھیں۔ اور ذہن سوچ کچھ اور رہا تھا۔ (میں تو بھرے پرے خاندان میں نہیں گئی تھی۔ لیکن۔) ادھر ادھر سے ہوتی ہوئی اس کی نگاہیں پھر امی کے چہرے پر آن ٹکی۔

"کتنی کمزور ہو گئیں ہیں امی! بے چاری۔ سارا دن اکیلی ہی گھر کے کاموں میں لگی رہتی ہیں۔ اوپر سے میں یہاں ہوں تو۔۔۔" اس کی سوچوں کو بریک لگا۔ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی تھی۔ اس نے جلدی سے امی کی نیند ٹوٹنے کے خوف سے ریسیو کر لیا۔ دوسری طرف آپی تھیں۔ اس نے سلام کیا۔

"کیا حال ہیں سب خیریت ہے۔" وہ جواب دے کر پوچھنے لگیں۔

ماہا کو ان کا لہجہ کچھ غیر معمولی سا لگا۔ پہلا خیال یہی آیا کہ شاید حسیب نے اس کی شکایت لگائی ہے۔ دل میں ایک دم ہی بے زاری ابھرنے لگی۔

"جی سب خیریت ہے۔ اللہ کا شکر۔"

"اچھا۔ وہ میں حسیب کا فون ملا رہی ہوں۔ کافی دیر سے مگر آف جا رہا ہے۔"

"اچھا۔" اسے ایک دم ہی یاد آیا کہ اس نے گھر آتے ہی حسیب کا فون ملایا تھا تو وہ تب بھی آف تھا۔

"ہاں تم سے کانٹیکٹ ہو تو بتا کرنا۔"

"او کے۔"

وہ شاید جلدی میں تھیں۔ زیادہ لمبی بات نہیں کی۔ ماہا نے فون بند کر کے امی کو دیکھا۔ ان کا تنفس ہموار تھا۔ اور وہ نیند میں جا چکی تھیں۔

"خیریت تو ہے۔ آج امی اس وقت سو گئیں۔"

اجالے کو اپنی آغوش میں سمیٹتے اندھیرے اور اذانوں کی آوازوں پہ اس نے کھڑکی سے باہر نگاہ دوڑا کر جو آخری بات سوچی وہ یہی تھی۔

☼ ☼ ☼

آپریشن تھیٹر کی سرخ بتی گھنٹوں سے جل رہی تھی۔ اندر موجود شخص جو کوئی بھی تھا۔ اس وقت تو انہیں انتہائی عزیز ہو چلا تھا۔ کیونکہ ہاسپٹل پہنچتے ہی ڈاکٹر نے فی الفور آپریٹ کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ کیس پولیس کا تھا۔ اور جتنی دیر میں پولیس پہنچی۔ وہ بے چارے مسلسل دبی آواز اور مضطرب لہجے میں ڈاکٹرز کی منتیں ہی کرتے رہے۔ مریض کی حالت بے شک نازک تھی۔ اور پولیس کے آتے آتے اور نازک ترین ہو چلی تھی۔ لیکن نہ پولیس کو اس کی حالت سے سروکار تھا۔ نہ ڈاکٹرز کو کوئی جلدی تھی۔ ہاں اگر کوئی احساس کرنے والا تھا تو وہ' وہ خود ہی تھے۔

خدا خدا کر کے پولیس آئی۔ رپورٹ درج کی گئی۔ خود ان کے گرد سوالات اور تفتیش کا دائرہ سب سے تنگ تھا۔ مگر وہ صبر سے برداشت کرتے رہے۔ تمام کارروائیوں سے نمٹنے کے بعد جب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا ہی چاہتا تھا۔ تب لب مرگ اس شخص کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ جبکہ اب ڈاکٹرز اس کی زندگی کے بارے میں زیادہ پرامید نہیں تھے۔ خون بہت زیادہ بہہ جانے کے سبب اس کی زندگی کے چانسز کم اور موت کے زیادہ تھے۔

ٹیکسی ڈرائیور جس کی موت کی تصدیق اسپتال لانے سے ہی پہلے لوگوں کے ذریعے کر دی گئی تھی۔ اس کے لواحقین روتے پیٹتے آکر اس کی میت کو لے جا چکے تھے۔ اب وہاں رہ گئے تو وہ خود یا ان کا پی اے۔ جو کئی بار کالز کر کے ان سے بات کرنے میں ناکام ہو کر ان کی گاڑی میں لگے ٹریکر کے ذریعے ان تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

تب سے اب کئی گھنٹے گزر جانے کے باوجود وہ ان کے ساتھ ہی تھا۔ اور دل میں ہزار خواہش رکھنے کے باوجود ان سے گھر جانے کے لیے نہیں کہہ سکا تھا۔ خدا خدا کرکے آپریشن تمام ہوا۔ ڈاکٹرز نے باہر آکر لواحقین کو تلاش کیا۔ وہ بے تابی سے لپک کر گئے۔

"کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔ وہ بے چارہ بچ تو گیا ناں۔ اب ٹھیک ہے۔ آپریشن کامیاب ہو گیا۔" ان کے لبوں سے سوالات کے پنچھی بے تابی سے پھڑپھڑاتے ہوئے نکلے۔ ڈاکٹر نے ایک گہری سانس بھری۔ ان کے پاس کوئی امید افزا خبر نہیں تھی۔ مغیث حسن نے بمشکل دیوار تھام کر خود کو لڑکھڑانے سے روکا تھا۔

☼ ☼ ☼

انس کیا گیا تھا۔ در و دیوار سے لے کر موسم، چار دیواری اور اس کا اپنا جیتا جاگتا وجود سب ہی کچھ ایک بے نام سی اداسی کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ اس نے شاید زندگی میں اس سے پہلے کبھی اتنی اداسی محسوس نہیں کی تھی۔ یا شاید یہ انس کی اس محبت بھری رفاقت کا اثر تھا۔ جو پچھلے چوبیس گھنٹوں میں اسے میسر رہی۔ دونوں دنیا جہان کی فکریں بھلا کر ایک دوسرے میں ہی گم رہے۔ یہاں تک کہ اس گھر میں موجود باقی دو نفوس کو بھی۔

اب جبکہ وہ چلا گیا تھا۔ اور سوہا کو علم تھا کہ شام تک انتظار کرنے کے بعد بھی یہ کمرہ اس کے وجود کی رونق سے آباد نہیں ہوگا۔ اسے یہ تنہائی اور خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ کچھ خیال آنے پر اس نے ماما کو کال کی۔ لیکن کافی دیر بلکہ بار بار بیل جانے پر بھی اس نے فون ریسیو نہیں کیا۔

وہ اس بات سے یکسر انجان تھی کہ ماما آج صبح ہی صبح امی کے گھر واپس آچکی ہے۔ وہ یہ تصور کر رہی تھی کہ ماما حسیب کے ساتھ ہے۔ اور اس قدر مگن ہے کہ خیال تک نہیں کہ اپنا سیل فون اٹھا کر دیکھ لے کہیں کسی کی کال تو نہیں آرہی۔ یقیناً "سائلنٹ پر رکھا ہوگا۔ جب ہی ریسیو نہیں کیا۔

اس نے از خود ہی ساری باتیں فرض کرلیں۔ جو کہ ظاہر ہے خوش خیالی ہی تھیں۔ پھر بے زاری سے فون پٹخ دیا۔ انس سے بات ہو چکی تھی۔ اب بار بار فون کرکے اسے ڈسٹرب کرنا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"نائلہ کو دیکھتی ہوں کیا کرتی رہی ہے سارا دن اکیلے۔ کچھ کام میں ہاتھ ہی بٹا دوں۔"

خود سے کہتے ہوئے اس نے کمرے سے باہر قدم نکالا اور سیڑھیاں اترنے لگی۔

عام حالات میں وہ اس طرح خود سے نائلہ کے پاس جانے کا تصور تک نہیں کرسکتی تھی۔ بلکہ شادی کے بعد سے وہ نائلہ کے مزاج سے ٹھیک ٹھاک خوف کھانے لگی تھی۔ نائلہ کا موڈ اگر خراب ہوتا تو وہ اس سے بدتمیزی کرنے میں اور اسے جھڑکنے میں دیر نہیں کرتی تھی۔ لیکن اب کی بات اور تھی۔

کل جس طرح وہ اس کے گلے لگ کر روئی تھی۔ اور جس طرح اس نے اپنی تنہائی کا شکوہ کیا تھا۔ اس سے سوہا کے دل میں نہ صرف خود بخود گنجائش پیدا ہوگئی تھی بلکہ دل میں اس کے خلاف موجود بہت سارے گلے شکوے اپنی موت آپ مر گئے تھے۔

آخری سیڑھی سے نیچے والے فلور پر قدم رکھتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے گھر میں خود اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ نیچے پورا گھر اس قدر خالی اور خاموش پڑا تھا جیسے یہاں کسی زندگی کے آثار ہی نہیں۔ لمحے بھر کو اسے خوف سا محسوس ہوا۔ پھر اپنے پاگل پن پہ خود کو اس نے جھڑک دیا۔

"واش روم میں یا اپنے بیڈ روم میں ہوگی نائلہ جائے گی کہاں۔"

کچن بالکل خالی اور صاف ستھرا تھا۔ یقیناً "وہاں بھی کافی دیر سے قدم نہیں رکھا گیا تھا۔ سامنے ہی لاؤنج تھا۔ خالی لیکن صاف ستھرا۔ سجا بنا۔ دائیں طرف حدید کے بیڈ روم کے دروازہ نیم وا تھا۔ اس نے دھیرے سے آواز دی



لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے قریب جاکر دروازے کو ہلکے سے دھکیلا۔

نائلہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ لیکن دروازے کی طرف پشت کرکے۔ سوہا نے بے اختیار ایک گہری اطمینان بھری سانس لی۔ دل میں جو ایک عجیب سی بے چینی لاحق تھی اس کا خاتمہ ہوا تھا۔

"نائلہ! اب کی بار اس نے ذرا زور سے پکارا۔ نائلہ بری طرح چونک کر بلکہ کسی حد تک خوف زدہ ہو کر پلٹی۔

اس کے اس طرح ڈر جانے پر سوہا یقیناً "حیران ہوتی لیکن اسے حیران ہونے کی مہلت نہیں ملی۔ وجہ تھی نائلہ کی دگرگوں حالت۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا۔ اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ بال اجڑے بکھرے اور کپڑے بے حد گندے مسلے ہوئے تھے۔

نائلہ کیا ہوا۔ کس سے بات کر رہی تھیں۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔" سوہا خود بھی گھبرا گئی۔

نائلہ جواب دینے کے بجائے عجیب خالی خالی سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ سوہا کو وہ اس لمحے بالکل کوئی مجہول۔ سودائن لگی۔ خبط الحواس۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو مجھے۔ نائلہ۔" وہ آگے بڑھ کر نائلہ کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے رد عمل نے باز ہی رکھا۔

"ہیں؟۔" وہ جیسے گہری نیند سے جاگی۔ "نہیں بس۔ کچھ نہیں۔"

اس نے جلدی جلدی آنکھیں رگڑیں۔ اور پلٹ کر موبائل کو ہاتھ اونچا کرکے الماری کے اوپر رکھ دیا۔ سوہا نے بطور خاص اس کا یہ عمل نوٹ کیا۔ موبائل کو بھلا خود سے اتنا دور رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے بچوں کی پہنچ سے دور رکھ رہی ہو۔

"تم رو رہی تھیں۔ لیکن کیوں۔"

اسے اندازہ ہو گیا تھا نائلہ اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھی۔ وہ خود ابھی تک دروازے سے ایک قدم اندر کھڑی تھی۔ نائلہ نے اسے بیٹھنے تک کے لیے نہیں کہا تھا۔ نہ اس کی بات کا جواب دیا تھا۔ دوسری طرف نائلہ کو اس کے اس قدر اچانک آجانے کی رتی برابر امید نہیں تھی۔ جب ہی وہ فوراً" خود کو سنبھال بھی نہیں سکی اور گڑبڑا گئی۔ مزید کسر سوہا کے سوالات نے پوری کردی۔

"کیا حدید بھائی سے کوئی ناراضی ہے۔"

اس نے خود ہی اندازہ لگایا کہ شاید نائلہ اپنی اور حدید کے ذاتی مسئلے کو ڈسکس نہیں کرنا چاہتی۔ اور اس کے اندازے نے نائلہ کی مشکل آسان کردی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور بڑے ڈرامائی انداز میں اس کی طرف مڑی۔

"ظاہر ہے اور کیا بات ہو سکتی ہے۔"

"اچھا۔ لیکن کیوں کس بات پر۔ وہ تو بہت کول مائنڈڈ ہیں۔"

"یہی تو میری بھی سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیوں۔ بس رات کو دیر سے گھر آنا اور تلخ باتیں کرنا۔ طنز کرنا۔ مجھے نظر انداز کرنا۔ کوئی ایک بات ہو تو بتاؤں تمہیں۔"

وہ بے بسی سے انگلیاں مروڑنے لگی۔ آنکھیں پھر بھر آئیں۔ سوہا بے اختیار اس کے قریب آئی۔

"اچھا تم رو تو مت۔ اگر تم کہو تو۔ میں بات کروں ان سے۔"

"نہیں نہیں بالکل نہیں۔" سوہا کو اسی جواب کی امید تھی۔

"ایسا نہ ہو وہ تم پر بھی بھڑک جائیں۔ اور مجھ سے اور زیادہ ناراض ہو جائیں۔"

"او کے۔" سوہا اس کے گھبرانے پر اسے تسلی دینے والے انداز میں ساتھ لگا کر بیڈ تک لے گئی۔ پھر اسے بٹھا کر اس کے برابر بیٹھ گئی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"میں نہیں کروں گی ان سے بات۔ لیکن ایسے کیسے پتا چلے گا پھر کہ مسئلہ کیا ہے۔"
"شاید آفس کی کوئی پرابلم۔" نائلہ نے آنکھیں پونچھتے ہوئے اندازہ لگایا۔
"ہاں یہی بات ہوگی۔ یاد نہیں۔ جب انس کے آفس میں پرابلم ہوگئی تھی۔ تو وہ کسی طرح چڑچڑے ہوگئے تھے۔"

سہا نے بے ساختہ ہی انس کا حوالہ دیا تھا۔ اور نائلہ کے دل میں کسی نے چٹکی کاٹ لی۔
"خیر جو بھی مسئلہ ہوا میں خود ہی سولو کرلوں گی۔ تم پریشان مت ہونا۔"
اس کا لہجہ اتنا اچانک بدلہ اور اتنا روکھا ہوگیا کہ سہا دنگ رہ گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اگلی بات کیا کرے۔

"اور اگر اب تم نیچے آہی گئی ہو تو پلیز رات کا کھانا دیکھ لو۔ میں نے دن بھر بہت کام کیا ہے۔ میں ذرا آرام کروں گی۔"

سہا کے دل میں اس کے لیے ہمدردی بھرے چند جذبات جو کچھ منٹ پہلے کی پیداوار تھے۔ یکایک ہی فضا میں اڑنچھو ہوگئے۔

اس کے دونوں بازو ڈھیلے ہو کر لٹک سے گئے۔ کھانا بنانا اور وہ بھی صرف تین لوگوں کا کوئی اتنا بڑا کام نہیں تھا۔ لیکن نائلہ نے ہمیشہ کی طرح اسے پل میں پرایا کردیا تھا یا شاید اس کی اوقات یاد دلادی تھی۔

وہ مڑ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ مزید وہاں رکنا یا کچھ اور کہنا اپنی بے عزتی کے مترادف ہی ہوتا۔ اسے جاتا دیکھ کر نائلہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور الماری پر رکھا ہوا موبائل اٹھایا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر بھرنے لگی تھیں۔

وہ تیزی سے کال لاگ میں سے ہسٹری ڈیلیٹ کررہی تھی۔ اس کے بعد میسجز ان باکس کی باری تھی۔ جتنی تیزی سے اس کی انگلیاں چل رہی تھیں۔ اس سے زیادہ تیزی سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ گر رہے تھے۔ اس کے پاس بھیگتے چہرے کو صاف کرنے کی فرصت تھی نہ خواہش۔

"طبیعت نہیں۔ میری قسمت خراب ہے۔" وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔

✡ ✡ ✡

رات کے ڈھائی بجے کا وقت تھا۔ گہری رات کا مخصوص سناٹا اپنی کالی چادر کھول کر زمین آسمان کو سمیٹ چکا تھا۔ آسمان پر تاروں کی مہک بے حد مدھم تھی۔ دور کہیں سے کبھی کبھی چوکیدار کے سیٹی بجانے کی تیز آواز پردہ سماعت پر گرتی تو بند کمرے میں سانس لیتے بظاہر سوتے لیکن درحقیقت جاگتے وجود اپنے آپ میں چونک جاتے۔

وہ جانتی تھی وہ جاگ رہا ہے، لیکن ظاہر نہیں کررہا۔ لیکن وہ خود ظاہر کررہی تھی۔ اپنے جاگتے حواس بھی۔ اور اپنا اضطراب بھی۔

بار بار کروٹ بدلتے ہوئے وہ ذرا فاصلے پر لیٹے وجود کو باور کرانا چاہتی تھی کہ وہ اس کی اداکاری سے واقف ہے۔ لیکن اس کوشش کا اس پتھر وجود کے اوپر کوئی اثر ہوتا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جب بے چینی حد سے سوا ہوگئی تو اس نے ایک بار پھر فیصلہ کن انداز میں اس کی طرف کروٹ بدلی۔ اور بے حد دھیرے سے اپنا ہاتھ رخ پھیر کر لیٹے ہوئے حدید کے بازو پر رکھا۔

ایک فقط ایک لمحہ یا اس سے بھی کم وقت لگا تھا۔ اور حدید نے اپنا بازو یوں جھٹکا جیسے اس پر کوئی زہریلا پتنگا آن بیٹھا ہو۔

نائلہ اپنی جگہ پر سن سی ہوگئی۔



حدید نے صرف ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔ وہ فوراً" اٹھ کر بیٹھا تھا۔ اور اب انتہائی شعلہ بار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ اس قدر نفرت، اتنا غصہ اور ایسی چنگاریاں ان آنکھوں سے پھوٹ رہی تھیں کہ نائلہ کو لگا اس کا وجود وہیں پڑے پڑے چند لمحوں میں خاکستر ہوجائے گا۔ اس میں حرکت کرنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ نہ اتنی ہمت تھی کہ اپنی نظریں اٹھا کر وہ چہرہ ہی دیکھ لے۔

اس نے نظریں جھکائے اپنے ڈوبتے دل کو سہارا دے کر ایک بار پھر دایاں ہاتھ اٹھا کر حدید کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی۔ اب کی بار اس نے پہلے سے زیادہ زور سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی۔"

وہ دبی آواز میں غرایا۔
نائلہ کو اپنی ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹتا محسوس ہوا۔
اس کے پاس حدید کے سوال کا جواب نہیں تھا۔ اور اگر ہوتا بھی تو شاید جواب دینے کی ہمت نہ ہوتی۔
"بولو۔ کس کی۔ کس کی اجازت سے مجھے چھوا تم نے۔"
وہ اس کے نزدیک جھک کر اس کے چہرے پر اپنا گرم تنفس پھینکتے ہوئے پھنکارا۔ نائلہ بے ساختہ پیچھے ہٹی۔
"مجھے۔۔۔" اس کے حلق سے بیٹھی ہوئی سی آواز نکلی۔ اس نے محسوس کیا گلے میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ آن واحد میں پانی کی طلب جاگ اٹھی تھی۔
"مجھے اجازت کی۔۔" بات مکمل ہونے تک صرف الفاظ باقی رہ گئے۔ "کیا ضرورت۔" آخری الفاظ صرف لبوں کی جنبش سے ظاہر ہوئے۔

وہ زور سے پیروں پر ڈالی ہوئی چادر اتار کر پٹختے ہوئے اٹھا۔ اور کمرے سے باہر جانے لگا۔ نائلہ کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس کی کوئی بات تک سننے کا روادار نہیں ہوگا۔ وہ خود سے فرض کیے بیٹھی تھی کہ ہمیشہ کی طرح جب وہ اس کو اپنی ذرا سی توجہ سے نوازے گی تو وہ سب کچھ بھول بھال کر پھر سے پہلے جیسا ہوجائے گا۔ لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا۔

اسے یوں کمرے سے جاتا دیکھ کر اس کے نیم مردہ تن میں جانے کہاں سے کون سی زندگی جاگی کہ وہ خود بھی ایک دم سے بیڈ سے اتر کر اس کے پیچھے لپکی۔ اور بند دروازے سے دو قدم پہلے اس کا بازو تھام کر اسے روک لیا۔
"چاہے آپ مجھ سے جتنے بھی خفا ہوجائیں۔ لیکن کمرے سے باہر مت جائیں۔ خدا کے لیے ایک بار صرف ایک بار میری بات سن لیں۔"
حدید نے ایک بار پھر اپنا بازو جھٹک دیا۔
"ہمارے درمیان کہنے سننے جیسا کوئی رشتہ نہیں۔ بہتر ہوگا تم یہ خیال ہی دل سے نکال دو کہ اب میں تمہاری کوئی بات سنوں گا۔"
اس کی آواز دھیمی لیکن بے حد ہموار تھی۔ اور شاید اتنی بے رحم بھی۔
"نہیں حدید! آپ ایسا نہیں کرسکتے۔ پلیز پلیز۔ خدا کے لیے صرف ایک بار میری بات سن لیں۔ مجھے اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہوگیا ہے۔ میں۔۔۔"
وہ یکایک ہی دروازے اور اس کے درمیان حائل ہوئی تھی۔ حدید کو اس سے اتنی ہمت کی امید نہیں تھی۔ یا شاید اتنی جلدی جھک جانے کی امید نہیں تھی۔ مگر بہرحال اس کے اندر اٹھتے اشتعال کے بگولے یوں ذرا سی اشکوں کی بوندا باندی سے بیٹھنے والے نہیں تھے۔ یہ آندھی شاید ہر چیز کو خود میں سمو کر ہوا برد کرنے والی تھی۔ امید، آرزوئیں، خواب اور شاید۔۔۔ یہ رشتہ بھی۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ حدید نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر شدت سے برابر میں جھٹک دیا۔ وہ اس بری طرح لڑکھڑائی کہ برابر میں رکھے صوفے کے کونے سے اس کا سر لگتے لگتے بچا۔ وہ لمحے سے بھی کم وقت میں انتہائی جارحانہ انداز میں دروازہ کھول کر باہر نکلا تھا۔ لیکن لاؤنج میں پڑے صوفے پر چادر تان کر سوتی سوہا کو دیکھ کر ذرا کی ذرا ٹھہرا۔ گہری سانس بھری پھر سیدھا کچن کا رخ کیا۔

نائلہ نے باہر آکر سوتی ہوئی سوہا کو دیکھا۔ پھر ایک نظر غٹاغٹ پانی کا گلاس چڑھاتے حدید کو، سوہا کی موجودگی میں وہ بھلا کیا کر سکتی تھی۔ کچھ بھی نہیں۔ کچھ کہنا اس کے آگے اپنا تماشا بنوانے کے مترادف ہوگا۔ انس کی غیر موجودگی میں اس کی نیند کس قدر کچی ہوتی اس کا اندازہ اس کے کسمساتے وجود سے لگایا جا سکتا تھا۔

اس نے انتہائی بے بسی کی سی کیفیت میں حدید کو سیڑھیاں پھلانگ کر چھت پر جاتے دیکھا۔ اور پھر پورے جسم میں سرائیت کرتی ایک بے نام سی تھکن کو محسوس کیا۔ واپس کمرے میں قدم رکھتے سے اسے یکایک ہی اپنا وجود اور اپنی زندگی سب بالکل بے کار معلوم دے رہا تھا۔

دھڑ سے بیڈ پر بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھوں میں سر گرالیا۔

☼ ☼ ☼

بہت عرصے کے بعد گھر میں ایک بار پھر رونق سی جاگ گئی تھی۔ بلکہ نچلے حصے میں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ چہل پہل اور خصوصی صفائیاں تو بس شادی اور ولیمہ کے دنوں میں ہی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد تو جیسے خوشیوں اور رونق نے نچلے پورشن سے منہ موڑ کر سیدھا سیڑھیوں کا رخ کرنا شروع کر دیا تھا۔

نائلہ کی شادی کے وقت بھی اس قدر خاموشی اور سادگی تھی کہ ذرا مزا نہیں آیا تھا۔ اوپر سے خود نائلہ کی عجیب و غریب کیفیت اور اس سے بھی زیادہ اس کا کاٹ کھانے والا مزاج ماہا اور سوہا کو اس سے دور ہی رکھتا تھا۔ لیکن آج معاملہ ذرا الگ تھا۔ ماہا نے خود عفت کے ساتھ مل کر پورے دل سے لگ کے پورے گھر کی نہ صرف صفائی کی۔ بلکہ صفائی سے فارغ ہونے کے بعد مہمانوں کی آنے میں جب ذرا وقت تھا تو عفت کو بھی رگڑ ڈالا۔ اس کے نہ نہ کرتے کرتے بھی آدھا پونا فیشل تو ہو ہی گیا تھا۔ رہی سہی کسر بلیچ کریم نے پوری کر دی۔

حسیب سے ناراضی اور پھر اس کے فون نہ کرنے کی خفگی اپنی جگہ۔ لیکن عفت۔ اس نے ہمیشہ ہر موقع پر ان دونوں بہنوں کا بڑھ کر ساتھ دیا تھا۔ جو اپنائیت عفت کے وجود سے پھوٹتی تھی۔ وہ نائلہ کے آس پاس بھی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

"ارے واہ لو! یہ کیا بات ہوئی۔ لڑکی کی بہن ہو تم۔ کیا پتا وہ لوگ ملنا چاہیں اور نہ بھی ملنا چاہیں۔ تو آج ویسے بھی تمہیں ہونا ہی چاہیے۔ پہلی بار تو آرہے ہیں۔ وہ لوگ۔"

وہ ایک بجھی بجھی مسکراہٹ سے آئینے میں اپنی پشت پر کھڑی ماہا کا عکس دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ جب اماں کی آواز کانوں میں پڑی۔ ماہا کا ردعمل اس کی توقع کے عین مطابق تھا۔

"کیا۔ نائلہ تم نہیں رہی۔" اس نے حیرت سے عفت سے سوال کیا تھا۔ عفت کے ہونٹوں کی مسکراہٹ بجھ کر بالکل ہی معدوم ہو گئی۔

"پتا نہیں۔" اس کے لہجے میں ایک بے نام سی اداسی تھی۔

ماہا پیچھے سے گھوم کر ڈریسنگ پر اس کے سامنے آگئی۔

"ایک بات پوچھوں عفت! تم سے۔"

عفت جو بے دلی سے اپنی نظریں جھکا کر کھڑی تھی۔ چونک کر سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ جو سوال ابھی لبوں



تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں سے پڑھ لیا اس نے۔ تب ہی سر جھکا کر بولی۔

"یہ مت پوچھنا کہ میں خوش ہوں یا نہیں۔"

ماہا کو اس کی ان کہی بات میں حقیقت بولتی محسوس ہو رہی تھی۔

"مگر تم خوش نہیں ہو تو پھر یہ سب کھڑاگ کیوں۔"

اس کی آواز سرگوشی سے ذرا ہی بلند تھی۔ عفت نے جواب نہیں دیا۔ وہ بڑے انہماک سے اپنے ناخنوں پر لسن کا جوار گڑ رہی تھی۔ نیل پالش لگانے کی عیاشی کی عادت ہی نہیں تھی۔ ماہا کو جواب کا انتظار تھا بھی نہیں۔ وہ خاموشی سے عفت کے سر جھکائے ہوئے وجود کو سرتاپیر دیکھتی رہی۔

وہ ایک مکمل لڑکی تھی۔ لیکن بھرپور نہیں۔ اس کی تازگی اور جاذبیت یوں لگتا تھا کسی نے چھین لی ہے۔ جیسے زندگی میں رنگ نکال کر صرف سرخ و سیاہ امتزاج پھیرا گیا ہو۔ بھلا... بھلا ایسی ایسی بھی کونسی کمی تھی۔ جو ایک اچھی خاصی صورت اور نیک سیرت لڑکی کو یوں پت جھڑ اوڑھا کر چلی گئی تھی۔ اس کے دل میں خیال کا ایک کوندا سا لپکا۔ وہ بری طرح چونک پڑی۔

"تو گولی کھا کر آرام کر لے۔ حدید بیٹا چلا گیا آفس..." تائی اماں کی آواز ابھی بھی آرہی تھی۔

ماہا نے کسی نام پر عفت کے ہاتھوں کو رکتے اور پھر لرزتے دیکھا۔

"تو ایک بار کہہ کر تو دیکھ۔ نہیں کرے گا انکار بہت نیک بچہ ہے۔"

وہ جہاں کی تہاں تھم سی گئی۔ اس کے باہم جڑے ہوئے لب وا ہوئے۔ عفت کی پلکوں کی لرزش اور کپکپاتے ہونٹوں نے کسی ادراک کا دروازہ کھولا۔ اور اس کے دل سے نکلی اپنے قیاس کے غلط ہونے کی دعا اس کھلے دروازے کے دوسری جانب سے جھانکتی آگہی کی تاریکی میں گم ہو گئی۔

آگہی۔ ہاں آگہی۔

آگہی جو اجالا بھی ہے اور امید بھی۔ یہی آگہی تیر بھی ہے اور تیرگی بھی۔ عذاب بھی ہے اور آشوب بھی۔ رنجیدگی بھی ہے۔ رہائی اور رحمت بھی۔

اسی آگہی کی تاریکی میں اس نے کمرے کی ہر ایک شے کو دھواں بن کر ہوا میں اڑتے دیکھا۔ صرف ایک عفت کا چہرہ تھا جو اس کی ہستیوں میں نقش تھا۔ اور صرف ایک آواز تھی جو باہر سے آرہی تھی۔ ایک نام پکار رہی تھی۔ وہ دونوں اس نام کو جانتی تھیں۔ لیکن ماہا کو لگا جیسے اس نے زندگی میں اس سے پہلے نہ یہ چہرہ کبھی ٹھیک سے دیکھا تھا۔ نہ یہ نام ہی سنا تھا۔

"حدید نے کیوں منع کر دیا خیر تو ہے۔"

عفت نے ہاتھ میں پکڑی چیز ڈریسنگ ٹیبل پر ڈالی اور آہستگی سے کھڑی ہو کر مڑی۔ وہ شاید ماہا کی ٹٹولتی کھوجتی نگاہوں میں اتری الہامی کیفیت کو بھانپ گئی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ ماہا کوئی سوال کرتی وہ خود کو اور اس کو بہلا لینا چاہتی تھی۔ لیکن ایسا ہو نہیں سکا۔

ماہا نے بے اختیار اٹھ کر اس کا کندھا تھاما۔ وہ پیچھے سے اس کے سامنے آئی۔ اور عفت بے اختیار سے مڑ کر دوبارہ ڈریسنگ کے سامنے جا بیٹھی۔ خود کو چھپانے کی بہت بے ساختہ اور معصوم سی کوشش تھی۔ لیکن ناکام بھی۔

ماہا اس کی اس حرکت پر چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔ پھر پشت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ بے حد ھم سے۔ بہت ہولے سے اس کے لبوں میں جنبش ہوئی۔

"عفت! کیا تم کسی اور کو..."

آئینے میں دکھائی دیتے عکس نے اپنی نگاہیں جھکا رکھی تھیں۔ اور جب وہ نگاہیں اٹھیں۔ تو ان میں ایک سمندر



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھرا تھا۔ ماہا کا دل ڈوب ڈوب گیا۔ وہ دونوں آئینے میں ہی ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ پھر عفت کے لب ہلے۔

"اب بھلا پوچھنے سے کیا فائدہ۔ اور اب۔۔۔" اس نے پلکیں جھکائیں۔ اور سمندر بہہ نکلا۔

"اب بھلا کہنے سے بھی کیا فائدہ۔"

"کون ہے وہ۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا حدید بھائی۔" اس کی سرگوشی نقارے کی چوٹ جیسی لگی۔ عفت تڑپ کر اس کی طرف پلٹی۔

"تمہیں قسم ہے ماہا۔ آج کے بعد میرے سامنے کبھی ان کا نام نہیں لینا۔" ایک گولا سا حلق میں پھنس رہا تھا۔ بات کرنی محال تھی۔ لیکن اسے کہنا تھا۔ ہر حال میں کہنا ہی تھا۔ ماہا نے اپنی گیلی آنکھیں پونچھنے کے بجائے اس کا چہرہ صاف کیا۔ اس کا دل کیوں اتنی تیزی سے بھر آیا تھا۔ اسے خود بھی پتا نہیں چلا۔

عفت بے اختیار ہو کر دونوں بازو اس کی کمر پر باندھے اس سے لپٹ گئی۔ شاید خود اپنی ذات کے زنداں میں جیتے جیتے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ اسے روزن کی تلاش تھی۔

☼ ☼ ☼

آنے والی خواتین تصور سے بہت بہتر تھیں۔ سادہ سے کپڑے تھے۔ نہ گہرے میک اپ کی تہیں تھیں، نہ چیختی لپ اسٹکیں، نہ زیور کی بھرمار، نہ نمائش، نہ چبھتے سوالات۔

امی اور تائی امی نے ان سے مل کر بے اختیار ہی سکون کا سانس بھرا تھا۔

"اللہ کا دیا سب کچھ ہے ہمارے گھر میں۔ بس۔ ہاں۔ کمی ہے تو بس اک گھر والی کی۔" انہوں نے ایک گہری ٹھنڈی سانس بھری۔ پھر سلسلہ کلام جوڑا۔

"ماشاء اللہ سے میری مرحوم بہو بہت شاندار جہیز لے کر آئی تھی۔ گھر بھر دیا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو اس کے گھر والوں کو بھی منع کیا تھا۔ لیکن۔۔۔"

"خیر اب ان سب باتوں کا کیا فائدہ۔ امی تو بس جذباتی ہو گئیں۔ آپ بلائیں نا! اپنی بیٹی کو۔ کیا نام ہے بھلا۔" یہ لڑکے کی بڑی بہن تھیں۔ بروقت اپنی ماں کو ٹوک کر سنبھالا دیا۔

جی عفت نام ہے میری تایا زاد بہن ہے۔" ماہا نے جلدی سے مسکرا کر بات بڑھائی۔

"ہاں بہن جانے والے چلے جاتے ہیں۔ رہ جانے والے تو بس یاد ہی کرتے رہ جاتے ہیں۔" لڑکے کی ماں ابھی بھی اپنے جذباتی فیز سے باہر نہیں نکلی تھیں۔

"ماشاء اللہ سے ایسے طریقے سے پورے گھر کو سنبھالا تھا اس نے۔ دیکھنے والے مثالیں دیتے تھے اپنی بہو بیٹیوں کو اس کی۔ مجھے تو بس پلنگ پر ہی بٹھا دیا تھا۔"

ان کا بیان مزید جاری رہتا تھا۔ امی اور تائی امی کو اب ایک بے نام سی الجھن سی محسوس ہونے لگی تھی۔

"آنٹی میں عفت کو بلا لاتی ہوں۔" ماہا نے ہی انہیں درمیان میں ٹوک کر احساس دلایا کہ وہ یہاں اپنی بہو کا قصیدہ پڑھنے نہیں بلکہ نئی بہو پسند کرنے آئی ہیں۔

"اور آنٹی ان شاء اللہ آپ عفت کو دیکھ کر کبھی مایوس نہیں ہوں گی۔"

کمرے سے نکلتے نکلتے اس نے اپنے حصے کی کارکردگی دکھانا ضروری سمجھا۔ اس کے نکلنے کے بعد اس کا انٹرویو بذریعہ امی شروع ہوا۔

"یہ کون لڑکی ہے۔ اچھا اچھا۔"

"شادی شدہ ہے۔" یہ للچایا ہوا سوال بہن کی جانب سے آیا تھا۔



ماہا کا ظاہری حلیہ اپنے شوہر کے اچھے مالی حالات کی چغلی کھاتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے ایک قیمتی سوٹ کے ساتھ کانوں میں سونے کے ٹاپس اور ہاتھوں میں نقلی لیکن بے حد نفیس کڑے کا سیٹ پہن رکھا تھا۔ ہلکے میک اپ اور سلیقے سے بنے بالوں میں اس کے انگ انگ سے نو بیاہتاؤں والا دلستایا جھلک رہا تھا۔ بچے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے متناسب سراپے میں بھی کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی تھی۔ خواتین کی باتوں اور تفتیش سے صاف ظاہر تھا کہ اگر ماہا غیر شادی شدہ ہوتی تو یقیناً" یہ رشتہ اس کی طرف پلٹ چکا ہوتا۔

عفت نے کمرے میں آکر دھیرے سے سلام کیا۔ ماہا اس کے ساتھ اندر نہیں آئی۔ وہ چائے لینے کے لیے دانستہ باہر رک گئی تھی۔

آنے والی دونوں خواتین نے اسے بہت شوق اور اصرار سے اپنے درمیان میں بٹھایا تھا۔ ان کے عفت کو دیکھ کر کھل اٹھنے والے چہروں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ انہیں عفت پسند آئی تھی۔

چند ایک رسمی سوالات اور چائے پی کر جب وہ رخصت ہوئیں تو نہ صرف انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دے گئی تھیں۔ بلکہ خود بھی جلد ہی دوبارہ آنے کا عندیہ بھی ظاہر کر گئی تھیں۔

تائی امی نے ان کے جاتے ہی دو رکعت نماز نفل کی نیت باندھ لی۔ عفت نے برتن سمیٹ کر دھونے کے لیے باورچی خانے کی راہ لی۔ اور امی نے اوپر کی۔ البتہ جانے سے پہلے تایا ابو کو تفصیلات سے آگاہ کرتی گئیں۔ تایا ابو کا چہرہ بھی جوش اور خوشی سے تمتما اٹھا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کومے میں چلا گیا وہ۔"

یاور انہیں تھام کر نزدیکی بینچ تک لایا۔ اور وہ اس پر ڈھے سے گئے۔ خود یاور بھی لمحہ بھر کے لیے چپ سا رہ گیا۔

"اوہ میرے خدایا!" مغیث حسن کا انداز بے حد مجرمانہ سا تھا۔

"سر پلیز آپ خود سنبھالیں۔ آپ کی طبیعت نہ بگڑ جائے کہیں۔"

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔"

چند لمحے گزرے۔ یاور تشویش سے انہیں دیکھتا رہا۔ اس کے ٹیچر اور باس مغیث حسن کی پریشانی اس کے لیے نئی نہیں تھی۔ وہ کسی بھی شخص کے جانی یا مالی نقصان پر اسی طرح پریشان اور افسردہ ہو جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بے حد سخی اور فیاض دل سے نوازا تھا۔ اور جس قدر خلوص دل سے وہ خلق خدا کے کام آتے تھے۔ اسی قدر فیاضی سے انہیں رب تعالیٰ موقع بھی فراہم کر رہا تھا اور سہولت بھی۔

ان کے تقریباً" ہر اسکولز میں ایسے غریب لیکن ذہین طلبا زیر تعلیم تھے۔ جن کے والدین محدود آمدنی اور وسائل کی وجہ سے انہیں تعلیم دلانے سے قاصر تھے۔

بظاہر ان کی زندگی مکمل تھی۔ عزت، دولت اور شہرت۔ ہر وہ چیز بن مانگے ان کو مل گئی تھی۔ جس کی کوئی بھی شخص تمنا کر سکتا ہے۔ گھر تھا۔ محبت کرنے والی شریک حیات تھیں۔ نہیں تھی تو بس ایک اولاد نہیں تھی۔

سالہا سال انتظار اور ڈھیروں کوششوں کے بعد اب انہوں نے خود کو جو اللہ کی مرضی کہہ کر سمجھا بجھا لیا تھا۔ لیکن ایک دعا تھی۔ جس کا دامن آج بھی وہ اور ان کی بیگم تھامے بیٹھے تھے۔

"سر! آپ ٹھیک ہیں سر۔"

"ہاں ہاں میں ٹھیک ہوں۔"



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو پھر اب کیا کریں سر میرے خیال میں تو آپ گھر چلے جائیں۔ مزید یہاں رکنا...."
اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس سے دو لفظ "فضول ہے۔" ادا نہ ہو سکے۔
"یہ حادثہ ایئرپورٹ کے نزدیک ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ لگیج بھی تھا۔ تم ایئرپورٹ انکوائری سے پتا کرو۔ کیا پتا اس کے گھر والوں کا کچھ اتا پتا مل سکے۔"
انہوں نے والٹ سے کئی ایک ہرے نیلے نوٹ نکالے۔
اس ٹیکسی ڈرائیور کے ورثاء کو بھجواؤ اور ہاں جب تک یہ بندہ یہاں زیر علاج ہے۔ اور اس کے گھر والوں کا پتا نہیں چل جاتا۔ اس کے علاج کا خرچہ ہم ہی اٹھائیں گے۔"

✡ ✡ ✡

حقیقت میں وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ عفت کا رشتہ طے ہو جانے پر کیا محسوس کر رہی تھی۔ بلکہ اس کے لیے تو یہ کہنا کیا سوچنا ہی مشکل تھا کہ اس کا ذہن اپنے مسئلے مسائل کے علاوہ بھی کچھ اور بھی محسوس کرنے کے قابل ہے۔

اس کا دماغ تو بس شبیر حسین اور حدید کے درمیان کٹی پتنگ کی طرح ڈولتا رہتا تھا۔ ایک وہ تھا جس کی طرف وہ لپکتی تھی اور وہ اسے جھٹک دیتا تھا۔ اور ایک وہ تھا۔ جھٹکنا چاہتی تو جتنا جھٹکا دیتی وہ اتنا ہی اس سے چپکتا جا رہا تھا۔ اور سچ تو یہ تھا کہ یہ شبیر حسین ہی تھا۔ جس کے وقت بے وقت کے میسجز اور فون کالز نے اس کا دھیان اور دماغ ناکارہ کر ڈالا تھا۔

وہ سارا وقت یا تو گم صم بیٹھی رہتی اور کوئی راستہ نہ ملتا تو خود بخود اس کی آنکھیں بہہ نکلتیں۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ نہ کھل کر رو سکتی تھی۔ نہ کسی سے اپنا حال بیان کر سکتی تھی۔ اور حدید کی بے اعتنائی بھی برداشت کرتی تھی۔ اس کے اعصاب شل ہونے لگے تھے۔ ایسے میں عفت کے رشتے منگنی یا نکاح پر اس کا ردعمل ویسا نہیں ہو سکتا تھا۔ جیسا ہونا چاہیے تھا۔ وہ چاہ کر بھی نہیں جا سکتی تھی۔ اور اب تو اس نے چاہا ہی نہ تھا۔ حدید کا رویہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اس سے کوئی بھی بات کی جاتی۔ بلکہ شاید وہ خود ہی اس قابل نہ تھی کہ کوئی اس سے بات کرنے کے قابل سمجھتا۔

زندگی میں شاید پہلی بار اس نے خود کو اس قدر تنہا محسوس کیا تھا۔
سوہا نے بھی اس دن کے بعد سے اس سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی تھی۔ اوپر سے سیدھی کچن میں آتی۔ کھانا پکا کر پلیٹ میں رکھتی اور اوپر ہی لے جاتی۔ شروع کے ایک دو دن اسے اوپر اکیلے سونے میں ڈر لگا۔ لیکن گزرتے وقت کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا۔

جب فارغ رہ رہ کر روہانسی ہو جاتی تو کبھی ماہا کو فون کر لیتی۔ نمازیں' تلاوت قرآن کے علاوہ جو وقت بچتا۔ اس میں کبھی ہینڈز فری کانوں میں لگائے گانے سنتی رہتی۔ یا انس کو یاد کرتی۔ انس سے ہی باتیں اور میسج چلتے رہتے۔ نائلہ کو خود بھی اس بات کا احساس ہو رہا تھا کہ اس نے سوہا کو ناراض کر دیا ہے۔ لیکن اس نے پہلے کبھی پروا نہیں کی تھی۔ اب اگر کرتی بھی تو وہ سوہا کے لیے حیرانگی کا باعث ہی ہوتی۔

سوہا کی لاتعلقی ایک طرح سے اس کے لیے اچھی ہی تھی۔ اگر وہ اس کے اور حدید کے درمیان تعلق کا تناؤ محسوس کر لیتی تو شاید پھر بات ان دونوں کے درمیان محدود نہ رہتی۔

دن بھر ہر لحہ ہر منٹ اسے اپنے موبائل فون کا خیال آتا رہتا۔ وہ اسے مستقلاً "بند کر کے بھی نہیں رکھ سکتی تھی۔ کیونکہ کبھی کبھی اس کی بات اماں یا عفت سے ہو جاتی تھی۔ ایک چھوٹے اور سستے سے موبائل کی سہولت



اس کے گھر تک بھی پہنچ ہی گئی تھی۔
اس وقت بھی یہی ہوا۔
وہ باتھ روم میں بند تھی۔ حدید آفس جا چکا تھا۔ اور سوہا شاید ابھی سو ہی رہی تھی۔ جب باتھ روم میں جاتے ہی سیل فون بجنے لگا۔ اس نے چند منٹ پہلے ہی اماں سے عفت کے سسرال والوں کے بارے میں بات کرنے کے لیے آن کیا تھا کیونکہ اس بار پیغام اماں کے نہیں بلکہ سوہا کی طرف سے موصول ہوا تھا کہ اماں' نائلہ سے ناراض ہیں۔ کیونکہ اکلوتی بہن کی شادی کا معاملہ ہے اور نائلہ خاطر خواہ تو کیا۔ بالکل بھی توجہ نہیں دے رہی۔ نہ اس بات میں ذرا سی بھی دلچسپی لے رہی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ دل و دماغ کو تمام تر اعصاب شکن سوچوں سے آزاد کرنے کے بعد اس نے اس خیال سے فون آن کر کے ڈریسنگ پر رکھا تھا کہ باتھ روم سے نکل کر فون کرے گی۔ اس کے واش روم میں جاتے ہی فون بج اٹھا۔ اس نے لاپروائی سے بجنے دیا۔ اسے معلوم تھا۔ اگر شبو کی طرف سے بھی آیا تو فی الحال اسے ریسیو کرنے والا گھر میں کوئی نہ تھا۔ اور وہ خود اس کی آواز سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔
باہر خالی گھر میں فون کی آواز زور و شور سے گونج رہی تھی۔ اور اندر وہ واش بیسن کے سامنے دونوں ہاتھ جمائے فل اسپیڈ سے بہتے پانی پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔ کافی دیر بجنے کے بعد فون خاموش ہو گیا۔
اس کے سختی سے بیسن پر جمے ہاتھ اور تنے ہوئے اعصاب لمحے بھر کے لیے ڈھیلے پڑ گئے اس نے یک گونہ سکون سا محسوس کیا۔
کچھ آوازیں کس قدر تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ وہ صرف سماعتوں کو تکلیف نہیں دیتیں۔ وہ کسی زہریلی دوا کی طرح پورے وجود کو مفلوج کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اور ضروری نہیں کہ وہ آوازیں کسی جاندار مخلوق کی ہی ہوں۔ کبھی کبھی ان خطرناک آوازوں کا محرک کوئی بے جان شے بھی ہو سکتی ہے۔ لمحہ بھر کو سکون ملا تھا۔ عارضی تھا۔ لمحہ بھر میں ہی غارت ہوا۔
سوہا واش روم کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔
اس کا رواں رواں کمان میں کسی ڈوری کی طرح تن گیا۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

✡ ✡

## دعائے مغفرت

ہمارے ادارے کے دیرینہ کارکن' ہمارے ساتھی عابد صاحب کے بڑے بھائی محمد صدیق اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ادارہ کرن عابد صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطاؤں کو درگزر کر کے ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلا مقام سے نوازے۔ اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)
قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔



PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

# دعائے وفا

سوہا اور رمایا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید، انس، عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ، انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس، سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کردیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے، مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کرلیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید، عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ، شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخرکار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے، جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہوجاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کرلیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور رما سے بھی کردیتی ہیں۔

## نویں قسط

(اب آگے پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نائلہ! نائلہ... کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔" وہ پوچھ رہی تھی۔

"فون کب سے بج رہا تھا۔ بند ہو گیا۔ تمہیں آواز نہیں آئی۔"

اس نے گہری سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔ فون بہر حال بند ہو چکا تھا اور سوہا کی پہنچ سے بہت دور تھا۔ اس نے دروازے کی کنڈی کی طرف ہاتھ بڑھایا' جبھی دروازے کے دوسری طرف سے رنگ بیل دوبارہ سنائی دی۔ بے حد قریب دروازے کے بالکل دوسری طرف سے۔

Downloaded From Paksociety.com

"پھر آ رہا ہے فون کسی... شبانہ... کا ہے۔"

سوہا اب فون کرنے والے کا نام پڑھ رہی تھی۔ نائلہ کے اعصاب ایک پل میں ایسے جھنجھنائے جیسے بربط کے تار انگلیوں کی حرکت پر جھنجھنا جاتے ہیں۔

"میں ریسیو کر کے بتا دوں۔"

اس کی طرف سے مسلسل خاموشی پر اس نے نتیجہ اخذ کیا تھا۔ جو یقیناً" بہت بھیانک تھا۔ نائلہ نے کرنٹ کھا کر دروازہ کھولا اور بجلی کی سی تیزی سے سوہا کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا۔ "نہیں۔"

"کیا ہوا۔" سوہا اس حرکت کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کا منہ کھل گیا۔

"نہیں وہ... کچھ نہیں بس۔"

اس نے جلدی سے لائن کاٹی۔ پھر فون آف ہی کر دیا۔ اور سوہا کی حیران پریشان نظروں سے بچنے کے لیے جلدی سے اس کے سامنے سے ہٹ کر بیڈ کی طرف چلی گئی۔

سوہا نے مڑ کر اسے فون تکیے کے نیچے گھسیڑتے دیکھا۔

"اگر کوئی پرائیوٹ بات کرنی ہے تو کر لو۔ میں تو یوں بھی اوپر جا رہی ہوں۔"

"پرائیوٹ بات مجھے؟... مگر کس سے...."

موبائل رکھ کر سیدھا ہوتے ہوتے اس نے خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔

"پتا نہیں۔ مگر مجھے لگا کہ تم میری وجہ سے...."

اس کی بات نائلہ کے طنزیہ تاثرات دیکھ کر ادھوری رہ گئی۔

"سوہا میڈم پلیز۔ آپ میری جاسوسی کرنے کی فکر چھوڑیں اور اپنے کام سے کام رکھیں تو بہتر ہو گا۔" اس کا انداز بے حد تضحیک آمیز تھا۔

"یہ تم کس طرح بات کر رہی ہو مجھ سے۔ میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا۔"

"تو میں نے تمہیں ایسا کیا کہہ دیا۔ جو تم اتنا برا مان گئیں۔ صرف یہی تو کہا ہے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔ جیسے رکھتی رہی ہو اب تک... اچانک سے تمہیں میری اتنی فکر کیوں ہونے لگی۔" سوہا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں تمہاری فکر میں گھلنے کی۔ غلطی کی جو پوچھنے چلی آئی۔ میری فکر کے لیے میرا شوہر ہی کافی ہے۔ تمہاری طرح نہیں کہ میاں کب آ رہا ہے' کب جا رہا ہے۔ کوئی پروا نہ کوئی فکر...."

سوہا کا ضبط جواب دے گیا۔ جب ہی اس نے ایک کی چار سنا ڈالیں۔ نائلہ تلملا کر ابھی کچھ اور بھی کہتی' لیکن سوہا وہاں رکے بغیر سیڑھیاں چڑھتی کمرے میں آ گئی۔ نائلہ کی بولتی تو اس نے بند کر دی تھی۔ لیکن کمرے تک آتے آتے اپنے آنسوؤں پر بند نہ باندھ سکی۔ اور بیڈ پر گر کر سسک اٹھی۔

دوسری طرف نائلہ پیچ و تاب کھاتی' یہ سوچ رہی تھی کہ سوہا کتنی گھنی ہے۔ بظاہر معصوم اور انجان بنی رہتی ہے۔ مگر اصل میں ہے نہیں۔

Downloaded From Paksociety.com

جانے انجانے میں سوہا کی بات نے اس کے اندر کوئی الارم سا بجا دیا تھا۔

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

عفت کے سسرال والے زیادہ ہی جلدی مچا رہے تھے۔ جبھی منگنی کے بجائے تیسرے ہی دن نکاح کا عندیہ کہلا بھیجا۔ اماں کے ہاتھ پاؤں جو پھولے سو پھولے، اوپر ماہا، امی اور سوہا بھی اپنی اپنی جگہ پر کچھ بوکھلا سی گئیں۔ لڑکے والوں کا شدید اصرار تھا کہ ہفتے کے آخر میں اتوار والے روز نکاح رکھ لیا جائے۔ تاکہ رخصتی بھی جلد از جلد عمل میں لائی جا سکے۔

بھلے مانس لوگ ہی تھے۔ جو جہیز کے نام پر ایک تنکا بھی لینے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کے بقول انہیں تو بس ایک خاتون خانہ کی ضرورت تھی۔ جوان کے بیٹے اور پوتے کو اپنی محبت کا سہارا دے اور سنبھال لے۔

"انہیں بھلا کیا معلوم جس کا اپنا دل محبت کے جذبے سے خالی ہو چکا۔ وہ بھلا اپنے کھوکھلے وجود اور جھوٹے لفظوں سے کیا کسی کو سنبھالا دے گی۔"

عفت نے ایک گہری آہ بھر کر سوچا۔ پھر ہاتھ میں تھاما فون اماں کی طرف بڑھا دیا۔ نائلہ کی کال آرہی تھی۔ اس نے دانستہ بات کرنے سے گریز ہی کیا۔

اس میں ہمت نہیں تھی کہ نائلہ کی باغیانہ، اکساتی ہوئی سوچوں کا مقابلہ کر سکتی۔ اسے یاد تھا نائلہ کو رنڈوے اور دوہاجو مردوں کے رشتوں سے کتنی چڑ تھی، وہ انس کو دل سے پسند کرتی تھی۔ جبھی وہ نہیں تو اس جیسا ہی دوسرا چاہتی تھی اور قدرت نے اس کے دل کی خواہش پوری بھی خوب کی۔ وہ نہیں لیکن ہو بہو اس جیسا ہی دوسرا عطا کر دیا۔ اب یہ نائلہ کی ناشکری ہی ہوتی اگر وہ اس پر بھی خوش نہ ہوتی تو......

"کہہ رہی تھی۔ خوامخواہ میں دیر مت کریں۔ اگر لڑکے والے کہہ رہے ہیں تو، نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب بارات لے کر آئیں گے۔ تب بھی تو کرنا ہی ہے ناں! نیک کام میں دیر نہ کریں۔"

فون بند کر کے اماں نے خوشی خوشی نائلہ کی بات دہرائی۔

عفت نے بے حد خاموشی سے ان کا چہرہ دیکھا اور اس کے دل میں برف گرنے لگی۔

"سنیچر کو آرہا ہے۔ انس! وہی دیکھ لے گا سب انتظامات۔ نائلہ کہہ رہی تھی۔ وہ خود بات کرے گی انس سے۔ حدید آج کل آفس میں بہت مصروف ہے۔ صبح کا نکلا رات گئے آتا ہے۔ وہ تو شاید نکاح میں بھی نہ آسکے۔" اس کا وجود منوں وزنی برف کے نیچے دب کر گھٹنے لگا۔

"یہی ہو گا اب زندگی کا رنگ شاید... سفید بالکل سفید۔"

اس نے ماہا کو ہاتھ میں کسی چیز کا پیالہ اٹھائے اپنے برابر میں بیٹھتے دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرائی تھی۔

"چلو۔ بہتر ہے... سیاہ تو نہیں ہو گا نا!"

اپنی فطرت اور عادت کے عین مطابق اس نے ٹھٹھرتے ہوئے دل کو کسی تسلی کی آنچ دینے کی کوشش کی تھی۔

☆ ☆ ☆

ہفتے کے روز شام تک انس نے کراچی آنا تھا۔ سوہا صبح سے ہی اڑی اڑی پھر رہی تھی۔ آتشی گلابی اور فیروزی کنٹراسٹ کے بھڑکتے رنگوں والا سوٹ میچنگ جیولری اور لپ اسٹک اس نے پہلے ہی تیار کر کے ڈریسنگ پر سجا لیے تھے۔ گلابی اور فیروزی چوڑیاں جو جانے کب سے اس کی ایک نظر التفات کی منتظر تھیں۔ اپنی قسمت جاگنے پر کھنک اٹھیں۔

اس کے لبوں پر ایک مستقل مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔ جسے جدا کرنا خود اس کے اپنے ہی بس سے باہر تھا۔ وہ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کتنی ہی دیر تصور میں انس سے باتیں کرتی آپ ہی آپ تنہائی میں مسکراتی رہی۔

"میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔ ہرپل' ہرلمحہ' ہر منٹ' ہر دن' بس آپ کی یاد میں گزرا۔"

خیالوں میں انس سے باتیں کرتی وہ اتنی دور نکل گئی کہ نائلہ کب کمرے میں آئی اور کب تک اسے یوں خود سے باتیں کرتے دیکھ کر اندر ہی اندر جلتی کلستی رہی۔ اسے ذرا بھی خبر نہ ہوئی۔ چونکی تو وہ تب' جب نائلہ نے دروازہ بجایا۔ وہ پلٹی۔ پھر نائلہ کو کھڑا دیکھ کر اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔ خود نائلہ کے تاثرات بھی ایسے ہی تھے۔

"میں ذرا بازار تک جا رہی ہوں۔ کل کے لیے کچھ چیزیں لینے۔ دروازہ بند کر لینا۔"

ایک گہری جتاتی ہوئی نگاہ اس کے سامان' تیاری اور وجود پر ڈال کر وہ رکی نہیں۔ فوراً" پلٹی اور پھر تیزی سے صحن پار کر گئی۔

سوہا نے فوراً" اس کے پیچھے جانے کے بجائے کچھ دیر رک کر انتظار کیا اور جب یقین ہو گیا کہ اب نائلہ گھر سے باہر جا چکی ہو گی۔ تب ڈریسنگ کے سامنے سے ہٹی۔ وال کلاک پر نگاہ ڈالی۔

"اف اللہ! ابھی صرف تین ہی بجے ہیں۔ کتنے گھنٹے باقی ہیں۔ انس کے آنے میں۔"

مرے مرے قدموں سے دروازے پر آکر لاک لگایا اور نیچے لاؤنج میں ہی صوفے پر گر سی گئی۔ پورے گھر کی خاموشی اور سکون نے اس کے اعصاب پر خوشگوار اثر ڈالا اور اسے نیند میں جاتے دیر نہیں لگی۔

☼ ☼ ☼

موسم بدل رہا تھا۔

شام کے سائے تیزی سے گہرے ہونے لگتے تھے۔ ابھی بھی بھری دوپہر کا وقت تھا۔ لیکن دوپہر کے چہرے پر زردی کھنڈنے لگی تھی۔ اور خود اس کے اپنے چہرے پر جیسے کسی نے سفیدی پوت دی تھی۔ وہ بالکل کسی مردے کی سی بے تاثر آنکھوں سے باہر دوڑتے بھاگتے مناظر پر نگاہ جمائے بیٹھی تھی۔ آدھا چہرہ سیاہ چادر میں چھپا تھا۔ جسے ایک سرے سے اس نے الٹے ہاتھ میں سختی سے دبوچ رکھا تھا۔ جبکہ سیدھا ہاتھ برابر میں چپک کر بیٹھے مرد کے ہاتھ میں دبا تھا۔

ٹیکسی کا سفر بڑے آرام سے جاری تھا۔ اور اس کا دل ٹیکسی کی رفتار سے دگنی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ خدا خدا کر کے سفر تمام ہوا۔ ایک جھٹکے سے ٹیکسی رکی۔ اس نے باہر نگاہ دوڑائی۔

"آہ۔" ایک زخمی سانس اس کا کلیجہ چھلنی کرتے ہوئے باہر نکلی۔

یہ وہی جانی پہچانی جگہ تھی۔ جہاں آج سے کئی مہینوں پہلے اس نے خود پر سیاہ بختی کے دروازے اپنے ہاتھوں سے کھولے تھے۔ لمحہ بھر کو اس کا دل چاہا کہ بھوکی شیرنی کی طرح برابر میں بیٹھے شخص پر جھپٹ پڑے۔ اپنے لمبے ناخنوں سے اس کی شہ رگ پکڑ کر خون پی جائے۔ اور جب اس کی روح جسم سے پرواز کر جائے تو اس کا چہرہ کھسوٹے' وجود بھنبھوڑے اور بوٹی بوٹی کر ڈالے۔ لیکن.....

اسے اپنے انسان ہونے پر ہی افسوس ہونے لگا۔ ہائے رے کم عقل انسان.....

جو فتنہ بھی ہے اور فرشتہ بھی۔ جو عابد بھی ہے اور ابلیس بھی۔ سیانا بھی ہے اور سودائی بھی۔

پوری زندگی اپنے بننے اور بگڑنے سے اپنے رب کو نہیں پہچان پاتا اور نہیں جان پاتا کہ جن چیزوں پر ماتم بپا کر رہا ہے۔ ان کا شکر واجب ہے اور جن راہوں سے زندگی میں بچ کر چلنا ہے۔ ان ہی راستوں پر منزل کی تلاش میں دوڑا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زندگی تھک جاتی ہے۔ ہار کر گر پڑتی ہے اور پھر ساکت ہو جاتی ہے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

زندگی.... جو کسک بھی ہے اور کسوٹی بھی۔ جو خواہش بھی ہے اور خلش بھی۔ یہی زندگی.... اگر انسان چاہے تو ’توبہ‘ بن جائے ورنہ تماشا بنتے دیر نہیں لگتی۔

جیسے نائلہ کا بن رہا تھا۔ تماشا ’بنا تماشائیوں کے۔ اس نے توبہ کرنے میں شاید دیر کردی تھی۔ وہ ہاتھ جوڑے سسک رہی تھی۔ اور ایک ابن آدم اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

جانے کتنی دیر گزری تھی۔

اسے خود اندازہ نہیں تھا کہ وہ کتنی گہری نیند میں چلی گئی تھی کہ جب اٹھی تو بے طرح ہڑبڑا کر خود پر جھکے وجود کو پرے دھکیلا۔

آنے والا بھی شاید اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ لڑکھڑاتے ہوئے سنبھلا اور پھر ہنس دیا۔

”ارے ارے کیا ہو گیا بیگم صاحبہ! کیا گرانے کا ارادہ ہے۔“

وہ صوفے پر سے اٹھ کر کھلے منہ سے بے یقین آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے تو شام میں آنا تھا۔ لیکن وہ وقت سے پہلے ہی آ گیا تھا۔

سوہا کو یقین کرنے میں ذرا دیر لگی۔ لیکن جیسے ہی یقین آیا۔ ایک چیخ مار کر بے تابانہ اس سے لپٹ گئی۔

محبت کے اظہار کا بڑا بے اختیار سا انداز تھا۔ انس نے بھی کنجوسی نہیں دکھائی۔ کتنا سمے گزرا کچھ اندازہ نہیں تھا۔ دل کر رہا تھا کہ وقت یہیں تھم جائے اور کائنات ان دو لوگوں پر بس ہو جائے۔ نہ کوئی غم رہے باقی۔ نہ کوئی فکر نہ کوئی خیال نہ پروا....

”کھانا کھا چکے ہیں۔ یا کھائیں گے۔“ کافی دیر کے بعد اسے خیال آیا تھا۔

”ابھی نہیں کھایا۔“ اس نے فرصت سے پاؤں پسارے۔

”میں لے کر آتی ہوں ابھی....“ اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ انس نے اسے ہاتھ تھام کر روک لیا۔

”ابھی مت جاؤ۔ میرے پاس بیٹھو‘ باتیں کرو۔“ وہ مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

گہرا ہوتا اندھیرا دن ڈھل جانے کی چغلی کھا رہا تھا۔

اس نے جلتی ہوئی آنکھوں کو مسلا۔ پھر سامنے پڑی ہوئی چینک سے باقی ماندہ ٹھنڈی چائے پیالی میں انڈیل کر لبوں سے لگالی۔

ایک ٹھنڈا بدمزا مائع لبوں سے حلق کے راستے اندر اترتا چلا گیا۔

جانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ اس ہوٹل میں تنہا بیٹھے وقت برباد کرتے۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔ نہ وہ اندازہ کرنا ہی چاہتا تھا۔ وہ تو بس اسی طرح یہاں وہاں چھپتے فرار کی راہوں پر دوڑتے ہوئے زندگی تمام کر دینا چاہتا تھا۔

”میری شریک حیات میری پسند نہیں اور اس کو بھی میں پسند نہیں۔ یہاں تک کہ اسے میری قربت بھی پسند نہیں۔ میرا نزدیک آنا پسند نہیں۔ میں تو اسے قبول کرنے کو تیار تھا۔ پر اسے ہی سمجھوتے کی راہ پر چلنا منظور نہیں۔ اب کریں تو کیا کریں اور جائیں تو جائیں کہاں۔ بس.... یہ ہے میری زندگی کا....“

”حدید!“

اس کی نہ صرف سوچیں ادھوری رہ گئیں۔ بلکہ بڑی زور کا جھٹکا لگا۔ اس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اسے پکارنے والا کوئی اور نہیں۔ انس تھا۔ حدید ایک دم گھبرا سا گیا۔

"انس تم یہاں!"

"یہ بات تو مجھے تم سے پوچھنی چاہیے۔ تم اور یہاں۔"

اس نے بے حد عام سے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے استفسار کیا اور اس کے سامنے والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ یہ ایک تیسرے درجے کا چائے والا ہوٹل تھا۔ جو گھر کے نزدیک ہی تھا۔ وہ اور حدید کبھی کبھار یہاں چائے پینے آجاتے تھے۔ لیکن کچھ عرصے پہلے یہاں غلط قسم کے لوگوں کی محفلیں جمنے کے بعد سے چھوڑ دیا تھا۔

حدید نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔

"تمہارے ساتھ مسئلہ ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اس لیے پوچھنے کی تو ضرورت نہیں۔ لیکن ایسا بھی کیا مسئلہ ہے بھائی جو گھر پر حل نہیں ہو سکتا۔ یا جو مجھے بھی بتایا نہیں جا سکتا۔"

حدید کو پتا تھا۔ وہ بس تب تک ہی چھپ سکتا تھا۔ جب تک انس سے سامنا نہیں ہو جاتا۔ ایک بار اس نے پکڑ لیا تو اگلوا کر ہی چھوڑے گا۔ اس کے اعصاب پہلے ہی تھکن زدہ تھے۔ اس لیے مزاحمتیں لڑائی سے پہلے ہی دم توڑ گئیں۔

یہ محبت بھرا پر حدت لمس اس بات کی ڈھارس تھا کہ وہ جو بھی بات کہے۔ انس اسے سن لے گا۔ آرام سے تحمل سے۔ وہ وہاں سننے کے لیے ہی آیا ہے۔ اسے حدید سے معلوم کرنا ہے کہ اسے کیا چیز پریشان کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ کیا مسئلہ ہے اور آخر ہے کیا مسئلہ۔ کہ وہ اپنے بھائی تک سے کہنے میں متامل ہے۔

سوہا نے اسے بہت تفصیل اور فکر مندی سے حدید کے گھر سے غائب رہنے اور نائلہ کے عجیب و غریب رویے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ بات گھر کی ہی ہے اور ان دونوں کے درمیان کی ہی ہے۔

"بول بھی دو اب۔ اتنا بھی کیا سوچنا۔"

حدید ہنوز اپنی انگلیاں آپس میں جوڑے انگوٹھوں کو ایک دوسرے سے دھیرے دھیرے مسلتا رہا۔ انس نے کچھ دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا۔ پھر اس کے ہاتھوں پر رکھے اپنے داہنے ہاتھ کو تھپتھپایا۔

"میں سن رہا ہوں حدید!"

حدید نے ایک گہری سانس لے کر اپنے وجود کی عمارت کو ڈھاتا ہوا محسوس کیا۔ اسے یوں لگا۔ جیسے اسے اسی ایک جملے کا انتظار تھا۔ اسے ایک سامع کی تلاش تھی۔ اسے ایک کھوجی چاہیے تھا۔ وہ ایک سراغ رساں ڈھونڈ رہا تھا۔

ایک شخص جو اس کا انتظار ختم کر دے۔ اسے سنے۔ اس کا کھوج لگائے اور اس کی بے چینی و بے کلی کا سراغ پا لے۔

اس نے فیصلہ کن انداز میں سر اٹھایا۔

"انس! میں... نائلہ کے ساتھ نہیں رہ سکتا میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔"

الفاظ اس کے لبوں سے تیر کی طرح نکلے اور انس کی سماعتوں میں پیوست ہو گئے۔ اس کے ہاتھ کی گرفت فوری طور پر ڈھیلی پڑ گئی۔

حدید کے چہرے پر اس قدر شکست و ریخت کے آثار تھے کہ اصل تحریر پڑھنا ناممکن ہی تھا۔ اسے یقین کرتے ہی بنی۔

"لیکن... کیوں۔" بمشکل تمام انس کے لبوں سے لفظ خود کو چھڑا کر پھڑپھڑاتے ہوئے نکلے۔

"کیونکہ میں عفت کو اپنانا چاہتا ہوں۔"



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دھماکا اب ہوا تھا اور یہ دھماکا' دنیا کے ان خاموش ترین دھماکوں میں سے ایک تھا۔ جو سب سے خطرناک اور سب سے زیادہ تباہی پھیلاتے ہیں۔ اور جن کے نتائج سب سے زیادہ حتمی سب سے بڑھ کر منفی' سب سے دیرپا اور دور رس ہوتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

نائلہ کی واپسی اتنی دیر سے ہوئی تھی کہ سوہا کے ذہن سے یہ بات ہی نکل گئی تھی کہ وہ مارکیٹ کا کہہ کر نکلی تھی اور اب مغرب کی اذانیں ہو رہی تھیں۔

جتنی دیر میں اس نے جا کر دروازہ کھولا وہ جلدی جلدی تین بار دھڑدھڑا چکی تھی۔ سوہا نے خود کو ایک بار پھر اس کی تلخ ترش سننے کے لیے تیار کر لیا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر وہ بنا کچھ کہے نظریں جھکائے سیدھی اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ سوہا نے بمشکل تمام خود کو اس کے پیچھے جانے سے باز رکھا۔ لیکن دل میں آئی کھٹک کو نکالنے سے وہ مکمل طور پر قاصر تھی۔

نائلہ کا حلیہ قابل اعتراض تو نہیں لیکن قابل تعجب ضرور تھا۔ کیونکہ اس نے کالے رنگ کی شال کا نقاب سختی سے چہرے کے گرد لپیٹ رکھا تھا۔

دوسری بات یہ کہ صرف لحظہ بھر ہی اس نے جھانک کر سوہا کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور پھر نظریں جھکالی تھیں۔ سوہا نے اس لحہ میں اس کی آنکھوں کی سرخی اور سوجن نوٹ کر لی تھی۔ اور تیسری اور سب سے اہم بات یہ کہ نائلہ اس طرح نظریں جھکا کر جانے والی عورت کبھی بھی نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دلیری اور بے باکی سے بات کرتی تھی۔ کہاں اب نظریں چرا کر گزر جانا۔

حدید بھی سارا سارا دن گھر سے غائب رہنے لگا تھا۔ اسے اب اس بات کا خیال آ رہا تھا کہ اس نے کئی دنوں سے دونوں کو ایک دوسرے سے بات تک کرتے نہیں دیکھا تھا۔

مٹھی میں دبے سیل کی بیپ نے اس کا دھیان بٹا دیا۔

"کتنی دیر میں آؤ گی۔" ماہا کا میسج جگمگا رہا تھا۔

اسے اور انس کو آج رات امی کی طرف جانا تھا۔ ان کا رات کا کھانا وہیں تھا۔ اسے آج رات رکنا بھی امی کے گھر تھا۔ انس البتہ اسے چھوڑ کر واپس آ جاتا۔ لیکن ذرا دیر پہلے انس کسی کام کا کہہ کر نکلا تھا۔ اور ابھی واپس نہیں آیا تھا۔

"کچھ پتا نہیں ہے' پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں یہ۔"

جواب دیتے وقت اسے اچانک ہی جھنجلاہٹ نے گھیرا۔ وہ بے اختیار ہی انس کو فون ملانے لگی۔

کافی دیر بیل جاتی رہی۔ لیکن فون ریسیو نہیں کیا گیا۔ اس نے شدید بے زار ہو کر لائن کاٹ دی۔

☆ ☆ ☆

عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ گھر میں ایک خاص قسم کی چہل پہل کا احساس تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ماہا اور سوہا دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر گھر کے نچلے پورشن میں رونق لگائے بیٹھی تھیں۔

ماہا عفت کے چہرے پر جانے کس چیز کا مساج کر رہی تھی۔ سوہا ہر تھوڑی دیر کے بعد کوئی نہ کوئی چٹکلا چھوڑ دیتی۔ ماہا کھل کر ہنستی۔ جبکہ عفت پر کچھ بھی بولنے کی پابندی تھی۔ یوں بھی اس کا بولنے یا بات کرنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔

مستقبل کے جن اندیشوں اور خوف سے لڑکیاں پریشان ہوتی ہیں۔ وہ اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتے تھے۔ بلکہ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کے بجائے ایک عجیب اور نامحسوس سے اداسی اور اکتاہٹ اس کی گرد حصار باندھے رکھتی۔

"نائلہ کو بھی لے آتیں نا! تم۔"

ان لوگوں کی کھلکھلاہٹ کو' تائی اماں کی آواز نے بریک لگایا۔

"وہ تائی امی ہم نے تو کہا تھا۔ لیکن اس نے حدید بھائی کی وجہ سے منع کر دیا۔" چند لمحوں بعد سوہا نے ہی وضاحت پیش کی۔

"عجیب لڑکی ہے۔ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ بہن کی بات چیت طے ہو گئی کل نکاح سر پر کھڑا ہے۔ اور یہ ہے کہ کوئی خیر خبر ہی نہیں۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے آکر بیڈ پر بیٹھیں۔ ان کے ہاتھ میں نکاح کے جوڑے اور زیور کے ڈبے تھے۔

"سامان آ گیا تھا عفت کا آج دوپہر میں۔"

"ارے واہ! تم نے بتایا تک نہیں۔"

ماہا بھی لاعلم تھی۔ اس نے اپنائیت سے عفت کو گھورا۔ عفت کی نظریں پھریں۔ لمحہ بھر کے لیے ماہا کے چہرے سے ٹکرائیں۔ اس کے ہونٹ ذرا کی ذرا دائیں بائیں پھیلے اور پھر واپس اپنی جگہ پر آگئے۔

ماہا نے نگاہوں کے اس لمحہ بھر کے ٹکراؤ سے دل کی کیفیت بدلتے محسوس کی۔

"ارے تم سو رہی تھیں۔ میں نے ہی منع کر دیا اور پھر' صرف بڑی بہن ہی آئی تھیں اس کی اپنی بچی کے ساتھ' زیادہ دیر بیٹھی بھی نہیں کہہ رہی تھیں۔ گھر پر بھی بہت کام ہیں۔"

تائی اماں تفصیل بتا رہی تھیں۔ ان کے تھکن زدہ لہجے میں بھی ایک عجیب سی خوشی اور اطمینان جھلک رہا تھا۔

سوہا نے ڈبا کھول کر سوٹ نکالا۔ ہلکے سرمئی اور گلابی رنگ کے کنٹراسٹ کے ساتھ ہلکے کام سے مزین سوٹ ایک نظر دیکھنے میں ہی اچھا لگ رہا تھا۔

"ہم..... م..... م سوٹ تو بہت پیارا ہے بھئی عفت!" وہ دوپٹا خود پر پھیلا کر دیکھنے لگی۔

"اوہ! میچنگ سینڈل' جیولری' چوڑیاں..... ماشاء اللہ ہر چیز ہی آئی ہے اور سب کچھ ہے بھی بہت اچھا۔" اس کی نظروں میں ہی نہیں' لہجے اور آواز میں بھی ستائش بولنے لگی۔

"چلو اس سے ایک فکر تو کم ہوئی۔ بری ان شاءاللہ اچھی ہو گی۔"

ماہا نے بھی ہاں میں ہاں ملا کر عفت کو دیکھا۔ اس کے لبوں پر ایک بھولی بسری مسکراہٹ آن ٹھہری تھی۔

"کیسا لگا تمہیں۔" تائی اماں عفت کے منہ سے بھی تعریف سننا چاہتی تھیں۔ یا پھر..... جانے کیا سننا چاہتی تھیں۔

"اچھا ہے..... سب کچھ۔" اس نے دھیرے سے کہہ کر سر جھکا لیا۔

تائی اماں نے یک لخت اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کو سینے میں بھینچ لیا اور سسک پڑیں۔

"میری بیٹی خود بھی بہت اچھی ہے۔ اللہ میری بچی کے نصیب اچھے کرے۔"

ان کے رندھے ہوئے گلے سے ممتا کے پھول جھڑے۔ اور سب کی آنکھیں نم کر گئے۔ ماہا اور سوہا نے ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی اپنی آنکھیں صاف کیں۔ پھر سب سے پہلے ماہا ہی خود کو سنبھال کر تائی اماں کی جانب بڑھی تھی۔ لمحوں کی خاموشی صدیوں سے زیادہ وزنی تھی۔

"ارے تائی امی کیا ہو گیا آپ کو۔ یہ کیا کیا آپ نے۔ خوشی کے موقع پر آنسو کیوں بھئی۔ اور یہ دیکھیں ذرا....."

اس نے عفت کو پیچھے کر کے تائی اماں کے دوپٹے پر لتھڑا ہوا ماسک دکھایا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم نے اپنے بوتھے کے ساتھ ساتھ تائی امی کے دوپٹے کا بھی فنیشل کرڈالا۔" سوہا ایک بار پھر کھلکھلا اٹھی۔

دوسرے کمرے میں تایا ابو کے پاس بیٹھا ان سے خیر خیریت پوچھتا انس چونک گیا۔ برابر والے کمرے سے یہاں ساری آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اور ان آوازوں سے سب سے واضح آواز سوہا کے بار بار ہنسنے کی تھی۔ ماہا بھی بول رہی تھی۔ البتہ عفت کی ایک بار بھی آواز سنائی نہیں دی تھی۔ وہ بات کرتے کرتے یک لخت خاموش ہو گیا۔

اسے کچھ یاد آگیا تھا۔ کوئی بات' کوئی چہرہ' کوئی انکشاف.... اس کے دل میں راکھ جھڑنے لگی۔

وہ چاہنے کے باوجود حدید کو' عفت کے نکاح کے بارے میں نہیں بتا پایا تھا۔

☼ ☼ ☼

نکاح کی تقریب جاری تھی۔ آج نائلہ بھی وقت سے پہلے آکر ان لوگوں کے ساتھ تیاری میں شریک ہو گئی تھی۔ انس نے اس سے حدید کا پوچھا تھا۔ حسب توقع اس کا جواب یہی تھا کہ وہ صبح ناشتے کے بعد آفس چلے گئے تھے۔ اتوار کو اوور ٹائم کرنے۔ پھر اس کے بعد جب شام تک واپسی نہیں ہوئی تو مجبورا" نائلہ کو رکشے میں اکیلے ہی آنا پڑا۔ کیونکہ تائی اماں نے فون کر کے اسے عاجز کر رکھا تھا۔ بقول خود اس کے۔ انس پوری بات سن کر چپ سا رہ گیا۔ اب جب کہ وہ حدید کے دل کے حال سے واقف ہی ہو چکا تھا تو کیا کہتا۔

تمام انتظامات احسن طریقے سے مکمل ہو چکے تھے۔ نائلہ اور عفت کے ننھیال میں ایک ان کی خالہ ہی تھیں۔ انس اور حدید جن کے بچے تھے۔ اور ددھیال میں سوہا اور ماہا اور ایک عدد دور کی پھوپھی تھیں۔ جو اپنے بیٹے اور بہو کے ساتھ تشریف لا چکی تھیں۔

عفت کے سسرال والے بھی آچکے تھے۔ چھوٹے سے گھر میں وہ ہلچل اور رونق تھی۔ کہ بس۔ ماشاء اللہ۔

آج تو بات بے بات تائی اماں کے لبوں سے مسکراہٹ پھوٹ رہی تھی۔ ماہا نے بصد اصرار اس کا میک اپ اپنی ایک اسکول کولیگ کو بلا کر کروایا تھا۔ عفت اس وقت تقریب کی مناسبت سے بے حد پرکشش لگ رہی تھی۔ نہ تو اس کا میک اپ دلہنوں کی طرح بھاری اور گہرا تھا۔ نہ کپڑے۔

جس نے بھی دیکھا بے ساختہ تعریف کی۔

تب ہی خوشگوار ہلچل کے درمیان ذرا سا شور بلند ہوا۔ مولوی صاحب آگئے تھے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی جب ابا' انس' اور پھوپھو کے بیٹے کے ساتھ چند اور دوسرے لوگوں نے کمرے میں قدم رکھا۔ ان سب سے آگے اماں تھیں۔ اور ان سے ذرا پیچھے مولوی صاحب بھی۔

☼ ☼ ☼

گھر پر تالا پڑا ہوا تھا۔ اس نے تعجب سے دیکھا۔ پھر تالے کو مٹھی میں دبا کر کچھ دیر وہیں کھڑا کچھ سوچتا رہا۔

"کہاں چلے گئے سب۔ اور نائلہ بھی۔"

لگتا تو یہی تھا کہ چونکہ انس پورے ایک ہفتے بعد حیدر آباد سے واپس آیا تھا تو سوہا کو لے کر اس کے گھر چلا گیا ہو گا۔ لیکن نائلہ کہاں جا سکتی ہے۔ اور وہ بھی اکیلی۔

اس نے کل رات بھی پیش رفت کی تھی۔ اور پہلے ہی کی طرح اپنے کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی۔ حدید رات میں اٹھ کر ٹی وی چلا کر بیٹھ گیا تھا اور چونکہ سوہا اور انس کے دیکھ لیے جانے کا ڈر نہیں تھا۔ اس لیے اس نے نہ صرف نائلہ کی منتیں کرنے پر اس کو بری طرح جھڑک دیا تھا بلکہ اس کا ہاتھ بھی اٹھ گیا تھا۔ وہ تو آخری لمحات میں جانے کس چیز نے اسے تھام لیا۔ ورنہ وہ ہاتھ یقیناً پوری قوت سے نائلہ کے منہ پر پڑتا۔ شاید اس کی نظروں میں



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نائلہ کا پہلے سے ورم زدہ چہرہ اور ہلکی سرخی لیے ہوئے آنسوؤں بھری آنکھیں آگئی تھیں۔ اور وہ جہالت کا مظاہرہ کرتے کرتے رک گیا تھا۔

"اف!" سارا دن کی آوارہ گردی کے بعد حال برا تھا۔

پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔ تھکن اور بھوک دھمال ڈال رہی تھیں۔ اس نے چند لمحے سوچ و بچار میں ضائع کیے۔ پھر عفت کو ایک نظر۔ صرف ایک نظر دیکھنے کی خواہش ہر چیز پر غالب آگئی۔ بہانہ اچھا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو گھر پر نہ پاکر سسرال چلا آیا۔ کوئی اعتراض بھی نہ کرتا اور بات بھی بن جاتی۔

اور انسان کو ایسے وقت سے اللہ بچائے۔ جب پاسبان عقل دل کا ساتھ چھوڑے۔ اور وہ کسی مسافت کو لاحاصل جان کر بجھ کر بھی بے سمت راہوں پر دیوانوں کی طرح دوڑتا چلا جائے۔

جیسے اس وقت حدید دوڑ رہا تھا۔ اس کی بائیک ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ لاپرواہی اور بے احتیاطی اپنے عروج پر تھی۔ دل کی رفتار اس سے بھی دگنی ہو چکی تھی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ اڑ کر جائے اور اپنے اور اس کے درمیان موجود دوریاں بھسم کر ڈالے۔

جب اس نے گلی کا موڑ مڑا۔ تو گھر میں کسی ہلچل کے آثار نہیں تھے۔ لیکن جوں جوں گھر نزدیک آتا گیا۔ اس نے دروازے سے کئی ایک لوگوں کو نکل کر برابر والے گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور جب تک وہ گھر کے بالکل نزدیک پہنچا۔ تب تک برابر والے گھر کا دروازہ بند تھا۔ لیکن خالہ جان کے گھر میں جلتی ایکسٹرا لائٹس، کمروں میں بکھی چاندنیاں اور گلاب کی پتیاں، اس کی توجہ پوری طرح کھینچ چکی تھیں۔

پورے گھر میں ایک عجیب سا سناٹا بھی تھا۔ اور سانس لیتی زندگی بھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خوشی اور ملن کے گیت گاتے گاتے درمیان سے اٹھ کر چلا گیا ہے۔ اور ابھی واپس آنے والا ہے۔

اس نے ایک کمرے میں قدم رکھا۔

یہاں موجود پھیلاوا کسی تقریب کے شور شرابے کی چغلی کھا رہا تھا۔ اس کا دل جیسے ڈوب سا گیا۔ اس نے صحن میں نکل کر چاروں طرف نظر ڈالی۔ ایک خاموشی سے جیسے ہر چیز سے ہمکلام تھی۔ اس کے قدموں کی سرسراہٹ تک اسے کانوں میں دھڑکتی سنائی دے رہی تھی۔ کوئی آہٹ اسے یوں سنائی دے رہی تھی۔ جیسے اس کے نہ چاہنے کے باوجود اس کی سماعتوں میں انڈیلی جا رہی ہو۔

اس نے بہت دھیرے سے، بے حد آہستگی سے کمرے میں یوں قدم رکھا تھا۔ جیسے وہاں کوئی بھوت بیٹھا ہو۔ اور حدید کو اس کی موجودگی کا پہلے سے علم ہو۔ کمرے میں صرف ایک ہی ذی نفس تھا۔ جس کی اس کی طرف پشت تھی۔ اور جو بنا آہٹ ہوئے، اسے پہچان چکا تھا۔ شاید۔ کسی شناسا خوشبو سے۔ یا کوئی مانوس احساس۔

اس نے رخ پھیرا۔ اور حدید کی حالت ایسی ہو گئی۔ جیسے اس نے واقعی میں کوئی بھوت دیکھ لیا ہے۔

☼ ☼ ☼

مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام برابر والے گھر میں کیا گیا تھا۔ کیونکہ ان کے اپنے گھر میں اتنی گنجائش نہیں تھی۔ پڑوسیوں نے اس موقع پر اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے حق ہمسائیگی ادا کیا تھا۔ یہاں بھی چاندنیاں تھیں۔ اور ان پر بچھے لمبے لمبے دسترخوان۔

مہمان گو کہ بہت زیادہ نہیں تھے۔ لیکن پھر بھی جب سب کو ایک ساتھ سرو کرنے کا وقت آیا تو صرف سوہا، ماہا اور انس ہی لگے رہے۔ نائلہ دیگ میں سے بریانی کی ٹرے بھر بھر کر نکالتی رہی۔ انس کو اس نے یہ کام کرنے سے خود ہی منع کر دیا تھا۔ اور اب لان کے سادہ سے سوٹ میں پسینے پسینے ہوتی پڑوسیوں کے باورچی خانے میں بیٹھی

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی۔

انس اپنے سفید جھک' کھڑکھڑاتے کرتے کو چکنائی اور چاول کے دھبوں سے بچاتا کچن اور کمروں کے درمیان آتا جاتا کر رہا تھا۔ یہی حال ماہا کا تھا۔ جبکہ سوہا نے کچن میں نائلہ کی موجودگی کے باعث وہاں جانے سے گریز کرتے ہوئے پانی 'پلیٹیں' اور دوسری چیزوں کی کمی بیشی پر نظر رکھنے کو ترجیح دی تھی۔ وہ صرف دسترخوان اور مہمان نوازی تک محدود تھی۔

اس مصروفیت اور شور شرابے کے عالم میں جب سب کو ہی مہمانوں کی اچھی طرح تواضع اور مدارت کا خیال تھا۔ گھر کے بزرگ بھی لڑکے اور اس کی ماں' بہنوں کے ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ برابر والے گھر میں اکیلی رہ جانے والی دلہن پر کیا گزر رہی ہے۔ اور اس وقت کیا وہ واقعی وہاں اکیلی ہے بھی؟

☆ ☆ ☆

ان دونوں پتھر کے بتوں کے درمیان محض چند قدم کا فاصلہ تھا۔ جو آج یا شاید آج سے کئی مہینوں پہلے ہی ہزاروں نوری سالوں تک محیط ہو چکا تھا۔ اس کے جوڑے کا رنگ سرخ نہیں تھا۔ پھر بھی اس نے ساری سرخی' اس کی آنکھوں میں اترتے دیکھی تھی۔ جو اپنے قدموں پر ایسے کھڑا تھا۔ جیسے اب گرا کہ تب۔

ایک طرف آنکھوں میں لالی تھی۔ تو دوسری طرف سمندر۔ لبوں پر مہر بند خاموشی۔ اور بولتی تنہائی۔ اس نے شاید زندگی میں کبھی کسی دلہن کو دیکھ کر دل میں اتنا درد محسوس نہیں کیا تھا۔

"عفت!" اس نے پکارنا چاہا۔ لیکن سوکھتے لبوں پر صرف پپڑیاں تڑخنے لگیں۔ کتنی دیر گزری ایک دوسرے کو یوں عالم بے یقینی میں تکتے اور اپنے خزاں نصیب پر ایمان لاتے۔

یہ وہ دو لوگ تھے۔ جنہوں نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں نہیں کھائی تھیں۔ جنہوں نے ایک دوسرے سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ ایک دوسرے کو کوئی آس نہیں دلائی تھی۔ نہ بچی نہ چھوٹی لیکن۔ لیکن پھر بھی۔

بہت بار دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے۔ انہوں نے بنا کہے' بنا سنے ایک دوسرے کو جانا تھا۔ سمجھا تھا۔ لبوں سے نہیں لیکن متعدد بار نظروں میں ایک دوجے کے لیے محبت دیکھی تھی۔ پسند دیکھی تھی۔ اور کسی رسمی سے اشارے کے بغیر کسی بات چیت کے بغیر ایک دوسرے کا انتظار کیا تھا۔

مگر افسوس یہ انتظار۔ انتظار لاحاصل ہی رہا تھا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔"

بمشکل تمام اس کے لبوں کی جنبش سے چند الفاظ نے رہائی پائی۔ اس کی نگاہیں جھک گئیں۔

"یہ جنازہ ہے میرے خوابوں کا' میرے دل کی میت اور میری آرزوؤں کی بے گور و کفن لاش ہے یہ۔"

اس کا دل چاہا کہ وہ چیخ اٹھے۔ اپنا زرتار آنچل تار تار کر ڈالے۔ اور سامنے کھڑے شخص کا گریبان جھنجوڑ کر پوچھے۔

"کہاں تھے اب تک۔ اور کیوں آئے ہو اب۔ میرا تماشا دیکھنے۔"

اس کے لب جو خاموشی کا قفل لگائے بیٹھے تھے۔ خاموش ہی رہے۔ وہ اب کسی اور کی عزت تھی۔ اور اس عزت کے تقاضے وفا کی ردا اوڑھے اس سے کچھ اور تقاضا کر رہے تھے۔

"یہ سب وہی ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں۔"

حدید نے اسے دیکھا' اسے سنا۔ لیکن شاید کچھ سمجھا نہیں۔ یا شاید سمجھنا ہی نہ چاہا۔

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"لیکن... لیکن عفت یوں... اتنی اچانک... کسی نے مجھے بتایا تک نہیں۔"
الفاظ ٹوٹ کر اس کے لبوں سے نکلے اور اس کی کرچیاں سامنے کھڑی دلہن کی آنکھوں میں پیوست ہو گئیں۔
"آپ... آپ کو بتانے کا فائدہ بھی کیا تھا۔"
نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں سے ایک شکوہ نکل ہی گیا۔ حدید کا دل جیسے کسی مٹھی میں دبا دیا۔
"عفت! میں..."
وہ ایک دم بڑھ کر عفت کے قریب ہوا۔ اس کے ہاتھ بے ساختہ عفت کے ہاتھ تھامنے کو اٹھے۔ مگر وہ اسی

Downloaded From Paksociety.com

طرح رخ موڑ گئی۔
"اگر کسی کو آپ کی یہاں آمد کا علم نہیں۔ تو بہتر ہو گا کہ واپس لوٹ جائیں۔" وہ جہاں تھا وہیں تھم کر رہ گیا۔
"آپ کا حلیہ چیخ چیخ کر اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ میرے نکاح میں شریک ہونے نہیں آئے۔"
"نکاح!؟"
اس کی بے آواز سرگوشی میں کتنی تکلیف بھری حیرت تھی۔
"میں کسی اور کی امانت ہوں اب۔ اور آپ بھی کسی اور کے محرم ہیں۔ ہم دونوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ اپنے اپنے مرکز کی طرف لوٹ جائیں۔"
وہ اس کی طرف سے پشت کیے کھڑی تھی۔ اس کا کاجل پھیل چکا تھا۔ سنگھار بہہ رہا تھا۔ آنکھیں بھرتی تھیں۔ پھر خالی ہو جاتی تھیں۔ پھر بھرتی تھیں۔
وہ ہارے ہوئے جواری کی مانند اپنا سب کچھ لٹا کر نامراد وہاں کھڑا تھا۔ جہاں کھڑے رہنے کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔
بنا پلٹے وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔ عفت نے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اسے ضرورت تھی بھی نہیں۔
حدید کچھ لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔ نائلہ کے زندگی میں آجانے کے بعد بھی اس نے کبھی اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلوں کو اہمیت دینے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ لیکن آج۔ آج وہ اسے کتنی اجنبی، دور اور پرائی لگ رہی تھی۔
اس نے کبھی اس نہج پر سوچا ہی نہیں تھا۔ حالانکہ یہ کتنی عام سی بات تھی۔ جیسے وہ کسی اور کا ہو گیا۔ ویسے ہی آج عفت بھی کسی اور کی۔
اس سے آگے سوچنا محال تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں میں بڑھتی دھندلاہٹ کو پوروں پر سمیٹا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔
عفت اس کے نکلنے کے بعد پلٹی۔ تیزی سے بڑھ کر دروازے کی دہلیز تک آئی تو وہ بیرونی دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ وہ دروازے سے لپٹ کر سسک پڑی۔

پیار ہے یا سزا! اے میرے دل بتا!
ٹوٹتا کیوں نہیں درد کا سلسلہ!

☆ ☆ ☆

سوہا بہت دیر سے امی کو بے چین سا دیکھ رہی تھی۔
موسم تو خیر گرم ہی تھا لیکن، انہیں حد درجے پسینے آرہے تھے۔ اس نے امی کی طبیعت کو کچھ بہتر محسوس نہیں کیا تو بابا سے یہ کہنے کے لیے نظریں دوڑائیں کہ امی کو گھر لے جائے۔

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تقریباً" سب ہی لوگ کھانا ختم کر چکے تھے۔ پڑوسیوں کی ایک چھوٹی لڑکی بہت منع کرنے کے باوجود دستر خوان سمیٹنے میں مدد کر رہی تھی۔ جب کچن سے نائلہ نکلی۔ سوہا نے دیکھا وہ سر سے پیر تک پسینے میں شرابور تھی۔

اپنی پرخلوص فطرت کے تحت اس کے دل میں فوراً" ہی اس کے لیے ہمدردی جاگی۔ اتنے میں اسے نزدیک آتا دیکھ کر اس نے نظریں پھیرلیں۔ وہ اس سے ہمدردی اور محبت کے چکر میں کئی بار منہ کی کھا چکی تھی۔

نائلہ دانستہ یا غیر ارادی طور پر اس کے برابر میں ہی آکھڑی ہوئی۔ سوہا نے خود کو فوراً" ہی سخت بے آرام محسوس کیا۔ اس نے دوسری طرف رخ پھیرا تو انس پر نظر پڑی۔ جو معراج کے پاس بیٹھا فرائض میزبانی ادا کر رہا تھا۔ معراج یقیناً" اچھے مزاج کا شخص تھا۔ چند سال پہلے شادی ہو جانے کی وجہ سے وہ انس سے عمر میں بڑا دکھ رہا تھا۔ لیکن اتنا زیادہ نہیں۔

انس اس سے بات کر کے اٹھا تو سوہا کو خود کو گھورتا پاکر فوراً" ہی نزدیک آیا۔

"کیا بات ہے۔ نظر لگاؤ گی کیا۔" سوہا ایک دم جھینپ کر مسکرادی۔

"میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔"

"اچھا مثلاً" "کیا۔" وہ ایسے اترا کر پوچھنے لگا جیسے اسے یقین ہو کہ سوہا محبت بھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اب بات بنا رہی ہے۔

"او ہو ایسا کچھ خاص نہیں۔" اس نے ٹالنا چاہا۔

"یہ کہو ناں کہ اب جھوٹ بول کر بات بنائی نہیں جا رہی۔"

"ہیں....؟.....جی نہیں۔" سوہا اس کی بات سن کر کھلکھلائی۔

اسی لمحے نائلہ نے پلٹ کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ وہ اور انس' سوہا کے دائیں بائیں قدرے فاصلے سے کھڑے تھے۔ بلکہ انس تو پھر بھی تھوڑا نزدیک تھا۔ لیکن نائلہ کے آنے کے بعد سوہا خود ہی اس سے ذرا دور کھسک کر دوسری طرف رخ پھیر کر کھڑی ہو گئی تھی۔

نائلہ کے اس طرح سے پلٹنے پر اس کی نظریں سیدھی انس کی نظروں سے ٹکرائیں اس ایک لمحے کے تصادم میں نائلہ کے دل میں حسرت بھری ایک ٹیس سی ابھری' اور سراپا اسے اپنی لپیٹ میں لے کر سسکنے لگی۔

اس ایک لمحے میں اس کی آنکھوں میں کیسا ترسا ہوا تاثر ابھرا تھا۔ انس جو مسکرا کر سوہا کی بات سن رہا تھا۔ اسے ہنستا ہوا دیکھ کر اس کا تروتازہ چہرہ اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا۔ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ نائلہ نے اس کے مسکراتے لب سکڑتے ہوئے دیکھے اور بجلی کی سی تیزی سے اپنی نظریں پھیرلیں۔

اس کا دماغ اسی لمحے کی زد میں آکر پورے ماحول سے کٹ گیا اور کٹی پتنگ کی طرح کئی چہروں کے درمیان ڈولنے لگا۔

"سب سے پہلے ابھرنے والا چہرہ انس کا تھا۔ پھر ابا..... اماں..... سوہا سے پھر اس کی ذہنی رو بھٹک کر انس سے ٹکرائی پھر..... شبیر حسین..... اور..... اور.....

"نائلہ!" ابھی اس کے جملہ حقوق اپنے نام کرنے والا ذہن تک رسائی بھی نہیں پایا تھا کہ اس کے نام کی پکار پڑی۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولیں۔

ان لبوں سے اس استحقاق کے ساتھ اپنا نام سننے کی خواہش میں اس نے اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے اجاڑی تھی۔ بلکہ صرف زندگی نہیں' اس نے اور بھی بہت کچھ اجاڑ ڈالا تھا۔ اپنی ماں کا بھروسہ' اپنی بہن کی محبت' حدید کی رفاقت اور..... اور اپنی کو کھ بھی تو.....

اسے بے اختیار ایک جھرجھری سی آگئی۔

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بالکل سامنے ہی وہ کھڑا تھا۔ کبھی جس کی ہو جانے کے خوابوں نے اس کی آنکھیں جلائی تھیں۔ ان جلی ہوئی آنکھوں کی راکھ آج بھی دل کے کسی سونے دالان میں اڑتی پھرتی تھی۔

"کہاں گم ہو.... میں پوچھ رہا ہوں۔ تم نے حدید کو بتا دیا تھا۔" اس کا سر جھکا پھر نفی میں ہلا۔

"کیوں۔" اب کی بار اس نے خفگی دکھائی۔

یہ سچ تھا کہ وہ خود سے حدید کو نہیں بتا پایا تھا۔ لیکن وہ نائلہ سے اس لاپروائی کی امید نہیں کر سکتا تھا۔

"صبح کے گھر سے نکلے وہ شام تک آتے ہی نہیں۔ نہ میرا فون ریسیو کیا۔" مردہ سے لہجے میں بول کر وہ انس کو مزید بات کرنے کا موقع دیئے بغیر مہمانوں سے ایک خیر مقدمی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر ملنے لگی۔ اور انہیں اپنی معیت میں لے کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

معراج کی ماں اور بہنیں کھانے سے فارغ ہو کر روانگی کا قصد کرنے سے پہلے ایک بار عفت سے ملنا چاہتی تھیں۔ نائلہ انہیں لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

سوہا سب کے نکلنے کے بعد تیزی سے امی کی طرف آئی۔

"امی مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ آپ چل کر آرام کریں۔"

اس نے بولتے ہوئے تائیدی انداز میں انس کو دیکھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ تائی اماں اور تایا ابو مہمانوں کے ساتھ گھر جا چکے تھے۔ ماہا کچن میں برتن وغیرہ سمٹوا کر باقی بچا ہوا کھانا محفوظ کر رہی تھی۔

"میں نے پروین کو کہلوا دیا تھا پہلے ہی۔ وہ آتی ہو گی برتن وغیرہ دھو دے گی۔" پڑوس والی خاتون سے امی کی اچھی سلام دعا تھی۔ انہوں نے اپنی ملازمہ کا حوالہ دے کر امی کی تسلی کروادی۔

امی چہرے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے ذرا پھیکا سا مسکرائیں۔

"امی بس آپ فوراً گھر چلیں اور سیدھی اوپر چلی جایئے گا۔ نیچے بہت حبس ہو گا۔"

سوہا ایک دم گھبرا سی گئی۔ جلدی سے انس کو اشارہ کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر امی کو تھام لیا۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی انس کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئیں، سوہا ماہا کو بتانے کچن میں چلی آئی۔

"تم بھی چلی جاؤ ساتھ ہی۔ میں بس یہ کھانا لے کر آرہی ہوں۔" ماہا نے پوری بات سن کر مصروفیت میں جواب دے دیا۔

"اور سنو! یہ میرا موبائل بھی لیتی جاؤ۔"

☆ ☆ ☆

امی کا بلڈ پریشر غیر متوقع طور پر بہت ہی زیادہ لو ہو گیا تھا۔ وہ کچھ عرصے پہلے ہی اس مرض میں مبتلا ہوئی تھیں۔ سوہا خفگی کا اظہار کرتی انہیں دوا کھلانے لگی۔ انس باہر نکل آیا۔ صحن سے جھانک کر نیچے گلنے والی رونق کا اختتامی منظر با آسانی دیکھا جا سکتا تھا۔ معراج کے والدہ جانے سے پہلے اپنی بہو کے واری صدقے جا رہی تھیں۔

اس کا ذہن حدید کی غیر حاضری کو سوچ کر اتنا الجھا ہوا تھا کہ وہ وہیں باہر کھڑا ان لوگوں کی آوازیں سنتا رہا اور معراج کو خدا حافظ کہنے تک نہیں گیا۔

"کیا بہانہ کیا ہو گا نائلہ نے سب سے حدید کے نہ آنے کا۔"

سیل فون سے حدید کا نمبر ملاتے ہوئے وہ مستقل یہی سوچتا رہا۔ فون بند تھا۔ وہ حقیقتاً" بری طرح جھنجلا گیا اور ایک گہری سانس بھر کے موبائل فون جیب میں ڈال لیا۔ مہمان جا چکے تھے۔ اس نے منڈیر پر کہنیاں ٹکائیں اور دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر اس پر اپنی ٹھوڑی رکھ لی۔

www.Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دور آسمانوں پر پھیلی سیاہی میں کہیں کہیں تاروں کی ٹمٹماہٹ تھی اور پوری فضا میں ایک گہری محسوس کی جانے والی خاموشی سی چھا گئی تھی۔ دھیمے دھیمے چلتی ہوا میں کوئی اسرار تھا۔ اداسی تھی۔ یا خالی پن۔ اس کا الجھا ہوا ذہن پہچان نہیں پایا۔ ہاں البتہ وہ خوشبو کے اس جھونکے کو ضرور پہچان گیا تھا۔ جو کسی مانوس وجود سے لپٹ کر اس تک پہنچا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا سوچنے لگے۔"

بکھری ہوئی سوچوں کو سمیٹ کر اس نے چونکے بغیر رخ پھیرا۔ سوہا کا سجا سنورا وجود اور مہکا مہکا تروتازہ چہرہ سامنے ہی تھا۔ اس کے اپنے جسم میں اندر تک تازگی اور توانائی سی بھر گئی۔

"پتا نہیں۔"

"پتا نہیں؟" اس نے تعجب سے دہرایا۔

"ہاں پتا نہیں کیا سوچ رہا تھا۔ تمہیں دیکھ کر سب بھول گیا۔"

اس نے بازو اس کے شانے پر پھیلایا اور محبت بھری گمبھیر تا سے کہتے ہوئے اسے خود سے قریب کر لیا۔

سوہا بھی بنا مزاحمت کے نزدیک آکر اس کے برابر میں کھڑی ہو گئی اور منڈیر سے نیچے جھانکتے ہوئے بولی۔

"شکر ہے عفت کا بھی ڈھنگ کی جگہ رشتہ ہوا۔ ورنہ تائی امی تو بس کسی بھی راہ چلتے کو پکڑ کر اسے بیاہنے والی تھیں۔"

اس کے لہجے میں بہنوں والی مخصوص محبت اور خلوص تھا۔

"امی کی طبیعت ٹھیک ہے۔" انس کی بات بالکل الگ تھی۔

"ہاں میں نے دوا کھلا کر لٹا دیا ہے۔ بی پی لو ہو گیا تھا گرمی سے۔ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تو پھر گھر چلیں۔" اس نے شرارت سے سوہا کو دیکھا۔

"کیوں بھئی کیوں۔" حسب توقع وہ اچھل پڑی۔

"میں تو نہیں جاؤں گی آج۔"

"چلو چلو صبح مجھے نکلنا ہو گا۔ تو کیا میں وہاں سے اکیلا چلا جاؤں گا۔"

"تو آپ کیوں جا رہے ہیں۔ آپ بھی مت جائیں نا!"

وہ بات سمجھ کر بھی انجان بننے لگی۔ انس کو بھی اس کی شرارت سمجھ آرہی تھی۔

"تو میں رکوں گا کہاں۔"

"یہیں، دوسرے کمرے میں۔"

"پاگل ہو گیا۔ چلو۔ جا کر سامان سمیٹو جلدی۔" اس نے سوہا کے شانوں پر پھیلے بازو کو جھٹکا دیا۔

"جی نہیں۔ نہ میں جا رہی ہوں نہ آپ۔ یہیں سوئیں گے ہم۔"

"سمجھا کرو جانو! یہاں سونے میں وہ بات نہیں ہے جو۔۔۔" اس کا بازو سوہا کے شانے سے پھسل کر کمر میں رینگ گیا۔

"اوں ہوں۔۔۔ ہٹیں پیچھے ماہا آرہی ہے۔" اس نے سیڑھیوں پر چاپ سن لی تھی۔

انس نے ایک مصنوعی آہ فضا کے سپرد کی اور شرافت سے پیچھے ہٹ کے ماہا کو دیکھنے لگا۔ جس کے ہاتھ میں بڑا سارا دو پٹہ تھا۔

وہ اوپر آکر ان دونوں کو دیکھ کر مسکرائی۔ پھر سیدھی کچن میں چلی گئی۔

"تمہیں ماہا کی ہیلپ کروانی چاہیے تھی۔"

Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اوہ میں تو ای کی وجہ سے آ گئی تھی۔" سوہا نے وضاحت دی پھر کچن سے نکل کر نیچے جاتی ماہا کو پکارا۔

"اب کہاں جا رہی ہو۔"

"میٹھے کا دیگچہ رہ گیا ہے۔ سیڑھیوں کے پاس ہی ہے۔" اس کا سانس پھول رہا تھا۔ انس بے ساختہ بولا۔

"تم رہنے دو۔ میں لا تا ہوں۔" وہ سیڑھیاں اتر گیا۔

ماہا تکلف میں اسے منع کرتی،لیکن اتنے میں اس کا فون بجنے لگا۔ وہ انس کو دیکھ کر سر ہلاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

عفت بہت خاموشی اور سنجیدگی سے اپنے پیروں کی نیل پالش صاف کر رہی تھی۔ اماں اور ابا میں مزید جاگنے کی سکت نہیں تھی۔ اس لیے وہ سب کے جاتے ہی لمبے لیٹ چکے تھے۔

نائلہ کمرے میں داخل ہوئی۔ عفت نے ایک نظر اسے دیکھا۔ اور پھر سے نیل پالش صاف کرنے لگی۔

اس کا خیال تھا کہ نائلہ کوئی بات کرے گی۔ مگر وہ خاموشی سے اپنا چہرہ تولیے سے رگڑتی کسی سوچ میں گم تھی۔

اس کے بعد تولیہ ایک طرف ڈال کر بستر کی چادر ٹھیک کرنے لگی۔ اسے نائلہ کی خاموشی چبھنے لگی تو بول پڑی۔

"ماہا نے بھی کتنا تیار کر دیا تھا تجھے۔ پیروں تک پر کیو ٹیکس لگا ڈالی۔" اس نے یونہی بات برائے بات کی۔

نائلہ نے رک کر اس کا جائزہ لیا۔ اس نے کپڑے تبدیل کر لیے تھے۔ البتہ میک اپ ابھی تک فریش تھا۔ بال سے پنیں نکالنے اور سلجھانے کی کوشش میں بکھرے بکھرے تھے۔ پھر بھی اس کے سراپے میں ایک عجیب سی کشش اور نکھار محسوس ہو رہا تھا۔

"ہوں۔" وہ ایک ہنکارا بھر کر پھر سے پلٹ کر چادر جھاڑنے لگی۔

عفت نے اس کے یک لفظی جواب کو بہت محسوس کیا لیکن جب تک وہ اپنے احساس کو زبان دیتی۔ نائلہ باہر نکل چکی تھی۔

عفت نے خاموشی سے ریموور کا کیپ لگایا اور اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگی۔ نائلہ چند لمحوں بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں جھاڑو تھی۔

"چچ.... اب صبح کر لینا صفائی۔ اس وقت ضروری ہے۔"

"صبح میں چلی جاؤں گی جلدی اور.... سب جگہ صاف کر دی ہے۔ بس یہی کمرا رہ گیا ہے۔"

"صبح جلدی کیوں جاؤ گی۔ رک جانا۔"

"حدید کو جانا ہو گا آفس۔"

اس کے منہ سے ایک حرف ممنوعہ نکلا تھا جیسے۔ عفت کو ایک دم چپ لگ گئی اور جیسے چند لمحے قبل عفت کو اس کی چپ،چبھ رہی تھی۔ ویسے ہی اس وقت نائلہ کو اس کی خاموشی بہت کھلی۔

عفت ایک دم چپ ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ بھی بظاہر پورے دھیان سے جھاڑو لگانے لگی۔ پنکھا بند ہونے کی وجہ سے کمرے میں گرمی سی بھر گئی تھی اور بے حد سناٹا سا معلوم دینے لگا۔ جس میں جھاڑو کی کھس کھس بے انتہا نوکیلی سی لگنے لگی۔ عفت کو دوبارہ سے اس کی خاموشی نے ایک غیر محسوس سی بے چینی میں دھکیل دیا۔

"تمہیں کیسے لگے معراج!" اسے اپنے لبوں سے اپنے ہی محرم کا نام عجیب سا لگا۔

"یعنی میرا مطلب ہے وہ اور ان کے گھر والے اچھے تو ہیں نا!" زبردستی بنائی جانے والی باتیں زیادہ بدشکل ہوتی ہیں۔

Paksociety.com



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہاں اچھے ہی ہیں۔" نائلہ کا لہجہ سنجیدہ اور دو ٹوک تھا۔
"لیکن حدید سے زیادہ نہیں۔" اس نے ایک گہری نظر عفت پر ڈالی اور دوبارہ سے جھاڑو پھیرنے لگی۔ عفت کے دل پر کسی نے جلتا ہوا موم انڈیلا۔
"حدید!۔۔ ان کا یہاں کیا ذکر۔" بے وجہ کی اٹکن بھی چور بناتی ہے۔ نائلہ کے لبوں پر ایک طنزیہ ہنسی آن رکی۔

"ان کا نہیں تو اور کسی کا ذکر کروں۔ آخر وہی میرے شوہر ہیں۔"
وہ بڑی انجان سی بنی فٹ میٹ جھاڑنے لگی۔ اور جب فٹ میٹ سے نکلنے والی گرد ان دونوں کے درمیان شور مچا کر ذرا سکون سے بیٹھی تو عفت کا چہرہ بھی گرد گرد ہو رہا تھا۔
"اسی لیے ان سے کمپیئر کر کے کہہ دیا۔۔۔ کیوں تمہیں کیا لگا۔"
وہ جانے کسی چیز کا بدلہ عفت سے لے رہی تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ عفت سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ جبکہ نائلہ ہنوز انتظار میں کھڑی تھی۔ عفت نے اپنے روم روم میں سرسراتی بے بس کیفیت کو پوری جان سے محسوس کیا۔

Downloaded From Paksociety.com

☼ ☼ ☼

فون کئی بار بج کر بند ہو چکا تھا۔ اس نے غنودگی میں جاگتی امی کو دیکھا۔
ان کا بایاں ہاتھ تکلیف دہ انداز میں سیدھا بیڈ سے باہر آرہا تھا۔ وہ قریب گئی۔ بے حد آہستگی سے ان کا ہاتھ اٹھا کر کہنی سے موڑا اور ان کے سینے پر رکھ دیا۔
سیدھا ہوتے ہوئے اس کی نظر ان کے چہرے پر پڑی۔ وہ بے اختیار گہری تشویش میں گھر گئی۔
یہ صرف معمولی بلڈ پریشر کے اتار چڑھاؤ کا مظہر نہیں تھا۔ ان کا چہرہ خطرناک حد تک رنگ بدل رہا تھا۔ وہ چند لمحے کھڑی وہیں انہیں دیکھتی رہی۔
دفعتاً" اس کے فون کی رنگ پوری زور و شور سے پھر گونجی۔ اب کی بار اس نے فوراً" ہی امی کی نیند خراب ہونے کی وجہ سے فون کاٹ دیا۔ کیونکہ وہ فون کی آواز پر کسمسا کر بے آرام ہو رہی تھیں۔
پھر دروازے کے نزدیک آکر اس نے کال لاگ کھول کر دیکھا۔
"اوہ مائی گاڈ"
مزنہ کی بے شمار اور لاتعداد مسڈ کالز تھیں۔
رات کافی گزر چکی تھی۔ یقیناً" چند لمحے قبل آنے والی کال بھی ان کی ہی تھی۔ اگر وہ اتنی رات کو اسے فون کر سکتی تھیں۔ تو یقیناً" ابھی جاگ رہی ہوں گی۔ اس نے سوچا خود سے فون کر لے یا ان کی کال کا انتظار کرے۔
اسی وقت فون پھر بج اٹھا۔ اس نے امی کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے فوراً" ہی ریسیو کر لیا۔
"السلام علیکم مزنہ آپی کیسی ہیں آپ! خیریت ہے۔"
مزنہ آپی بھری بیٹھی تھیں۔
انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ جواب میں جو خبر سنائی۔ وہ ماہا کے حواس سن کرنے کے لیے کافی تھی۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں) Downloaded From Paksociety.com

☼ ☼



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

فرحین اظفر

# دل کی وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید 'انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ 'انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس 'سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے 'مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید 'عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ 'شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے 'جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

حدید 'انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے 'مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

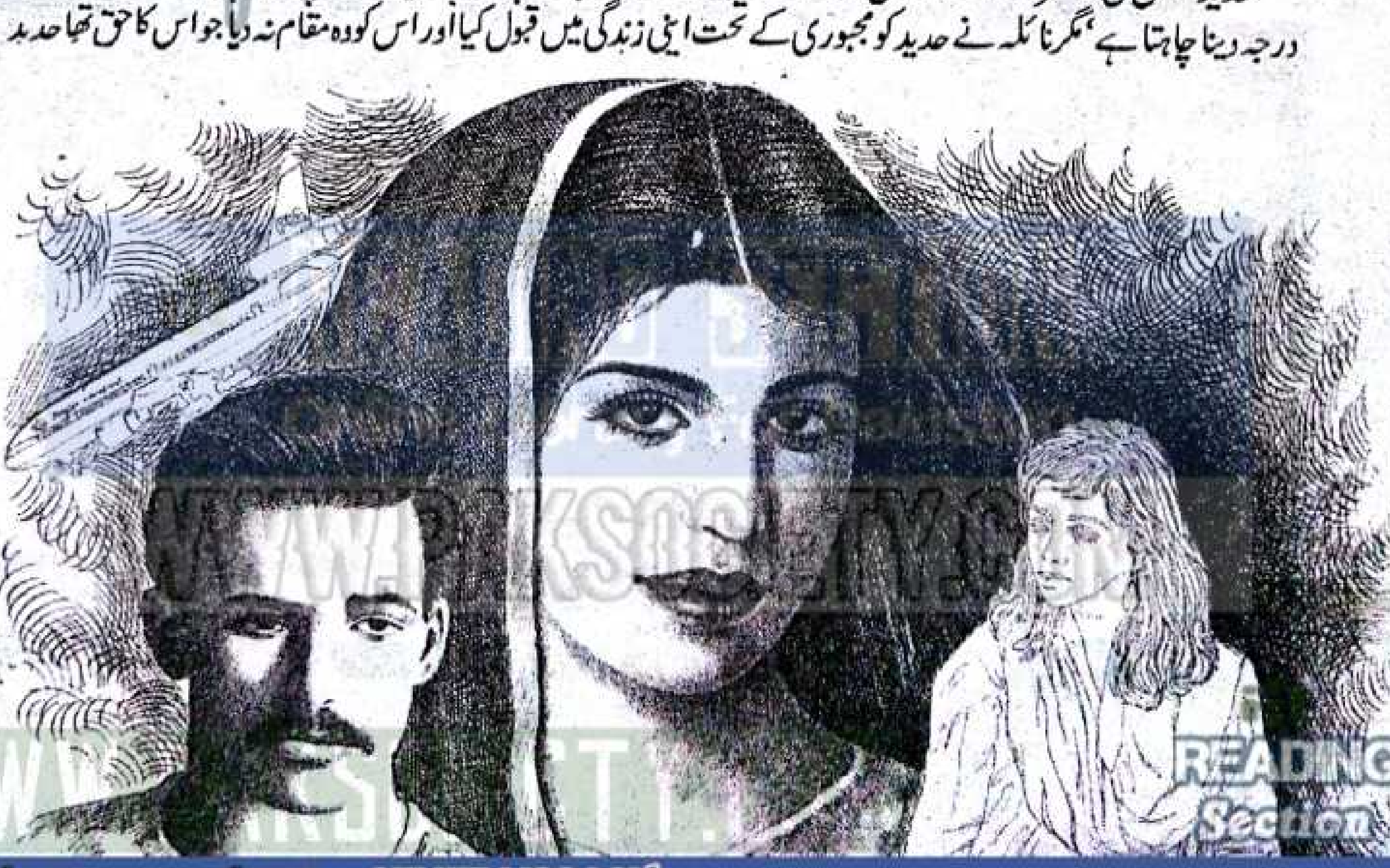

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خاموش ہو گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی' مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے ذہن میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے' جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے' ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے' مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے' مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا' مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منا لیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے' مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

## دسویں قسط

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مزنہ آپی!"

"ٹھیک کہہ رہی ہوں میں' دبئی سے فون آیا تھا اس کا منیجر تھا۔ پورا ہفتہ گزر چکا ہے۔ اس کا فون بند ہے۔ اگر تم لوگوں کے درمیان کوئی بات ہوئی بھی تھی یا اگر تم سے کوئی ناراضی بھی تھی۔ تب بھی تمہیں اس کا کچھ تو خیال ہونا چاہیے تھا۔"

وہ اسے بے لاگ باتیں سنا رہی تھیں۔

"میں نے خود کئی بار فون کرنے کی کوشش کی تھی لیکن....."

"جھوٹ مت بولو۔" انہوں نے سختی سے اسے جھڑک دیا۔

"اگر تم نے اسے فون کرنے کی کوشش کی ہوتی۔ تو تم اس بات سے مجھ سے پہلے آگاہ ہو جاتیں۔ لیکن تمہیں تو ہوش ہی نہیں ہے کہ وہ ہے کہاں۔" وہ جیسے ماہا پر پھٹ سی پڑیں۔

"آئی..... آئی ایم سوری مزنہ باجی! دراصل یہاں عفت کے نکاح کا سلسلہ اتنا اچانک شروع ہوا کہ۔"

"ہاں! شاباش ہے تم کو۔ اپنے میکے میں رنگ رلیاں منا رہی ہو تم۔ اور شوہر پچھلے ہفتے سے بھی زیادہ دن سے لاپتا ہے۔ کچھ اندازہ ہے تمہیں میری بات کا۔" آخر میں وہ بری طرح چلا پڑیں۔

ماہا کو کب امید تھی کہ وہ اتنی بری خبر سنا کر اسے اتنی باتیں سنائیں گی اور وہ بھی اس قدر ذلت بھرے انداز میں۔

"پتا نہیں کہاں چلا گیا بھائی میرا۔ انکوائری بھی کروالی۔ جس دن اسے دبئی جانا تھا۔ وہ فلائٹ پر تھا ہی نہیں۔ او میرے خدایا! کہاں ڈھونڈوں میں اپنے بھائی کو۔"

ان کے انداز میں کچھ ایسی بین کرتی ہوئی کیفیت تھی کہ ماہا کو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔ دوسری طرف مزنہ باجی سے فون شاید ان کے شوہر نے لے لیا تھا۔ وہ اسے بہت دھیمے اور ٹھہرے لہجے میں کچھ بتا رہے تھے۔ لیکن ماہا کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اسے ان کی آواز آرہی تھی۔ لیکن ایک بات بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

سوہا اور انس اس کی اونچی گھبرائی ہوئی آواز سن کر اندر آئے تھے۔ اور اب اس کا ہوائیاں اڑتا چہرہ دیکھ کر تفکر میں پڑ گئے تھے۔

"کیا ہوا ماہا۔" سوہا تشویش سے نزدیک آکر پوچھنے لگی۔ ماہا نے بالکل خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ انس نے صورت حال سمجھتے ہوئے فوراً بڑھ کر اس سے فون لیا اور اپنے کان سے لگایا۔

"ماہا تم ٹھیک ہو ناں! کیا بات ہے حسیب بھائی خیریت سے ہیں۔"

سوہا نے اسے بازوؤں سے تھاما۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی۔ انس نے گہری سانس لے کر فون بند کیا اور سوہا سے بولا۔

"خیریت نہیں ہے۔ حسیب پچھلے کئی دنوں سے لاپتا ہے۔ فون بند ہے۔ اور ٹریس نہیں ہو رہا۔ خود اس کا بھی کچھ اتا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ جس دن دبئی جانا تھا اس دن وہ ایئرپورٹ تک ہی نہیں پہنچا۔ اور۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ وہ تینوں آپس میں ہی اس قدر محو ہو گئے تھے کہ امی کی آنکھ کب کھلی اور کب انہوں نے تمام باتیں سنیں انہیں پتا ہی نہیں چلا۔

طبیعت پہلے ہی خراب تھی۔ یہ خبر سن کر اور بگڑی اور الٹے ہاتھ میں اس شدت کا درد اٹھا کہ وہ بری طرح تڑپ گئیں۔ ان کے منہ سے بے حد کرب آمیز آواز نکلی۔

"سو۔و۔ہا۔"

ماہا ہڑبڑا کر حواسوں میں واپس آئی۔ اس نے پلٹ کر امی کو دیکھا اور تینوں لمحے بھر میں لپک کر ان کے پاس آگئے۔

"امی۔! امی کیا ہو گیا آپ کو سنبھالیں خود کو امی۔" ماہا بولتے بولتے بری طرح رو پڑی۔

"انس ایمبولینس کو فون کریں۔ امی کو شاید انجائنا۔۔۔" سوہا سے بات مکمل نہیں کی گئی تھی۔ درد سے بے حال ہوتی امی اس کے بازوؤں میں جھول گئیں۔ ماہا اور اس کی چیخیں نکل گئیں۔ انس نے بری طرح بدحواس ہو کر جیب میں ہاتھ ڈالا موبائل نکالا اور نمبر ملایا تھا۔

☆ ☆ ☆

جانے کتنا سمے بیت گیا تھا۔

ایمرجنسی میں گم ہو جانے والے ڈاکٹرز اور امی کی شکل دیکھے ہوئے لگتا تھا زمانے گزر چکے ہیں۔ ان دونوں کے لبوں سے دعاؤں کے اور آنکھوں سے نمکین سیال کے جو چشمے پھوٹے تھے تو اب تک بنا کسی روک ٹوک کے برابر سے ابل رہے تھے۔ انس نے اسپتال پہنچ کر فون کر کے حدید کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔ حدید نے پوری بات سن کر اسپتال پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ اس مشکل صورت حال میں بھی حدید کو دیکھ کر جہاں انس کے دل میں اطمینان جاگا تھا۔ وہیں چہرے پر خفگی بھی جھلک آئی تھی۔

وہ دل ہی دل میں حدید سے کچھ ناراض سا تھا۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا۔ اور حدید کی شادی جس سے بھی ہوئی۔ اسے اب بیتی ہوئی باتوں کو بھلا کر آگے کی طرف بڑھنا چاہیے تھا۔ وہ بہرحال اب خالہ جان کا داماد تھا۔ اور آج عفت کے نکاح کے موقع پر گھر میں تقریب کی مصروفیت میں انہیں بیٹے کی کمی کا جس قدر بھی احساس ہوا ہو گا۔ حدید کے خلاف دل اتنا ہی برا ہوا ہو گا۔ اوپر سے اس اہم موقع پر وہ خود تو موقع سے غائب ہے ہی، لیکن اسے نائلہ کا بھی ذرا خیال نہیں آیا۔ وہ خود ہی اکیلی رکشے میں آئی۔ حدید نے ایک فون تک نہیں کیا۔ بلکہ جب سے عفت کے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

رشتے کی بات چلی وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہے۔ اس کا اندازہ نہ چاہتے ہوئے بھی حدید کے لیے روکھا اور سرد ہو گیا۔ ذرا نزدیک آنے پر اس نے جس انداز میں اسے دیکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حدید خود بھی اندر کہیں اس سے اور سب سے شرمندہ ہے۔ یقیناً "اپنی ہی بے خبری اور غیر موجودگی پر۔ لیکن تب بھی وہ حدید کو جتانے سے باز نہیں آیا۔

"خیال آگیا تمہیں اپنے جاننے والوں کا۔ اب بھی مت آتے۔" جواباً" حدید نے جس بے چارگی اور بے بسی سے اس کی شکل دیکھی تھی۔ وہ آگے کچھ بھی کہنے سے باز رہا۔ سوہا اور ماہا۔ کوریڈور کی یخ بستہ دیوار سے ٹکی دھیرے دھیرے سسک رہی تھیں۔ حدید نے ایک نظر ان دونوں پر ڈالی۔ اور جب اسے لگا کہ کچھ کہنا یا نہ کہنا حالات کے میزان میں مساوی وزن قرار پائیں گے تو انس کے پاس سے ہٹ کر سوہا کے نزدیک گیا۔ اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

سوہا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اور سنبھل کر آنسو صاف کرنے لگی۔ لیکن ماہا.... وہ بجائے خاموش ہونے کے' حدید کو دیکھ کر' کچھ اس بری طرح تڑپ کر روئی کہ وہ تو وہ' انس اور سوہا بھی بے اختیار ہی اسے خاموش کروانے لگے۔

"سب بہتر ہو جائے گا۔ ٹھیک ہو جائیں گی امی۔ بس تم پڑھتی رہو۔ جتنا بھی تم کو آتا ہے پڑھ پڑھ کر دم کرو ماہا۔ اللہ کے کلام میں بہت طاقت ہے۔ اللہ بہت رحم کرنے والا ہے اور....." وہ رندھی ہوئی آواز اور بیٹھے ہوئے گلے سے ماہا کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ماہا کی حالت اس بسمل کی سی تھی جس کے گلے پر چھری پھیر کر دم نکلنے تک کے لیے بڑے سارے ڈرم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس ڈرم میں کس قدر تاریکی ہوتی ہے۔ موت و زندگی کی جنگ لڑلڑ کے' زندگی ہار جاتی ہے۔ اسے بھی اپنی جان نکلتی اور روح فنا ہوتی لگ رہی تھی۔

"حسیب بھائی کا بھی پتا چل جائے گا۔ تم اکیلی نہیں ہو۔ ہم سب ہیں تو تمہارے ساتھ۔ ماہا پلیز۔" انس ایک گہری سانس بھر کے اس کے برابر میں آبیٹھا۔ اور کچھ کہے بغیر اس کا سر اپنے کندھے سے لگا کر تھپکنے لگا۔ قریب کھڑا حدید آنکھوں میں الجھن اور استفہام کے رنگ لے کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"حسیب....؟۔ کیا ہوا اسے؟" کسی سے جواب نہیں دیا گیا۔ ماہا بدستور روتی رہی۔ ایک ڈاکٹر سنجیدہ شکل بنائے باہر آیا۔ حدید اور سوہا اس کی طرف بے تابی سے لپکے۔

"مریضہ کی حالت خطرے سے باہر ہے۔" اس کے لبوں سے جانے الفاظ نکلے تھے یا کوئی جاں فزا مژدا۔ دم توڑتے سوالوں کو دھکیل کر شکرانے کے کلمات ان کی جگہ آن بیٹھے۔ کافی دیر بعد امی سے بات کرنے کی اجازت ملی۔ ماہا کا دل اتنا دکھا ہوا تھا کہ انس نے چاہا اسے امی کے سامنے جانے سے ہی منع کر دے۔ لیکن بھلا ایسا ممکن کب تھا۔ وہ فوراً" ہی امی کو دیکھنے کے لیے مچل گئی۔ اور حسب توقع ان کا ہاتھ تھام کر پھر سے رو پڑی۔ انس کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

البتہ سوہا نے اس مرحلے پر امید سے زیادہ سمجھداری کا مظاہرہ کیا۔ خود بھی فضول میں رونے دھونے سے پرہیز کیا۔ کیونکہ امی کی حالت کافی بہتر تھی۔ اور ساتھ ہی ماہا کو بھی سنبھالا دیا۔

رضوانہ حسن کو اس معمولی ہی سہی۔ لیکن ہارٹ اٹیک نے بری طرح نچوڑ ڈالا تھا۔ ان کا رنگ غیر معمولی حد تک زرد ہو گیا تھا۔ ہاتھوں کی نسیں' سوکھی جھاڑیوں کی مانند ہاتھ کی جلد پر ابھر آئی تھیں۔ پھر بھی ان کی ہمت تھی کہ وہ دھیرے سے مسکرائی بھی تھیں۔ اور بات کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن ان چاروں نے ہی انہیں بات کرنے سے منع کر دیا تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

انس کو کل حیدر آباد جانا تھا اس لیے سوہا نے انس کے ساتھ گھر جانے کا فیصلہ کیا' بوجھل ہوتے پپوٹوں سے بھاری قدم گھسیٹتی جس وقت وہ ماہا کو بتانے پلٹی' اس کے سوکھے لبوں پر گلابی نمی چمکنے لگی تھی۔ امی نیند میں جا چکی تھیں۔ اور ان کے سرہانے بت بنی بیٹھی ماہا نے صرف گردن موڑ کر اس کی بات سنی اور سرہلایا تھا۔ وہ بات سمجھی تھی یا نہیں۔ سوہا نے رک کر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

☼ ☼ ☼

چچی جان کی خیریت کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اماں شکرانے کے نوافل ادا کرنے کھڑی ہوئیں تو اس نے عفت کو آرام کرنے کا مشورہ دے کر خود بھی آنکھیں بند کرلیں۔ بند آنکھوں کے پار حواس پوری طرح کام کر رہے تھے۔ لامتناہی سوچیں اس کی نیند کو ایک دوجے کے اوپر دھکیلتی دھڑلے سے بند کواڑ کھول کر سامنے آجاتیں۔ اور ستم یہ کہ سارا دھیان اسی ایک شخص سے جڑا تھا۔ جسے اس نے کبھی اپنا نہیں سمجھا تھا اور وہ اب سب سے زیادہ اپنا تھا۔

"حدید!" اس نے بمشکل اپنے لبوں کی لرزشوں کو قابو کیا۔ اور بے خبری کی دھنک رنگ پھدکتی چڑیا کو دبوچ کر پھسلانے لگی تھی۔ تب ہی موبائل فون کی معمولی سی تھرتھراہٹ نے اس کی گرفت ڈھیلی کی۔ اور چڑیا پھر سے اڑ گئی۔

"حدید کا میسج اس وقت۔" اس نے حیرت و بے یقینی سے دم بدم صبح کی گود میں سر رکھنے کو' بڑھتی ہوئی رات پر نظر ڈالی۔ پھر پیغام کھولا۔

"میں رات میں آنٹی کے پاس رک رہا ہوں۔ تم بھی گھر پر ہی رک جاؤ۔ انس اور سوہا اپنے گھر چلے گئے ہیں۔"

ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری۔

"اتنے دن کی بے رخی' لاتعلقی اور بے اعتنائی دکھانے کے بعد' آدھی رات گزرنے پر آپ کو میرا خیال آگیا۔ اور یہ پیغام۔ کتنا بے تکا اور بھونڈا ہے۔ رات تو اختتام کے قریب ہے۔ ان کے خیال میں اس وقت میں بیٹھ کر ان کی واپسی کا انتظار کر رہی ہوں گی۔ وہ بھی گھر جانے کے لیے۔ اچھا ہے۔ واہ واہ۔ بہت اچھا۔" اس کی دھیمی مسکراہٹ ایک زخمی ہنسی میں بدل گئی۔ لیکن اس نے اپنی آواز کو حتی الامکان دبا کر رکھا۔ ورنہ غنودگی میں جاتی ہوئی عفت چونک جاتی۔ حدید کا اس وقت آنے والا میسج اور انس اور سوہا کا گھر چلے جانا' اس کے اندر حسد کے بھانبڑ جلا گیا۔

انسان زندگی میں سب سے زیادہ فطرت کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے۔ وہ لاکھ اچھا بن لے۔ مگر اس کی بری فطرت کہیں نہ کہیں اسے مٹی ضرور چٹاتی ہے۔ اور فطرتاً" مخلص اور بے ریا انسان کسی کے ساتھ برائی کر بھی لے۔ اس پر خوش بھی ہونا چاہے۔ لیکن ضمیر کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہی رہتا ہے۔ اس کی فطرت میں بھی حسد رچا بسا تھا۔ جیسے بھینسوں والے باڑے میں بھوسے اور گوبر کی باس رچی بسی ہوتی ہے۔ وہاں کے مکینوں کو بھلے پتا نہ چلے۔ لیکن کسی نئے آنے والے کو ضرور محسوس ہو جاتی ہے۔ اسے بھی پتا نہیں چلتا تھا کہ اس نے مکافات عمل کے خوف سے کتنی بار توبہ کی اور کتنی بار پھر برائی کے رستے پر کشاں کشاں چل پڑی۔

برائی انسان کے دل و دماغ میں سانپ کی طرح پلتی اور موجود رہتی ہے۔ آپ اس سے بچنے کے لیے "ہش ہش" کرتے رہیں۔ وہ وقتی طور پر دور ہٹے گی لیکن پلٹ کر ڈسے گی ضرور۔ اس سے چھٹکارا پانے کے لیے اس کا سر کچلنا پڑتا ہے۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ اس کی زندگی میں در آنے والی برائی کسی سانپ نہیں۔ اژدھے کی صورت موجود ہوئی تھی۔ جس کا سر کچلنے کے لیے لاٹھی نہیں' زہریلے ہتھیاروں اور خطرناک اسلحے کے ساتھ ساتھ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

تربیت یافتہ ہونا بھی ضروری ہے۔

بے چاری نائلہ خالی ہاتھ ہی نہیں' خالی الدماغ بھی تھی۔ نہ اسے اپنی فطری کمزوریوں کا ادراک تھا۔ نہ تقدیر و تدبیر کے پیچ و خم سلجھانے کا شعور۔ موبائل کی وائبریشن عروج پر تھی۔ ایک بار پھر برائی اپنا پھن پھیلائے اسے اپنی طرف بلانے اور ڈسنے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھی۔

اس نے فقط چند لمحے ہی لگائے ہوں گے۔ سوچنے اور فیصلہ کرنے میں۔ پھر سیل فون کو مٹھی میں دابے وہ سیڑھیاں چڑھتی دبے قدموں اوپری حصے میں آگئی۔ رات کے اس پہر یہاں ہلکی روشنی تھی۔ سبک خرام ہوا تھی۔ اور حبس زدہ کمرے کے برعکس بے حد سکون سا تھا۔ اس نے کرسی پر گر کر آرام دہ انداز میں سامنے میز پر ٹانگیں پھیلائیں اور کال ریسیو کرلی۔

"اس وقت فون کیوں کیا ہے۔" الفاظ کے مقابلے میں اس کا لہجہ بے حد پرسکون تھا۔

"او بلے بھئی بلے۔ جاگ رہی تھی میری بلبل یا جاگ گئی میری کال دیکھ کے۔" دوسری طرف سے آتی کرخت آواز میں خوشی کا ڈھونگی عنصر شامل تھا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا فون اتنا اہم نہیں کہ میں نیند برباد کرکے اسے سننے اٹھ جاؤں۔ میں جاگ ہی رہی تھی۔"

"اس ٹیم جاگ رہی تھی۔ خیر تو ہے۔" اس کے پینڈو لب و لہجے کا ہر رنگ جھوٹا تھا۔

"ہاں خیر ہی ہے۔ میرے شوہر جاگ رہے تھے تو ان کے ساتھ میں بھی....." اتنا بے ساختہ اور بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا کہ اپنی ہی حیرت میں وہ بات مکمل کرنا بھول گئی۔

"ہاں بھئی۔ تیرا خاص الخاص ٹیم تو اسی کے لیے ہے۔ یہ تو ہم ہی بھیک منگے ہیں۔ جو تیری منتیں کرتے کرتے نہیں تھکتے اور تو ہمیں لفٹ ہی نہیں کرواتی۔" نائلہ نے دل ہی دل میں اسے ایک موٹی سی گالی سے نوازا۔

"وہ اس قابل ہے کہ اسے ٹائم دیا جائے۔" جی تو چاہتا تھا کہ اپنے مخصوص انداز میں اس کمینے شخص کو اس کی اوقات یاد دلا دے۔ دوسری طرف سے ابھرتی ہنسی کی مکروہ آواز سننے کی اس میں تاب نہیں تھی۔ اس لیے فون بند کرکے میز پر پھینک دیا۔

"تجھے بیچ چوراہے پر تختہ دار پر لٹکا کر پھانسی نہیں دینی چاہیے بلکہ معلق کرکے آگ لگادینی چاہیے تو اس قابل ہے۔ تجھے پتھروں سے نہیں' انگاروں سے سنگسار کیا جانا چاہیے۔ تاکہ مرنے کے بعد بھی تیرا جسم' تجھ جیسے دوسرے کتوں کے لیے نشان عبرت بن جائے۔

میں خود پر ترس نہیں کھاتی۔ کیونکہ میں نادان تھی نہ معصوم۔ پھر بھی جانتے بوجھتے تیری چال میں پھنس گئی۔ لیکن میں اکیلی تو نہیں۔ میرے جیسی اور کتنی ہوں گی۔ جن کے دل شکستہ ہوں گے۔ جن کی روحیں گھائل ہوں گی۔ جو نادان بھی ہوں گی اور معصوم بھی۔ اور پھر۔ پھر تو نے ان کی معصومیت کو داغ دیا ہوگا۔" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ احتساب کے کڑے عمل سے گزرتی رہی۔

"میرے لیے نہیں میرے مالک۔ میں تجھ سے ان سینکڑوں معصوم جانوں کے لیے رحمت اور انصاف کا تقاضا کرتی ہوں۔ میں تجھ سے تیرا کرم مانگتی ہوں۔" وہ بے انتہا دھیمے لبوں سے بڑبڑائی تھی۔

اس کے پورے وجود میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ ان اعصاب شکن دن رات نے اسے توڑ دیا تھا۔ اسے نرا جلا شجر بنا دیا تھا۔ اس کا وجود کھوکھلا ہو رہا تھا۔ اسے اپنے ہاتھوں پر نمی کا احساس ہوا۔ اس نے تعجب سے چہرے سے ہاتھ ہٹائے' وہ بے بسی کی انتہائی کیفیت پر تھی۔ لیکن وہ رو نہیں رہی تھی۔ پھر یہ۔ تب ہی ایک بے حد باریک



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

WWW.Paksociety.com

ٹھنڈی بوند جیسی چیز احساس پہلی ہتھیلی میں گری۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ سرشام چلنے والی ہلکی ہوائیں، حبس میں بدل گئی تھیں۔ اور اب یہ حبس ٹوٹنے جا رہا تھا۔

رحمت خداوندی آسمان سے اتر کر اس نڑجلے شجر کو سرسبز کرنے والی تھی۔ اس کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ نے پھب دکھلائی۔ پھر وہ کرسی سے اٹھی۔ اور دونوں بازو پھیلا کر کھلے آسمان تلے آگئی۔ ٹھنڈی بوندیں اس کے جلتے رخساروں، سلگتے بند پپوٹوں پر گرنے لگیں۔ اس کا مرجھایا ہوا وجود جلا پانے لگا۔

☆ ☆ ☆

ابھی صبح ہونے میں کچھ دیر باقی تھی۔ تھکن سے اس کا روم روم دکھنے لگا تھا۔ انس کی ضد پر اس کا دل تو نہیں چاہتا تھا لیکن پھر بھی وہ محض اس کا دل رکھنے کی خاطر گھر آگئی تھی۔

اسپتال سے نکلتے وقت اس نے خاص طور پر حدید سے ماہا کو کھانا کھلا دینے کی تاکید کی تھی۔ کیونکہ معراج کے گھر والوں کے جاتے ہی امی کی طبیعت بگڑ گئی تھی اور اس کے بعد کسی کو بھی کھانا کھانے کی فرصت ملی نہ خیال آیا۔ اس کے اپنے پیٹ میں بھی اعصاب شکن صورت حال سے نکلتے ہی چوہے دوڑنے لگے تھے۔ صورت حال کو بھانپ کر انس نے راستے میں سے کھانے کا کچھ سامان لے لیا تھا اور اس وقت بھی اس نے دل میں سوچا تھا کہ انسان دل ہی دل میں کیا کیا ارادے نہیں باندھتا۔ پھر وہ سب بھربھری مٹی کا ڈھیر ثابت ہوتے ہیں۔

"جانے عفت اور نائلہ نے بھی کھایا کہ نہیں۔ وہ دونوں بھی تو..." اس کے دھیان میں دراڑ پڑ گئی۔ بمشکل پیروں کو راضی کر کے چلنے والا بوجھل وجود ہوا سے بھی ہلکا ہو گیا۔ وہ پہلے گھبرائی پھر بڑبڑائی ہو کھلائی۔

"ارے ارے۔ ارے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے چیخ نکلتے نکلتے بچی۔

"بہت تھکن ہو گئی تھی نا تمہیں۔ اس لیے۔" انس نے بے حد محبت سے اس کے کانوں میں دھیمی سی سرگوشی کی۔ اور اس کا نازک وجود لاؤنج کے صوفے پر دھر دیا۔ وہ چند لمحے اس کی حرکت پر دم بخود رہی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ انس یہ حرکت بھی کر سکتا ہے۔ پھر اس کے بازوؤں کا حصار ٹوٹتے ہی جیسے کسی خواب سے جاگی۔ اور بے ساختہ زور سے کھلکھلائی۔

ہنستے ہنستے اس کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ چہرہ سرخ ہو گیا اور سانس چڑھ گئی۔ انس خود بھی دھیرے سے ہنستا ہوا صوفے پر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"اف اللہ!" اس نے آنکھیں صاف کر کے چند لمحوں کے بعد اس کو دیکھا۔

"کتنی مدت کے بعد ایسی ہنسی آئی ہے مجھے۔ اپنی آواز اور اپنی ہنسی خود ہی اجنبی سی لگ رہی تھی۔" انس نے نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھا۔ اور بازو پھیلا دیا۔ وہ بنا کچھ کہے اس کے کندھے سے آن لگی۔ کتنے ہی پل خاموشی سے الفت کے پھول ان پر وار کر اٹھ گئے۔

"میں سوچ رہی تھی کہ حسیب بھائی کہاں چلے گئے۔" تھوڑی دیر بعد اس کی سنجیدہ آواز ابھری۔ انس جواب میں خاموش ہی رہا۔ اس کے پاس جواب تھا ہی نہیں۔

"ماہا کی نند کہہ رہی تھیں کہ ان دونوں کا آپس میں کوئی جھگڑا ہوا تھا۔ کہیں حسیب بھائی ماہا کو سزا دینے کے لیے تو نہیں غائب ہو گئے۔"

"کیا کہہ سکتا ہوں میں۔" انس نے گہری سانس لی۔ حسیب کا یہیں ایک دم سے روپوش ہو جانا۔ اس کے لیے بھی کسی معمے سے کم نہیں تھا۔ اور معمہ بھی وہ جو ہزار وہموں کے حصار میں کھڑا تھا۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"اللہ کرے ایسی ہی بات ہو۔ خدانہ کرے اگر کچھ الٹا سیدھا ہو گیا تو ماما تو۔" سوہا نے سر جھکا لیا۔ اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ انس نے یہاں وہاں بھٹکتی نظر اس پر ڈالی۔ پھر اس کی ٹھوڑی پکڑ کر سر اونچا کیا۔ سوہا کی آنکھوں میں سرخ لکیریں گہری ہو رہی تھیں۔

"چائے پیو گی۔ میں بنا کر لاتا ہوں۔ بھوک تو نہیں لگ رہی اب۔" اس کی بات بالکل ہی موضوع سے ہٹ کر تھی۔

"پچ۔ سونا نہیں ہے۔ صبح جانا ہے آپ کو۔" اس کا دل سوچ سوچ کر اداس تھا۔ بس نہیں چلتا تھا۔ کچھ بھی کر کے انس کو روک لے۔

"نہیں سونا نہیں ہے۔"

اس نے معنی خیزی سے کہتے ہوئے اپنا سر دھیرے سے اس کے سر سے ٹکرایا۔ پھر اپنے بازو کے گھیرے سے اسے آزاد کرتا ہوا اٹھا۔

"چائے لا رہا ہوں۔ سونے کی کوشش نہیں کرنا۔ ورنہ....." اس نے سوہا کی طرف ایک شرارتی اشارہ دیا۔ سوہا نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارا۔

☼ ☼ ☼

دن نکلے ہوئے کچھ ہی گھنٹے گزرے تھے۔ جب نائلہ 'عفت اور اماں کے ساتھ ناشتا لے کر اسپتال پہنچی۔ حدید کی آنکھوں میں سرخی اور ہلکی سوجن تھی۔

"آپ گھر جا کر آرام کر لیں۔ میں رک جاؤں گی آج یہاں۔" عفت نے اپنی عادت و فطرت سے مجبور ہو کر حدید اور ماہا سے بیک وقت کہا۔

"اور جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ گھر لے چلیے گا۔"

نائلہ نے جان بوجھ کر عفت کے فوراً" بعد حدید کو مخاطب کر کے اسے گویا یاد دلانے کی کوشش کی کہ نائلہ اور اس کا آپس میں کوئی رشتہ وشتہ بھی ہے۔

"صبح سے مزنہ آپی کے فون پر فون آ رہے ہیں۔ حسیب کا کچھ پتا نہیں ہے۔ وہ بھائی جان سے پتا کروانے کے بجائے صرف میرے اوپر ہی چلائے جا رہی ہیں۔ بتاؤ ذرا۔ میں اکیلی یہاں کس شخص کو کیسے ان کو ڈھونڈ سکتی ہوں۔ انس اور حدید بھائی سے کہہ تو رکھا ہے۔ اگر امی کی طبیعت اتنی خراب نہیں ہو جاتی اور وہ بھی اتنی اچانک۔ تو وہ ہی دونوں کچھ پتا کر سکتے تھے۔ اب یہاں اسپتال میں انہیں دیکھیں یا ان کی باتیں سنیں۔"

سوہا کا فون آیا۔ تو ماہا کاریڈور میں کھڑی ہو کر بولنا شروع ہوئی تو بس بولتی ہی چلی گئی۔ اس کی بے ربط باتیں۔ گھبرایا ہوا لہجہ اور بات کی تیز رفتاری اس کی ذہنی پراگندگی اور اعصابی شکست و ریخت کا مظہر تھی۔

"تم بالکل فکر مت کرو ماہا! کچھ بھی غلط نہیں ہوا۔ وہ تم سے ناراض تھے نا! تو بس ناراضی ظاہر کرنے کے لیے غائب ہو گئے ہیں کہیں۔ اور اس سے اچھا طریقہ انہیں کیا سوجھے گا کہ اپنا سیل بھی آف کر کے بیٹھ گئے۔ تم دیکھنا ایک دو دن میں خود ہی آ جائیں گے۔" ماہا جواباً" خاموش ہو گئی۔ وہ سوہا کو کیا بتاتی کہ ناراض حسیب نہیں تھا۔ وہ خود حسیب سے ناراض تھی۔

"سوہا پلیز تم جلدی آؤ۔ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔" اس کی آواز نیچی ہو گئی۔ تب ہی کسی نے نرمی سے اس کا کندھا تھاما۔ سوہا نے مڑ کر دیکھا۔ وہاں عفت کھڑی تھی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اندر چلی جاؤ۔ چچی جان تمہارا پوچھ رہی ہیں۔" اس کی نظروں اور چہرے پر ایک عجیب سی ٹھنڈک اور ملاحت تھی۔ اس کے اپنے ہاتھ میں بھی سیل فون دبا تھا۔ ماہا نے سہلاتے ہوئے سوہا کو الوداعی کلمات کہے۔ اور جب فون بند کر کے واپس امی کے پاس جانے لگی تو وہاں سے گزرتے ایک شخص پر اس کی نظر پڑی۔ وہ چہرہ اسے بہت جانا پہچانا سا لگا۔ اس نے ذہن پر زور ڈالا تو اسے یاد آگیا کہ اس نے انہیں کب اور کہاں دیکھا تھا۔ تقریب اسناد کی سالانہ تقریب میں اسٹیج پر کھڑے کچھ بولتے ہوئے وہ اسکول چین کے مالک تھے۔ ان کا نام مغیث حسن تھا۔ عفت نے اسے کمرے میں غائب ہوتے دیکھا اور پھر فون کان سے لگایا۔ دوسری طرف معراج تھا۔

"جی السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔ صبح بخیر۔ کیسے مزاج ہیں۔ جناب کے۔" چند دن پہلے کی بہ نسبت اس کے انداز میں آج قدرے بے تکلفی پائی جاتی تھی۔

"میرے حال تو ٹھیک ہیں۔ لیکن...." وہ رک سی گئی۔ پتا نہیں اپنے گھر کے مسئلے کے لیے اسے پریشان کرنا مناسب بھی ہو تا یا نہیں۔ جبکہ دوسری طرف وہ مستقل اصرار ہی کیے گیا۔ تب عفت نے اسے پوری بات بتادی۔ معراج خاموشی سے سنتا رہا۔

"بس پتا ہی نہیں چلا کب اتنی زیادہ خراب ہو گئی طبیعت ان کی۔"

"چلیں خیر! میں نے تو آپ سے بات چیت کرنے کے لیے فون کیا تھا۔ کہ آپس میں تھوڑی بے تکلفی ہو جائے۔" عفت ایک دم خفت زدہ سی ہو گئی۔

"لیکن موقع ایسا ہے کہ اب اس طرح مناسب نہیں لگتا۔ آپ بھی یقیناً" آرام وہ محسوس نہیں کریں گی۔"

"جی۔" اسے اچانک ہی اپنے اور معراج کے درمیان رشتے کی نزاکت کا احساس ہوا تھا۔ فون بند کرنے کے بعد، چچی جان کے پاس جانے تک وہ اپنے آپ کو کسی اجنبی لیکن مسحور کن لہجے کی خوشبو کے حصار میں محسوس کرتی رہی۔

☼ ☼ ☼

حدید نائلہ کو لے کر گھر آیا تو سوہا اور انس اسپتال کے لیے نکل چکے تھے۔ نائلہ گھر آکر چپ چاپ کچن میں چلی گئی اور ناشتا بنانے لگی۔ گو کہ حدید نے وہاں ناشتا کیا تھا۔ لیکن وہ اتنا کم تھا۔ اور حدید نے بھی کھل کر کھانے سے گریز کیا تھا۔ نائلہ کی نگاہوں کا مرکز اس کے سوا اور تھا ہی کون؟

اس نے حدید کی آدھی سوئی آدھی جاگی آنکھوں سے اس کی تھکاوٹ کا اندازہ کر لیا تھا۔ تھکی ہوئی وہ خود بھی تھی۔ اور اگر کوئی اور موقع ہوتا تو، شاید وہ اپنی تھکن کے سوا اور کسی شے کے بارے میں سوچنا بھی گناہ تصور کرتی۔ اور ان اشیاء میں یقیناً" حدید بھی شامل ہوتا۔ لیکن اب بہت کچھ بدل گیا تھا۔ وقت، حالات، زندگی اور۔ شاید وہ خود بھی۔

"کیا میں دھیرے دھیرے سمجھوتے کے لیے تیار ہو رہی ہوں؟" اس نے انڈا تلتے ہوئے خود سے خود ہی حیرت میں بھیگا سوال کیا۔

"نہیں۔ یہ صرف اور صرف مکافات عمل کا خوف ہے۔ جو تمہیں اس بد تمیز بچے کی طرح تمیز کے دائرے میں رہنے پر مجبور کر رہا ہے۔ جیسے استاد کا مولا جٹ حد میں رہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔" کوئی اس کے اندر سے بولا۔ اور نائلہ نے بڑے دل سے قسم کھائی کہ اندر بولنے والا ضمیر اگر مجسم شکل میں سامنے ہوتا تو شاید وہ اس کا سر پھاڑ



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

دیتی۔ حدید نہا کر نکلا آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ جب وہ ناشتے کی ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

''ناشتا کرلیں۔'' بنا اس کی طرف دیکھے اس نے مخاطب کیا۔ حدید کی طرف خاموشی تھی۔ نائلہ چند لمحے ویسے ہی کھڑی رہی۔ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی طرف ایک نگاہ غلط انداز تک ڈالنے کا روادار نہ تھا۔

''میں نے آپ سے کہا ہے ناشتا کرلیں۔ میں نے دیکھا تھا آپ نے وہاں ٹھیک سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

''اچھا۔'' اس نے طنزیہ انداز میں ہنس کر اسے دیکھا۔

''میری طرف دیکھا تم نے۔ تمہارا ایمان تو نہیں خراب ہوگیا۔ دو رکعت توبہ کے نفل پڑھ لو جاکر۔ کیوں اپنی آنکھوں کو تکلیف دی تم نے۔'' اس کے لفظوں کی کاٹ کو نائلہ نے بڑے ضبط سے برداشت کیا۔ یہ وہ پہاڑ تھا جسے دو دھاری تلوار پر چل کر اسے سر کرنا تھا۔ اور ہر صورت میں کرنا تھا۔

''اب... آپ کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔'' ناشتے کی سجی ہوئی ٹرے بیڈ پر رکھی تھی۔ اور وہ دور صوفے پر بیٹھا تھا۔

''کیوں۔ اب کیا میرے اندر پڑے کیڑے مر گئے ہیں۔'' وہ جتنا ہو سکتا تھا۔ اپنی سطح سے گری ہوئی تکلیف دہ گفتگو کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا نائلہ ہمیشہ کی طرح بنا بحث کیے بلکہ الٹا دھونس جما کر وہاں سے چلی جائے۔ وہ اپنے اندر کے اس مرد سے ڈرتا تھا۔ جس کی نرمی اور خدا خوفی اسے کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ اور یہ وہ خوف تھا۔ جسے کرنے کے باوجود وہ کبھی کھوج نہیں پایا تھا۔ اور جب شناخت کرلیا تو اسے لگا کہ نائلہ نے جو زیادتیاں اس کے ساتھ کی ہیں۔ اور جائز حقوق رکھتے ہوئے بھی جس طرح اسے بے حیثیت کیا ہے۔ اور اس رویے پر جو تکلیف اس نے برداشت کی تھی۔ اس کے بدلے میں نائلہ کو اتنی جلدی معاف کردینا خود اس کے ساتھ ہی زیادتی ہوتی۔

اور رہا عفت کو پانے اور نائلہ کو زندگی سے نکال دینے کا سوال۔ تو یہ تو اب ممکن ہی نہیں رہا تھا۔ نائلہ کو اجاڑ کر بھی وہ اپنا دل نہیں بسا سکتا تھا۔ اپنی دنیا اپنی من پسند ہستی کے وجود سے آباد نہیں کرسکتا ہے۔ نائلہ بھلے چلی جاتی' عفت پھر بھی نہ آتی۔ جبکہ اس کی سوچوں اور خیالات سے بے خبر نائلہ اس طرح کٹہرے کے مجرم کی مانند سر اور نظر جھکائے بول رہی تھی۔

''نہیں۔ میری آنکھوں میں پڑے کیڑے مر گئے ہیں۔ میری عقل پر پڑے پتھر ریت بن کر جھڑ گئے ہیں۔ مجھے ہر شے بہت صاف دکھائی دینے لگی ہے۔'' اس کی آواز ذرا کی ذرا کانپی۔ لیکن حدید کے پاس توجہ دینے کا وقت ہی کہاں تھا۔

''میں تمہارے ہاتھ کا بنا ناشتا نہیں کرنا چاہتا۔'' اس کی ہموار اور بے لچک آواز گونجی۔ اور خاموشی چھا گئی۔

''تو پھر۔ جس کے ہاتھ کا کرنا چاہتے ہیں۔ اسی کا سمجھ کر کرلیجئے۔'' نائلہ رکی نہیں تھی۔ لیکن وہ ضرور اپنی جگہ بیٹھا رہ گیا تھا۔

READING SECTION
Online Library For Pakistan

✡ ✡ ✡

باہر کی نسبت اس تپتی دوپہر میں اسپتال کے پرائیوٹ روم میں کافی ٹھنڈک تھی۔ سوہا اور انس نے اندر قدم رکھتے ہی اس سکون کو محسوس کیا جو اردگرد فضا میں سانس لے رہا تھا۔

''شاید اس کی ایک وجہ یہ پرسکون چہرہ بھی ہے۔'' سوہا نے دل ہی دل میں سوچا۔ عفت بے حد سنجیدگی اور ملائم تاثرات کے ساتھ چچی کو اپنے ساتھ لائی ہوئی یخنی پلا رہی تھی۔

''یہ کتنی ذمہ دار قسم کی لڑکی ہے۔ اسے ہر بات کا کتنا علم ہوتا ہے۔'' اس نے دوسری بار عفت کو دیکھتے ہوئے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

دل ہی دل میں توصیف کی۔

"آپ کو تو آج حیدر آباد واپس چلے جانا تھا نا! انس بھائی۔" عفت اب چچی کے ہاتھ اور منہ صاف کر کے سوپ کا پیالہ اور دیگر برتن وہاں سے ہٹانے لگی۔

"لاؤ میں دھو کر لاتی ہوں۔" سوہا نے اس کی مصروفیت دیکھتے ہوئے بڑھ کر اپنی خدمات پیش کرنی چاہیں۔

"نہیں تم ابھی تو آئی ہو۔ بیٹھو تم۔ میں یہ دھو کر ذرا نماز بھی ادا کر آؤں۔" وہ برتن لے کر باہر نکل گئی۔ اور جب برتن دھو کر نماز ادا کر کے واپس کمرے میں آئی تو بے ساختہ ٹھٹک سی گئی۔ کمرے میں معراج کی والدہ اور بڑی بہن تشریف فرما تھیں اسے ایک نامعلوم جھجک نے آن گھیرا۔

"آؤ آؤ بیٹا رک کیوں گئیں۔" اس پر سب سے پہلی نگاہ چچی جان کی ہی پڑی تھی۔ ان کی نقاہت زدہ آواز پر دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ اور دونوں ہی خواتین کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"ارے ماشاء اللہ۔ ہماری بیٹی بھی یہیں ہے۔" معراج کی والدہ نے جس طرح ایک دم سے اٹھ کر اس کا ماتھا چوما اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ عفت کے دل میں سر اٹھاتی جھجک اور بہت سے خدشوں کا خاتمہ ہونے لگا۔ وہ دل میں معراج کی والدہ اور بہن کو بہت تیز مزاج کی حامل خواتین سمجھتی تھی۔ کچھ اس کی وجہ بھی تھی کہ ان کی والدہ کی آواز بے حد سخت، سپاٹ اور بلند ہوتی تھی۔ لیکن رشتہ طے ہو جانے کے بعد سے لے کر آج تک انہوں نے ایک ذرا سی بھی کسی بات سے اپنے مزاج کے ٹیڑھ پن کی جھلک نہیں دکھائی تھی۔ کم از کم ابھی تک تو نہیں۔ شاید بلکہ رخصتی کے بعد ان کا جو بھی رویہ ہوتا۔

ہر لڑکی کی طرح عفت کے دل میں بھی اپنی ازدواجی زندگی اور سسرالیوں کے معاملے میں کچھ تحفظات تھے۔ وہ ان کا اظہار تو نہیں کرتی تھی۔ لیکن ان کے زیر اثر ضرور تھی۔ انس کمرے میں موجود نہیں تھا۔ عفت کا دھیان واپس لوٹا تو معراج کی والدہ کہہ رہی تھیں۔

"بس بہن! انسان کو کچھ پتا نہیں ہوتا کب کیا ہو جائے۔ اب کل کا ہی لے لیجیے، ماشاء اللہ کتنے بہتر طریقے سے سب معاملات نمٹ گئے۔ تو آخر میں یہ سب۔" ان کی ہمدردانہ آواز پر امی کے چہرے پر ایک زرد پھیکی مسکراہٹ آ گئی۔ پپڑی زدہ ہونٹ ذرا کی ذرا دائیں بائیں کھینچ سے گئے۔

"میں تو کہتی ہوں، خدا کے ہر کام میں مصلحت ہی ہوتی ہے۔ اگر جو یہی اٹیک ذرا دیر پہلے آجاتا تو۔۔۔ کیا کرتے سب۔ کہاں بھاگے دوڑتے پھرتے۔ ماں کو سنبھالتے یا لڑکے والوں کو۔" اب کی بار بہن نے ہمدردی میں حصہ لیا۔ لیکن بے حد عجیب انداز میں۔ دھیرے دھیرے مسکراتی امی کے سرہانے بیٹھی سوہا کے لب سکڑ گئے۔ لمحہ بھر کے لیے دونوں کی نظریں ملیں۔ پھر دونوں نے ہی اپنی پلکیں جھکا لیں۔

بات اگر ٹھیک بھی تھی۔ تو بہت بھونڈے انداز میں کی گئی تھی۔ سوہا کو انس کی کمی ایک دم ہی چبھنے لگی۔ اور عفت کے دل میں دم توڑتے خدشے پھر سے نمو پاتے زندگی چرانے لگے۔

"جان بچی سو لاکھوں پائے۔ اللہ آپ کا سایہ بچیوں پر سدا سلامت رکھے۔" والدہ پھر بھی ذرا بہتر کلمات ادا کر گئیں۔

"اب اپنا اور اپنی طبیعت کا بہت خیال رکھیے گا۔ عفت کی شادی بھی جلد ہی آجائے گی۔ خدانخواستہ دوبارہ کوئی۔۔۔"

"آنٹی آپ کچھ لیں گی۔ چائے یا جوس وغیرہ۔" اب ان کی بات کاٹنا ضروری ہو گیا تھا۔

"نہیں؟" وہ ذرا کی ذرا رکیں۔ پھر فوراً "ہی خوش ہو گئیں۔

"ارے نہیں نہیں بیٹا۔ ہم تو بس اب چلیں گے۔ یوں بھی عیادت کو آئے ہیں۔ کوئی مہمان تھوڑا ہی ہیں۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھوڑی دیر بیٹھ کر دونوں خواتین رخصت ہو گئیں۔ سوہانے ان کے جانے کے بعد عفت کو دیکھا۔ جو اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں جانے کیا کھوج رہی تھی۔ سوہانے بنا کچھ کہے جا کر دھیرے سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبائے۔ عفت نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

"مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔" تپتی دوپہر میں جب حدید تھوڑی دیر آرام کے بعد آفس کے لیے نکل چکا تھا۔ دروازے پر ہوئی دستک پر اس نے بالکل بے دھیانی میں دروازہ کھولا تھا۔ اسے کیا پتا تھا۔ وہاں ایک بھوت اس کا منتظر ہے۔

"چل زیادہ ڈرامے نہ کر۔ مجھے پتا ہے تیرا خصم چلا گیا ہے گھر خالی ہے۔" گلی ویران تھی۔ اک ہو کا عالم طاری تھا۔ انسان تو انسان، پرندے بھی اپنے چونچیں کھولے ہانپ رہے تھے۔ اور وہ دروازے پر جما کھڑا تھا۔ اس سناٹے کا فائدہ اٹھاتا ہوا۔ دروازہ بند کرنے کی کوشش ناکام ہی رہتی۔ وہ پورے ہوم ورک کے ساتھ ہی آیا تھا۔

"جلدی راستہ دے دے بھئی۔" اس نے دھڑلے سے دروازے کی چوکھٹ پر جما نائلہ کا ہاتھ ہٹایا اور اندر داخل ہو کر سیدھا برآمدے میں چلا گیا۔ نائلہ کو کمر پر پسینے کی دھاریں بہتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کچھ دیر وہیں کھڑی آیت الکرسی پڑھتی رہی۔ خود پر اور گھر پر دم کرتی رہی۔

"جو اپنے معاملات اللہ کے سپرد نہیں کرتا۔ اللہ اسے ذلیل و خوار کرنے کے لیے دنیا کے سپرد کر دیتا ہے۔ دنیا جو کوہ نور کی طرح دمکتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ ایک بے رنگا اژدھا ہے۔ جو اپنے شکار کو ثابت نگل جاتا ہے۔ اور جو خدا کو یاد نہیں کرتا۔ خدا اسے اپنا آپ خوب یاد دلاتا ہے۔ کہ پھر وہ اسے بھول نہیں پاتا۔ وہ بھی بہت بے چارگی سے اللہ کو یاد کرتی اندر آئی۔

"میرے جیٹھ اور جیٹھانی آنے والے ہیں۔ تم جلدی سے کام کی بات کرو اور جاؤ یہاں سے۔"

اس کا انداز پہلے کی نسبت کم ڈرا ہوا لیکن بے حد کوفت بھرا تھا۔

"اوہو۔ ہو۔ ہو۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں بھونڈے پن سے ہنسا۔ اس کی موٹی توند تھل تھل کرنے لگی۔

"بڑی جلدی پڑ گئی کام کی تجھ کو۔" نائلہ نے جان بوجھ کر اس کی بات نظر انداز کی۔ وہ صوفے پر آگے ہو کر بیٹھی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست تھیں۔ وہ بے حد سنجیدگی سے میز کی چکنی شفاف سطح کو گھور رہی تھی۔

درحقیقت یہ زندگی کا وہ مقام تھا جہاں انسان ہاتھ پیر چھوڑ کر صرف وقت کے کروٹ بدلنے کا انتظار کرتا ہے۔ مجبوراً" بے بسی سے، بے کسی سے۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں بچتا۔ گو کہ اس کروٹ بدلنے کے انتظار میں اس کے ہاتھ سے بہت سی ایسی قیمتی اشیاء نکل جاتی ہیں۔ جنہیں وہ زندگی بھر تگ و دو کرنے کے بعد بھی واپس حاصل نہیں کر سکتا۔ سو وہ بھی صبر سے انتظار میں تھی۔ لیکن یہ صبر کتنا صبر آزما ہو سکتا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا۔ تب ہی شبیر حسین عرف شبو نے پٹاخا چھوڑا۔ اور وہ ایسے اچھل پڑی جیسے آس پاس کوئی بم دھماکا ہوا ہے۔

"تو۔۔۔"

اس نے ہونقوں کی طرح اس کا منہ دیکھا۔ پھر اتنی بات کو ناکافی جان کر مزید بولی۔

"مم۔ میں کیا کروں۔" مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بھلا کر ہی کیا سکتی ہوں۔" اس نے دو جملوں میں بے ربطگی کے ڈھیر لگا کر پوری کوشش کی کہ شبیر حسین ایک ہی بار میں اس کے کچھ نہ کر سکنے پر یقین کر لے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

"اوہ بھئی۔ اتنا کیوں ہول رہی ہے۔ شادی پر زیور نہیں ملا تجھے۔" اس کا اطمینان دیدنی تھا۔

"نہیں۔" اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا۔ "نہیں ملا زیور۔" وہ بے خیالی میں بڑبڑائی۔ پھر اس کا چہرہ دیکھ کر بڑبڑاتی اور تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میری شادی بہت ایمرجنسی میں ہوئی تھی۔ زیور تو دور کی بات 'دو جوڑے کپڑے تک نہیں ملے تھے۔"

"تو پھر۔۔۔ یوں کر۔۔۔ تیری جیٹھانی کے پاس بھی تو ہو گا زیور۔۔۔ چچ اوئے اس کی شادی تو طریقے سے ہوئی تھی نا! یا وہ بھی۔۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر کمینگی سے ہنسا۔ نائلہ کی ٹانگوں سے جان نکلنے لگی۔ وہ ایک لمحے کے غور و خوض کے بغیر بتا سکتی تھی کہ اس نے زندگی میں شبیر حسین سے زیادہ منحوس شخص کوئی نہیں دیکھا تھا۔ کمینگی کی اگر کوئی مجسم شکل ہوتی تو یقیناً" وہ شبیر حسین ہی ہوتا۔

اپنے بے جان پڑتے وجود کی اینٹھن محسوس کرتے ہوئے اس نے دل سے اپنی موت کی دعا مانگی۔

"مرنا تو ایک دن ہے ہی ویسے بھی۔ یا اللہ! کسی بھی ذریعے سے تذلیل کی سیڑھیاں چڑھنے سے پہلے مجھے ایک عزت دار موت نصیب فرما دے۔" صوفے پر آگے کو سرک کر بیٹھتے بیٹھتے اس نے کتنی صدیوں کا سفر طے کیا تھا یہ صرف وہ خود ہی جانتی تھی۔ شبیر حسین گاہے بگاہے ایک اچٹتی نظر اس کے اترتے چڑھتے چہرے کے تاثرات پر ڈالتا۔ اور پان چبانے لگتا۔ تھوڑی دیر سوچ بچار کے بعد اس نے فیصلہ کن انداز میں سر اٹھایا۔

"جو تم چاہ رہے ہو۔ وہ نہیں ہو سکتا شبیر۔"

"میرا پیچھا چھوڑ دے اب۔ شادی ہو گئی میری۔ کیوں میری زندگی برباد کرنے کے پیچھے پڑا ہے۔ اور بہتیری مل جائیں گی تجھے۔ چلا جا نا! یہاں سے نکل جا میری زندگی ہے۔ تجھے اللہ کا واسطہ۔" وہ بلبلا کر رونے لگی۔

کتنی دیر گزر گئی تھی اسے اسی طرح ہتھیلیوں میں چہرہ چھپا کر بلکتے ہوئے۔ گھر میں ایک اکیلی اسی کی آواز گونج رہی تھی۔ شبیر حسین کی طرف مکمل خاموشی تھی۔ اور وہ بے وقوف سمجھ رہی تھی کہ شاید اسے یوں روتا بلکتا دیکھ کر آج تو اس کا پتھر دل ضرور ہی پگھل جائے گا۔ اس نادان نے اپنے آنسو ہمیشہ غلط جگہ بہائے تھے۔ ہمیشہ انسانوں کو راضی کرنے کے لیے اگر اس کے آدھے بھی اپنے خالق کے آگے بہائے ہوتے تو شاید آج یہ منظر بہت مختلف ہوتا۔ یہ منظر ہی کیا۔ اس کی زندگی ہی مختلف ہوتی۔

اس حقیقت سے پرے وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اگر آج شبیر حسین پر اس کی آہ و زاری اثر کر جائے تو حدید کو اپنا بنانے کے لیے زمین آسمان ایک کر دے گی۔

کافی دیر آنسو بہانے کے بعد جب اس کے ہولتے بلکتے دل کو ذرا کی ذرا قرار آیا تو بے حد مدھم سی آہٹ محسوس ہوئی شاید شبو اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ شاید وہ مایوس ہو کر جانے والا تھا۔ اس نے تیزی سے سر اٹھایا۔ اور جتنی تیزی سے سر اٹھایا اتنی ہی تیزی سے ایک بے حد خوف زدہ سہمی ہوئی اور بھیانک سی آواز اس کے حلق سے نکلی۔

شبیر حسین کسی ڈراؤنی بلا کی طرح اس کے سر پر جھکا کھڑا تھا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ایک نوکدار چاقو تھا۔ جس کے چکنے پھل کی دہری دھار کسی جھری سے داخل ہونے والی دھوپ کی لکیر میں چمک رہی تھی۔ اس نے نائلہ کے سر اٹھاتے ہی بے رحمی سے اس کے بال دبوچے اور چاقو کی نوک کو ٹھوڑی کے نچلے حصے میں چبھایا۔

"بند کر یہ ناٹک۔" گالی دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹسوے میری سامنے بہانے سے تیرا کچھ نہیں ہونے والا۔ نہ میرا کچھ بگڑنے والا سمجھی۔" اس نے نائلہ کے سر کو زوردار جھٹکا دیا۔ تکلیف سے نائلہ کی سسکاری نکلی اور آنکھیں باہر ابل آئیں۔

"تجھ سے جتنا کہا ہے۔ اتنا کر۔ چل مجھے اس کے کمرے میں لے کر چل۔" اس نے نائلہ کے بال پکڑ کر کھینچے۔ وہ تکلیف سے دوہری ہوتی بمشکل اٹھ کر کھڑی ہوئی۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اچھا میرے بال تو چھوڑ دو۔ میں.... میں چلتی ہوں لے کر۔ اف خدایا!" عافیت اسی میں تھی کہ اس کی ہدایت پر بلا چوں وچرا عمل کیا جائے۔ اس نے ایک ایک سیڑھی جیسے پل صراط پر چلتے ہوئے چڑھی۔ ہر ہر قدم پر پیروں کی جگہ اس کا دل کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔

سوہا اور انس کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ مگر اس میں تالے کے بجائے یوں ہی کنڈی لگی ہوئی تھی۔ یہ پرانے زمانے کا بنا ہوا مکان تھا۔ دروازے میں لاک نہیں تھا۔ نائلہ نے مرے ہوئے ہاتھوں سے کنڈی کھولی۔ اسے اپنے وجود پر ایک لاش کا سا گمان ہو رہا تھا۔ چلتے پھرتے وجود اور آتی جاتی سانسوں کے باوجود جسم بے جان کیوں لگتا ہے۔ اگر زندگی میں کسی گھڑی اس پر اس حقیقت کا انکشاف ہوتا تھا تو وہ گھڑی آچکی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی شبیر حسین اسے ایک طرف ہٹا کر اندر داخل ہوا۔ الماری اور اس میں لگی چابی نظروں کے سامنے تھی۔

"میں.... میں سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہو جاتی ہوں۔" اندر کی طرف لپکتا ہوا شبو ذرا کی ذرا رکا اور اس کی طرف پلٹا۔

"جا۔ لیکن دیکھ اگر کوئی ہوشیاری دکھائی نا!" اس نے لمحے سے بھی کم وقت میں پلٹ کر نائلہ کا جبڑا اپنے سخت ہاتھ میں دبوچ لیا۔ نائلہ کی جان نکلنے لگی۔

"تو پھر.... تو مجھے جانتی ہے اچھی طرح۔" اس نے پھر ایک زوردار جھٹکا دے کر اس کا چہرہ چھوڑا اور نائلہ کو لگا اس کا منہ کسی لوہے کی ہتھکڑی سے آزاد ہوا ہے۔ اور جبڑا تو شاید اس ہتھکڑی کے ساتھ ہی نکل کر باہر گر چکا ہے۔ شبیر حسین نے چند منٹ کمرے کا جائزہ لینے میں لگائے۔ الماری کے علاوہ اور کوئی ایسی جگہ بظاہر دکھائی نہیں دیتی تھی کہ جس میں قیمتی اشیاء کے رکھے جانے کا گمان ہوتا۔ اس نے آگے بڑھ کر چابی گھمائی۔ الماری کا دروازہ بنا کسی مزاحمت کے کھل چکا تھا۔

ابھی اس کی ایک طائرانہ نگاہ ایک سمت سے دوسری سمت کا سفر مکمل نہیں کرپائی تھی کہ نائلہ سفید چہرہ لیے واپس اندر داخل ہوئی۔

"وغضب ہو گیا شبو!۔ میرا جیٹھ گھر آگیا۔" اس کی آواز خطرناک حد تک بیٹھی ہوئی تھی۔ اور حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے قریب المرگ کوئی مریض 'بستر علالت سے اٹھ کر چل کر اس تک آیا ہو۔ شبو نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جیب میں ہاتھ مار کر ایک رومال برآمد کیا۔ اسے منہ پر لپیٹتا ہوا باہر نکلا اور لو ہر ادھر دیکھتا' کمرے کی پچھلی جانب چلا گیا۔

جتنی دیر میں انس نے صحن میں بائیک کھڑی کر کے اس کی چابی نکالی۔ وہ دیوار سے لگی ایک موٹی پائپ لائن کے ذریعے گھر کی پچھلی طرف موجود' پانی کی سیوریج کے لیے بنائی گئی گندی گلی میں' اتر چکا تھا۔

گندی نالی کا کیڑا۔۔ گٹر کی غلاظت..... نائلہ کا ذہن اتنا کام نہیں کر رہا تھا کہ کوئی بھی بات پوری طرح سوچ سکے۔ وہ سوئے ہوئے دماغ اور جاگتی آنکھوں سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تھی۔ اسے اپنے ہاتھوں اور پیروں کی لرزش پر اختیار رہا تھا اور نہ ہی یہ یاد رہا تھا کہ انس کے کمرے کا نہ سہی' الماری کا دروازہ تو بند کر دیتی۔

✡ ✡ ✡

گھر کیسا بھی ہو۔ عالیشان محل ہو یا کچا پکا جھونپڑا۔ اگر حق ملکیت کے ساتھ اس میں داخل ہو تو طمانیت کا ایک گہرا احساس رگ و پے میں جاگتا ہے۔ اس احساس میں کتنا سکون پنہا ہوتا ہے۔ کہ ایک دنیا کی دولت لٹا کر بھی اس سکون کا بدلہ نہیں پایا جاسکتا۔

تپش بھرے اس گرم دن کے وسط میں جب سورج کی شعاعیں نوکیلی انی کی طرح جسم میں کھبتی تھیں۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دھوپ سے تڑختے فرش پر بائیک کھڑی کر کے سامنے برآمدے کی طرف جاتے ہوئے وہ اس سکون آور احساس کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اپنے اعصاب میں سر اٹھاتی تھکن کو بخوبی جانچ رہا تھا۔

اندر کمروں کے آگے بنا برآمدہ جسے دیوار کھڑی کر کے ٹی وی لاؤنج کی شکل دی گئی تھی اس وقت ویران پڑا تھا۔ مگر فل اسپیڈ میں چلتا پنکھا اس بات کا گواہ تھا کہ کوئی ابھی بھی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے۔

"حدید!" اس نے حدید کے کمرے کی طرف منہ کر کے آواز لگائی۔ دروازہ نیم وا تھا۔ کوئی جواب نہ آنے پر اس نے پھر آواز دی اور دروازہ کو ہلکا سا دھکیلا۔

"جی!"

بالکل اچانک اسے اپنے پیچھے سے نائلہ کی آواز آئی۔ وہ اچھلتے اچھلتے رہ گیا۔ پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔ "کہاں تھیں تم نائلہ اور کس قدر خاموشی سے آئی ہو۔" اس نے آخری جملہ دل میں ادا کیا۔ (مجھے تو ڈرا ہی دیا)

"جی۔" اس کی نظریں اور سر کسی مجرم کی مانند جھکے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا۔"

"جی۔" وہ سر اٹھا کے ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔

"کوئی مسئلہ ہے۔" انس کو اس کے انداز غیر معمولی سے لگے۔ اور یہ تو بس نائلہ ہی جانتی تھی کہ اس طرح ہر بات کے جواب میں ایک لفظی جملہ "جی" کہنا بھی کس قدر پہاڑ تھا۔

انس دو قدم چل کر اس کے نزدیک آیا۔ وہ یوں اس کے چہرے کو دیکھنے لگی تھی۔ جیسے اس پر جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ انس کو آن کی آن میں سوہا کی نائلہ کے بارے میں کی گئی باتیں یاد آگئیں۔ وہ ان دنوں نائلہ کے عجیب و غریب رویے کی وجہ سے کتنی پریشان تھی۔

"یہ تم منہ دھو کر آئی ہو۔ یا پسینہ آرہا ہے۔" انس نے بے حد دھیرے اور احتیاط سے اس کی کنپٹی پر بہتی پانی کی لکیر کو انگلی سے سمیٹا۔ اور نائلہ جیسے کسی کومے سے باہر نکلی۔

اس نے دل ہی دل میں خود کو باور کر دیا کہ بلا سر سے ٹل چکی ہے۔ "خود کو حوصلہ دینے کی خاطر بے ربط سے انداز میں ہنسی۔ یہ ہنسی بالکل ایسے ہی تھی کہ اس کی باچھیں بس دائیں بائیں ذرا سی چر گئیں۔

"وہ میں... گرمی میں بیٹھی تھی۔ ابھی ابھی لائٹ آئی ہے۔ تو اس لیے اتنا پسینہ آگیا۔ پھر میں کچن میں گئی پانی پینے تو لائٹ آگئی اور میں نے اپنا منہ بھی وہیں دھو لیا۔" انس ابھی بھی فکر مندانہ نظروں سے اسے دیکھتا اپنا چوڑا وجود لیے اس کے راستے میں کھڑا تھا۔

"میں تمہارے لیے لسی بنا کر لاتی ہوں۔ بیٹھو۔"

"اوکے تم بناؤ لسی۔ میں تب تک چینج کروں۔ کھانا مت دینا۔ مجھے نکلنا ہے۔ حیدر آباد کے لیے۔" جتنی تیزی سے کہتا وہ سیڑھیاں چڑھ کر گیا تھا۔ اتنی ہی پتھروں والی جامد کیفیت نائلہ پر اتری۔ وہ ایک قدم آگے نہیں بڑھی۔ وہیں کھڑے ہو کر انس کے واپس لوٹنے کا انتظار کرنے لگی۔

اسے یقین تھا۔ انس ابھی واپس آئے گا اور آکے اس سے بازپرس کرے گا۔ لیکن جس بات کا یقین تو کیا گمان تک نہ تھا وہ ہو گئی۔

بیرونی دروازے کا لاک کھول کر حدید نے صحن میں قدم رکھا۔ ابھی وہ خود کو انس کی جرح کے لیے تیار نہیں کر پائی تھی کہ حدید لاؤنج میں داخل ہوا۔ شاید وہ بائیک اندر لانے کے بجائے باہر ہی کھڑی کر آیا تھا۔ نائلہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ اس نے حدید کو اندر آتے اور انس کو اوپر سے نیچے پلٹتے دیکھا۔

"یہ کیسی عجیب سی اسمیل پھیلی ہوئی ہے گھر میں... تمباکو کی سی۔" ہمیشہ کی طرح اس نے نائلہ کے وجود کو



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

بھرپور طریقے سے نظر انداز کیا تھا۔ برادر سے اترتے انس کا چہرہ دیکھ کر رک گیا۔ اور سلام دعا کرنے کے بجائے اسے یوں ہی دیکھنے لگا۔ یقیناً" انس کے چہرے پر کچھ غیر معمولی تھا۔ جس نے اسے کچھ کہنے سے روکا تھا۔

"کمرے کا دروازہ اور الماری کھلی پڑی ہے۔"

"نہیں۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔"

"ہاں جیسے کسی نے تلاشی لینے کی کوشش کی ہو۔ لیکن میں نے چیک کرلیا ہے۔ کوئی چیز ہلی نہیں ہے اپنی جگہ سے۔"

"اچھی طرح دیکھا۔" انس سرہلاتا ثابت بنی نائلہ کے قریب آیا۔ نائلہ نے دائیں بائیں دونوں جانب سے دو مردوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ دونوں مرد اس گھر کے رکھوالے اور محرم تھے۔ وہ کیسے ایک نامحرم کو گھر کے اندر بلاتے وقت بھول گئی اتنی بڑی بات۔ ذمہ دار مرد کو اپنے گھر کی حفاظت کرنی آتی ہے۔ جیسے ایک باکردار عورت کو اپنی عزت کی حفاظت کرنی آتی ہے۔

"اور یہ بدبو سی کیسی آرہی ہے۔ تمباکو جیسی۔ جیسے سگریٹ کی عجیب سی۔" وہ دونوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ نائلہ کی ہتھیلیاں پسیجیں۔ اور پیروں کی جان حقیقتاً" نکل گئی "اس کے اعصاب مکمل طور پر جواب دے چکے تھے۔ اسے زور کا چکر آیا۔ اور اگلے ہی پل وہ انس کے بازوؤں میں ڈھیر ہو چکی تھی۔

حدید نے منتشر حواسوں سے انس کو نائلہ کا چہرہ تھپتھپاتے دیکھا۔ اس کے بال اور دوپٹا بے ترتیب ہو چکے تھے۔ پورا جسم پسینے کی نمی سے گیلا تھا۔ اور بکھری لٹیں گردن اور اطراف میں چپکی ہوئی تھیں۔ حدید کے پورے وجود میں ناپسندیدگی کی لہریں اٹھیں۔ اور آنکھوں سے لپکنے لگیں۔

اس نے حواس باختہ سے انس کو دیکھا۔ جو پہلے بازوؤں کا سہارا دے کر اس کے وجود کو زمین پر پوری طرح گرنے سے بچا چکا تھا۔ اور اب اس کا سر اپنی گود میں رکھے فکر مندی سے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ حدید کے لیے یہ منظر ناقابل برداشت سا لگا۔ جانے کیوں۔ وہ فوراً" آگے بڑھا۔

"میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ ابھی۔"

"رہنے دو۔ میں خود کال کرلوں گا۔ تمہیں حیدر آباد نہیں جانا۔" اس کا لہجہ ناگواری کو چھپانے کی کوشش میں سپاٹ سا ہو گیا۔ اور بات مکمل کر کے وہ جواب سنے بغیر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"یار پتا نہیں۔ میرے کمرے میں کون گیا تھا۔ کس نے تلاشی لینے کی کوشش کی ہے۔"

"کم از کم نائلہ نے نہیں کی ہوگی۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے پانی کے گلاس سے چند چھینٹے نائلہ کے چہرے پر مارے۔ بظاہر وہ نائلہ کی حالت سے پریشان اسے ہوش میں لانے کی تدبیر کر رہا تھا مگر حقیقت یہ تھی کہ انس کو نہ وہ پریشان لگا' نہ نائلہ کو ہوش دلانے کا خواہش مند۔

"میں نے ایسا کب کہا۔" انس کو بھی اس کا انداز برا لگا۔ جلدی میں ہونے کے باوجود وہ حدید سے اس بات کو کلیئر کرنا چاہتا تھا۔ حدید نے جس انداز میں اس وقت بات کی تھی۔ وہ اس کے لیے زندگی کا سب سے عجیب ترین اور ناقابل فہم رویہ تھا جو' حدید نے اس کے ساتھ اختیار کیا۔ وہ جواب دینے کے بجائے ہنکارا بھر کے سر اثبات میں ہلانے لگا۔ انس چند لمحے فیصلہ کن موڑ تک نہ پہنچ سکنے کی کیفیت میں مبتلا رہا۔

"میں بلادوں ڈاکٹر کو۔ اسے ہوش نہیں آرہا ہے۔" اس کی تشویش بے حد فطری تھی۔

"نہیں۔۔۔ ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"

"بھاڑ میں جاؤ۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ان دونوں میاں بیوی پر جیسے لعنت بھیج کر واپس پلٹا تھا۔ اپنے کمرے



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

میں آکر کھلے دروازے کو دیکھ کر' اس کی ذہنی رو بھٹک کر پھر سے اسی سوال پر آکر اٹکی تھی کہ کمرے میں کون آیا تھا۔ پیکنگ تقریباً" مکمل ہی تھی۔ اسے نہا کر کپڑے ہی چینج کرنے تھے۔ پھر بھی جب تک وہ گھر میں رہا۔ اسی بات میں اس کا دھیان الجھا رہا کہ آخر کون..... کس نے.....

☼ ☼ ☼

شام ڈھل رہی تھی۔ عفت اپنے دل اور اپنی نیک فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ماما پر بیتنے والی مشکل کا سوچتے ہوئے چچی جان کے ساتھ رک گئی تھی نرس خود ہی آکر رضوانہ حسن کو دوائیں اور انجکشن وغیرہ دے جاتی تھی اسے کھانے کے نام پر چند نوالے ہی کھلانے ہوتے تھے۔

پندرہ بیس منٹوں میں وہ یہ کام کر کے جیسے دنیا جہان سے فارغ ہو جاتی تھی۔ اور اس کے پاس سوچنے کے لیے بے شمار باتیں ہوتیں۔

اس نے گہری سانس لے کر زمین پر رکھے اپنے پیر چپلوں کی قید سے آزاد کر کے بیڈ کے کنارے ٹکائے۔ مہندی کے گل بوٹوں سے سجے میرون پیر اور ہاتھ۔

خوب صورتی اور باریکی سے لگائے گئے ڈیزائن کم از کم کسی دل کی مریضہ کی تیمار دار کے حلیے پر بالکل موزوں نہیں لگتے تھے۔

"رخصتی..... معراج۔" اس کے لبوں نے بالکل چپکے سے دھیمی سے سرگوشی کی اور ایک معصوم مسکراہٹ لبوں کو چھو کر پلٹ گئی وہ معراج کی شخصیت کو اپنے خیالی دھاگوں میں پرو کر مکمل کرنے میں اتنی محو تھی' اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو خیالی پیکر مجسم شکل میں زیر لب مسکراہٹ دبائے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ عفت کو باقاعدہ ہوش میں آنے میں ایک لمحہ لگا۔

"آپ!" گھبراہٹ اس کے چہرے سے ہویدا ہونے لگی۔

"السلام علیکم۔" اس کا چہرہ سنجیدہ لیکن لہجہ متبسم تھا۔

رضوانہ حسن معراج کو دیکھ کر مسکرائیں اور معراج سے باتیں کرنے لگیں۔ عفت معراج کی موجودگی میں قدرے بے آرام سی تھی۔ ایک تو اس سے قائم ہونے والا رشتہ بالکل نیا تھا۔ دوسرے جتنا نیا تھا۔ اتنا ہی قریبی بھی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عفت سلام دعا کے بعد سے جو سر جھکا کر بیٹھی تھی تو اب تک سر اٹھا نہیں پائی تھی۔

معراج کے پاس بھی کونسے باتوں کے خزانے تھے کہ وہ باتیں کرتا ہی چلا جاتا۔ رضوانہ بھی زیادہ بولتیں تو کمزوری محسوس کرنے لگیں۔ نتیجتاً" ہر تھوڑی دیر کے بعد خاموشی چھا جاتی۔ اسپتال کے کمرے کی فضا میں اس خاموشی سے نت نئے رنگ بھرنے لگتے۔ کبھی معنی خیزی کے..... تو کبھی شوخی کے..... ایک دوبار معراج کی باتوں کے درمیان اس نے چاہا کہ ذرا اک ذرا اک اچٹتی نگاہ ڈال کر اس کا چہرہ دیکھ لے۔

وہ چہرہ جو بے حد اپنا ہو چکا تھا اور جو بے حد پرایا سا تھا ابھی۔ پھر بھی اس کے ملبوس سے' اس کی شرٹ کی سلوٹوں سے' اس کے شوز میں دھیرے دھیرے ہلتے پاؤں سے' ہلکے روئیں سے بھری گندمی کلائیوں سے اور اس کی دھیمی اور بھاری' لیکن آواز سے اک ایسی اپنائیت چھلک رہی تھی' ایک ایسا جذبہ امڈ رہا تھا جو اس اجنبی کو اجنبی نہیں رہنے دے رہا تھا۔ عفت نے اسے بولتا ہوا پا کر اک بے حد چور نظر اس پر ڈالی' لیکن وہ بات تو رضوانہ سے کر رہا تھا' لیکن دیکھ اسی کو رہا تھا۔ چوری پکڑے جانے پر وہ خود تو دھیرے سے مسکرا دیا' عفت بے چاری گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"مجھے اک فون کرنا ہے۔ میں آتی ہوں۔" اس کمرے میں رہ کر مزید حماقتیں کرنے سے بھاگ جانا ہی بہتر تھا۔ اس نے سر پر سے سرکتا گلابی آنچل دوبارہ درست کیا اور فون اٹھا کر باہر نکل آئی۔

کمرے سے نکل کر اس نے ایک گہری سانس بھر کر خود کو نارمل کیا اور قریب سے گزرتے کسی کی عیادت کے لیے آئے ہوئے چند لوگوں کی نظریں اپنے مہندی رچے ہاتھوں پر دیکھ کر جھینپ سی گئی۔ فوراً" سر جھکا کر ذرا کونے میں گئی اور سوہا کا نمبر ملانے لگی۔

☆ ☆ ☆

سوہا نے فون بند کر کے مایوسی سے کرسی پر بیٹھی ماہا کو دیکھا۔ رات گہری ہو چکی تھی۔ اس نے خود بھی عشا کی نماز پڑھی اور زبردستی ماہا کو بھی اٹھا کر پڑھوائی۔ اس کے بعد مزنہ آپی کو فون ملایا۔ حسیب کی بہن ہونے کے ناطے ان سے رابطے میں رہنا بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ ان کی تمام تر کڑواہٹ بھری باتوں کے باوجود۔

"انہوں نے تو سب جگہ پتا کر لیا ہے۔ کسی دوست کو علم نہیں ہے۔ وہاں اس کا منیجر الگ پریشان ہے اور اس کے فلیٹ میں پتا نہیں اس کی کون سی دوست رہ رہی ہے۔ وہاں سے ٹلنے کا نام نہیں لے رہی۔"

"اس بارے میں تو آپی مجھے کچھ پتا نہیں۔ میں ماہا سے پوچھ کر بتاتی ہوں۔"

"اونہہ... انہیں بھی علم نہیں ہوگا ورنہ کیا وہ تمہیں اب تک بتا نہیں چکی ہوتی' ان محترمہ کو تو شوہر سے جھگڑنے سے ہی فرصت نہیں تھی۔" سوہا کے تن بدن میں ان کے انداز سے آگ ہی تو لگ گئی۔ ابھی وہ غصہ میں کچھ بولنے ہی والی تھی کہ پیچھے سے ماہا نے فون اچک کر لائن کاٹ دی۔

"تو بند کیوں کر دیا بھئی۔ کرنے دیتی نا بات۔ دماغ درست کرتی آج میں محترمہ کے۔"

"ان کے دماغ درست ہی ہیں سوہا! وہ ایسی نہیں ہیں۔ بس حسیب کے اس طرح گم ہو جانے پر' میرے حواس سلامت ہیں اور وہ بالکل پاگل ہو گئی ہیں بس۔" سر جھکا وہ واپس کرسی پر جا بیٹھی۔

"تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تمہیں بھی پاگل کریں۔"

"پاگل کو کیا پتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔" ماہا جان بوجھ کر پھیکا سا مسکرائی۔

"ماشاء اللہ! مجھے تو اب تم بھی پاگل لگ رہی ہو۔"

وہ جل ہی گئی۔

"کاش کہ تمہارا لگنا سچ ہی ہوتا۔" ماہا کی حسرت زدہ آواز پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اللہ کی ہر شے اک نعمت ہے۔ میں نے بہت دیر سے جانا۔ کسی کے آنسو' کسی کا غم' کسی کی غیر موجودگی' کسی کی جدائی۔ انسان کو کب کون سی چیز' کون سا واقعہ' کون سا سبق دے کر جائے گا یہ' نادان انسان کبھی جان نہیں سکتا۔ کسی شخص کی دوری اسے اپنے خالق سے قریب کر دے گی۔

وہ کبھی جاننے کی کوشش نہیں کرتا بس۔ روتا ہے تو' شکایت کرتا ہے۔ آنسو بہاتا ہے تو' شکوہ... کوئی روٹھ جائے تو اللہ سے ناراضی۔ کوئی چلا جائے تو' سوال... حالانکہ اگر وہ دیکھے' سوچے اور سمجھے تو اس کے دل کا سارا سکون اور زندگی کا تمام اطمینان اس ایک جملے میں چھپا ہے کہ۔

"جو ہوا اللہ کی مرضی سے ہوا اور اسی لیے اچھا ہوا۔" وہ تاریک پڑتے آسمان میں کہیں کہیں مقیش کی طرح دمکتے ستاروں میں اپنا مقدر ڈھونڈتی بول رہی تھی۔ سوہا سے آگے سے کچھ کہا نہیں گیا۔ بات تو ٹھیک ہی تھی' لیکن... فون پھر سے بجنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ارے عفت کال کر رہی ہے۔ تم نے حدید بھائی سے کہا تھا رات میں رکنے کے لیے۔" ماہا جیسے کسی دھیان سے جاگی۔ سوہا کے ہونٹ سیٹی کی طرح سکڑ گئے۔

"میں بالکل بھول ہی گئی۔ اف۔۔۔!" ماہا نے اس کی عقل پر بلکہ یادداشت پر ماتم کرنے جیسا منہ بنایا۔

"تم بھی نا! لو اب دو اسے تسلی اور فوراً فون کرو حدید بھائی کو۔"

"ہیلو۔۔۔" سوہا نے فون کان سے لگایا اور چند لمحے دوسری طرف کی بات سن کر بولی۔

"آئم سو سوری عفت! یہاں ماہا کا رو رو کر برا حال تھا۔ رئیلی میں بالکل بھول گئی۔ بس میں ابھی انہیں کال کر دیتی ہوں۔" وہ دوسری طرف عفت کی بات سننے لگی۔ عفت یقیناً اتنی دیر ہو جانے پر گھبرا گئی تھی۔ سوہا نے فون بند کر کے جلدی سے حدید کو فون ملایا۔

☆ ☆ ☆

دن ڈھل چکا تھا۔ مغرب سے ذرا بعد کا وقت تھا۔ آسمان نے مکمل طور پر سیاہ نقاب لے لیا تھا۔ جب اس کی پلکیں ذرا کی ذرا تھرتھرائیں۔ اس نے بھاری پپوٹے بمشکل ذرا کی ذرا کھولے تو آنکھوں میں پڑنے والی سفید روشنی جھماکے کی صورت پتلیوں میں گڑ گئی۔

اس سے لمحے بھر سے زیادہ دیکھا نہیں گیا۔ اس نے فوراً آنکھیں دوبارہ بند کیں۔ ذہن ایک دم خالی اور جسم تھکاوٹ سے ایسے چور چور تھا۔ جیسے پتا نہیں کتنے میلوں کا سفر طے کر کے تھکن سے نڈھال ہو چکا ہے۔ ابھی اس کے آدھے سوتے آدھے جاگتے ذہن نے کیا، کیوں۔۔۔ اور کیسے کی طرح کے سوالات نہیں اٹھائے تھے۔ فی الحال وہ صرف اپنی آنکھیں کھولنے اور اپنے ٹوٹتے جسم میں اٹھتی درد کی ٹیسیں برداشت کرتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"لیٹی رہو۔ اگر اٹھنے کی ہمت نہیں ہے تو۔" اس کے کانوں میں ایک جانی پہچانی آواز گونجی اور اس بار اس کی آنکھیں بنا کسی دقت کے کھل گئیں۔

حدید کی آواز نے صرف آنکھیں نہیں اس کی یادداشت کا وہ خانہ بھی کھول دیا تھا جس میں چند گھنٹے قبل پیش آنے والا واقعہ حرف بہ حرف لکھا رکھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کی پوری توانائی صرف کی اور کروٹ لینے کی کوشش کی تو پتا چلا کہ وہ صوفے پر لیٹی تھی۔ سر میں اٹھنے والی ٹیسیں شدت پکڑ گئیں۔

حدید بظاہر بے نیاز بنا ٹی وی میں گم تھا۔ ٹی وی کا والیوم معمول سے دھیما تھا جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ بے نیاز دکھنے کے باوجود وہ نائلہ سے مکمل طور پر غافل نہیں۔ بند آنکھوں کے پیچھے دوپہر کے مناظر کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔ اس نے آنکھوں پر سے ہاتھ نہیں ہٹائے تھے۔ حدید نے ذرا نگاہیں ترچھی کر کے اسے دیکھا۔ وہ دھیرے دھیرے سسکنے لگی تھی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر بنا متاثر ہوئے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کتنی دیر اسے یوں چپکے چپکے روتے ہوئے گزر گئی۔

"اگر تم اس ناٹک پر وقت ضائع کرنے کے بجائے شرافت سے بتا دو کہ تم انس کے کمرے میں کیا کرنے گئی تھیں۔ تو ہم دونوں کا وقت بچ جائے گا۔" حدید کی تلخ آواز گونجی تو نائلہ کو لگا اس سے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ اس نے بے یقینی سے حدید کو دیکھا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہا آپ نے۔۔۔"

"وہی جو تم نے سنا۔ کیا چرانے گئی تھیں انس اور سوہا کی الماری میں سے۔" اس نے انس اور سوہا کے نام پر خاص زور دیا۔

"آپ۔۔۔ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ میں۔۔۔ میں نے۔۔۔" دکھ کے مارے اس سے الفاظ مکمل نہیں کیے گئے۔



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

حالانکہ یہ دکھ اس کا اپنا تھا۔ اگر وہ غیر جانبداری سے اپنا محاسبہ کرتی اور اپنے ماضی کے کردار کو سامنے رکھتی تو حدید بالکل حق پر نظر آتا۔

کردار پر لگے داغ' داغ نہیں پتھروں پر کھدی ہوئی لکیریں ہوتی ہیں۔ زمانے لگتے ہیں۔ ان درازوں کو بھرنے میں اور پھر بھی کبھی نہ کبھی' کسی نہ کسی کی یادداشت کا گرم تھپیڑا ان درازوں کو دوبارہ گہرا کردیتا ہے۔ وقت کے ساتھ ذرہ ذرہ کرکے بھری ہوئی ریت کو اڑا لے جاتا ہے۔

''تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور تم یہ بھی جانتی ہو کہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔'' نائلہ گونگی بن کر بیٹھی اس کی شکل دیکھتی رہی۔

زندگی میں کبھی نہ کبھی ایسا مقام آتا ہے۔ جب انسان کو اپنے تمام الفاظ فالتو لگنے لگتے تھے۔ خواہ وہ کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں۔ اپنی آواز ایک فضول شے لگتی ہے۔ جس کا کوئی مصرف نہیں۔ خواہ وہ آواز کتنی ہی بلند' کتنی ہی مدھم اور کتنی ہی خواب صورت کیوں نہ ہو اور وہ الفاظ جو اپنی سچائی پر خود مشکوک ہوں' وہ الفاظ جو اٹھے یا دبے کسی کو کوئی فرق نہ پڑنے والا ہو۔ تو پھر وہ آواز اور الفاظ دونوں انسان کے کام کے نہیں رہتے۔

نائلہ پر بھی وہ وقت' وہ مقام اور وہ گھڑیاں آچکی تھیں۔ اسے معلوم تھا۔ اس وقت وہ روئے' دھاڑے' چیخیں مارے تب بھی اپنی بات کی سچائی ثابت نہیں کرسکے گی۔ کیوں کہ اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا کہ انس کے کمرے میں وہ نہیں کوئی اور گیا تھا۔ ثبوت ہوتا بھی تو وہ پیش نہیں کرسکتی تھی۔

پتا نہیں کون سی صدیوں کی تھکن اس کی رگ و پے میں سرائیت کرگئی تھی کہ لگتا تھا پورا جسم پتھر روڑے ڈال کر اس پر گھسیٹا گیا ہے۔ حدید کو اس کی حالت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ اگر اس سے مخاطب تھا تو فقط اپنی بات کا جواب لینے کے لیے.... نائلہ کی نظریں یہاں وہاں پھرنے لگیں۔ جیسے صوفے کی ہتھیوں کی جڑوں میں' ٹی وی ٹرالی کے لاک ہول میں یا پھر سینٹر ٹیبل کے نیچے سے اسے جواب مل جائے گا۔ اور اسے جواب مل ہی گیا' لیکن کہیں اور سے نہیں اپنی خالی ہاتھوں سے۔

''میں.... میرے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ ایسے ہی نقلی.... میں کبھی کبھی پہنتی تھی۔ نکاح والے دن سوہانے مانگ کر پہنی تھی تو واپس نہیں کی.... میں وہی لینے کے لیے....'' اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ وہ اب دوبارہ سر ہاتھوں میں ڈال کر رو رہی تھی۔ فرق یہ تھا کہ پہلے اس کے پاس بہانہ نہیں تھا۔ اب کھل کر رونے کا بہانہ مل گیا تھا۔

''تم جھوٹ بول رہی ہو نا!'' حدید کو اس کی بات کا یقین نہیں آیا تھا۔

''نہیں نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ میں کیسے یقین دلاؤں آپ کو....'' اس نے بدقت تمام ''خدا کی قسم'' کو لبوں میں روکا تھا۔

''تو تم نے سوہا سے مانگی نہ انس سے ذکر کیا۔ سیدھی اڑانے کے لیے اس کے کمرے میں پہنچ گئیں۔''

''سوہا' چچی کے ساتھ تھی۔ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی میں....'' ایک جھوٹ.... پھر جھوٹ پر جھوٹ.... اور پھر.... جھوٹ در جھوٹ....

''تو تمہیں ایسی کون سی آگ لگ گئی تھی اسے لینے کی' جو اکیلی پہنچ گئیں۔''

''میں.... مجھے....'' اس نے بے حد لاچاری سے جرح کرتے حدید کو دیکھا۔ کاش یہ شخص اس سے محبت کرتا ہوتا۔ اس نے اس کا اعتماد اس کا مان' بھروسہ جیت لیا ہوتا تو اس کی ہربات پر آنکھیں بند کرکے یقین کرلیتا۔

''مجھے شک تھا کہ سوہا نے وہ انگوٹھی کھودی ہے۔ کیوں کہ اس نے نکاح والے دن مانگنے کے باوجود وہ انگوٹھی



WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

نہیں پہنی تھی۔

"ایک آرٹی فیشل رنگ کے لیے تم نے...." اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ سوہا کی کال آ رہی تھی۔ کوفت اور بے زاری نے نئے سرے سے اسے لپیٹ میں لیا۔

"بولو۔" اس کا انداز پھاڑ کھانے سے ذرا سا ہی کم تھا۔ سوہا بھی اٹک سی گئی۔

"وہ حدید بھائی۔ آپ آج رات رک جاتے امی کے پاس تو...." اس نے سوہا کی محتاط آواز سن کر گہری سانس بھری خود پر قابو پایا اور جب دوبارہ بولا تو کافی بہتر ہو چکا تھا۔

"میں نہیں رک سکتا۔ نائلہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"کیوں کیا ہوا اسے۔" سوہا کی آواز میں نہ چاہتے ہوئے بھی تلخی ابھری۔

"گرمی کی شدت سے اس کا بی پی لو ہو گیا تھا۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔" سوہا کو صورت حال کی سنگینی کا ادراک ہوا۔

"اوہو۔ تو پھر.... اب ٹھیک ہے وہ۔"

"اب ٹھیک تو ہے، لیکن میں اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں آ سکتا۔" وہ بولتے ہوئے اٹھا اور کمرے میں چلا گیا۔ نائلہ سسکتے ہوئے تعجب سے اس کی پشت دیکھتی رہی اور اس نے بات مکمل کر کے موبائل بیڈ پر پٹخ دیا۔

دل تو چاہتا تھا اڑ کر عفت کے پاس چلا جائے جو اس وقت اکیلی اسپتال میں یقیناً گھبرا رہی ہو گی، لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ نائلہ کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے نہیں کہ اسے نائلہ کی کوئی پروا تھی۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اسے اپنے بھائی اور اس کے سامان کی پروا تھی اور نائلہ کی بات پر رتی برابر یقین نہیں تھا۔

✡ ✡ ✡

عفت معراج کے سامنے سے تیسری بار فون سننے کے بہانے اٹھ کر باہر آئی تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ وہ رات میں اکیلی اسپتال میں رکنے کے خیال سے دل ہی دل میں پریشان ہو گئی تھی۔

گو کہ رضوانہ کی حالت خطرے سے باہر تھی۔ ایمرجنسی جیسی کوئی صورت حال نہیں تھی، لیکن پھر بھی یوں تن تنہا ایک بستر پر پڑی دل کی مریضہ کے ساتھ، اتنے بڑے اسپتال میں اکیلے رات گزارنے کا خیال اسے ہولا رہا تھا۔

سوہا نے بہت معذرت کر لی تھی۔ ساتھ ہی نائلہ کی طبیعت کا بھی بتا دیا تھا اور اس نے اس کی بے ہوشی کا سن کر بے حد خلوص اور چاہ سے دعا کی تھی۔

"یا اللہ! نائلہ کی طبیعت کی خرابی کسی خوش خبری سے جوڑ دے۔" اس نے ماہا اور سوہا کو ہمیشہ سگی بہنوں کی طرح ہی چاہا تھا اور نائلہ کو ملا کر تینوں بہنوں میں سے ایک کا بھی آنگن بچوں کی قلقاریوں سے اب تک آباد نہ ہو سکا تھا۔

یہ وہ کمی تھی جسے وہ صرف محسوس کرتی تھی کسی سے کہہ نہیں سکتی تھی۔ سوہا سے نائلہ کے بارے میں سن کر فی الحال تو اس نے دعا مانگی اور پھر فوراً" اپنے بارے میں سوچا۔ معراج کو آ کے بیٹھے بھی دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس کا یوں اکیلے مزاج پرسی کو چلے آنا اتنا عجیب نہیں تھا، لیکن دو گھنٹے تک بیٹھے رہنا یقیناً" رضوانہ کو بے چین کر رہا تھا اور خود معراج کیا سوچ رہا تھا جو ایسی کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ عفت کو اب اس کی بھی فکر ہو رہی تھی۔

"ایک بار معراج چلے جائیں تو کمرے میں بند ہو کر لمبی تان لوں گی۔ پھر کیا خبر ہو گی۔ کب رات کٹ گئی کب دن نکل آیا۔" دل ہی دل میں ارادہ کر کے وہ پلٹی اور تیز قدموں سے کمرے تک آئی۔ رضوانہ کو رات کی دوائیں دی جا چکی تھیں انہیں بھی نیند ستا رہی تھی۔ عفت کو ان کا بھی خیال آ رہا تھا۔ وہ دروازے پر پہنچی تب ہی معراج باہر



WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نکلا۔ عفت نے ایک دم ٹھہر کر سر جھکا لیا۔ جانے کیا بات تھی۔ لاکھ کوشش کر کے بھی وہ نظر بھر کے اس شخص کی طرف نہیں دیکھ پا رہی تھی۔ جو اب اس پر دنیا میں سب سے زیادہ حق رکھتا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔ میرے خیال میں کافی دیر رک گیا میں۔"

"جی۔" اس نے نہ تائید کی نہ تردید۔۔۔۔

"آپ آج اکیلی رکیں گی۔"

"شاید رکنا پڑے۔ ایکچوئیلی حدید بھائی آ رہے تھے، لیکن نائلہ کی طبیعت بالکل اچانک خراب ہو گئی تو انہیں گھر پر رکنا پڑا۔" وہ خوامخواہ کنفیوز ہوئے چلی جا رہی تھی۔ زندگی میں ایسی صورت حال سے اس سے پہلے کبھی واسطہ بھی تو نہیں پڑا تھا۔ الوداعی کلمات کہتا وہ پلٹ کر کوریڈور میں سیدھا چلتا چلا گیا۔ عفت وہیں کھڑی اس کی پشت دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ موڑ مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ عفت پلکیں نہیں جھپکا سکی۔

وہ وہیں کھڑی قدم قدم اسے خود سے دور ہوتا دیکھتی رہی۔ ہر اٹھتے اور گرتے قدم کے ساتھ دل کو کچھ نئی کیفیات میں ڈوبتے ابھرتے محسوس کرتی رہی۔ جانے کتنی دیر گزر گئی اور کتنی دیر گزرنی تھی۔

یہ عمارت، یہ ماحول اب تک تو نہیں، لیکن اب سے انجان لگنے لگا تھا۔ یوں لگتا تھا کوئی رنگوں بھرا منظر تھا جس پر کسی نے بلیچ ڈال دی۔ وہ رنگوں بھرا منظر جگہ جگہ سے سفید پڑ گیا۔ یا پھر سرمئی۔۔۔۔

"مگر۔۔۔۔ اگر۔۔۔۔" ایک سوچ نے تلے قدموں سے جھجکتی آئی اور اس کے دل کے کواڑ کھول کر باہر جھانکا۔

"اگر آج حدید معراج کی جگہ ہوتے تو کیا میں اکیلی ہوتی۔"

"ہش!" دماغ کے کسی روزن نے سچائی کی البیلی ہشیار کو باہر دھکیلا۔

"ان ہی کی وجہ سے اکیلی ہوں۔ کیا انہیں پتا نہیں تھا کہ میں اسپتال میں رکوں گی اور وہ نہیں آئیں گے تو میں کتنی اکیلی پڑ جاؤں گی۔"

"اری او پگلی۔۔۔۔ ارے نادان سن!" وہ شرمیلی جھجکی سوچ جو دل کے کواڑ کھول کر دہلیز پر سر جھکائے بیٹھی تھی ایک دم تنک گئی۔

"اس تنہائی کی بات کون کرتا ہے! یہ تو وہ اکیلا پن ہے جو تو نے راتوں جاگا اور پہروں بھوگا ہے۔ یہ تو وہ پیاس ہے جس نے تجھے ساون میں بے کل رکھا۔ یہ وہ آگ ہے جس نے چھاجوں مینہ برستے میں تجھے سلگایا۔ یہ ایک رات۔۔۔ ہونہہ۔" اس نے طنز سے ہنکارا بھرا۔

"یہ رات کسی گنتی شمار میں ہے۔"

نادان میں نہیں، نادان تو ہے تو۔۔۔۔" دماغ کے روزن میں کھڑی الہڑ شیار نے بڑا چڑ کر اس کی طرف اشارہ کیا۔

"جو پرائی چیزوں پر نگاہ ڈالے وہ نادان نہیں تو اور کیا ہے۔" اس کے اندر دلیلوں اور اعتراضات کا ہجوم لگ گیا۔ الفاظ کی عجیب چھینا جھپٹی جاگ اٹھی۔ یہاں تک کہ اس کی پتھرائی آنکھوں میں نمی اترنے لگی اور اسی نمی کے اس پار اک دھند کی اوٹ سے اس نے کسی کے وجود کو اپنی سمت بڑھتے دیکھا۔

دل و دماغ میں چھڑی جنگ میں اچانک سیز فائر ہوا۔ اس کا دھیان پلٹا اس نے تیز تیز پلکیں جھپکا کر اپنی آنکھوں کو مسلا اور سامنے دیکھا۔ وہاں حدید نہیں تھا۔ وہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے تو معذرت کر لی تھی یہ کوئی اور تھا۔ کوئی مہربان وجود۔۔۔۔ جو دور جاتے جاتے پلٹ آیا تھا۔

"میں نے سوچا اگر تم آج رات اکیلی یہاں رک رہی ہو۔ تو میں بھی رک جاتا ہوں۔ میرا نہیں خیال کہ تمہیں کوئی اعتراض ہو گا۔" آپ سے تم تک کے سفر میں جتنے بھی موڑ آئے تھے۔ وہ سب کاٹ آیا تھا۔

✲ ✲ ✲ باقی ان شاء اللہ آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں۔)



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

## فرحین اظفر

# دلِ دوستاں

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید 'انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ 'انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس 'سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کردیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے 'مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کرلیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید 'عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ 'شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے 'جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہوجاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کرلیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کردیتی ہیں۔

حدید 'انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہوجاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے 'مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا۔ حدید

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خاموش ہو گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کر لے گی، مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے، جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کر دے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیرو خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے، ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے، مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً" پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے، مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کر دیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا، مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منا لیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے، مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کر دیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

# گیارہویں قسط

حیدر آباد کی دھوپ سے تڑختی زمین پر چاند کی نرم کرنوں کی ٹھنڈک اتر آئی تھی۔ یہ کرائے کا مکان ایک کمرے اور چھوٹے سے دالان پر مشتمل تھا۔ صد شکر تھا کہ مالک مکانوں نے کونے سے اوپر کی طرف جاتی لکڑی کی سیڑھیاں، کرائے داروں کے لیے کھول رکھی تھیں۔

شدید گرمی اور حبس میں جب لوڈ شیڈنگ مہربان ہو جاتی تو تقریباً" ہر روز وہ پسینے میں بھیگا جسم اپنی چادر اور تکیہ اٹھا کر اوپر چلا آتا۔ ایسے میں اسے اپنے گھر کی چھت اور اس کا نازک اندام وجود بہت شدت سے یاد آتا۔ جسے اللہ نے اس کے دل کی مرضی جانتے ہوئے اس کی زندگی میں شامل کر دیا تھا، لیکن آج معاملہ مختلف تھا۔

آج سوہا کی یاد کے ساتھ دو اور فکریں اس کے ذہن پر سوار تھیں۔ ایک تو اس کے کمرے اور الماری کے کھلے دروازے اور دوسرے نائلہ کا اچانک بے ہوش ہو جانا۔

سرہانے لگے موبائل کی لائٹ جلی، وائبریشن ہونے لگی۔

"سوہا کالنگ" لمحہ بھر میں سارے خیالات اس کے ذہن سے یوں اڑن چھو ہوئے جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ وہ سب بھول گیا سوائے اس آواز کے، جو ابھی ابھی اس کی سماعتوں میں اتر کر اس کی روح کو اطمینان دینے کے ساتھ ساتھ اس کے وجود کو اضطراب بخشنے والی تھی۔ اس کی تشنگی بڑھانے والی تھی۔

"کیا حال ہیں جان من!" اس کا مسکراتا لہجہ سن کر سوہا کے لبوں پر بھی چمک پھوٹنے لگی۔

"حال وہی ہے، جو آپ چھوڑ کر گئے تھے۔" وہ رکی پھر بولی۔

"سوہا!" چند لمحوں بعد اس نے بڑی سنجیدگی اور گمبھیرتا سے پکارا۔

"جی۔" وہ بھی ذرا کی ذرا سنجیدہ ہوئی۔

"بہت یاد آرہی ہے تمہاری یار۔۔۔" بے بسی سی بے بسی تھی۔

"مجھے بھی۔" دونوں خاموش ہو گئے اور یہ خاموشی ایسی ہی تھی کہ کہنے کو دونوں کے پاس کچھ نہ کچھ تھا، لیکن وہ اپنے علاوہ کسی اور کی بات کرنا نہیں چاہتے تھے۔ خاموشی طویل ہونے لگی اور یہ دوری انس پر جھنجلاہٹ اور سوہا پر



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اداسی طاری کرنے ہی لگی تھی کہ انس کو کچھ یاد آگیا۔

"اچھا سنو! ایک بات بتا رہا ہوں تمہیں دھیان سے سننا۔ آج جب میں تمہیں چھوڑ کر گھر گیا تو۔۔۔" اس نے کمرے کے کھلے دروازے سے لے کر نائلہ کی مشکوک حالت تک سب کہہ ڈالا۔ سوہا اچنبھے میں گھری سنتی گئی۔

"میرا نہیں خیال کہ یہ نائلہ کی حرکت ہے۔"

"لیکن میرا یہی خیال ہے۔ نائلہ کے سوا اور کون جا سکتا ہے کمرے میں۔ جبکہ وہ اکیلی بھی تھی۔"

"پتا نہیں وہ کن چکروں میں ہے۔ آپ اس کے بارے میں کوئی گمان مت رکھیں۔ وہ کچھ بھی سوچ سکتی ہے اور کچھ بھی کر سکتی ہے۔ یاد نہیں میں نے بتایا تھا نا! کہ اس کا رویہ میرے ساتھ کتنا برا ہے۔" سوہا کو ایک بار پھر نائلہ کی برائی کرنے کا موقع مل گیا۔

"رویہ جو بھی ہو' لیکن وہ کمرے میں کیا کرنے گئی ہوگی میں تو یہ سوچ رہا ہوں۔"

"اچھی طرح تلاشی لیتے کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی۔"

"نہیں میں نے دیکھ لیا ہے اور تم بھی کیا بات کر رہی ہوں انڈین ڈراموں والی' وہ گیا کمرے میں چوری کرنے تھی ہوگی۔" اس نے کان پر سے مکھی اڑائی۔

"اگر وہ کسی بری نیت سے نہیں گئی تب بھی گئی وہی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ تب ہی تو آپ دونوں کے سوالات سے بچنے کی خاطر بے ہوش ہو گئی۔"

"ابے یار کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ وہ کوئی ناٹک نہیں کر رہی تھی۔"

"آپ کو اندازہ نہیں وہ کتنی بڑی نوٹنکی ہے۔" سوہا ٹھونک بجا کر بولی۔

"اندازہ تو مجھے بھی نہیں تھا کہ تم اتنی بی جمالو ہو۔"

"اوہ۔۔۔ میں بی جمالو ہوں۔۔۔" حسب توقع وہ فوراً" ہی برا مان گئی۔

"اچھا اچھا بس زیادہ منہ پھلانے کی ضرورت نہیں۔ میں اتنی خوب صورت کال کو ناراضی پر اینڈ نہیں کرنا چاہتا۔ کل ایک نئی جگہ اپلائی کیا تھا وہاں انٹرویو کے لیے جانا ہے۔ اس لیے تم بھی سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔"

"ہوں۔۔۔ ں۔۔۔ ں۔" سوہا خاموش رہی۔۔۔ پھر بولی۔

"نیند کس کم بخت کو آنی ہے یہاں۔۔۔ آپ کو آجائے گی نیند۔" اس کے لہجے میں ایک وفا شعار بیوی کی محبت بول رہی تھی۔

"آ ہی جائے گی۔۔۔ لیکن میں کمبخت نہیں ہوں۔"

"انس۔۔۔" سوہا کی ہنسی نکل گئی۔

"ہاں میں بہت بخت آور ہوں۔۔۔ کیوں کہ میرے نصیب میں تم لکھی گئیں۔" اس کا لہجہ مہک رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

آنکھیں بند کر لینے سے ضروری نہیں کہ نیند آ بھی جائے۔ بہت برا تجربہ تھا۔ وہ شدید بے زار ہوا۔

"کیوں رک گیا میں خوامخواہ۔۔۔ اس نے تو کوئی بات نہیں کی۔ نہ کوئی بات کرنے کا موقع دیا بس۔۔۔ اطمینان ہو گیا تو چلی گئی اور اب۔۔۔ کیا کرتی ہوگی۔ اطمینان سے گہری نیند سوتی ہوگی اور ایک میں پاگل ہوں۔" وہ پہلی بار ان کیفیات سے نہیں گزرا تھا۔ اس کی ایک خانہ آبادی پہلے ہو چکی تھی۔ وہ ایک بچے کا باپ بھی تھا۔ سو ان کیفیات پر اس کی جھنجلاہٹ بے حد فطری تھی۔ حیرت اسے عفت کے اطمینان پر تھی۔

اور عفت۔۔۔ وہ محبت کا ذائقہ چکھ چکی تھی۔ استحقاق کا حسن پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ جانتی تھی۔ اگر دل کے بہت



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجبور کرنے پر وہ اسے دیکھنے باہر آبھی گئی تو کیا؟ کوئی اس سے سوال نہیں کر سکتا' لیکن اصل حیرانگی اسے اپنے دل کے پلٹا کھانے پر تھی۔ بھلا کوئی یوں بھی رنگ بدلتا ہے کیا؟

"شاید اسی کو نکاح کے بولوں کی طاقت کہتے ہیں۔" بے حد جھجکتے ہوئے اس نے دل میں اعتراف کیا اور کاریڈور میں آگے کی طرف قدم بڑھائے۔ دل ہی دل میں خود سے الجھتا جھنجلاتا معراج گلابی آنچل کا سایہ دیکھ کر ساکت رہ گیا۔ سنسان راہ داری میں کوئی آہٹ تھی نہ کوئی ذی روح۔۔۔ صرف ایک وہ تھی۔ گلابی پیراہن میں لپٹی ایک نازک سی لڑکی۔ جو اس کے دل میں یوں دھڑلے سے گھس آنے والی دوسری صفت نازک تھی۔

ابھی عفت کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی۔ وہ بہت دھیرے رک رک کر قدم بڑھا رہی تھی۔ وہ اسے دیکھے گیا اور جب یقین ہو گیا کہ اب وہ یہاں تک آئے بغیر واپس نہیں پلٹے گی تو جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ عفت وہاں آئی۔ اس نے ذرا کی ذرا جھانک کر دیکھا۔ وہ سامنے ہی لیٹا تھا۔ عفت کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔ اس کا لمبا چوڑا سراپا اس وقت محو خواب تھا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔

نماز پڑھنے کی جگہ اور کوئی دوسرا مرد نہیں تھا ایک سولہ سترہ سال کی عمر کا نوعمر لڑکا دیوار کی طرف کروٹ لیے سو رہا تھا۔ اس نے نظر بھر کے معراج کے وجود کو دیکھا۔ معراج آنکھوں میں جھری بنائے اس کی کسی پیش قدمی کا منتظر رہا' لیکن وہ بس چند لمحے وہاں ٹھہری پھر واپس پلٹ گئی۔ اس کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔ گلابی آنچل دھیرے دھیرے دور جا رہا تھا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اپنی بے موقع ایکٹنگ پر خود سے خفا بھی ہوا۔ پھر تیزی سے اٹھ گیا۔

"جب تم بھی جاگ رہی ہو اور نیند ہمیں بھی نہیں آتی۔ تو کیا ضروری ہے کہ جھوٹے ڈرامے کر کے ایک دوسرے کو جانے کیا سمجھانے کی کوشش کی جائے۔" وہ تیز قدموں سے رضوانہ کے کمرے کی طرف گیا۔ ڈیوٹی پر موجود نرسیں اور ٹیلی فون آپریٹر کاؤنٹر پر سر گرائے اونگھ رہے تھے۔ ان میں سے کسی کی توجہ اس لکاچھپی کے کھیل کی طرف نہیں تھی۔ اس نے چند لمحے سوچا پھر ہلکی سی دستک دے کر دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ رضوانہ گہری نیند سو رہی تھیں۔ وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ دل ہی دل میں شرمندہ بھی ہوا۔

"کیا ضرورت تھی نوعمر لڑکوں کی طرح یہ فضول حرکت کرنے کی۔" اب باہر جانے یا یہیں ٹھہر کر انتظار کرے۔۔۔ واش روم کا دروازہ مکمل بند نہیں تھا جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ عفت کمرے میں نہیں آئی۔

تھوڑی دیر یہاں وہاں اس کی موجودگی کے آثار اور اس کے وجود کی خوشبو کو محسوس کرنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ کسی کا بیڈ روم نہیں اسپتال کا کمرا تھا۔ وہاں صرف دواؤں اور اسپرٹ کی بو تھی اور بالکل خاموشی۔ گہری سانس لے کر اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور واپسی کے لیے پلٹا۔ تب ہی عفت کھلے دروازے سے اندر آئی۔ اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ معراج نے محسوس کیا وہ زندگی میں اس سے زیادہ کھسیانہ کبھی نہیں ہوا۔

"آنکھ کھلی تو خیال آیا۔ آپ کو بھی دیکھ لوں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔" اپنی آواز میں شامل کھسیاہٹ کے عنصر کو وہ خود بھی چھپانے سے قاصر تھا۔

"میں بیٹھے بیٹھے تھک گئی ہوں۔ نیند نہیں آ رہی۔ تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہی ہوں۔" عفت نے گرم چائے کا کپ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"جی جی۔۔۔ آپ جائیں۔ میں بیٹھا ہوں یہاں۔"

"آپ۔۔۔" وہ رک سی گئی۔

"آپ کو یہاں رکنے پر کوئی زحمت تو نہیں ہو گی۔"

"نہیں نہیں۔۔۔ آپ شوق سے چلی جائیں۔ میں بیٹھتا ہوں۔۔۔ آپ جائیں۔" دل کچھ اور چاہتا تھا۔ زباں کچھ



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور کہتی تھی۔ عفت باہر نکلی تو لبوں پہ بکھرتی ہنسی کو بمشکل قابو کیا۔ ابھی چند قدم ہی چلی تھی اور راہداری کے موڑ تک بھی نہیں پہنچی تھی کہ اپنے نام کی پکار سنی۔ وہ مڑی تو معراج تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔
"میں نے سوچا میں بھی چلا چلوں باہر... آنٹی تو بہت ریلیکسڈ ہیں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو..." عفت نے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر نظریں جھکائیں۔ لب کا کونا دانتوں میں دبالیا اور چل پڑی۔ احاطے کے اندر موجود گھاس کا قطعہ سنسان پڑا تھا۔ دور کہیں کسی اکا دکا سنگی بنچوں پر کوئی سویا ہوا تھا۔
"میں چائے بنانے جارہی تھی۔ تو سوچا آپ سے بھی پوچھ لوں کہ آپ..." اس نے بہت محتاط انداز میں بات کی، لیکن مکمل نہیں کرسکی۔
"جی میں نے دیکھ لیا تھا آپ کو۔ جب ہی تو اٹھ کر آیا تھا کہ کہیں آپ..." اس کے لبوں سے روانی میں جو سچ نکلا تھا اور جتنی تیزی سے عفت کے چہرے پر اک شرارتی مسکان چھوئی۔ اس نے معراج سے بات مکمل کرنا مشکل کردیا۔
"تو... کہیں کسی چیز..." ایک پل کو ان کی نظریں ملیں۔ اگلے پل دونوں ہنس رہے تھے۔

✡ ✡ ✡

وقت ہمیشہ ایک سا گزرتا ہے۔ صرف لوگوں پر کیفیات الگ وارد ہوتی ہیں تو اسی وقت کو پہیے لگ جاتے ہیں۔ کہیں ادھ مرے جانور کی طرح گھسیٹتا ہے۔ وہ رات بھی ایک ایسی ہی رات تھی۔ الگ الگ انسانوں کے لیے الگ طرح کی ایک ہی رات... سوہا کے لیے وہ رات ہجر کی اضطراب میں گھلی تھی۔ نائلہ کے لیے وہ رات سخت سزا سے مشابہ تھی۔ ماما کے لیے وہ رات صرف خدشوں اور وہموں والی رات تھی اور عفت کے لیے وہ رات بے حد حسین... ایک نئی، مکمل اور خوب صورت زندگی کی طرف پہلے قدم کی رات تھی۔
فجر کے بعد ہی جب سورج کی روشنی نے ذرا کی ذرا چھب دکھائی تھی۔ اس نے جلتی آنکھوں کو مسلا اور کروٹ لینے کی کوشش کی۔ پورے جسم میں شدید تھکن کے آثار جاگے۔ شاید یہ شب بے داری کا نتیجہ ہے۔ اس نے خود ہی اندازہ لگایا اور بستر سے اٹھ کر واش روم کی سمت بڑھ گیا۔ پانی ٹھنڈا تھا۔ اس نے کتنی دیر نرم اور نم پھواروں کو جسم پر بہنے دیا۔ بند دروازے کے باہر بیڈ روم میں زندگی جاگنے کی نشانیاں نمودار ہونے لگی تھیں۔ شاید خود اس کی طرح نائلہ بھی پوری رات ڈھنگ سے سو نہیں پائی تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے بارے میں سوچنے پر مجبور تھا۔
"یہ بے چین جاگتی راتیں اس نے خود اپنا نصیب بنائی ہیں۔" پتا نہیں اس کے اندر اتنا غم اور غصہ کیوں بھر گیا تھا۔ یہ ایک مرد کی انا پر چوٹ پڑنے کا نتیجہ تھا جو عورت کے ہاتھوں پڑی تھی یا پھر یہ ایک مبہم خواب ایک خیالی تصوراتی خوشبوں بھری دنیا کے لٹ جانے کا ماتم تھا۔
عفت کے نکاح کی خبر کوئی انہونی تو نہیں تھی، لیکن اس کے اعصاب اور حواس پر پتا نہیں کیوں کسی بم کی طرح پھٹ پڑی تھی۔ اس نے چہرہ اوپر اٹھایا اور شاور سے نکلتے پانی کو جلتے پوٹوں پر تڑاتڑ برسنے دیا۔ نائلہ اور عفت... اس کے لیے دو عورتیں، نہیں دو سمتیں بن گئی تھیں۔ وہ ایک سمت کی طرف بڑھنا چاہتا تھا اور کوئی اسے دوسری سمت دھکیلتا تھا۔ وہ ان دونوں سمتوں کے درمیان دھکم پیل میں تھکا جارہا تھا۔ اسے بجھائی نہیں دیتا کہ آگے کا راستہ کیا ہوگا۔ حالانکہ آگے راستہ صاف ہی تھا۔ دفعتاً" اس کا کھویا کھویا ذہن بے دار ہوا۔ شاور سے پانی بہنے کی رفتار دھیمی پڑ رہی تھی اور واش روم کے دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔
"ناشتا تیار ہے۔" نائلہ کی آواز لیٹی بیٹھی سی تھی۔ گلے میں پھنسی ہوئی۔ اس نے شاور بند کردیا۔ ناشتا ہمیشہ



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

کی طرح اس کی پسند کا تھا، مگر وہ بنا کوئی رسپانس دیے نوالے نگلتا رہا۔
"آپ آفس جائیں گے یا۔۔۔"
"یا۔۔۔؟" اس نے بے حد ناگواری سے نائلہ کو یوں دیکھا جیسے کوئی گھن آتی ہوئی چیز کو دیکھتا ہے۔ نائلہ بھی اس انداز کو سمجھتی ہی تھی۔ اس کے دل میں کوئی تیر سا گڑ گیا۔
"یا اسپتال۔۔۔ وہاں عفت رات سے اکیلی ہے اور۔۔۔" نائلہ نے بات مکمل نہیں کی۔ حدید نے ناشتے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ بے چینی سے منہ ہاتھ دھو کر باہر کی طرف لپکا تھا۔ نائلہ نے بے تاثر چہرے سے اس کی بے چینی دیکھی اور ٹرے اٹھا کر کچن میں لے گئی۔ فل اسپیڈ سے بائیک اسپتال کی طرف اڑاتے ہوئے ایک ہی سوال بار بار ذہن میں اٹھ رہا تھا۔
"میں بھول گیا۔۔۔؟ میں کیسے بھول گیا کہ عفت اکیلی ہے۔ اس نے میرا کتنا انتظار کیا ہوگا۔" وہ ایک بات اور بھول رہا تھا کہ عفت اب اتنی بھی اکیلی نہیں۔۔۔
"اس نے میرا کتنا انتظار کیا ہوگا۔ میں نے ایک فون تک نہیں کیا۔ نائلہ نے اپنے چکروں میں اتنا الجھا کر رکھا کہ۔۔۔ اف۔۔۔! وہ بے چاری اب تک میرا انتظار۔۔۔"

✡ ✡ ✡

صبح ساڑھے چھ کا وقت تھا۔ گرمیوں کے موسم میں سورج جلدی چڑھ آتا ہے۔ ابھی دھوپ میں چبھن کے اثرات اتنے زور آور نہیں ہوئے تھے پھر بھی اسے لگا کہ اس نے ہاتھ میں موجود شاپر عفت کی جانب بڑھایا جس میں ناشتے کا سامان صاف دکھائی دے رہا تھا۔
"آپ سینڈوچ کھالیں چچی جان!" عفت اب رضوانہ کی طرف متوجہ تھی۔
"میں اب چلتا ہوں عفت۔۔۔ یہ سامان رکھ لیں۔" عفت نے اس کے ہاتھ سے شاپر پکڑا اور پھر سے رضوانہ کی جانب متوجہ ہو گئی۔
"آؤ حدید کھڑے کیوں ہو۔ بیٹھ جاؤ بیٹا! یہ عفت کو دیکھو مجھے بالکل ہی مریض بنا ڈالا ہے' میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔" رضوانہ کی محبت بھری آواز پر تینوں نے مسکرانے کی کوشش کی۔ تینوں کی کوشش ناکام رہی۔
"اور تم اتنی جلدی کیوں جارہے ہو۔ تھوڑی دیر رک جاؤ بیٹا۔" غالباً" رضوانہ یہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ صبح صبح ناشتا دینے کے بہانے عفت کو دیکھنے دوبارہ آیا ہے۔
"نہیں جانے دیں چچی۔ یہ رات میں یہیں رک گئے تھے۔ بہت تھک گئے ہیں۔ اب جاکر آرام کرلیں تو بہتر ہے۔" اسپتال کے نیم تاریک دالان میں بنے اس ٹھنڈے کمرے میں تیز دھوپ نکلی اور سیدھی اس کی آنکھوں میں کھب گئی۔ اس کی سوچیں ادھوری رہ گئیں اور اسے لگا اس کا وجود بھی ادھورا رہ گیا۔ عفت اکیلی نہیں تھا۔ وہاں کوئی اور بھی تھا۔ وہ وہی شخص تھا جو عفت کے تمام حقوق اپنے نام کروا چکا تھا اور فرائض کی بجا آوری کے لیے دل سے تیار تھا۔
"اتنی صبح صبح آپ یہاں۔۔۔ خیریت۔۔۔" حدید سے مسکرایا بھی نہیں جارہا تھا اور اس نے کوشش بھی نہیں کی۔
"جی بس۔۔۔" اس سے مصافحہ کرتا معراج اس عجیب و غریب لہجے و انداز پر گڑبڑا گیا۔
"یہ حدید ہیں۔ میری بہن نائلہ کے شوہر اور میرے خالہ زاد بھائی بھی۔" عفت بھی حدید کو دیکھ کر اور اس کی بات سن کر حیران ضرور ہوئی تھی، لیکن حدید کی کیفیت کو اگر وہ نہ سمجھتی تو کون سمجھتا۔ اس نے بروقت خود کو سنبھال

READING Section



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر پرسکون کرلیا۔ معراج پھیکے پن سے مسکرایا۔ عفت کی آواز بالکل اسی طرح نرم تھی' مگر اس کی پشت پر بیٹھا ہوا حدید ساکت ہو چکا تھا۔

معراج سلام کر کے چلا گیا۔ عفت رضوانہ کو سینڈوچ کھلانے لگی' لیکن وہ اپنی پشت پر حدید کے پتھر ہوئے وجود کو محسوس کر سکتی تھی۔

☆ ☆ ☆

معراج نے گھر میں داخل ہوتے ہی اپنی ماں کے ٹٹولتے انداز کو محسوس کرلیا تھا۔

وہ سلام کے جواب میں سوال کرنے لگیں۔

"کہاں تھے تم رات بھر۔"

"بتایا تو تھا ایک دوست کی طرف گیا تھا۔" وہ تھکے تھکے انداز میں سلام کر کے نزدیکی صوفے پر گر سا گیا۔

"ایسا کون سا دوست نکل آیا تمہارا۔ جس کے لیے تم یوں اپنی راتیں کالی کرو اور آفس سے چھٹیاں کرتے پھرو۔" اماں کی آواز میں شک نہیں بس ایک واضح الجھن سی تھی۔

"اوفوہ اماں آپ بھی بس... بتایا تو تھا عفت کی چچی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا ان کی عیادت کے لیے گیا تھا۔"

"ہاں تو... " وہ اب بھی نہیں سمجھی تھیں۔

"تو بس... وہیں رک گیا تھا۔"

"ہیں؟" وہ یوں اچھلیں جیسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

"رک گیا تھا مطلب... پوری رات سے تم وہاں تھے۔" انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"جی وہیں تھا..."

"لیکن کیوں' کیا ضرورت تھی تمہیں وہاں رکنے کی۔ ان کے یہاں کوئی مرد نہیں ہے۔" حسب توقع اماں برا مان چکی تھیں۔ معراج نے ایک گہری سانس لی۔ رات والا ٹرانس گزر چکا تھا۔ عفت عنقریب اس گھر میں آنے والی ضرور تھی' لیکن ابھی آئی تو نہیں تھا۔ یہی سوچ کر اس کی پلکیں نیند سے جڑی جارہی تھیں۔

"مرد ہیں' لیکن اس وقت نہیں تھے۔ بہنوئی ہیں عفت کے... ایک کو حیدر آباد جانا تھا۔ دوسرا اس کی بہن کے پاس تھا۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

"اور وہ ان کی چچی محترمہ ان کے پاس کوئی نہیں تھا جو تمہیں کرنا پڑا۔" ان کا لب و لہجہ تیکھا ہو گیا۔ بیٹے کی زبان پر چڑھی ایک دن پرانے سسرال کی مصروفیات انہیں ایک آنکھ نہیں بھائی تھیں۔

"تھی نا! عفت وہاں تھی اکیلی۔ اسی کا خیال کر کے رک گیا تھا میں۔" اس نے اپنی منکوحہ نہیں بلکہ سالوں پرانی بیوی کی طرح عفت کا ذکر کیا تھا' لیکن عفت کے نام پر اس کے چہرے کا جو رنگ بدلا تھا۔ وہ ان جیسی جہاندیدہ خاتون سے کیسے چھپ سکتا تھا۔ اوپر سے معراج کی بات۔ اس نے گویا ان کے پیروں میں پٹاخا پھوڑا۔

"ہیں... ہیں۔" وہ بدک کر آگے پیچھے سرکیں... جز بز ہوئیں۔

"تو تم اس کے ساتھ تھے... رات بھر۔"

"جی رات بھر اسپتال میں۔" معراج بھی ان کے انداز پر ذرا کسمسایا۔ پھر اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔

"سو رہا ہے ابھی جاگا نہیں۔ اٹھادوں کیا۔" دل میں ہوتی پکڑ دھکڑ کی وجہ سے ایک بے تکی بات ان کے لبوں سے نکلی۔

"نہیں اماں پلیز اور اگر اٹھ بھی جائے تو میرے پاس مت بھیجیے گا۔ رات بھر کا جاگا ہوا ہوں۔ ذرا دیر تک سوؤں گا۔" اس نے فی الفور انہیں منع کیا۔ پھر اٹھ کر ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتا کمرے سے نکلا۔

"ناشتا نہیں کرو گے۔" انہوں نے صدمے سے باہر نکل کر اسے پکارا وہ دہلیز پر لمحہ بھر کر رکا پھر منفی میں سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رزیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی گُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"اے ہے۔ یہ کیا ہو گیا پاگل کو۔ ابھی تو دوسرا دن نہیں گزرا نکاح کیے کہ ایسے لٹو ہو گئے۔ مانو اپنی نیندیں قربان کرنے کو تیار۔ اے لڑکی ہے کہ جادو گرنی۔" بات ہی ایسی تھی۔ پیٹ میں درد تو ہونا ہی تھا۔ جھٹ سے بیٹی کو بلوا بھیجا۔

"اور اماں دیدہ دلیری دیکھیں خود بھی اکیلی تھی وہاں اور اسے بھی روک لیا۔ آئے ہائے کیسی بے شرمی کی بات ہے یہ۔"

"اور نہیں تو کیا۔" اماں نے پان کی گلوری کلے میں دبائی۔ اور بیٹی کے سامنے مزید پھپھولے کے لیے پوزیشن سنبھالی۔

"لو پورے خاندان میں کسی کو خبر نہیں ہوئی اور یہ دونوں وہاں رات بھر اکیلے پڑے رہے۔"

"یہ تو ہمارے بھائی کی شرافت ہے کہ ہمیں بتا دیا۔ پتا نہیں اب اس نے بھی کسی کے کان میں یہ بات ڈالی کہ نہیں۔"

"اے لو۔ وہ کیوں بتائے گی۔ ایسی ملاقاتوں کی کسی کو بھنک دی جاتی ہے کیا۔"

"مگر میں تو اماں چپ نہیں رہوں گی۔ باتوں باتوں میں عفت کی ماں سے کہوں گی ضرور۔ ان کی ناک کے نیچے یہ کھیل تماشے ہمارے خاندان میں نہیں ہوتا ایسا۔" بیٹی ان کے جلتے پھپھولوں پر ہمدردی کے پھاہے رکھنے لگی۔ آخر اسے بلایا کس لیے تھا۔

"چل چھوڑ۔ رہن دے۔ پتا نہیں راجو کو کیسی لگے یہ بات۔" اسے بیٹی جذباتی ہونے لگی تو ماں کو خیال آگیا۔

"کیسی لگے کیا مطلب۔ جیسی بھی لگے۔ بات ہے ہی غلط۔ ایک تو ہمارے علم میں لائے بغیر رات بھر وہاں رکا رہا۔ اور وہ بھی عفت کے ساتھ" بہت غلط بات ہے۔" صحیح بات کو غلط کہتے سے وہ بالکل بھول گئیں کہ عفت کوئی اور نہیں' شرعاً" اور قانوناً" ان کے بیٹے کی عزت اور اس گھر کی بہو تھی۔ گوکہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس کی حیثیت کو دنیا کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اماں نے بیٹی کو گرم ہوتے دیکھا تو بنا کچھ کہے گلے میں دبا پان چبانے لگیں۔

✲ ✲ ✲

صبح اپنا ٹھنڈا روپ لے کر جانے کو تیار تھی۔ جب ماہا اور سوہا ناشتا لے کر اسپتال پہنچیں۔ رضوانہ نے جو دونوں بیٹیوں کو ساتھ آتے دیکھا تو سکھ کا سانس لیا۔

"سوری عفت ہمیں آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی اصل میں رات میں اس قدر دیر سے آنکھ لگی کہ....." سوہا نرمی سے عفت سے بات کرنے لگی۔ حدید خاموش سا تھا۔ مگر ان تینوں نے ایک دوسرے میں لگ کر اس کی خاموشی کو محسوس نہیں کیا۔ ان دونوں کے آنے سے پہلے عفت اور حدید کے درمیان ایک تناؤ کی سی کیفیت تھی۔ تھوڑی بہت بات چیت رضوانہ نے ہی کی حدید سے۔ اس کے بعد وہ باہر چلا گیا تو واپس نہیں پلٹا۔ یہاں تک کہ سوہا نے اس سے بہت دل چاہنے کے باوجود نائلہ کی خیریت تک نہیں پوچھی۔

وہ جانتی تھی۔ حدید کے دل و دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ وہ سوچیں نہیں تھیں۔ ایک لاوا تھا۔ جو اس کے چھیڑنے پر پھٹ پڑتا۔ اور کچھ خبر نہیں تھی اس کے عزت اور بھرم کے ساتھ ساتھ کردار کو بھی جھلسا کر رکھ دیتا۔ اس نے خاموشی اور لاتعلقی میں ہی عافیت جانی۔ یہی بہتر تھا۔

ماہا اور سوہا کے آنے کے بعد ماحول بدل گیا۔ تینوں ہنسی مذاق کرنے کے ساتھ ساتھ ناشتا نکالنے لگیں۔ ماہا کا دل مستقل حسیب میں ہی اٹکا ہوا تھا۔

وہ جلد از جلد حدید اور مزنہ آپی کی مشاورت سے حسیب کی گمشدگی کی رپورٹ پولیس میں کروانے والی تھی۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"رات میں معراج آئے تھے۔ چچی جان کو دیکھنے۔" ناشتے کے بعد جب تینوں چائے پینے کے لیے باہر کاریڈور میں نکلیں تو عفت نے جھکی پلکوں سے انہیں بتادینا مناسب خیال کیا۔ بعد میں اگر بات کھلتی تو شاید اس کا رنگ وہ نہیں رہتا۔ جو خود سے بتادینے میں تھا۔

"اوہو۔ وہ۔ وہ۔ اچھا۔ پھر۔" سوہا نے شوخی سے عفت کو کہنی ماری۔ وہ ہنس دی۔ ماہا بھی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ ہو رہا ہے۔ ڈیٹس لگ رہی ہیں بھئی۔ اور وہ بھی اسپتالوں میں۔" سوہا کی بات پر وہ سرخ پڑ گئی۔

"جی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ تو عیادت کو آئے تھے پھر...." وہ رک گئی۔

"پھر کیا۔" سوہا نے لاپروائی سے مگ منہ سے لگایا۔ ان دونوں کے ہی گمان میں نہیں تھا کہ وہ اگلی بات کیا بتانے والی ہے۔

"پھر مجھے اکیلا دیکھ کر یہیں رک گئے۔" سوہا نے جلدی سے مگ یوں منہ سے ہٹایا کہ اسے اچھو لگتے لگتے بچا۔ ماہا کا بھی منہ کھل گیا۔ اور اتنی دیر تک کھلی آنکھوں اور منہ سے اسے دیکھتی رہی کہ سوہا کو صفائیاں پیش کرتی عفت نے اس کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔

"کیا ہو گیا۔ کیا دیکھ رہی ہو پاگلوں کی طرح۔" بری طرح جھینپ رہی تھی۔

"سوہا۔ دیکھو اس کو۔ کتنے مزے سے کہہ رہی ہے۔"

"ہاں تو ٹھیک ہے نا! اس میں حرج ہی کیا ہے۔" سوہا نے کھلے دل سے اس بات کو قبول کر لیا۔

آتے جاتے لوگ، نرسز اور ڈاکٹرز کے ساتھ ساتھ دور کھڑے حدید نے بھی پلٹ کر انہیں دیکھا۔ پھر ان کی طرف چلا آیا۔

"تم لوگ باہر کیوں آ گئیں۔"

"ڈاکٹر آئے ہوئے ہیں راؤنڈ پر تو ہمیں باہر آنا پڑا۔"

"میں پوچھ کر آتا ہوں۔ چھٹی کب تک مل جائے گی۔" وہ ڈاکٹرز کو دیکھتا آگے بڑھ گیا۔ ماہا کو اسے دیکھ کر ایک بار پھر حسیب کا خیال آیا۔ وہ اس سے بات کرنے کے لیے سوہا اور عفت کو وہیں چھوڑ کر اس کے پیچھے چلی آئی۔ آٹھ دس قدم آگے آ کر بھی وہ حدید کو آواز نہیں دے پائی تھی کہ اس نے مغیث حسن کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

"یا اللہ خیر! سر آج پھر یہاں۔ یقیناً" ان کا کوئی قریبی شخص داخل ہے۔ جب ہی روز چکر لگا رہے ہیں۔"

مغیث حسن بالکل اس کے نزدیک پہنچ چکے تھے۔ وہ اس وقت آگے بڑھ کر ریسپشن کاؤنٹر تک آ گئی تھی۔ جیسے ہی مغیث حسن وہاں تک پہنچے اس نے فوراً" آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔" ان کی آنکھوں میں الجھن تھی۔ ماہا نے جلدی سے اپنا تعارف کروایا۔

"سر میں آپ کے اسکول میں جاب کرتی تھی۔ کیمپس فور میں۔"

"او اچھا اچھا۔" وہ شفقت سے مسکرائے۔

"اور جس سال میں اپائنٹ ہوئی تھی۔ اسی سال مجھے بیسٹ پرفامنس کا ایوارڈ بھی ملا تھا۔"

"اوہ دیٹس گڈ۔ اب کہاں ہیں آپ۔"

"اب تو سر میری شادی ہو چکی ہے۔" وہ ذرا جھینپ گئی۔

"یعنی ہم نے ایک قابل استانی کو کھو دیا۔" وہ خوش گوار لہجے میں بولے ماہا دھیرے سے ہنس دی۔

"سر آپ کے پاس تو میرے جیسے بے شمار ٹیچرز ہیں۔" اس نے کسر نفسی سے کام لیا۔ وہ کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ کسی کے پکارنے پر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"سپرنٹنڈنٹ کو دیکھ لیں۔" وہ شاید ان کا کوئی قریبی ملازم یا سیکریٹری وغیرہ تھا۔ ماہا مسکرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ مغیث حسن سامنے بنے کمروں کی قطار میں سے ایک کی طرف بڑھ گئے۔

☼ ☼ ☼

یہ وہی آنگن تھا جہاں اس نے زندگی کا پہلا قدم اٹھایا تھا۔ پہلا لفظ لبوں سے ادا کیا تھا۔ پہلی ہنسی، پہلی مسکراہٹ دکھائی تھی۔ پہلا آنسو بہایا تھا۔ اسے پہلی پہلی محبت کا لطف اور درد کا ملا جلا احساس اسی آنگن میں ہوا تھا۔

رخصتی کے سمے ملن اور جدائی کے انوکھے سمے کے حزن و خوشی میں لپٹے رنگ کا ذائقہ بھی اس نے پہلی بار یہیں چکھا۔ یہیں پہلی بار زندگی میں آنے والے پہلے مرد کی محبت تھی۔ پہلا اعتبار جو خون کے علاوہ کسی رشتے پر اس نے کیا۔ اور وہ پہلا پہلا اعتبار اسی شخص نے توڑا جو اپنی پہلی محبت کا دھوکا لے کر اسے اپنے سنگ لے کر گیا تھا۔

وہ کسی کی زندگی میں آنے والی پہلی عورت نہیں تھی۔ وہ خود کسی کی پہلی محبت نہیں تھی۔ ہاں اس کی محبت جو پہلی تھی۔ اس سے ملنے والا غم ضرور اول اول کا تھا۔ اور جب یہ غم اس کے دل کا مکین بنا تو لگتا تھا۔ اس کا دل بند کر کے ہی چھوڑے گا۔ لیکن وہ بھول گئی تھی۔

ہر بات، ہر واقعہ، ہر خوشی، ہر غم، پہلا تو ہو سکتا ہے مگر ضروری نہیں کہ وہ آخری بھی ہو۔ خالی سونے گھر میں ایک اکیلی اس کی جان تھی۔ اور وہ تھی کہ اب کسی صورت آنسو نہیں بہانا چاہتی تھی۔

"رونے سے نہ مسئلے حل ہوتے ہیں نہ مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔" ایک بار حبیب نے ہی اسے سمجھایا تھا۔

جن دنوں وہ نئی نئی پاکستان سے دبئی گئی تھی۔ تو جتنی خوش تھی اتنی ہی خوف زدہ بھی۔ ذرا سی بات پر بری طرح گھبرا جاتی تھی۔ ظاہری بات تھی۔ جس نے کبھی کراچی سے باہر قدم نہ نکالا ہو یا گئی بھی ہو تو بڑوں کے ساتھ چھوٹی عمر میں صرف سیر و تفریح کے لیے۔ اس کے لیے اتنی ترقی یافتہ ریاست میں تن تنہا چلے جانا۔ پھر وہیں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا وہ بھی اپنے کسی گھر والے کے بغیر۔ کوئی مشکل سی مشکل تھی۔

اور اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے حبیب نے اپنی ساری طاقتیں اور توانائیاں محبتوں سمیت اس کے لیے وقف کر دی تھیں۔ ایسے ہی ایک دن جب ایک مال میں حبیب کے ساتھ شاپنگ کرنے کے لیے نکلی تھی تو حبیب سے ذرا سی دیر کے لیے بچھڑ گئی تھی۔ اس نے ہونقوں کی طرح آس پاس مڑ کر گھوم پھر کر دیکھا تھا۔ اور پھر بے حد چمکتی دمکتی۔ شیشے کی دیواروں سے بھری اس مہکتی ہوئی دکان سے باہر نکلی تو اس کا چہرہ اس قدر سفید پڑ چکا تھا۔ کہ کوئی بھی اس کی شکل دیکھ کر پہچان سکتا تھا کہ وہ کس مشکل میں پڑ گئی ہے۔

اس نے سامنے لگی گرل سے نیچے جھانکا۔ وہ لوگ اس وقت ایک شاپنگ مال کے فرسٹ فلور پر ہی تھے۔ لیکن اسے یوں لگا تھا جیسے وہ ساتویں آسمان سے بھی اوپر کہیں کھڑی ہے۔ ہر جگہ اجنبی چہرے ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ ہر چند کہ وہاں اردو بولنے والوں کی کثیر تعداد تھی۔ لیکن اسے نہ کوئی آواز آ رہی تھی نہ کوئی زبان سمجھ آتی تھی۔ بس کچھ ہی دیر گزری کہ اس کے آنسو ابلنا شروع ہو گئے۔

حالانکہ حبیب دس منٹ سے بھی کم وقت میں اسے ڈھونڈتا واپس پہنچ گیا تھا۔ ماہا اس وقت دھواں دھار آنسو بہاتی دو تین خواتین کے جھرمٹ میں کھڑی تھی اور اس قدر خوف زدہ تھی کہ اپنی جگہ سے ایک انچ سرکنے کو تیار نہیں تھی۔

حبیب کی آواز نے اسے آوازوں کے ہجوم میں سے ڈھونڈا وہ بے قراری سے اٹھی تھی۔ اور حبیب سے چمٹ



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر اسی وقت وہیں اتنا روئی تھی کہ اچھا خاصا تماشا ہی لگ گیا تھا۔ حسیب ہنس بھی رہا تھا اور پریشان بھی تھا۔ ابھی بھی اس کے لبوں پر ان لمحات کو سوچ کر ایک بھولی بسری مسکراہٹ آن رکی۔ وہ چند لمحے مسکراتی رہی۔ پھر جانے کیا بات یاد آئی کہ بے اختیار ہنس پڑی اپنی ہی ہنسی کی آواز اس کے لیے اجنبی سی تھی۔ وہ چونکی اپنے ارد گرد دیکھا۔ اور اس کے لب سکڑ گئے۔

"کہاں چلے گئے حسیب' کہاں ڈھونڈوں میں آپ کو۔" صحن میں پڑی کرسیوں میں سے ایک پر گھٹنے موڑے اس نے' بازو لپیٹے اور ران پر سر رکھ دیا۔ کوئی اداسی سی اداسی تھی۔ کوئی مایوسی سی مایوسی تھی۔

کیا ہے سفر وفا کی منزل کا
نہ کوئی حل دلوں کی مشکل کا
دھڑکن دھڑکن بکھری رنجشیں
سانسیں سانسیں ٹوٹتی بندشیں
کہیں تو ہر لمحہ ہونٹوں پر فریاد ہے
کسی کی دنیا چاہت میں برباد ہے
یا رب وے دے کوئی جان بھی اگر
دلبر پہ ہو نہ دلبر پہ ہو نہ کوئی اثر

Downloaded From
Paksociety.com

لفظ کسی دکھ کی صورت گنگناتے ہوئے اس کے دل سے سماعتوں تک کا سفر کر رہے تھے تو تب ہی نیچے سے کچھ چہل پہل کی سی آوازیں آئیں۔ پھر تائی اماں کی آواز' وہ اسے نیچے بلا رہی تھیں۔ وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے سیڑھیاں اتری اور سامنے والے کمرے میں داخل ہوئی۔ سامنے ہی کرسیوں پر مزنہ آپی براجمان تھیں۔

"آپی! آپ۔" اس کے گمان کی حدوں سے بھی کوسوں دور تھا۔ کہ وہ اس طرح بالکل اچانک اور وہ بھی بغیر اطلاع کے چلی آئیں۔

"ہاں میں۔ کیوں کیا ہوا۔"

"نہیں کچھ نہیں۔"

"کیا ہوا بہت ست لگ رہی ہو۔ لگتا ہے گہری نیند سے جگا دیا میں نے آکر۔" ان کا لہجہ بہت تیکھا تھا۔

"نہیں میں جاگ ہی رہی تھی۔" وہ ان کا چہرہ نہیں دیکھ رہی تھی۔ بوکھلا کر اس نے بالوں میں الٹے سیدھے ہاتھ مارے۔

"اچھا... لگتا تو نہیں۔" وہ طنز پر طنز کیے گئیں۔ ماہا نے اپنی مدد کے لیے تائی اماں کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ تایا ابا بھی نظر نہیں آرہے تھے۔

"کیا لیں گی آپی آپ! چائے تو نہیں پئیں گی۔ آج گرمی بہت ہے میں۔ کولڈ ڈرنک منگواتی ہوں۔" اسے آداب' میزبانی کے بہانے سے ان کے سامنے سے اٹھنے کا موقع مل گیا۔

"نہیں یہاں اپنی خاطریں کروانے نہیں آئی۔ اکلوتا بھائی لاپتا ہے میرا۔ میری تو بھوک پیاس نیندیں سب اڑ گئی ہیں۔ تمہیں ٹھنڈا گرم سوجھ رہا ہے۔" ان کے تیوروں کی طرح آواز بھی بگڑی ہوئی اور رہلند تھی۔

"میرا بھی آرام چین سکون سب ختم ہو گیا ہے آپی! میں خود بہت پریشان ہوں۔ مگر آپ پلیز کچھ خیال کریں۔ میرے تایا ابو بیمار آدمی ہیں۔ انہیں حسیب کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔" وہ حتی الامکان آواز نیچی رکھ کر منمنائی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

"کیا بات ہے بہن! کیا ہو گیا۔ کس بات پر ناراضی ہے۔" تائی اماں یقیناً" معاملہ بھانپ گئی تھیں۔ اس لیے کمرے میں آکر رسانیت سے پوچھنے لگیں۔
"یہ تو آپ اپنی بیٹی سے پوچھیں۔ کس بات کی ناراضی تھی اس کی میرے بھائی سے، جو اسے اس قدر تنگ کیا۔ اس قدر عاجز کیا۔"
"میرا حسیب سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا۔" ماہا نے دبی دبی آواز میں جانے کس کو صفائی پیش کی تھی۔
"جھوٹ بولتی ہو تم۔ میں نے خود سنی تھیں آوازیں تمہاری جس دن تم میرے گھر سے واپس آئی ہو۔ حسیب تمہیں لے کر جانا چاہتا تھا۔ اس نے سب بتا دیا تھا۔ مجھے۔"
"بہن آپ بیٹھ کر آرام سے بات کریں۔" تائی اماں نے ایک اور کوشش کی۔
"نہ مجھے بیٹھنا ہے۔ نہ آرام سے بات کرنی ہے۔"
ماہا بے بسی سے دوسری جانب دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھیں بھرنے لگیں۔ شدید بے بسی کا وہی احساس اسے لپیٹنے لگا جو اس شاپنگ مال میں اسے گھیرے میں لے رہا تھا۔ اسے لگا وہ آج ابھی ابھی حسیب سے بچھڑی ہے۔ اور دنیا کے بے رحم لوگوں کے درمیان کھو گئی ہے۔ حسیب کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے۔ اب اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ نہ حالات کی سفاکی سے۔ نہ بے رحم الفاظ کے لپکتے چابک سے، وہ حسیب کو کبھی ڈھونڈ نہیں سکے گی۔" ایسی بھی کیا ضد سوار ہو گئی تھی اسے۔ کونسی اڑچن آگئی تھی جو یہ اتھری گھوڑی کی طرح قابو میں ہی نہ آئی۔"
"بہت شوق ہے آپ کو سننے کا۔ کیا ضد تھی مجھے۔" اس نے فیصلہ کن انداز میں سر اٹھایا۔
"تو سن لیں کان کھول کر۔ ہاں میں نے جھگڑا کیا تھا۔ آپ کے بھائی سے۔ ہاں ہاں۔ میں نے بد زبانی کی تھی۔ میں نے انہیں دھتکار دیا تھا۔" تائی اماں۔ عفت اور مزنہ آپی رک رک کر اسے دیکھنے لگیں۔
"کیونکہ آپ کا بھائی کنوارا نہیں ایک بچے کا باپ تھا۔ اور اس نے یہ بات مجھ سے چھپائی تھی۔ جو اتفاق سے مجھے پتا چلی۔ لیکن میں مان گئی تھی۔ خدا گواہ ہے۔ میں ان کے ساتھ جانے کو رضامند ہو گئی تھی۔ لیکن میرے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس عورت سے آپ کے بھائی کے تعلقات برداشت کرتی۔ جو آپ کے بھائی کے ناجائز بچے کی ماں ہے۔"
عفت کا منہ کھل گیا۔ تائی اماں کی آنکھیں ابل آئیں۔ عفت کے ہاتھ ڈھیلے ہو کر پہلوؤں میں لٹک گئے۔ اور مزنہ کے چہرے پر مرگ کی سی سفیدی چھا گئی۔
"کیا بکواس کر رہی ہے لڑکی۔ جو منہ میں آ رہا ہے بولے جا رہی ہے۔" اب کے وہ بولیں تو ان کی آواز ایسی کھوکھلی تھی۔ جیسے کوئی خالی تنے میں منہ ڈال کر بھونپو بجانے کی کوشش کرے۔ پھٹا ہوا اور بیٹھا ہوا بھونپو......
"میں سچ کہہ رہی ہوں....." اس نے بے دردی سے اپنے گالوں پر بہتے آنسو رگڑ ڈالے۔
"یقین نہیں آتا، تو اس عورت کو فون کریں اور پوچھیں کہ وہ حسیب کے فلیٹ میں کیا کر رہی ہے اتنے دن سے۔" عفت اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلی تھی۔ اس نے صرف گردن گھما کر بولتی ہوئی ماہا اور پھر پھٹی ہوئی آنکھیں لیے مزنہ کو دیکھا۔
"ہاں یہ سچ ہے۔" وہ چلائی اور زور سے بلک پڑی۔
"آپ اس اذیت سے نہیں گزریں جس سے میں گزر رہی ہوں۔ آپ تو کچھ بھی نہیں جانتیں۔" وہ سینے میں منہ چھپائے بری طرح سسک رہی تھی۔ عفت بھی قریب آکر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی اسے پچکارنے لگی۔ مزنہ سر جھکا کر باہر نکل گئیں۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کچھ دیر پہلے وہ اپنی نیند' بھوک اور پیاس اڑنے کا ذکر زور و شور سے کر رہی تھیں۔ نیند اڑنا' بھوک پیاس مرجانا اور شرم و اذیت کے گڑھے میں اترنا کیسے کہتے ہیں۔ یہ انہیں اب معلوم ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

حدید کے علاوہ اس وقت اور کوئی مرد اسپتال کے چکر لگانے کے لیے دستیاب نہیں تھا۔ ماہا کی فون پر روئی روئی آواز سن کر وہ چونک گیا۔

"کیا بات ہے۔ تم رو رہی ہو۔" ماہا کے گلے میں پھندے سے لگنے لگے۔

"نہیں بس آپ مجھے لے چلیں امی کے پاس۔"

"اوکے! آفس سے آؤں گا تو لے چلوں گا۔" انداز بتا رہے تھے کہ کوئی بات ہے ضرور لیکن اگر وہ نہیں بتانا چاہتی تھی تو' پھر حدید نے بھی اصرار نہیں کیا۔

مغرب کے بعد اس نے نماز ادا کر کے دیر تک امی کی صحت یابی اور اپنی قسمت کی بگڑی لکیروں کی درستی کی دعا مانگی۔ بندے اور دعا کا رشتہ دنیا کا سب سے خاص رشتہ ہے۔ یہ رشتہ انوکھا بھی ہے۔ سب سے مضبوط بھی اور سب سے سچا بھی۔ بندہ جب بھی دعا مانگے' دل سے مانگے یا نہ مانگے لیکن جھوٹے منہ کبھی نہیں مانگتا۔ ایسا نہیں ہوتا کہ اس کا دل نہ چاہے اور وہ پھر بھی دعا کرے یا اللہ فلاں بندے کا بھلا کر۔

یہی رشتہ ہے جو ازل سے ابد تک قائم ہے۔ یہی رشتہ ہے جو ربط ہے خالق اور مخلوق کے درمیان' بندے اور بندہ نواز کے مابین' یہ وہ رشتہ ہے جس کا رنگ کائنات کی کسی اور شے سے نہیں ملتا۔ جس کی خوشبو دنیا کے کسی پھول سے لیے گئے رس سے نہیں بن سکتی۔ اور اس کا ذائقہ وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس رشتے کو کبھی آزمانے کی کوشش نہ کی ہو۔ کیونکہ یہ دنیا کا بلکہ ماورائے دنیا بھی' وہ واحد اور اکیلا رشتہ بھی ہے۔ جو انسان سے اس کی پیدائش کے ساتھ جڑتا ہے اور پھر کبھی ٹوٹتا نہیں۔

اللہ اور اس کے بندے کے درمیان دعا کا رشتہ وہ واحد رشتہ ہے۔ جو انسان کبھی نہیں توڑتا۔ موت کے بعد بھی نہیں توڑنا چاہتا۔ کوئی لاکھ اللہ سے ناراض ہو لیکن پھر بھی' کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں اس کے لبوں سے اللہ کی یاد اور اس کی بات ضرور نکلتی ہے۔

بندہ لاشعوری طور پر ہی خدا سے فریاد کرتا رہتا ہے۔ اور شکوہ کناں بھی ہوتا ہے۔

اس نے بھی جائے نماز رکھ کر اپنے چہرہ صاف کرتے ہوئے وہ ازلی سکون دل میں اترتا محسوس کیا۔ جو خدا کے راز و نیاز کے بعد انسان کی رگ و پے میں اتر کر اسے شانت کر دیتا ہے۔

"حدید بھائی آئے ہیں باہر بائیک پر تمہیں بلا رہے ہیں اسپتال جانے کے لیے۔" تھوڑی دیر بعد جب وہ منہ ہاتھ دھو کر تقریباً" تیار ہی تھی۔ تب عفت نے اندر آکر اسے بتایا۔

"تم چچی کو بتاؤ گی مزنہ آپی کے بارے میں۔" اپنا بیگ اٹھا کر اس میں چیزیں رکھتی ماہا کا ہاتھ رک گیا۔ پھر اس نے عفت کو دیکھا۔

"تم کیا کہتی ہو۔"

"میرا نہیں خیال کہ تمہارا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ اور اگر ہے۔ تو بہت غلط" ماہا نے سہلایا اور بیگ کندھے پر ڈال لیا۔ پھر اپنی بھرتی موقوف کر کے قدم قدم چلتی عفت تک آگئی۔ عفت جو کسی اور دھیان میں گم تھی۔ اسے یوں اپنے پاس رکتے دیکھ کر چونکی۔ ماہا نے اس کے کندھے تھام کر آنکھوں میں جھانکا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"زندگی کے سفر میں ہم جس پڑاؤ کو منزل سمجھ لیتے ہیں۔ جب ہم پر منکشف ہو جائے کہ یہ ہماری منزل نہیں۔ تو سفر جاری رکھتے ہوئے 'پڑاؤ' کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جانا چاہیے۔
کیونکہ وقتی پڑاؤ چاہے کتنا ہی سرسبز شجر کیوں نہ ہو۔ بہرحال وہ وقتی ہوتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے آگے سفر جاری رکھنے کو ترجیح دی۔
وہ مسکرائی۔ دونوں ہاتھوں سے عفت کے گال سہلائے اور اور پھر تیزی سے اللہ حافظ 'کہتی باہر نکلی۔ جاتے جاتے تائی اماں کو سلام کیا۔ جو اس کی شام والی باتوں پر ابھی تک دکھ اور گہرے غم کے حصار میں تھیں۔ قریب جاکر جلدی سے مگر نرمی سے ان کے شانے دبائے۔
انہوں نے گہری سانس بھر کر اس کے ہاتھوں کو اپنے بوڑھے ہاتھوں سے تھپکی دی۔ وہ باہر نکل کر حدید کے پیچھے بیٹھ گئی۔

٭ ٭ ٭

سوہا کے سامنے اس نے خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھائے لیکن ماں کے سینے سے لگتے ہی کتنے بہت سے آنسو ان کے کمزور سینے میں جذب ہوتے چلے گئے۔ رضوانہ بھی دیر تک اسے خود سے چمٹاتے اپنی ممتا کی پیاس بجھاتی رہیں۔ انہیں اولاد نرینہ کی بہت آرزو رہی تھی۔
اپنے شوہر کی زندگی میں۔ وہ ہمیشہ اپنی مجازی خدا کے سامنے اس خواہش کا اظہار کرتی تھیں کہ ان کا ایک بیٹا بھی ہونا چاہیے لیکن 'ان کے انتقال کے بعد جب خواہش نے حسرت کا روپ دھارا تو' اس حسرت کو دل کے کسی بے حد پوشیدہ نہاں کونے میں دفن کر کے اپنی ساری ممتا ان ننھی نازک پریوں پر نچھاور کر دی۔
ان کی زندگی کا محور و مرکز یہی بیٹیاں بن گئیں پھر ان کے دل سے کبھی اپنے لیے دعا نہیں نکلی۔ سوائے ان بیٹیوں کے نصیب کے انہوں نے باری تعالیٰ سے کچھ نہیں مانگا۔
"کیا بات ہے۔ آج میری بیٹی۔ بہت اداس ہے۔ کیا حسیب کی یاد آرہی ہے۔ جسے ماں کی آڑ میں چھپایا جا رہا ہے۔" وہ بنا جواب دیے سینے میں منہ چھپائے پڑی رہی۔
اب ان سے کیا کہتی۔ اسے لگا کہنے سننے کے لیے کچھ باقی نہیں رہا۔ یا پھر اتنا کچھ ہے کہ لفظوں میں سمیٹا جا نہیں سکتا۔
سوہا البتہ بہت غور سے سنجیدہ چہرہ لیے اسے دیکھتی رہی۔ ماہا کا اس طرح چلے آنا جبکہ ڈاکٹر آج رات ہی ڈس چارج کرنے کو کہہ رہے تھے۔ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی جاکر بات کی تھی۔ پھر امی سے یوں لپٹنا اور آنسو بہانا۔ وہ حدید کو امی کے ساتھ مصروف پاتے ہی ماہا کو لے کر باہر نکلی۔
"کیا ہوا۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔"
"مزنہ آپی آئی تھیں۔" اس نے بتانے کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ اسے 'فیصلہ کرنے اور نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہ سوہا کو کوئی بات بتانے یا چھپانے کا فیصلہ کر رہی ہے۔ اسے جلد یا بدیر بات اسے بتانا ہی ہوتی تھی۔ کیونکہ یاں کے بعد وہی ایں کی سب سے قریبی رازدار تھی۔ وہ اس سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کرتی تھی۔
سوہا نہ صرف تسلی سے سن لیتی تھی بلکہ کبھی اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق مشورہ بھی دے دیتی تھی۔
بہنوں کا رشتہ تو اللہ نے بنایا ہے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ہے۔ بہنوں کو کوئی بات بری لگے تو وہ ناراضی کا اظہار بھی کر دیتی ہیں۔ عمر کا فرق زیادہ ہو تو چھوٹیوں کو ڈانٹ بھی پلا دیتی ہیں۔ بڑوں کے بیچ بولنے پر جھڑکتی بھی ہیں۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اور پھر اپنے آگے رکھی پلیٹ کا کھانا ان کو دے دیتی ہیں۔ ماں جائی کو اگر ماں کا دوسرا روپ کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا۔ اس نے بھی سب سے پہلے بہن کے سامنے اپنا دل کھولا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کچھ کہہ رہی تھیں۔"

"جو باتیں فون پر کرتی تھیں وہی کر رہی تھیں کہ مجھے اپنے شوہر کی گمشدگی کی کوئی فکر نہیں اور میں پتا نہیں کیا نیندیں پوری کر رہی ہوں اور۔ پتا نہیں کیا کیا۔"

"تم نے کیا جواب دیا۔" ماہا کی نظریں پہلی بار اٹھ کر سوہا سے ملیں۔

"میں نے انہیں جو بھی جواب دیا ہے۔ اب انہیں مجھ سے سوال کرنے سے پہلے سوچنا پڑے گا۔" دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتی رہیں۔ سوہا نے اس سے دوبارہ نہیں پوچھا بلکہ نظریں ہٹا کر داہنی طرف دور بنے کاؤنٹر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"بہت اچھا کیا۔ کچھ لوگوں کو شرافت کی زبان سمجھ نہیں آتی۔"

"وہ جو صاحب کھڑے ہیں نا!" ریسپشن پر۔" اس نے سوہا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے موضوع بدل دیا۔

"میرے اسکول کے اونر تھے نا! مغیث حسن۔ ان کا ہی اے ہے۔"

"اچھا!" سوہا نے سرسری سا غور کرنے کے بعد اس کی طرف رخ موڑا۔

"مغیث سر بہت ہمدرد انسان ہیں۔ بہت دریا دل۔ جتنا ان کے پاس پیسہ ہے نا! اسی حساب سے خرچ کرتے ہیں خدا کی راہ میں۔ کبھی کسی ضرورت مند کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔" وہ چند لمحے مزید ان کی تعریف کرتی رہی۔ پھر سوہا سے بولی۔

"کل میں اور حدید بھائی جائیں گے تھانے۔" وہ ناخن کھرچ رہی تھی۔ سوہا نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر سرسراتی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔ اور اسی پیار بھرے لہجے میں بولی۔

"تم فکر مند مت ہو ماہا۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اسے اپنی بہن کی پریشانی کا احساس تھا۔ لیکن وہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ سوائے زبانی کلامی تسلی دینے کے۔ اب یہ جو پولیس تھانے کے چکر کل سے شروع ہونے والا تھا۔ وہ جانتی تھی۔ بظاہر اس سے اتنے حوصلے سے بات کرنے والی ماہا۔ حقیقت میں اندر سے اس سے بھی زیادہ گھبرا رہی ہو گی۔

وہ بھلا کب گئی تھی زندگی میں تھانے وانے۔ وہ تو اسپتال میں بھی شاید اپنی پوری زندگی میں دوسری بار ہی رک رہی تھی۔ ماہا نے گہری سانس لی۔ اور تھکے تھکے انداز میں بینچ سے اٹھی۔

اس کا ہر عمل اس کی ذہنی اور جسمانی تھکاوٹ اور بوجھل اعصاب کا غماز تھا۔ وہ چاہے اظہار بے شک نہ کرتی۔ لیکن یہ حقیقت تھی کہ وہ بے حد تھک چکی تھی۔ جب سے حسیب کے شادی شدہ ہونے کا انکشاف ہوا تھا تب سے اب تک اس کی ازدواجی زندگی بے حد لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ رہی تھی۔

وہ ایک ایسی کشتی میں سوار تھی۔ جس میں کوئی ساتول نہ تھا۔ وہ حادثات کے منجدھار میں اپنی ناؤ کو ڈوبنے سے بچانے کے لیے تن تنہا ہی لڑ رہی تھی۔ اور اتنی ہی اناڑی بھی تھی۔ اور اتنی ہی گہرائی میں بھی۔ نہ اپنی ناؤ واپس موڑ سکتی تھی۔ نہ مہارت سے کھیلنا جانتی تھی۔ بس وقت کی کروٹوں میں دب جانے والے لمحات کھینچتی اور کبھی پشت پر رہ جانے والے وقت کی یادیں بچاتی جی رہی تھی۔

☆ ☆ ☆



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بہت دیر سے اپنی بیگم کی بے چینی اور مضطرب کیفیات کا مطالعہ کر رہے تھے۔ وہ کبھی پاس آکر بیٹھ جاتیں۔ چند لمحے پہلو بدلتیں پھر بنا کچھ بولے اٹھ کر چلی جاتیں۔ کبھی بے مقصد آگے پیچھے ٹہلتیں۔ آس پاس کی چیزیں درست کرتیں۔ پھر بگاڑتیں۔ پھر درست کرتیں۔

وہ بہت صبر اور تحمل سے ان کی حرکات و سکنات پر غور کرتے ہوئے' اس بات کے انتظار میں تھے کہ اپنی اندر کی سوچوں کے گھمسان سے تنگ آکر وہ خود ہی بول پڑیں گی۔ یہ بات بھی ان کے علم میں تھی کہ پچھلے چند دنوں میں ان کے اکلوتے سالے حبیب کی اچانک گمشدگی نے نہ صرف' بیگم بلکہ گھر پر بھی اثر ڈالا تھا۔ نہ صرف گہرا بلکہ بہت برا بھی۔

وہ خود ایک بے حد زمانہ اور موقع شناس آدمی تھے۔ ان کی اور مزنہ کی سالہا سال کی بھرپور خوشیوں بھری رفاقت میں جہاں مزنہ کی وفا اور سلیقہ شعاری کی اپنی جگہ تھی۔ وہیں ان کی مزاج کی نرمی اور صلح جو طبیعت کا بھی بہت ہاتھ تھا۔

مزنہ نے اپنی ذات اور زندگی سے جڑی ہر خوشی اگر ان کے ساتھ بانٹی تھی۔ تو زندگی کی طرف سے ملنے والے ہر غم پر آنسو بھی صرف ان کے سامنے بہائے تھے۔ ان کی زندگی لاجواب تھی۔ ان کی جوڑی مثالی تھی۔ ان کی ذہنی ہم آہنگی مکمل تھی۔ ان کی رفاقت بھرپور تھی۔ اسی کا اعتماد اور سہارا لے کر وہ مزنہ کی طرف سے بات شروع کرنے کے منتظر تھے۔ انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔

رات کے کھانے اور نماز کے فارغ ہو کر بہت دیر تک اللہ کے حضور گڑگڑانے' اور آنسو بہانے کے بعد اپنا چہرہ صاف کر کے وہ دودھ کا گلاس لے کر ان کے پاس آئیں' تو نہ صرف خاصی حد تک کمپوزڈ تھیں۔ بلکہ ایک طرح سے کچھ پرسکون بھی لگ رہی تھیں۔

''آج میں گئی تھی ماہا کے گھر۔'' انہوں نے دودھ کا گلاس ان کی طرف بڑھایا۔ اور خود گھوم کر دوسری طرف بیڈ پر آبیٹھیں۔

''یہ تو آپ نے صبح بھی بتایا تھا مجھے کہ آپ کا ارادہ وہاں جانے کا ہے۔ لیکن اس کی وجہ آپ نے صبح بھی نہیں بتائی تھی۔''

''میں اس کے پاس صرف اور صرف حبیب کی وجہ سے ہی جا سکتی ہوں۔'' حسب توقع اپنی سوچ سے باہر آکر انہیں چڑنے میں دیر نہیں لگی۔

''لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت کیوں پڑی۔ جبکہ وہ بارہا آپ کو بتا چکی تھی کہ اسے حبیب کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ اور اس کا کوئی جھگڑا بھی نہیں ہوا۔''

''وہ تو..... '' وہ تیزی سے بولنے لگیں۔ پھر بے ساختہ لب بھینچ لیے۔

''میں..... میں..... آپ کو بتانا چاہتی ہوں لیکن' ہمت نہیں پڑتی۔''

''کیا بات کی ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی۔ کچھ تو بتاؤ۔''

''میں اصل میں اسے دیکھ کر خود پر قابو نہیں رکھ سکی۔ میں نے اس سے دو چار نامناسب باتیں کہہ دی تھیں۔''

بدلے میں اس نے ایسی بات بولی کہ میں' میرا صبر و قرار سب کٹ گیا۔'' ان کی آواز بھرا گئی۔ گلا رندھ گیا۔

''اس نے کہا کہ حبیب کنوارہ نہیں بلکہ ایک بچے کا باپ ہے اور بچہ۔ بھی۔ ناجائز۔'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں۔ صادق صاحب کے گلے میں پھندا لگ گیا۔ انہیں زور کی کھانسی آئی اور دودھ چھلک گیا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مزنہ اب باقاعدہ رونے لگی تھیں۔
بھرائی ہوئی آواز اور رک رک کے الفاظ میں وہ مستقل ماہا کو ہی برا بھلا کہے جا رہی تھیں۔ جس نے ان کے معصوم بھائی پر اتنا گھناؤنا الزام لگایا تھا۔ صادق صاحب اپنی بیگم کو زندگی میں پہلی بار ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار ہوتا دیکھ رہے تھے۔
گو کہ وہ مستقل "میرا بھائی ایسا نہیں ہے اور وہ ایسا نہیں کر سکتا" کے الفاظ دہرا رہی تھیں۔ لیکن شاید وہ خود ہی کہیں اس یقین میں پڑنے والی دراڑیں دیکھ رہی تھیں۔ انہیں ماہا کی بات کا ذرہ برابر یقین نہیں تھا۔ وہ اسے جھٹلا رہی تھیں، لیکن کھوکھلے پن سے۔
مزنہ کے برخلاف صادق صاحب کو ماہا کی کہی گئی بات پر فوراً" ہی یقین آگیا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ ان کا سالا اور اکلوتا سالا کوئی کردار کا کچا شخص تھا۔ بلکہ ایک حد تک اگر دیکھا جاتا تو اس نے زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے جو جدوجہد کی تھی۔ اس پر انہیں فخر ہی محسوس ہوتا تھا، لیکن جس زمانے کی اور جس ماحول کی یہ بات کی گئی تھی' اس میں اس کا بہک جانا، مستقل کام' اپنوں سے دوری اور جانوروں کی طرح بے فیض تھکن سے نڈھال ہو کر کچھ دیر کے لیے کسی چھاؤں میں ستا لینے کا عمل اتنا بھی انوکھا یا نرالا نہیں تھا۔
وہ یقیناً" بعد میں سنبھل گیا ہوگا۔ لیکن لمحوں کی لغزش یوں اسی کی زندگی پر محیط ہو کر اسے اپنوں اور غیروں کے سامنے رولے گی، یہ اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا ہوگا۔ صرف چند منٹوں کے دورانیے میں وہ حقیقت اور گمان کا کوسوں لمبا سفر کر کے واپس لوٹے تھے۔ باہر مزنہ ان کی منتظر تھیں اور انہیں ان سے کچھ تو کہنا ہی تھا۔

✿ ✿ ✿

سوہا اٹھ کر اندر امی کے پاس چلی گئی اور حدید بھی ڈاکٹرز کی طرف بڑھ گیا۔ وہ تب ہی کتنی ہی دیر خالی پن سے وہیں بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیریں کھوجتی رہی۔ ان آڑی ترچھی لکیروں میں شاید کہیں اس کی زندگی کی وہ خوشیاں چھپی تھیں جو اس سے روٹھ گئی تھیں یا شاید ابھی ان میں مزید آزمائشیں چھپی بیٹھی تھیں۔ حسیب کی گمشدگی کی مشکل جیسی کچھ اور... دل کو مردہ کر دینے والی... لایعنی سوچوں میں گھرے ایک سے دوسرے سمت تک کا سفر کرتے وہ جانے کتنی دور نکل گئی تھی۔ اپنے آس پاس کے ماحول سے بالکل دور اور بے خبر۔
اس وقت کوریڈور میں اچانک ہی ایک ہنگامہ جاگ اٹھا۔ نرسز' وارڈ بوائز اور ان کے ساتھ مغیث حسن کی سیکرٹری کو اس نے تیز قدموں سے ایک کمرے کی جانب بڑھتے دیکھا۔
"سر ہوش میں آتے ہی سانس اکھڑنے سی لگی تھی۔"
"فوراً" آئی سی یو میں لے کر جائیے' کوئیک..." ڈاکٹرز کی پیشہ ورانہ آواز اور وہاں مچی ہلچل نے وقتی طور پر ماہا کو کسی گہری سوچ سے باہر نکالا تو وہ ایک دم سہم سی گئی۔
"الٰہی خیر... پتا نہیں کس کی زندگی داؤ پر لگی ہے۔" وہ گھبرا کر تیزی سے اٹھی اور امی کے پاس جانے کے لیے آگے بڑھ گئی۔ وہ مر کر بھی یہ بات نہیں سوچ سکتی تھی کہ داؤ پر لگنے والی زندگی کسی اور کی نہیں' اس کی اپنی ہے۔
اسے اندر آتے دیکھ کر سوہا جو امی کے پاس بیٹھی اٹھ کر کہنے لگی۔
"کینٹین سے چائے ہی لے آؤ... سوکھے منہ بیٹھا نہیں جا رہا۔"
"میں بھی لاتی ہوں... باہر ذرا کوئی ایمرجنسی ہے۔" اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ چند لمحے پیشتر کی نسبت اب ذرا سکون تھا۔ وہ باہر نکل کر سست قدموں سے چلتی کینٹین کی سمت بڑھنے لگی۔ کینٹین میں ڈسپوزایبل گلاس ختم ہو چکے تھے۔ اس نے مجبوراً" وہیں کے چینی کے کپوں میں چائے لی اور تھوڑی دیر میں واپس کرنے کا کہہ کر ہاتھوں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

میں تھامے واپس آئی تو کوریڈور کے آغاز پر ہی حدید مل گیا۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔۔ میں چائے لینے گئی تھی تو سوچا آپ کے لیے بھی لے لوں، مگر آپ نظر ہی نہیں آئے۔" حدید اس کی بات کے جواب میں پھیکے پن سے مسکرا دیا۔ ماہا نے اس کے برابر میں چلتے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"کیا بات ہے، بڑے چپ چپ سے ہیں۔"

"میں چپ چپ ہوں، نہیں تو۔۔۔ ہاں لیکن تم۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ دوسرے سرے سے کسی مریض کو دوسری جگہ منتقل کیا جا رہا تھا۔ غالباً "انتہائی نگہداشت میں۔۔۔ حدید جگہ کم ہونے کے باعث تیزی سے آگے نکل گیا۔ حدید چند قدم آگے جا کر رک گیا اور ہٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نظروں کے تصادم پر وہ ذرا سا مسکرائی اور بالکل برابر سے گزرتے اسٹریچر پر نظر ڈالی۔ ایک بے حد سرسری نظر، لمحے سے بھی کم وقت کی، اچٹتی ہوئی بے معنی۔۔۔ اور کبھی کبھی ایک نظر ہماری زندگی بھر کی بصارتوں کو اندھا کر دیتی ہے۔۔۔ لمحے بھر کا منظر پوری زندگی کی فلم کو کرپٹ کر دیتا ہے اور کبھی کبھی چلتی پھرتی زندگی محض ایک پل میں فالج زدہ ہو کر وہیں ٹھہر جاتی ہے، جہاں وہ بھاری لمحہ زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ وہ بھاری لمحہ جو بیتی خوشیوں کے تمام وقتوں کو اپنے وزنی پیر تلے کچل دیتا ہے اور بڑے بڑے دکھ اس کے آگے ہیچ نظر آتے ہیں۔

اس کی زندگی میں بھی وہ لمحہ بے حد آہستگی سے داخل ہوا اور اس کی شہ رگ پر اپنا پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ چلتے چلتے ٹھہری۔۔۔ پھر ساکت ہوئی۔۔۔ پھر بت بنی اور بالآخر بے جان۔۔۔ ابھی ابھی اس نے اپنے بالکل برابر سے جس شخص کو بے حس و حرکت دوسروں کے سہارے پہیوں لگے بستر پر جاتے دیکھا تھا۔ جسے وہ اجنبی سمجھ رہی تھی۔ وہ اجنبی نہیں تھا۔ اس کی پوری زندگی کا عنوان تھا۔ اس کے بے جان ہاتھوں سے لبالب بھرے کپ چھوٹے اور ایک چھناکے کی زوردار آواز کے ساتھ ٹکڑوں کی صورت میں زمین پر بکھر گئے۔ شاید اس کے اپنے وجود کی طرح۔۔۔ اس نے فقط چند لمحے اسٹریچر کو خود سے دور جاتے دیکھا اور حدید نے اس کو ساکت ہو کر دوبارہ جنبش کرتے۔ کسی شناسا نام کی صورت ایک چیخ اس کے حلق سے نکلی اور دوسرے پل وہ بھاگتی ہوئی جا کر اس بے سدھ وجود سے لپٹ گئی۔

"حسیب۔۔۔ حسیب!" وہ رو نہیں رہی تھی۔ وہ ایک بار کے بعد دوبارہ چیخی بھی نہیں۔

اسٹریچر دھکیلتی نرس اور دوسرے لوگ رک کر اس نیم پاگل عورت نما لڑکی کو تعجب سے دیکھنے لگے۔ جو آکسیجن ماسک میں چھپے چہرے اور نلکیوں میں جکڑے ہاتھ پیروں کو بری طرح جھنجوڑتی شاید اسے جگانے یا ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

حدید بدحواس سا بھاگ کر آیا اور سارا معاملہ ایک نظر میں سمجھ گیا۔ ڈاکٹر زاب اسے سنبھالنے کی سعی کر رہے تھے۔ حدید نے اسے شانوں سے تھاما۔ گو کہ اس قدر اچانک اور اس قدر شدید ذہنی دھچکا جو حسیب کو وہاں اس حال میں دیکھ کر اسے پہنچا تھا۔ اس سے خود کو فوری طور پر باہر نکال پاتا۔ نہ صرف خود کو بلکہ حواس کھوتی ماہا کو سنبھالنا اتنا آسان نہ تھا۔ مگر یہی انسانی فطرت ہے اور یہی زندگی ہے۔ ماہا نے بے حد تڑپ کر اپنے شانے پر جمے حدید کے ہاتھ جھٹکے۔ اس وقت وہ بالکل جلال میں آئی کسی مست ملنگ کی مانند لگ رہی تھی۔

"پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ ان کو سنبھالیں۔۔۔ پیشنٹ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔" ایک نرس نے وہیں رک کر التجا آمیز انداز میں حدید سے کہا اور ماہا کو تھاما۔

"ریلیکس بی بی! ریلیکس۔۔۔" اس نے تڑپ کر اپنے بازوؤں سے نکلتی ماہا کو دیکھا۔ جو اب دور جاتے حسیب کے بیڈ کو دیکھتی چیخنے لگی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہٹو۔۔۔ د۔۔۔ جانے دو مجھے۔"

"پلیز انہیں سنبھالیں۔" ایک ڈاکٹر کی پکار پر اس نے ماہا کو چھوڑا۔ حدید سے کہا اور دوڑتی ہوئی دور چلی گئی۔ حدید نے فورا" آگے لپکتی ماہا کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا۔ خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی ماہا تھک کر ناکام ہو کر رک گئی اور پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر ڈھے گئی۔ اسے بازوؤں سے تھامے اس کے ساتھ بیٹھتا ہوا حدید بے بسی کی انتہا پر پہنچ کر اپنے آنسو پینے لگا۔

☆ ☆ ☆

رات زیادہ گہری نہیں ہوئی تھی۔ لیکن کمرے میں مکمل اندھیرے کی وجہ سے آدھی سے زیادہ بیت جانے کا گمان ہو رہا تھا۔ مزنہ کا ہموار تنفس گہری نیند میں جانے کی گواہی دے رہا تھا۔ وہ پوری طرح تسلی کرنے کے بعد کمرے سے باہر آئے اور دھیرے سے دروازہ بند کرتے ہوئے جیب میں تھرتھراتے موبائل کو کچھ کوفت کے ساتھ باہر نکالا۔ ان کے موبائل پر مسلسل کسی کی کال آرہی تھی، لیکن مزنہ کی خراب حالت کے پیش نظر انہوں نے ان کے سامنے کوئی بھی کال اٹینڈ کرنے سے پرہیز ہی کیا تھا۔ خود مزنہ کا اپنا موبائل انہوں نے کافی دیر ہوئی آف کر دیا تھا۔ ورنہ جس قدر بکھری ہوئی دماغی کیفیت میں مزنہ چلی گئی تھیں ان سے کچھ بعید نہ تھا کہ پھر سے ماہا کو کال کریں یا اس سے منسلک کسی بھی شخص کو فون کر کے کچھ بھی کہنا شروع کر دیں۔ اسکرین پر چمکتے ان جانے نمبر سے۔۔۔ ان کا دل بھی انجانے انداز میں دھڑک اٹھا۔ دل ہی دل میں "یا کریم" کا ورد کرتے ہوئے انہوں نے فون کان سے لگایا۔

"السلام علیکم! میں حدید بات کر رہا ہوں۔۔۔ آپ مجھے پہچانے۔" آواز اور انداز مانوس سا تھا لیکن۔۔۔

"آپ حسیب کے۔۔۔"

"جی میں حسیب کا دوست بھی ہوں اور ماہا کے بہنوئی انس کا بھائی بھی۔" اس کی آواز ٹھہری ہوئی اور لہجہ بہت ہموار تھا۔ پھر بھی اس نے تعارف کی غیر ضروری تفصیل شاید خود کو سنبھالنے کے لیے استعمال کی تھی۔

"جی جی۔۔۔ فرمایے۔" دوسری جانب اس نے ایک گہری سانس لی اور آنکھوں کو زور سے بند کر کے کھولا۔

"حسیب کا پتا چل گیا ہے۔"

"جی۔۔۔ کیا۔۔۔ کب۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔" ایک پل میں ان کے دل پر کیا کیا نہیں گزر گیا۔ امید۔۔۔ خدشہ۔۔۔ قیامت۔۔۔ انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو کسی بھی قسم کی بری خبر کے لیے تیار کر لیا۔ لیکن دوسری جانب جو کچھ حدید نے بتایا۔ انہیں سمجھ نہیں آیا کہ وہ ہنسیں یا روئیں۔ خدا سے شکوہ کریں یا شکر ادا کریں۔

"فی الحال وہ کومے میں ہے۔"

"او مائی گاڈ۔۔۔" وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پر گر گئے۔

"مزنہ کی حالت بہت خراب ہے۔ وہ بہت ڈسٹرب ہے۔"

"جی۔۔۔" حدید نے ایک نظر سہارے کے بازوؤں میں بے حال ہوتی ماہا پر ڈالی۔

"اور وہ بچی ماہا۔۔۔ وہ کیسی ہے؟ اسے بتا دیا۔" انہیں یکا یک ماہا کا خیال آہی گیا تھا۔

"وہ بھی۔۔۔ ڈسٹرب ہے۔"

"اسے بتا دیا تم نے۔"

(باقی آئندہ)

Downloaded From
Paksociety.com

For Next Epsiode Visit
Paksociety.com



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

فرحین اظفر

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید ٗ انس ٗ عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ ٗ انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس ٗ سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کردیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے ٗ مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کرلیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید ٗ عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ ٗ شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے ٗ جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہوجاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کرلیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کردیتی ہیں۔

حدید ٗ انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہوجاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے ٗ مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

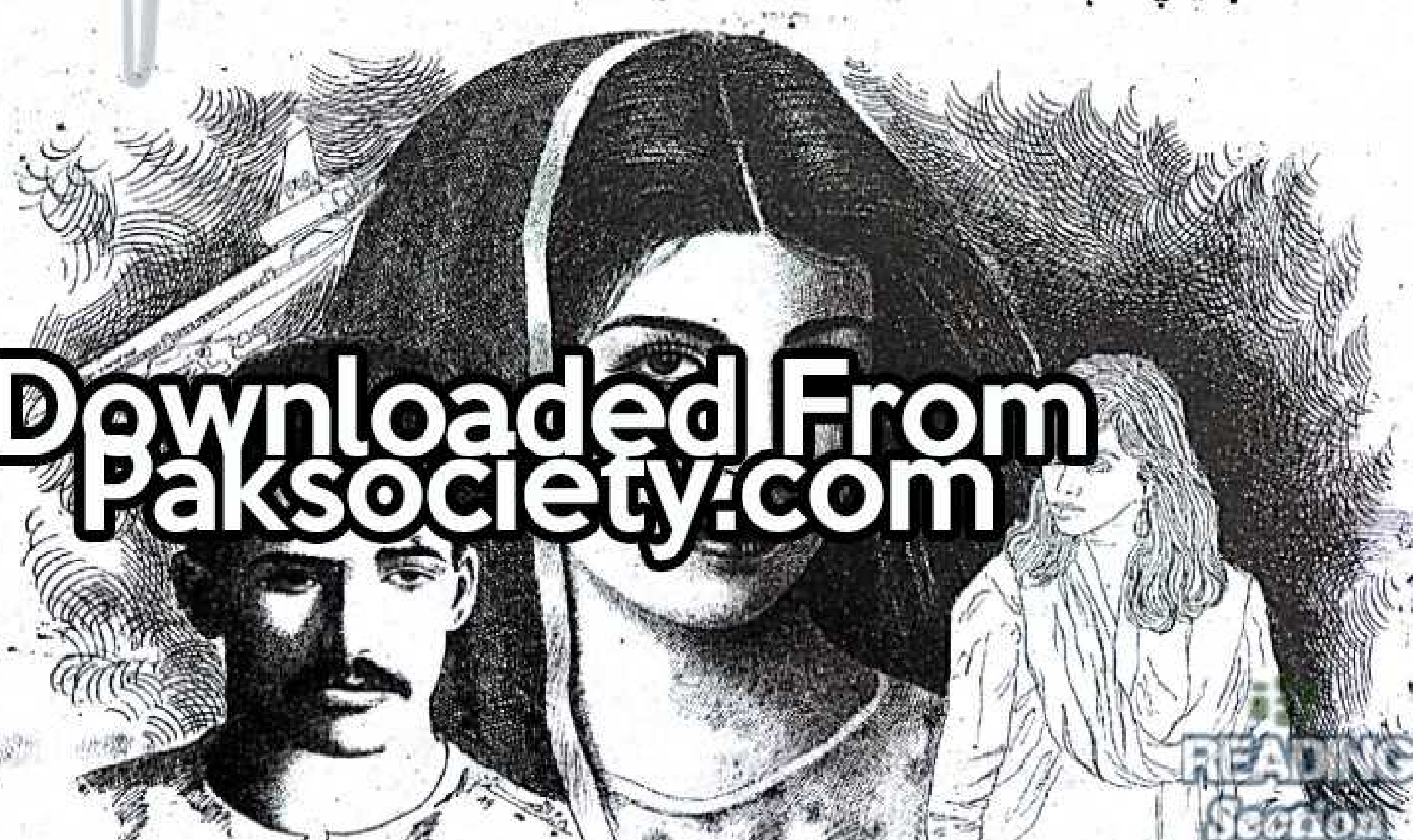

Downloaded From Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

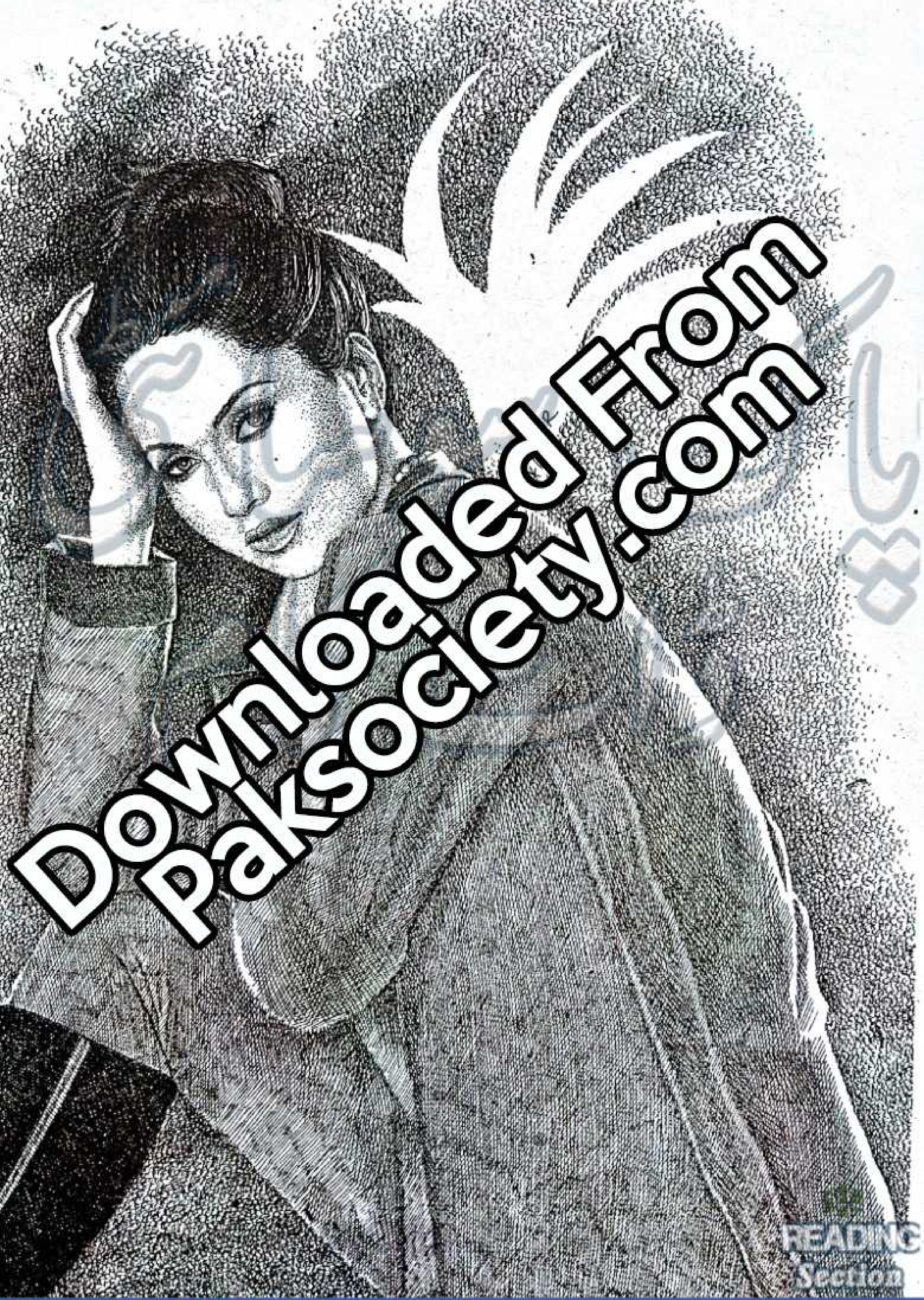

Downloaded From
Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Click on http: / /www.Paksociety.com for More

خاموش ہوگیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی، مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے، جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیر و خوبی ہوجاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے' ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے' مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً" پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے' مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا' مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منالیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے' مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہوجاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہوجاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہوجاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہوجاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

## بارہویں قسط

"اسے ہی نے دیکھا تھا سب سے پہلے۔" حدید کے تصور میں کسی کا جنون چکرایا۔ اس نے بے ارادہ ہی خشک لبوں کو زبان پھیر کر تر کیا۔ فون پر دوسری طرف اتنی لمبی خاموش رہی کہ حدید سمجھا لائن کٹ گئی ہے۔

"طبیعت کیسی ہے اس کی' وہ ٹھیک ہے۔" اس کی ہیلو کے جواب میں جو آواز ابھری وہ بے حد تھکن زدہ تھی۔

"کس کی... ماہا کی... جی بس ٹھیک ہی ہے۔" اس نے گہری سانس لے کر اپنی پیشانی رگڑی۔

"کیا کہتے ہو تم... میں مزنہ کو بتاؤں ابھی یا پھر... صبح...؟" ان کی نظروں نے دیوار گیر گھڑی تک کا سفر کیا۔

"جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ویسے آج ابھی آنٹی کی چھٹی ہورہی ہے۔ ہم انہیں لے کر گھر جارہے ہیں۔ انہیں کچھ نہیں بتایا ہے ہم نے ان کی اپنی حالت ٹھیک نہیں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ تم لوگ آج رات تو رہنے دو۔ میں صبح مزنہ کو بتادوں گا اور ہسپتال بھی لے آؤں گا۔" گفتگو کے فیصلہ کن اختتام تک پہنچتے پہنچتے وہ یوں تھک گیا تھا۔ جیسے میلوں کا سفر پیدل طے کرکے آیا ہو۔ اس نے سامنے بینچ پر بوجھل انداز میں بیٹھی سوہا اور ماہا کو دیکھا۔ وہ فون بند کرکے بے حد سست رفتار قدموں سے نزدیک آیا۔

"آنٹی کا سامان پیک کرلیا سوہا۔" سر جھکائے بیٹھی سوہا نے پژمردگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"چلو پھر... اٹھو' انہیں سہارا دے کر باہر لاؤ۔ میں تب تک باقی سب نپٹاتا ہوں۔" حسب توقع ماہا اس کی بات پر سوہا کو دیکھ کر منمنانے لگی۔

"میں نہیں جاؤں گی' میں اب نہیں جاسکتی۔" حدید نے ایک نظر اسے دیکھا' پھر سوہا کو۔

"اسے سمجھاؤ سوہا۔ اس وقت ہمارے ساتھ چلے۔ اگر یہ یہاں رکے گی تو آنٹی لازما" اس کی غیر موجودگی کا پوچھیں گی۔ صورت حال کو سمجھ کر چلے اور اپنے آپ کو سنبھالے۔ ابھی مجھے انس کو بھی فون کرنا ہے۔ اس سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں فیصلہ کرسکوں گا کہ گھر میں فی الحال کس کس کو یہ خبر سنانی ہے۔"

اپنی بات مکمل کرکے وہ بنا ماہا کی طرف دیکھے۔ سیدھا بڑھتا چلا گیا۔ سچ تو یہ تھا کہ اس کے اپنے اعصاب شل



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہو رہے تھے۔ سر اور جسم میں شدید درد کا احساس اچانک ہی جاگ اٹھا تھا۔ بے اختیار اس کا دل چاہا کہ ہر مسئلے اور فکر سے جان چھڑا کر گھر جائے اور کسی مہربان آغوش کی پناہ میں سکون سے آنکھیں موند لے۔ سکون کے تصور سے اس کے ذہن میں نائلہ کا چہرہ ابھرا اور وہ پاس کھڑی کیب تک جاتے جاتے ٹھٹک گیا۔

✡ ✡ ✡

بتول بہت دیر سے تماشا دیکھ رہی تھیں۔ وہ بار بار موبائل اٹھاتا اور اسکرین دیکھ کر بے اختیار اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ چمکتی جسے وہ بمشکل لب دبا کر چھپاتا۔ چند ایک لفظ یا دو ایک جملے ٹائپ کرتا اور سیل ایک طرف رکھ کر دوبارہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ جو ایک چھوٹے سائز کا پیانو اپنے گھٹنوں پر ٹکائے باپ سے چپک کر بیٹھا الٹے سیدھے بٹنوں پر ہاتھ مارتا' شور بھی مچا رہا تھا اور خوش بھی ہو رہا تھا۔

پیانو سے نکلتے الٹے سیدھے راگ بہت اونچی آواز میں تھے۔ بتول کے کان پکنے لگے۔ مگر معراج کا وہ حال تھا۔ جیسے اسے ارد گرد کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ وہ بیٹے کی طرف دیکھ کر دھیرے سے مسکراتا تو لبوں سے زیادہ اس کی آنکھیں مسکرا اٹھتیں۔ وہ نہ اپنے بیٹے کی بات سن رہا تھا' نہ اس پر توجہ دے رہا تھا۔ بس اس کی کسی بات کے جواب میں یا اس کے بطور خاص متوجہ کرنے پر پیانو کے کسی بٹن پر انگلی رکھ دیتا۔ بے ڈھنگے پن والے شور میں ایک اور بے ڈھنگی آواز گونج جاتی اور بس۔۔۔

بتول کے لیے معراج کی یہ مصروفیت آج سے پہلے کبھی اتنی چبھن آمیز نہیں رہی تھی۔ وہ آفس سے آنے کے بعد اکثر فون پر کالز اٹینڈ کرتا رہتا تھا۔ اسی طرح خود بھی کبھی دوستوں اور اپنے افسران کو فون اور پیغامات بھیجتا رہتا تھا۔ لیکن اس وقت بتول کی چھٹی بلکہ پہلی پانچ حسیں بھی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں کہ اس وقت معراج کے فون پر کوئی اور نہیں بلکہ عفت ہی تھی۔ جو مسلسل نہ صرف میسج پر اس سے بات کر رہی تھی' بلکہ اس کی توجہ بھی بٹا رہی تھی کہ معراج ٹھیک سے اپنے بچے کو وقت نہیں دے پا رہا تھا۔

"راجو۔۔۔ اے راجو۔" بالآخر جب ان سے برداشت نہیں ہوا تو انہوں نے معراج کو دھیرے سے آواز دے ڈالی۔ مگر معراج نے ان کی پکار پر کان دھرے ہی نہیں۔ اسی وقت اس کے بیٹے نے پھر سے کوئی بات کرنے کے لیے اس کی طرف دیکھا اور اسے متوجہ نہ پا کر اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف گھمانے لگا۔ معراج نے بتول کی آواز تو سنی نہیں تھی۔ اس کا دھیان بیٹے کی طرف بھی نہیں گیا۔ بتول کی الجھن ایکا ایکی غصے میں بدلی اور انہیں بری طرح تب ہی تو چڑھ گئی۔

"معراج۔۔۔" اگلے پل ان کے حلق سے نکلنے والی آواز اتنی کراری اور کڑک تھی کہ نہ صرف معراج بلکہ اس کا بیٹا بھی بری طرح چونک کر انہیں دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا امی۔۔۔" اس کا لہجہ اور انداز بھی اتنا ہی پرسکون تھا۔

"کب سے آواز دے رہی ہوں' کان پر جوں نہیں رینگتی تمہارے۔ آخر ایسا کون ہے۔ جس کے آگے اپنی اولاد کو دیکھنے کا وقت نہیں مل رہا تمہیں۔" معراج کا منہ کھل گیا۔ اس نے اسی کھلے منہ سے انہیں پھر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ جو اسی کی طرح ناسمجھی سے کبھی اپنے باپ اور کبھی دادی کو دیکھ رہا تھا۔

"پچی۔۔۔" اس نے اس کی گود سے پیانو اٹھایا۔ اسے ایک طرف رکھا۔ پھر اسے گود میں اٹھا کر آگے آیا اور بتول کے بستر پر لٹا دیا۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔ اب آپ کو بھی آرام کرنا چاہیے اور میرے منے کو بھی سونا چاہیے' چلو بیٹا آنکھیں بند۔۔۔ شاباش۔۔۔" اب کی بار منہ کھلنے کی باری بتول کی تھی۔ وہ آگے سے ہیں۔ بس بھی نہیں کر پائیں' اور وہ ایک



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

بار پھر سیل اٹھا کر اسکرین دیکھتا کمرے سے یہ جا وہ جا۔ بتول چند لمحے تو اس کے جانے کے بعد یوں ہی بیٹھی رہیں۔ پھر جب ان کے پوتے نے پکارا۔

"دادی!" تب کہیں جا کے وہ کسی گہری نیند سے جاگیں۔

"دادی کہانی سنائیں نا۔" انہوں نے ایک تھکی ہوئی نظر اس پر پھینکی۔

"اپنے باپ سے سن جا کر۔" انہیں خود نہیں پتا تھا کہ انہیں اتنا غصہ آخر آکس بات پر رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

پہلی بار موبائل فون کی افادیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ اس نے جب سے موبائل فون لیا تھا۔ شاید تب سے اب تک کل ملا کر بھی اتنے میسجز کسی کو نہیں کیے تھے۔ جتنے اب ان چند گھنٹوں میں کر دیے تھے اور ان چند گھنٹوں میں اس نے اور بھی کچھ تھا جو جانا تھا' محبت کے علاوہ اور کوئی سواری آج تک ایجاد نہ ہو پائی تھی۔ جو دو انسانوں کے درمیان موجود فاصلوں کو اس سے زیادہ تیز رفتاری سے پاٹ سکے۔

مرد ذات سے پیدا ہو جانے والے سب سے خوب صورت جذبے محبت کی پہلی سیڑھی انسیت کے علاوہ اور کوئی چیز اتنی طاقت نہیں رکھتی کہ اس سے زیادہ عورت کو اپنا دیوانہ بنا سکے۔ نکاح کے بول کوئی طلسماتی طاقت نہیں صرف ایک احساس رکھتے ہیں۔ وہی احساس رفتہ رفتہ اپنائیت اور پھر محبت کی طاقت بن کر اس رشتے کی رگوں میں بہنے لگتا ہے۔ وہ اس سے پہلے صرف ہجر کے معنی جانتی تھی یا صرف نارسائی کے یا صرف قربانی کے۔۔۔ یا صرف خاموشی کے۔۔۔ ایک ان چاہا رشتہ بہت دھیرج سے مگر بہت تیزی سے من چاہا بن رہا تھا۔

زندگی کے دامن میں اس کے لیے سیاہ' سفید اور سرمئی کے علاوہ بھی بہت سے رنگ تھے۔ زندگی نے اس سے پہلے اپنا دامن کشادہ کیا ہی کب تھا۔ اب تو زندگی مسکرائی تھی۔ اس نے اپنی بانہیں وا کر دی تھیں۔ وہ انکشاف سے حیرت اور پھر حیرت سے یقین کی اور سفر شروع کر چکی تھی اور اس سفر میں معراج اس کا ہم سفر تھا۔

بنا پلکیں جھپکے مستقل ایک ہی جانب دیکھنے پر اس کی آنکھوں میں نمی سی تیر گئی تھی۔ تب ہی بے آواز سیل فون میں تھرتھراہٹ پیدا ہوئی۔ اس نے چونک کر فون اٹھایا اور گہری سانس بھر کے مسکرا دی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اس کی ایک "ہاں" کا منتظر تھا۔

"فون کروں؟" ایک ہی الفاظ پر مشتمل یہ کوئی آٹھواں میسج تھا۔

"نہیں۔۔۔"

"کیوں۔۔۔"

"سب باتیں کر تو لیں۔ اب کیا رہ گیا ہے۔ ساری باتیں ختم ہو گئی ہیں۔"

"تمہاری ختم ہوئی ہیں۔ میرے پاس باقی ہیں۔"

"تو۔۔۔؟"

"تو کیا۔۔۔ میں بولوں گا تم بس سنتی رہنا۔"

"مجھے نیند آ جائے گی۔"

"میں نہیں سونے دوں گا۔"

"میں بور ہو جاؤں گی۔"

"اتنی بری باتیں کرتا ہوں میں۔"

"میں کیا کہوں۔۔۔ آپ خود سمجھ دار ہیں۔" اس نے نچلے لب کا کونا دانتوں تلے دبایا اور سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

Downloaded From Paksociety.com



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"حد ادب لڑکی۔۔۔ میں تمہارا مجازی خدا۔۔۔ اس بات کا برا بھی منا سکتا ہوں۔"

"تو جلدی سے برا منا لیں اور سو جائیں۔"

"تمہیں میرے برا ماننے کی کوئی پروا نہیں۔"

"فی الحال نہیں۔" اس نے ایک مسکراتا ہوا چہرہ بھی ساتھ اٹیچ کر دیا۔

"اور اگر میں ناراض ہو گیا تو تمہیں سکون کی نیند آجائے گی۔"

"جلد ہی آجائے گی۔" کچھ دیر خاموش رہی۔ اگلے کئی منٹ تک کوئی پیغام نہیں آیا۔ وہ جو اس کو فون بند کر کے سو جانے کا مشورہ دینے لگی تھی۔ خود ہی تشویش میں پڑ گئی۔ بجائے سیل رکھ کر سونے' ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگی۔

"اگر یہ بات تم اپنی آواز میں مجھے سنا دو تو۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں اور تنگ نہیں کروں گا' فون کروں۔" عفت کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

"السلام علیکم۔" کچھ دیر بعد سیل فون سے نکلتی آواز اس کی سماعتیں بھگو رہی تھی۔

"آپ کیا روزانہ اتنی جلدی سو جاتی ہیں یا آج زیادہ نیند آرہی ہے۔" شرارت کی رمق میلوں کے فاصلے سے بھی اسے دکھائی دے رہی تھی۔

"میں فجر میں اٹھتی ہوں۔ اس لیے جلدی سوتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے فرصت سے کروٹ کے بل لیٹ گئی۔ جانتی جو تھی۔ کم از کم آج کی رات وہ سو نہیں سکے گی۔ اس کے چہرے پر کوئی پچھتاوا یا افسوس نہیں تھا۔

✲ ✲ ✲

رضوانہ کو ڈس چارج ہونے کے بعد گھر تک لاتے لاتے کافی دیر ہو چکی تھی۔ نیچے والے پورشن کی تمام بتیاں گل تھیں۔ حدید تیسری بار نائلہ کا فون ڈسکنکٹ کرنے کے بعد اب چوتھی بار کال کرنے پر ریسیو۔ کر کے اکھڑ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے تمہیں کیوں فون کیے جا رہی ہو۔"

"مصیبت۔۔۔ مصیبت کیا ہوتی ہے۔ اتنی رات ہو گئی ہے۔ میں گھر میں اکیلی ہوں۔" اس نے بمشکل حدید کا لب و لہجہ کڑوے گھونٹ کی طرح حلق سے اتارا۔

"تو۔۔۔" حدید پر اس کی مشکل سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

"تو۔۔۔ تو کیا مطلب۔۔۔ میں اکیلی ہوں' رات ہو گئی ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آپ۔۔۔ آپ پلیز گھر آجائیں نا!" اپنے منت بھرے لہجے پر اسے خود جتنی حیرت تھی شاید اتنی حدید کو بھی نہیں ہوتی۔ کس نے سوچا تھا کہ حالات اس نہج پر آجائیں گے۔ ایک شخص جو کہ اس کا شوہر تھا' جسے اس نے کبھی شوہر جتنی اہمیت دی نہ توجہ' نہ وہ درجہ جو ایک بیوی کے ذہن و دل میں شوہر کا ہوتا ہے۔ جس کا نزدیک آنا اسے پسند نہیں تھا اور وہ اس شخص سے برملا اس کا اظہار بھی کر چکی تھی۔ آج خود سے ایک بار نہیں کئی بار فون کر کے اسے گھر بلا رہی تھی۔

اور وہ شخص جو دل سے اسے نہ چاہنے کے باوجود اپنی قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکا تھا۔ جو اس کے سرد اور ناقابل فہم' ہتک آمیز اور اکتائے ہوئے رویے کے باوجود' سب سے بڑھ کر ایک مرد ہونے کے باوجود فاصلے مٹانے کی ایک بار نہیں کئی بار کوشش کر چکا تھا۔ وہی شخص آج اس سے اس قدر بے زار تھا کہ اس کے نزدیک آنا تو دور اس کی بات تک سننے کا روادار نہ تھا۔

"تو۔۔۔ آ نہیں آرہے۔۔۔ کیا چچی کی چھٹی نہیں ہوئی۔"

"آتا ہوں۔۔۔ تھوڑی دیر لگے گی۔" وہ اور بھی کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ لیکن حدید کے روکھے رویے کو دیکھ کر



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہمت نہیں ہوئی۔

☆ ☆ ☆

امی... تائی اماں اور تایا ابو کے علاوہ گھر میں باقی سب کو علم ہو گیا تھا۔ انس دوسرے دن صبح ہی صبح اپنا بوریا بستر سمیٹ واپس کراچی آگیا۔ حیدر آباد میں جاب ملنے کی جو آس بندھی تھی وہ اس آخری انٹرویو کے بعد مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔ سفارش اور رشوت وہ دو تلواریں تھیں جو کامیابی کے میدان میں شہسوار اپنی میان میں نہیں بلکہ آستین میں چھپا کر رکھتا تھا اور وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ ایسا صرف کراچی میں ہے تو یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ نتیجتاً" حسیب کی خبر اور اس کی حالت اس کے ارادوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ وہ بے حد شکستہ اعصاب کے ساتھ گھر میں داخل ہوا تھا۔ حدید سرخ آنکھیں لیے ناشتے میں مصروف تھا اور نائلہ حسب معمول کچن میں۔

"خیریت تو ہے ہم کتنی صبح نکل پڑے۔"

"بس یار جب ایک بار اس کا سن لیا تو رکا نہیں گیا۔" حدید نے جواب نہیں دیا۔

"انس کے لیے بھی ناشتا بنا دو۔" اس نے آواز لگائی۔

"نائلہ یہیں ہے۔" اس نے بے حد محتاط ہو کر پوچھا تھا۔ "ہوں... میں لے جاؤں گا اگر اسے میرے ساتھ جانا ہوا تو" مگر رات میں۔"

"رات میں کیوں..." انس کو حیرت سی ہوئی۔ حدید نے ناشتا روک کر بے زاری سے اسے دیکھا۔

"آج مجھے ہر حال میں آفس نہ صرف جانا ہے، بلکہ جتنا بھی کام میرا پینڈنگ میں پڑا ہے وہ کمپلیٹ کر کے دینا ہے اوور ٹائم بھی کرنا پڑے گا اور وہ بھی ود آؤٹ پے..." انس اس کا انداز اور اس کی بات سمجھ کر چپ ہو گیا۔ حدید کا خیال تھا کہ وہ آگے سے تبصرہ کرے گا یا کم از کم ایک "کیوں" کا سوال تو ضرور ہی اٹھائے گا، لیکن اس کی طرف سے مکمل خاموشی پر خود ہی کہنے لگا۔

"تھکا کے رکھ دیا ہے ان اسپتالوں کے چکروں نے یار... ایک بندہ نکلا نہیں کہ دوسرا..." اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔

"اسپتال کوئی اپنی مرضی سے تو نہیں جاتا نا۔" انس کی آواز دھیمی تھی۔

"پھر بھی یار... پرائیویٹ جاب کرتا ہوں۔ نہ ڈھنگ سے کوئی پرفارمنس دی ہے، نہ کوئی کام لگ کے کر پایا ہوں۔ اوپر سے اب یہ حسیب کی بات اور... اور تم تو جا کر بیٹھ گئے وہاں یہاں میری خواری۔"

حدید جیسے ناک تک بھر چکا تھا۔ اسے خود اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کام جن میں خدا کے سوا اور کسی کی مرضی تھی نہ خوشی۔ ان کاموں میں وہ کسی معصوم انسان کو کیوں قصوروار ٹھہرا رہا تھا۔ کیوں... کیونکہ وہ تھک گیا تھا۔ تھک رہا تھا اور تھک چکا تھا۔ اسے اپنی تھکن اتارنے کے لیے جس سہارے اور جس وجود کی ضرورت تھی وہ پاس ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے ایک جلتی ہوئی نظر ناشتا لا کر رکھتی، نائلہ کی طرف پھینکی تھی۔

انس گہری سوچ میں ڈوب چکا تھا۔ جمع جتھا آہستہ آہستہ اختتام کی طرف جا رہا تھا اور یہاں تو قدم قدم پر پیسے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسے جو بھاگ دوڑ دوسری نوکری کے حصول کے لیے کرنی چاہیے تھی وہ سارا اب اپنے سسرال کے چکروں میں نکلنے والا تھا۔ ظاہر ہے حسیب کو اسپتال میں لاوارثوں کی طرح تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔ پہلے ہی اللہ نے بہت کرم کیا تھا جو ایک انسان نما فرشتے نے نہ صرف اس کی جان بچائی تھی، بلکہ اس کے علاج معالجے کا خرچا بھی اپنے ذمہ لے رکھا تھا ورنہ شاید... اس کے آگے مزید سوچنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ چونکا، پھر سوہا کو فون کرنے کے ارادے سے اوپر جانے لگا تو حدید کی آواز آئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہاں تمہیں ویسے بھی کسی کے جینے مرنے سے کیا سروکار... تم اپنی دنیا میں مست رہو بس..."

☼ ☼ ☼

اگلے دن مزنہ کو لے کر جب ان کے میاں وہاں پہنچے تو سوہا' ماہا اور انس پہلے سے موجود تھے۔ مزنہ کو ساری صورت حال سے کس طرح آگاہ کیا گیا تھا اور کس قدر مصیبت سے ان کی بکھرتی ہوئی کیفیت کو سنبھالا گیا تھا یہ صرف ان کے شوہر صادق صاحب ہی جانتے تھے۔

حسیب ابھی آئی سی یو میں ہی تھا۔ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ بلکہ ملنا بھی کیا وہ تو کومے میں ہی تھا' لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی اجازت نہیں مل رہی تھی۔ ایسی صورت حال میں جبکہ ماہا اسے دیکھنے' اسے چھونے کے لیے حد سے زیادہ بے قرار تھی۔ یہ ڈاکٹری احتیاطیں اور پابندیاں اسے سخت زہر لگ رہی تھیں۔

انس بڑی مشکلوں سے ڈاکٹرز سے اجازت لے کر فقط چند منٹوں کے لیے اسے اپنے ساتھ آئی سی یو میں لے کر گیا تھا۔ ان چند منٹوں میں اس نے جس طرح خود کو سنبھالا یہ صرف وہ ہی جانتی تھی۔ آنسو بہا بہا کر اس کی آنکھیں ہمہ وقت نم ہی رہنے لگی تھیں۔ اسپتال آنے کے لیے گھر سے نکلتے وقت اس نے شکرانے کے نفل ادا کیے تھے کہ یہ ہی بہت تھا کہ حسیب ابھی زندہ تھا۔ گو مردوں جیسی حالت میں تھا۔ لیکن بہرحال اس کے دل میں ایک امید سی جاگ گئی تھی۔ اللہ نے اسے بالکل بے آسرا نہیں کیا تھا۔ اسے احساس تھا کہ وہ پہلے بھی خدا کے حضور اکثر ہی ناشکری کی مرتکب ٹھہری ہے۔ اب مزید نہیں۔

وہیں گڑگڑا کر باری تعالیٰ سے اس کی زندگی اور صحت کی دعائیں مانگتے' اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اب اور آنسو نہیں بہائے گی بلکہ جس حد تک ممکن ہو گیا حالات کا سامنا اور مقابلہ کرے گی۔

آئی سی یو سے نکلتے ہی اس کا سامنا مزنہ سے ہوا۔ وہ اس ٹاکرے کے لیے تیار نہیں تھی۔ جب ہی یک دم ٹھٹک سی گئی۔ مزنہ قدرے بلند آواز میں روتی ہوئی آئیں اور اس کے گلے لگ گئیں۔ ماہا پتھر کے بت کی طرح ایستادہ ان کے ہائے وائے سنتی رہی۔ ماہا کے دل سے ابھی ان کی باتوں کی کڑواہٹ ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے خاموشی سے ان کے پیچھے ہٹنے کا انتظار کرتی رہی اور جب وہ سوں سوں کرتی پیچھے ہٹیں تو خود بھی خاموشی سے ایک طرف ہو گئی۔

"کیا کہتے ہیں ڈاکٹرز۔" مزنہ نے منہ بنا کر اپنے میاں کو دیکھا۔ انہوں نے خاصی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلا کھنکار کر انس کو مخاطب کیا۔

"درمیان میں ایک آدھ بار ایسا لگا جیسے ہوش آجائے گا۔ ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔ اگلے اڑتالیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔" انس دھیمی آواز میں بتانے لگا۔

سوہا مستقل ماہا کے قریب کھڑی اس کی دلجوئی کرتی رہی اور مزنہ ایک طرف بیٹھی بظاہر تسبیح کے دانے گراتی دل ہی دل میں ماہا کے لتے لیتی رہیں۔ اپنی یہ کم عمر اور سیدھی سادھی بھاوج انہیں ایک دم ہی بہت بری لگنے لگی تھی جانے کیوں...

☼ ☼ ☼

حدید کے آفس سے واپسی کا ٹائم ہو رہا تھا۔ وہ اسپتال جانے کے لیے تیار تھی۔ اس نے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے سوچا اور کہیں سے ایک بھولی بھٹکی سراہتی ہوئی نظر سر نکال کر مسکرانے لگی۔

"یہ میں ہوں نائلہ' ہر طرح سے ایک مکمل عورت' ایک نامکمل زندگی کے ساتھ..." اس نے ایک گہری آہ بھر



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے سوچا۔ دفعتاً" موبائل کی بیل بجی۔

"شبیر حسین کالنگ..."

"وہ... خدایا... ایک نامکمل زندگی اور ایک شرمناک کردار کے ساتھ..." آئینے سے جھانکتی ہوئی ایک دوسری نائلہ نے طنزاً" اسے دیکھ کر جملہ مکمل کیا۔

"اف خدایا!" حدید کی واپسی کا وقت تھا۔ وہ بس آتا ہی ہوگا اور گھر کی چابی موجود ہونے کی وجہ سے وہ خود ہی دروازہ کھول لیتا تھا۔ اس نے ایک بے حد تھکی ہوئی نگاہ ڈال کر فون ریسیو کرلیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب تک شبیر حسین کی منحوس آواز اس کی سماعتوں کو جلائے گی نہیں تب تک یہ فون بجتا ہی رہے گا۔

"کیا مصیبت ہے۔ اس وقت فون کیوں کیا ہے۔ جانتے ہو کہ میرے شوہر کے آنے کا وقت ہو رہا ہے۔"

"چل چل... بکواس نہ کر' بڑی آئی پتی ورتا..." آگے سے اس نے اس انداز میں بات کی کہ نائلہ کی آنکھوں میں ذلت کے مارے آنسو آگئے۔

"بول بھی چکواب... یا کچھ اور گالیاں دینی ہیں۔" اب کی بار اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

"وہ... نہ نہ میری رانی... کیا ہوا' خفا ہو گئی۔ اوئے گالیاں دینے کی تو اویں میں عادت ہے میری۔ تو ناراض نہ ہوا کر... یہ بھی پیار کا ایک انداز ہی ہے۔" نائلہ کا دل اور جل کر خاک ہو گیا۔

"یہ بتا... کہ اس دن تو میں زیور نہیں لے جاسکا۔ اب کس دن آؤں۔"

"اف اللہ... کیا تم پاگل ہو۔ یا ہوش و حواس میں نہیں... مجھ سے ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میرے کمرے اور میری الماری سے لینے آرہے ہو۔ آخر تم سمجھتے کیوں نہیں کہ..."

"زیادہ بکواس نہ کر... سب سمجھتا ہوں میں... تیرے بہانے... سیدھی طرح بتاتی ہے یا آؤں تیرے گھر' تیرے خصم سے کہہ کر تیری ڈولی اٹھوانے۔" کرب و اذیت کے بے پایاں احساس تلے دب کر اس کا دم گھٹنے لگا۔

"یا اللہ!" اس سے اس نے کس طرح ڈوب کر دل سے خدا کو پکارا تھا کہ ایک خیال نے بچھو کی طرح اسے ڈنک مارا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے شبیر! میں بتاؤں گی تمہیں دن اور وقت۔ تم ٹھیک اسی رات اسی وقت گھر آجانا۔ تمہاری آسانی کے لیے ہر چیز تیار ہوگی۔ میں خود دروازہ کھولوں گی' باقی کام تمہارا..." دوسری طرف تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ غالباً" شبیر حسین کو خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ نائلہ اس طرح کی کوئی بات کرے گی۔

"سوچ لے اچھی طرح تو! کوئی ہوشیاری دکھائی ناتو..."

"اچھا بس بس... میں فون بند کررہی ہوں۔ اب تم بس میرے فون کا انتظار کرنا۔" اس نے شبیر حسین کو زیادہ بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ فون بند کرکے اس نے خود کو پرسکون کرنے کے لیے دو تین گہری گہری سانسیں لیں اور اپنی نم آنکھیں پونچھ کر باہر نکلی۔ دروازے پر کھٹکا ہوا اور اسی وقت حدید اپنی بائیک گھسیٹتا اندر آیا۔

✲ ✲ ✲

حسیب کے اسپتال میں ہونے کی خبر عفت کے سسرال والوں تک پہنچ چکی تھی۔ معراج سے کئی بار اسپتال جانے کی بات کرچکی تھیں۔ لیکن وہ انہیں لے کر جانے کے موڈ میں نہیں لگ رہا تھا۔

"ارے لے جاؤں گا ناں اماں!"

وہ کچھ ناگواری اور ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگیں۔ چند دنوں سے اکلوتے بیٹے کے انداز کافی بدلے بدلے سے تھے اور سب سے بڑھ کر تو انہیں اس موبائل فون سے چڑ ہونے لگی تھی جو اب کسی جزو لازم کی مانند اس سے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

چپکا رہتا تھا۔ اس وقت بھی جلدی جلدی کھانا ختم کرکے وہ اٹھا اور اسی غائب دماغی سے موبائل لے کر کمرے میں چلا گیا۔ بتول جو کوئی بات کرنے جارہی تھیں' الفاظ آدھے ادھورے ان کے لبوں میں ہی رہ گئے۔ وہ منہ کھول کر معراج کو کھانا ختم کرکے اٹھ کر جاتے ہوئے دیکھتی رہیں۔ معراج نے کمرے میں جاکر دروازے کو ہلکا سا بھیڑ دیا۔ یوں کہ ذرا سی درز باقی رہ گئی۔ انہوں نے آن کی آن میں پیر نیچے اتار کر چپلیں پھنسائیں اور بلی کی سی چال سے چلتی ہوئی دروازے کے پاس آکر کان لگائے۔

"یار۔۔۔ تم کب جاؤ گی وہاں۔۔۔ میں سوچ رہا تھا اماں کو لے کر آؤں تو تم سے بھی ملاقات ہو جائے۔"

چند لمحے وہ دوسری طرف کی بات سنتا رہا۔

"اچھا تو یہ بھی نہیں لگتا نا کہ تمہارے گھر میں ٹینشن ہو اور میں پہنچ جاؤں' تم سے ملنے تمہارے گھر۔" باہر کھڑی بتول کا دل دھک سے رہ گیا۔

"اس سے تو بہتر یہی ہے کہ کوئی سیٹنگ کرلی جائے۔" اس سے زیادہ سننے کی ان میں تاب نہیں تھی۔۔۔ بے حد کلستے ہوئے دل کے ساتھ بڑبڑاتے ہوئے واپس کمرے میں آئیں اور دھم سے بیٹھ کر تکیے کے نیچے سے اپنا موبائل نکالا۔

"اسی لیے تو آنے سے پہلے ہی بری لگنے لگ جاتی ہیں اچھی بھلی لڑکیاں۔۔۔ دیکھو ذرا ابھی گھر میں قدم رکھا نہیں کہ منصوبہ بندیاں شروع کردیں اس لڑکی نے۔۔۔ اے ہم تو بہت معصوم سمجھ رہے تھے۔" چند لمحوں کے بعد ان کی پھپھولے پھوڑتی آواز سرگوشی سے ذرا ہی بلند تھی۔

"آپ کو اس سے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں بتاتی ہوں نا کیا کریں آپ۔۔۔" وہ خاموش ہو کر دوسری طرف کی بات سننے لگیں۔

☼ ☼ ☼

کوریڈور میں چھاتی ہوئی سرد مہری خاموشی اعصاب کو توڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ مزنہ مسلسل تسبیح میں مشغول تھیں۔ انہوں نے ایک دو بار کے علاوہ نگاہ اٹھا کر ماہا کی طرف دیکھا تک نہ تھا۔ ماہا تو ماہا' سوہا بھی ان کا انداز دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی۔ تب ہی دوسرے سرے سے حدید اور نائلہ آتے دکھائی دیے۔ دونوں کے چہروں پر سنجیدگی کے علاوہ ایک عجیب سی سرد مہری اور لاتعلقی دکھائی دیتی تھی۔ قریب پہنچ کر حسیب کی خیر خیریت اور سلام دعا سے فراغت کے بعد تھوڑی ہی دیر وہ لوگ بیٹھے۔ پھر انس کے موبائل پر عفت کا فون آگیا۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد وہ حدید کو لے کر ذرا دور کونے میں چلا گیا۔

"عفت نے مجھ سے مشورہ کرکے خالہ جان اور آنٹی کو سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"ٹھیک ہے یہ کوئی چھپنے والی بات تھی بھی نہیں۔" حدید نے بات سن کر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا۔

"وہ تمہاری بات ٹھیک ہے' لیکن آنٹی کی طبیعت۔۔۔ عفت وہاں اکیلے گھبرا رہی ہے۔ اس سے انہیں سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔" حدید جواب دیے بنا خاموشی سے فرش کو گھورتا ہوا نچلے لب کا کونا دانتوں تلے کچل رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ماہا کو گھر لے جانا چاہیے۔ ہوسکتا ہے وہ خود انہیں تسلی دے تو وہ تھوڑا بہتر محسوس کریں۔"

ان تینوں نے مل کر ماہا پر زور دیا۔ سوہا بھی بات سمجھ کر ہاں میں ہاں ملانے لگی۔ آخر میں مزنہ نے اپنے وہیں رکنے کا عندیہ دیا۔ ان کے میاں بھی ان کے ساتھ تھے۔ بے حد فکر مندی اور حسرت بھری آنکھوں سے حسیب کے بے خبر وجود کو تکتی ماہا گھر واپسی کے لیے تیار ہو گئی۔ سوہا اور انس راستے بھر اسے سمجھاتے ہوئے آئے تھے کہ امی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.paksociety.com for More

کے سامنے اگر تم خود ٹوٹ کر بکھر گئیں تو پھر انہیں سنبھالنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ حسیب کی حالت سیریس تھی، بیلن کومے جیسی ناامیدی کی کیفیت بہرحال ان سے چھپالی گئی تھی۔ تب سے اب تک وہ بیسیوں بار ماہا کو شادی کے بعد واپس پاکستان آنے پر اتنی ملامت کر چکی تھیں کہ اب ماہا کو بھی ساری صورت حال کا ذمہ دار خود اس کا اپنا وجود جنے لگا تھا۔ رضوانہ نے جب سے مصلا "سنبھالا تھا" تو کئی گھنٹے بعد بھی جاء نماز سے اٹھی نہ تھیں۔ ماہا بھی عشاء کی نماز پڑھ کر کافی دیر خدا کے حضور سجدے میں جھکی اپنی زندگی میں آجانے والے اس سقم کو دور کرنے کے لیے کوئی روزن مانگتی رہی، کوئی دروازہ کوئی راستہ۔۔۔

بعض حادثے انسان کو اس صورت حال میں دھکیل دیتے ہیں کہ اسے اللہ کے سوا کسی سے اپنی مشکل بیان کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔ فون کی گھنٹی بجی۔ کسی انجانے نمبر سے کال آرہی ہے۔ پاکستان سے تو نہیں لگتی۔ سوہا نے دیکھتے ہوئے فون ماہا کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔۔۔" ماہا کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ دوسری طرف کون ہو گا۔

"میں۔۔۔ میں ولید ہوں۔ حسیب درانی کا بیٹا۔۔۔ آپ مجھے پہچانیں؟" دوسری طرف ایک نوعمر آواز اپنے لہجے میں دھڑکتے ڈھیروں خدشات سمیٹ کر اس کی ساعتوں میں اتر گئی۔ ماہا سن سی کھڑی رہ گئی تھی۔

✲ ✲ ✲

دوسرے دن بتول نے ناشتے کے بعد اپنی بیٹی کے کہنے کے عین مطابق رکشہ کیا اور دونوں ماں بیٹی خود ہی عیادت کا فرض نپٹانے پہنچ گئیں۔ اس وقت وہاں مزنہ اور صادق کے علاوہ ماہا بھی موجود تھی۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے ان کی عیادت کے بے روح الفاظ سنتی رہی۔ اس کے لیے خود پر یہ پتھر کیفیت طاری کرنا ضروری بھی تھا اور بہتر بھی۔ ان دونوں خواتین کی وہاں موجودگی پر سخت بے آرام تھی۔ لیکن بہرحال عفت کے سسرال والوں کا معاملہ تھا۔ خدا خدا کر کے وہ لوگ واپسی کے لیے اٹھیں۔ رکشے میں بیٹھتے ہی بتول کی چھپی ہوئی مسکراہٹ باہر آگئی اور دانت نکل پڑے۔

"واہ۔۔۔ بھئی واہ! کیسی تیزی دکھائی میں نے۔ یہ راجو تو ہم عورتوں کو بالکل پاگل سمجھتا ہے۔ اب لگے گا پتا۔ جب شام میں پوچھے گا نا چلنے کے لیے تو میں ٹھینگا دکھا دوں گی۔" وہ ننھی بچی کی طرح خوش ہو رہی تھیں۔

"حیران رہ جائے گا وہ بھی آپ کی اتنی کوئیک سروس پر۔" "اے ہاں تو اور کیا۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی تو آئے تھے تب اسی لڑکی کی ماں داخل تھی۔ پر میں ایک بات کہوں خدا لگتی۔ جب سے اس گھرانے میں رشتہ جوڑا ہے، ایک کے بعد ایک مصیبت آتے دیکھ رہی ہوں بے چاروں پر۔"

رات تک بتول پر شادمانی کی کیفیت طاری رہی۔ اپنی آج والی حرکت پر بے حد فخر محسوس ہو رہا تھا۔ اس خوشی کی کیفیت میں انہوں نے لاڈلے پوتے کے لیے سوجی کا حلوہ بنایا وہ بھی بادام کھوپرے والا۔ اسی دم دروازہ بجا آنے والا معراج ہی تھا۔

"خیریت تو ہے آج اتنی دیر لگا دی تم نے۔" بتول نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں بس۔۔۔ وہ ذرا میں۔۔۔ ہسپتال میں پھنس گیا تھا۔"

"تم اکیلے ہی ہو آئے۔" بتول ہکا بکا رہ گئیں۔

"کیوں۔۔۔" "جب میں نے تم سے کہا تھا مجھے لے کر چلنا۔"

"تو آپ تو ہو آئیں نا! صبح۔" شرٹ کے کف کھول کر مصروف سے انداز میں پلٹتے ہوئے اس نے بتول کے قریب ہی کہیں پٹاخہ پھوڑا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ [illegible] پھر ہونٹوں کی قید سے نکلے۔

Click on http://www.Paksociety.com for More

معراج مطمئن سا کمرے سے جا چکا تھا۔ بنا خلاصہ پڑھے کہانی پوری کی پوری سمجھ میں آنا کسے کہتے ہیں یہ آج پتا چلا تھا بتول نے اپنی گردن اور جبڑوں میں بے انتہا کھنچاؤ محسوس کیا۔

☼ ☼ ☼

کتنی عجیب سی بات تھی۔ اس نے حبیب کی اولاد سے، حبیب کی بیوی کی حیثیت سے بات کی تھی، لیکن وہ اس کی ماں نہیں تھی وہ رو رہا تھا۔ حبیب کی خیریت پوچھ رہا تھا۔ اس سے پاکستان آنے کی اجازت مانگ رہا تھا اور وہ بس خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

"اسے کس نے بتایا ان کے بارے میں۔" وہ اس کی باتوں کو غائب دماغی سے سنتی، سوچتی رہی اور لائن کے دوسری طرف بے طرح سناٹا محسوس کر کے وہ پکار اٹھا۔

"آپ۔۔۔ آپ سن رہی ہیں۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ آپ کو کیا کہوں۔۔۔ ماما۔۔۔ آپ میری ماما ہی تو ہیں۔" اس کی آواز اٹکی، رکی، جھجکی اور رندھی ہوئی تھی اور اتنی دیر سے اس کی بات سنتی، ماہا کا دماغ گھوم گیا۔

"پاگل ہوئے ہو کیا۔ ماما کیوں کہہ رہے ہو مجھے۔"

"آپ۔۔۔ آپ بابا کی مسز ہیں تو۔۔۔"

بابا۔۔۔ بابا کی مسز۔۔۔ ماہا کے اندر غصے اور اشتعال کی شدید لہر اٹھی۔

"ہاں ہوں میں حبیب کی مسز۔۔۔ تو۔۔۔ یہ کیسے سوچ لیا تم نے کہ میں تمہاری ماں ہوں۔۔۔ کان کھول کر سن لو تم۔۔۔ میں کوئی تمہاری ماما واما نہیں ہوں اور کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں یہاں آنے کی۔ یہاں کوئی نہیں بیٹھا تمہارے انتظار میں اور رہے حبیب۔۔۔ تو ابھی تو ان کو خود اپنا ہی ہوش نہیں۔ لیکن جب انہیں ہوش آ جائے گا، تب بھی میں تمہیں یہاں بلوانے کی اجازت نہیں دینے دوں گی سمجھے۔۔۔ اور خبردار جو اب مجھے فون کیا دوبارہ تو۔۔۔"

بے انتہا تنفر سے چبا چبا کر کہتے اس نے بات مکمل کی اور دوسری طرف کی بات سنے بغیر لائن کاٹ کر سیل پھینک دیا۔ سوہا اندر آئی تو وہ سر ہاتھوں میں پکڑے بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔" وہ دیکھ کر رکی۔

"کچھ نہیں۔" اس نے سر اٹھایا تو آنکھوں میں گہری ہوتی سرخی نے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن سوہا نے اس وقت اس سے کوئی بھی بات کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ انس گھر سے آ چکا تھا۔ اسے اسپتال کے لیے نکلنا تھا۔ سوہا آج گھر پر رک گئی تھی۔

ماہا نے ان باتوں کو اسی وقت سر سے جھٹک دیا تھا، لیکن اب۔۔۔ حبیب کے پرائیویٹ روم میں منتقل ہو جانے کے بعد خالی اور خاموش سفید دیواروں کو تکتی ہوئی، بار بار یہ ہی باتیں سوچ رہی تھیں۔

"کیا میں حبیب کے بیٹے کو جو کہ عمر میں مجھ سے چند سال ہی چھوٹا ہے۔ اپنا بیٹا بنا لوں گی۔۔۔ مان لوں گی اسے اپنی اولاد۔" صرف سوچ کر ہی اس کے سر میں درد سا ہونے لگا۔

تب ہی۔۔۔ یوں ہی بھٹکتی بھٹکتی نظریں سامنے بے سدھ پڑے قیمتی لیکن خود سے بے خبر وجود پر پڑیں اور اسی پل۔۔۔ اسی پل اس نے حلقوں میں دھنسے جھریوں زدہ پپوٹوں میں جنبش محسوس کی۔ ایک ثانیے کو تو اسے لگا کہ یہ اس کا واہمہ ہے۔ لیکن اگلے پل۔۔۔ وہ تیر کی سی تیزی سے اٹھ کر نزدیک آئی۔ یہ اس کا واہمہ نہیں تھا۔ اس کا تنفس درہم برہم ہو گیا۔ حبیب کی بند آنکھوں کے پیچھے دبی پتلیوں میں بے حد خفیف سی زندگی جاگی تھی۔ ماہا بدحواسی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

سے ڈاکٹرز کو بلانے باہر بھاگی۔

☼ ☼ ☼

حبیب کی شناخت ہو جانے کے بعد مغیث حسن پہلی بار ماہا سے ملنے اور حبیب کی خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔ انہوں نے بے حد خلوص دل سے ماہا سے ہمدردی بھرے بول بولے۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور حبیب کے صحت یاب ہو جانے تک تمام مالی اخراجات خود اٹھانے کا عندیہ دیا۔ صادق اس وقت وہاں موجود تھے۔ ان کی پر خلوص پیش کش پر انہوں نے منع کرنا چاہا۔ لیکن ان کا کہنا تھا کہ وہ جو بھی کر رہے ہیں انسانیت کے نام پر کر رہے ہیں۔ جو ذمہ داری انہوں نے اٹھائی تھی۔ وہ اسے پورا کریں گے۔

ماہا پورے مکالمے کے دوران گم سم بیٹھی دوپہر کا وہ منظر یاد کرتی رہی۔ جب حبیب کے بے جان وجود میں زندگی کے آثار جاگے تھے اور وہ ٹرین کی رفتار سے بھاگتے دوڑتے بے قابو ہوتے دل کو سنبھالتی ڈاکٹرز کو بلا کر لائی تھی۔ لیکن جب تک ڈاکٹر آئے تب تک۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا ہو چکا تھا۔ وہ ایک بار پھر سے بے خبری کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔ ماہا بے یقین نظروں اور رکتی ہوئی سانسوں سے اسے پکارتی رہ گئی۔ ڈاکٹرز کے پاس وہی باتیں تھیں۔ تسلیاں' تشفیاں' دلاسے اور وہ پھر سے ایک بار گم صم سی ہو کر اس کے پاس ہی ٹک گئی تھی۔

کیا پتا پھر۔۔۔

پھر سے ایک بار۔۔۔ ایک بار پھر اسے ہوش آئے۔ وہ آنکھیں کھولے دیکھے اور اگر میں یہاں نہ ہوئی تو مایوس ہو کر دوبارہ آنکھیں موند لے۔ پھر۔۔۔ صبح سے شام کے سائے ڈھلے اور رات نے دھرتی کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔ تب اس نے چٹختے اعصاب اور تھکن سے اکڑ کر ٹوٹتی کمر کو محسوس کیا۔

"کتنے گھنٹے گزر گئے ماہا! کب سے ایسے ہی بیٹھی ہو۔ کیا حالت ہو رہی ہے تمہاری۔۔۔ چلو گھر چلو۔" سامنے سوہا کھڑی تھی اور اس سے ایک قدم پیچھے ترحم آمیز انداز میں اسے دیکھتا ہوا انس۔۔۔

"میں نہیں جا سکتی۔" بمشکل بول سکی۔

"کیوں۔۔۔" سوہا کو اس کی بات پر شاک سا لگا تھا اور وہ جواب دیے بغیر ڈبڈباتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھے گئی۔

"کیا ہوا ہے۔ ماہا کیا بات ہے۔" اب کی بار انس اس کے انداز میں غیر معمولی پن محسوس کرتا نزدیک آیا۔

"صبح جب میں آئی تھی تب۔۔۔" اس نے الف سے یے تک ساری کہانی سنا ڈالی اور آخر میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی سسکیاں آزاد ہو گئیں۔ سوہا اسے خود سے لگا کر تھپکنے لگی۔ ایک بات تو طے تھی۔ ماہا اب کسی صورت اسے چھوڑ کر گھر نہیں جانے والی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح بے حد مضطرب لیکن چوکنا انداز میں صحن میں چکر لگا رہی تھی۔ حدید حسب معمول اس کی حرکتوں سے لاپروا سونے جا چکا تھا اور انس اور سوہا گھر آکر سونے چلے گئے تھے۔ اس نے محض رسمی طور پر ایک بار ہی حبیب کی کنڈیشن کا پوچھ کر اس کے بارے میں افسوس کا اظہار کیا تھا اور بس۔۔۔ تب سے اب تک اس کے انگ انگ میں جیسے چیونٹیاں کاٹ رہی تھیں اور پیروں تلے ببول اگ آئے تھے۔ پچھلے دو دن سے رات کو ڈیڑھ بجے کے بعد لائٹ چلی جاتی تھی۔ گرمی سے گھبرا کر وہ کمرے سے باہر نکلتی اور اوپر انس اور سوہا کی آدھی سوئی آدھی جاگی آوازیں آتیں۔ وہ دونوں بھی کمرے سے نکل کر کھلی چھت تلے بستر بچھا کر سو جاتے اور پھر سورج نکلنے کے بعد ہی جاگتے۔ اسے آج بھی اسی لوڈ شیڈنگ کا انتظار تھا اور زندگی بھی نا کس کس چیز کا انسان کو کب کب



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

انتظار کرواتی ہے' مگر آج لگتا تھا لوڈ شیڈنگ نہیں ہوگی۔ اسے اپنی ساری پلاننگ چولھے میں جاتی لگ رہی تھی۔ بے انتہا جھلا کر اس نے دو کا ہندسہ پار کرتی گھڑی کی سوئیوں کو دیکھا اور پھر دل سے ایک خیال اچانک ہی چوکڑی مار کر دماغ میں کودا۔ اس نے بے حد احتیاط سے کمرے کا دروازہ کھولا اور لاؤنج سے باہر صحن میں آگئی۔ صحن میں ایک انرجی سیور رات بھر کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔

"جیسے ہی میں مسڈ کال دوں تم آجانا۔" کانپتے ہاتھوں سے اس نے میسج ٹائپ کر کے ایک جانے پہچانے لیکن ناپسندیدہ نمبر پر بھیجا۔ دوسری طرف سے فوراً" موصول ہونے والے جواب "اوکے" نے اسے بتایا کہ دوسری طرف بھی بے قراری اپنے عروج پر ہے۔ نائلہ کانپتے لڑکھڑاتے قدموں سے صحن میں ایک جانب بنے چھجے کے نیچے لگے لکڑی کے باکس تک گئی۔ پرانے زمانے کی تعمیر شدہ گھر میں بجلی کا میٹر اور گھر کی لائٹ کا مین سوئچ گھر کے اندر ہی لگا تھا۔ دل ہی دل میں آیتہ الکرسی کا ورد کرتے ہوئے اس نے وہ باکس کھولا اور وہاں لگا ہوا مین سوئچ آف کر دیا۔ ایک بے حد معمولی سی ٹھک کی آواز ہوئی اور پورا گھر اندھیرے اور جامد تاریکی میں ڈوب گیا۔

اب اس کے کانوں میں صرف اس کی اپنی سانسوں کی آواز تھی یا پھر اس کی اپنی دھڑکن کی یا شاید اس کا دل ہی کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ چاند نہ پورا نہ باریک۔ بے حد مدھم سفید روشنی پورے صحن میں پھیلی ہر منظر کو دھندلا کر رہی تھی۔ گلی کے دوسرے گھروں میں جلتی اکا دکا لائٹوں کی روشنی اس کے گھر کو اجالنے میں ناکام ہو رہی تھی۔ وہ بے حد محتاط اور چوکنے انداز میں وہیں کھڑی رہی۔ بالوں کی لٹوں سے بہتا پسینہ دھار بن کر کمر پر بہتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے فضا میں گھٹن اور حد درجے حبس سے اپنا دم نکلتا محسوس کیا اور پھر اوپر کی منزل پر مخصوص آوازیں گونجیں۔ انس اور سوہا آدھی ادھوری نیند سے جاگی تھکن زدہ آنکھیں لے کر صحن میں نکلے تھے۔ نائلہ کی سانسیں اٹکنے لگیں۔

اگر۔۔۔ اگر انہوں نے ایک بار بھی باہر جھانک کر' کچھ اندازہ لگا لیا' لائٹ روزانہ تو سب کی جاتی ہے' لیکن آج صرف ہمارے گھر کی۔۔۔ بے حد کپکپاتی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کر کے وہ تھوڑی دیر اور وہیں کھڑی رہی۔ انس یا آواز بلند بڑبڑایا۔ اس نے خالص مردانہ انداز میں بجلی والوں کے ہوتے سوتوں کو صلواتیں سنائیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔ لاؤنج کم برآمدے میں ساکت کھڑی نائلہ نے اپنے ماتھے سے۔ بھنوؤں پر اترتا پسینہ بھیگی ہتھیلی سے صاف کیا۔ چند منٹ احتیاطاً" وہیں کھڑی رہی' پھر اسی طرح دبے قدموں جا کر سوئچ آن کر دیا۔ کل ملا کر دس منٹ سے بھی کم وقت لگا ہو گا اور اس نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ کمرے میں آکر اس نے موبائل نکالا۔ مس بیل دی اور کمرے کا دروازہ پورا کھول کر بیڈ پر آگئی۔ اب اسے بے چینی سے شبیر حسین عرف شبو کی آمد کا انتظار تھا۔

ایک کالا سایہ بے آواز دیوار پھلانگ کر صحن میں کودا۔ نائلہ بستر سے یوں اٹھی جیسے کمر کے نیچے ببول بچھے ہوں۔ وہ لپک کر باہر آئی اور بلی کی سی چال سے اس کے نزدیک پہنچی۔

"رکو سنو۔" وہ چوکنا انداز میں صحن میں کھڑا تھا۔ جب نائلہ نے قریب آکر اسے روکا اور اس کے مکروہ چہرے پر نظر پڑتے ہی دل میں شدید خواہش اٹھی کہ کم از کم ایک آلہ قتل تو اس کے پاس ضروری ہونا چاہیے تھا۔

"اپنا موبائل دو مجھے۔"

"وہ کس لیے۔" آس پاس کا جائزہ لیتے اس فرمائش پر اس نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"اگر حدید اٹھ گئے تو میں مسڈ بیل دے کر انہیں کمرے میں ہی روک لوں گی۔" وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔

"اوہو۔ جلدی کرو نا! گھر کے کسی اور بندے کا سیل میرے پاس نہیں ہے اور تمہارا نمبر بھی انجانا ہے۔ وہ فون میں الجھ جائیں گے تو۔۔۔" اس سے بات مکمل نہیں گئی۔ دھڑکتے دل اور ساتھ چھوڑتے حواس کے ساتھ اس طرح بولنا کسی طرح اسے سولی پر لٹکنے نیم مردہ تن کی سی تکلیف دے رہا تھا۔ یہ صرف وہ جانتی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"دو بھئی اب۔۔۔ اور جلدی جاؤ' اس سے پہلے کہ لائٹ چلی جائے۔" اسے یوں ہی اپنی جگہ جمے خود کو شک بھری نظروں سے دیکھتا پاکر دبی دبی آواز میں چیخ پڑی اور اس کے چیخنے کے انداز پر ہی اسے صورت حال کی سنگینی کا احساس ہوا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل نکالا اور نائلہ کو دیا۔ نائلہ نے ہتھیلی پھیلائی' لیکن اس نے موبائل ہتھیلی پر دھرنے کے ساتھ ہی اس کی ہتھیلی ہاتھ میں جکڑ کر اسے قریب کھینچا اور اس کا جبڑا دوسرے ہاتھ سے جکڑ لیا۔

"ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ اگر تو نے کوئی چالاکی دکھائی نا۔۔۔ تو۔۔۔ زندہ گاڑ دوں گا زمین کے اندر۔۔۔" اس کے سرخ ڈیلے باہر کو ابلے ہوئے تھے۔ نائلہ کی آنکھیں پھٹنے لگی۔ رواں رواں تن گیا۔ تب ہی کسی قریب کی دیوار کے کوئی بلی کرلائی۔ اس نے جھٹکے سے نائلہ کو چھوڑا۔

"صحن میں لوگ سو رہے ہیں' دھیان سے۔۔۔" وہ لڑکھڑا کر سنبھلی اور دھیرے سے کہہ کر پلٹ گئی۔ شبیر حسین تیزی سے سیڑھیاں پھلانگ گیا۔ نائلہ نے اپنے کمرے کے دروازے پر رک کر دیکھا۔ پھر ہاتھ میں پکڑا موبائل آف کر کے گریبان میں ڈال لیا۔ ایک گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی جو کہ ناکام رہی۔ اگلے ہی پل وہ تیر کی سی تیزی سے حدید کے سر پر پہنچی اور اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"حدید۔۔۔ حدید اٹھیں جلدی۔۔۔ گھر میں کوئی چور گھس آیا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے' حدید اٹھیں۔" گہری نیند میں کانوں میں پڑنے والا جملہ حدید کی نیند اڑانے کے لیے کافی تھا۔

"کیا۔۔۔ کہاں۔۔۔" اس کی آنکھیں پھٹ گئی۔ توقع کے عین مطابق وہ اٹھ کر "فوراً" ہی گرتا پڑتا بھاگا۔ نائلہ نے اسے دروازے کے قریب پکڑ کر بمشکل قابو کیا۔

"رک جائیں بھئی۔۔۔ ایسے تو وہ بھاگ جائے گا۔ آپ۔۔۔ یہ لیں۔" متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ کر اس نے بیڈ پر بچھی چادر کھینچی۔

"انس اور سوہا باہر سو رہے ہیں اور وہ سیدھا کمرے میں ان کی الماری میں گھسا ہو گا۔ مجھے پکا یقین ہے' اس سے پہلے اس دن بھی یہ ہی آیا ہو گا' انس کی الماری جو کھلی پڑی تھی۔ پیچھے سے جا کر اس کے اوپر ڈال دیجیے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے اس کے پاس ہتھیار بھی ہو۔" وہ جلدی جلدی چڑھتی سانسوں سے بولتی حدید سے زیادہ بدحواس ہو رہی تھی۔ چادر گول مول کر کے اس کے ہاتھوں میں پکڑاتی اس کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔ وہ مضطربانہ انداز میں حدید سے کہتی رخ پھیر گئی۔ اس کے اندر ہمت نہیں کہ حدید کی نظروں کا سامنا کر سکتی۔

حقیقت یہ تھی کہ یہ تمام کھیل اس نے اپنی تمام تر عزت اور زندگی داؤ پر لگا کر کھیل ڈالا تھا۔ اب اگر بازی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی تو سب کچھ جاتا' لیکن وہ اس وقت یہ سب سوچنے کی حالت سے بے بہرہ ہو چکی تھی۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے اور کیا کر رہی ہے۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ وہ ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے اوپر عمل کر رہی تھی اور یہی عمل اسے اس جال سے نکال سکتا تھا' جس میں اس نے اپنی بے وقوفی سے قدم رکھا تھا اور پھر جکڑی گئی تھی۔ حدید کمرے سے جا چکا تھا۔ اس کا تنفس بڑھنے لگا۔ کافی دیر گزری کوئی حرکت نہ آواز اور اس کے بعد ایک بے ہنگم شور نے اس کے دل کو الٹ پلٹ کر دیا۔ اس نے لگاتار۔ ان گنت بار تھوک نگلا۔ کپکپاتے ہونٹوں سے الٹے سیدھے درود اور آیت الکرسی کے حروف آگے پیچھے۔۔۔ آدھے پورے۔۔۔ پونے۔۔۔ فل اسپیڈ میں گھومتے ہوا دار دہائی پردوں کے نیچے اس کا جسم گیلا اور دماغ سن ہوتا چلا گیا۔ شور نزدیک آ رہا تھا۔ اس نے ذرا سی درز کھول کر جھانکا۔

چادر کے اندر لپٹا ایک پہاڑ سا وجود بری طرح لڑھکتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے آیا۔ اسی پل اس کے پیچھے انس اور



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

حدید۔۔۔ بدحواس اور طیش سے بے حال اس پر پل پڑے تھے۔ اسی پل اس کے دماغ نے جیسے جھٹکا کھایا۔ وہ دروازہ کھول کر صحن عبور کر کے دوڑتی ہوئی باہر نکلی اور پڑوسیوں کا دروازہ بری طرح پیٹ ڈالا۔ ساتھ ہی اس کے حلق سے بیٹھی ہوئی پھٹی ہوئی' خراش زدہ چیخیں نکلنے لگیں۔

"چور چور۔۔۔ خالہ چور آگیا۔ گھر میں چور گھس آیا۔" اس کی آواز اس قدر وحشت ناک اور روجود اتنا وحشت زدہ لگ رہا تھا کہ عام حالات میں اگر وہ یہ سنتی تو خود اپنی ہی آواز نہ پہچان پاتی۔ آئینہ دیکھتی تو اپنی ہی شناخت سے مکر جاتی۔ تھوڑی دیر میں گھر کا صحن بھانت بھانت کی آوازوں سے بھر گیا۔ اس کا شور سن کر آس پڑوس کے لوگ جاگ گئے اور مردوں نے گھر میں گھس کر انس اور حدید کی گرفت سے نکلتے ہوئے چور کا مار مار کر بھرکس نکال دیا اور نیم جان ہوتے ہوئے شخص کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ عورتوں کے تسلیاں اور تشفیاں دے کر واپس چلے جانے تک وہ پتھر کے بت کی مانند صوفے پر گری رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد تنہائی اور خاموشی دوبارہ پورے گھر پر اسی طرح قابض ہو گئی جیسے چند لمحوں قبل یہاں زندگی اور ہنگامے کے کوئی آثار بھی تھے۔

کسی نے فوری طور پر پولیس کو کال کر دی تھی اور باقی سارے لوگ مارتے پیٹتے' چادر کے اندر بدحال ہوتے وجود کو گراتے گھسیٹتے مین روڈ تک لے گئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ بری طرح رگڑ ڈالا۔ پھر دائیں طرف کی صوفے کی ہتھی پکڑ کر خود کو سہارا دے کر اٹھی اور لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کمرے میں داخل ہوئی۔ ذرا سی ٹھوکر لگی اور وہ کٹی ہوئی شاخ کی مانند وہیں بیڈ کے کنارے زمین پر گر گئی۔ رات لمحہ لمحہ آگے سرک رہی تھی۔ وہ زمین پر گری پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

ڈاکٹر بے حد مستعدی سے اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔

اسے ڈاکٹرز کے آنے کے بعد کمرے کے باہر ہی ٹھہرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ تب سے اب تک اس نے ہر وہ قرآنی آیت و سورت' ٹوٹے ہوئے لب و لہجے میں بے ہنگم طریقے سے پڑھ ڈالی تھی۔ جو اس کے حافظے میں اس وقت محفوظ تھی۔

ایک بار اس نے ڈرتے ڈرتے بند دروازے کے اوپر لگے شیشے سے اندر جھانکا تو' ڈاکٹر اور نرسوں کی پشت اور گھیرے میں گھرا ہوا وجود صرف پٹیوں میں جکڑا۔ مشینوں سے نبرد آزما دکھائی دیا۔ اس نے فی الفور خود کو وہاں سے ہٹا لیا تھا۔ اس کے بعد انس اور سوہا' مزنہ اور صادق بھائی کے آجانے کے بعد بھی اس کی ہمت نہیں تھی کہ دوبارہ اندر جھانک سکے۔

جانے کتنی دیر گزری۔ اس کی گیلی پلکیں جڑ کر سوکھ جانے کے بعد اندر سے ڈاکٹر باہر نکلے تو ان کا چہرہ اندرونی اطمینان کی تصویر تھا۔

"خدا کا شکر ہے۔ پیشنٹ کومے سے باہر آچکا ہے۔ زخم بے حد گہرے تھے۔ لہٰذا ریکور ہونے میں ٹائم لگے گا۔ مگر حالت خطرے سے باہر ہے۔ اس وقت وہ نارمل نیند میں ہیں۔ آپ ایک ایک کر کے انہیں دیکھ سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر کے بالکل سامنے اور سب سے قریب کھڑے پتھر کے بت کی جامد پتلیوں سے دو نمکین قطرے نکلے اور زرد عارض تر کر گئے۔

اس نے خشک حلق کو تر کر کے بے ساختہ آنکھیں موند لیں۔

"یا اللہ۔۔۔ تیرا شکر ہے۔" یہ اس کی زندگی کے پہلے تشکرانہ الفاظ تھے۔ جو اس قدر دل کی گہرائیوں سے نکلے تھے۔ اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس نے اس سے پہلے کبھی اتنے سچے دل سے اللہ کا شکر ادا کیا ہو۔



READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

جانے کتنے دیر گزر چکی تھی۔ یونہی سجدے میں پڑے رہ کر خدا سے راز و نیاز کرتے ہوئے اس نے اپنے اگلے پچھلے سارے ہی گناہوں کی معافی مانگ ڈالی تھی۔ سارے ندامت کے آنسو بہا دیئے تھے۔ اس کے دل کا آئینہ شفاف ہو کر چمک رہا تھا۔

دل کو قرار آ رہا تھا۔ بے یقینی سے یقین کی طرف سفر کرتی ایک عجیب سی کیفیت کے حصار میں تھی۔

"میں نے واپسی کی طرف قدم بڑھا دیا ہے۔ یقیناً" اللہ مجھے تھام لے گا۔" اس کے اندر سے کوئی صدا اٹھتی تھی۔ اور روح تک جا کر اسے شانت کرتی تھی۔ اگر خدا کے ذکر سے دل کو سکون ملتا تھا تو' ہاں آج اس نے یہ سکون محسوس کیا تھا۔

سوہا باہر لاؤنج میں جائے نماز بچھائے نوافل ادا کرنے میں مگن تھی۔ اس سارے ہنگامے کے دوران وہ محض اپنے کمرے کے ایک کونے میں سمٹی تھر تھر کانپتی رہی تھی۔

اس کا زندگی میں کبھی نہ تو کسی چور ڈاکو سے پالا پڑا تھا۔ نہ اس نے کسی چھوٹی سی بھی چوری ڈکیتی کی واردات کو اتنے قریب سے دیکھا تھا۔ کجا کہ اتنے مردوں کی دھاڑتی آوازیں۔ گالیاں' دھکم پیل اور شور شرابا۔ اوپر سے نائلہ کی چیخ و پکار۔

جس وقت حدید اور انس' اس چور کو دھکے دیتے گھسیٹتے مارتے پیٹتے سیڑھیوں سے نیچے لے گئے اس وقت وہ کمرے میں' دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر زور زور سے رونے میں مصروف تھی۔

نیچے جمع ہونے والی محلے کی عورتیں نائلہ کو دیکھنے اور سنبھالنے میں مگن تھیں۔ اوپری حصے میں چھا جانے والی خاموشی سے انہوں نے گمان ہی نہ کیا کہ ابھی اوپر ایک سہما ہوا صنف نازک کا وجود موجود ہے۔ نہ ہی نائلہ کو دھیان آیا۔ اور نائلہ کا کیا کہنا۔

اسے اپنا ہی دھیان نہ تھا تو کسی اور کا کیا رہتا۔

اپنی عزت سے لے کر زندگی اور زندگی بھر کی خوشیوں سے لے کر تمام خونی اور کاغذی رشتوں تک' سب کچھ داؤ پر لگا کر کھیلی جانے والی بازی وہ جیت چکی تھی' ابھی اس خواب کی حقیقت پر یقین کرنے میں بھی اسے وقت درکار تھا۔

کافی دیر وہیں کمرے میں دبکے رہنے کے بعد جب سوہا کو یقین ہو گیا کہ ہر طرح کا ہنگامہ تھم چکا ہے۔ تب جا کر اس نے پہلے واش روم میں جا کر منہ دھویا اور گیلے ہاتھوں اور چہرے سے ٹپکتے وضو کے پانی کی ٹھنڈک کو محسوس کرتے اور خالی کمرے کھلی الماری کو بے خیالی سے تکتے اسے نائلہ کا خیال آیا تھا۔

"اور نائلہ..... اب نائلہ کیا کر رہی ہے۔ پتا نہیں کہیں اس کی طبیعت ہی خراب نہ ہو گئی ہو۔"

دماغ کے مستقل منع کرنے کے باوجود وہ دل کی باتوں میں آ گئی تھی۔ اور نیچے آ کر جب نائلہ کو جائے نماز پر کھڑا دیکھا تو خود بھی لاؤنج میں نیت باندھ لی تھی۔ جس وقت حدید اور انس تھانے میں رپورٹ لکھوا کر واپس آئے تم اس وقت تک دونوں ہی کچھ وقت پہلے گزری افراتفری اور اس کے دیرپا اثرات سے سنبھل چکی تھیں۔

گو کہ فجر میں ابھی وقت تھا پھر بھی سوہا نے انس سے چائے کا پوچھا اور پھر چاروں کے لیے بنانے چلی گئی۔

نائلہ کمرے سے باہر نکلی اس نے اب تک۔ نماز کی طرح دوپٹا لپیٹ رکھا تھا۔ انس اور حدید تھکے ہوئے سے لاؤنج کے صوفے پر ڈھیر تھے۔

وہ بھی خاموشی سے وہیں ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

وہ ان سے شبیر کے بارے میں پوچھ کر تسلی کرنا چاہتی تھی کہ آیا کہ وہ تھانے میں بند رہے گا یا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور ان لوگوں نے ایف آئی آر کٹوائی کہ نہیں۔ لیکن دل میں بیٹھا چور مسلسل اس کی خواہش کو دبا رہا تھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

آخر وہ گھر میں رہنے والی ایک متوسط گھرانے کی عام سے تعلیم یافتہ عورت تھی۔ کوئی عادی مجرم یا ماسٹر پلان میکر نہیں تھی۔ جبھی چپکی ہو کر بیٹھی رہی۔

"کیا ہوا۔ پکڑ لیا پولیس نے اسے۔" سوہا چائے بنا کر لائی تو ٹرے درمیانی میز پر رکھتے ہوئے نائلہ کے الفاظ کو زبان دی۔

"پکڑا تو اسے ہم نے تھا۔ پولیس نے تو خالی اندر کیا ہے۔"

"چلو پکڑ تو لیا نا! شکر ہے عین موقع پر پتا چل گیا۔ ورنہ خدانا خواستہ..." وہ بے حد عام سے انداز میں حادثہ ہو جانے کے بعد کے تبصرے اور تجزیے کرنے لگی۔

"آج کل تو کچھ پتا نہیں بھئی۔ کبھی تو پورا گینگ ہی ہوتا ہے ساتھ..." انس اور حدید خاموشی سے چائے پی رہے تھے۔ نائلہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ صرف سوہا تھی جو نان اسٹاپ بول رہی تھی۔ شاید اس طرح وہ اپنے اوپر حاوی خوف کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔

"میں تو... بہت بری طرح ڈر گئی تھی۔" آخر میں سب کو چپ دیکھ کر اس نے اپنی بزدلی کا اعتراف کر ہی لیا۔

"کیوں۔ اس میں ڈرنے کی کیا بات تھی۔" انس کو اس کی بات اچھی نہیں لگی۔

"لو... میں کیا روز چوری ڈکیتی دیکھتی ہوں۔" اسے بھی برا لگا۔

"تو ہم کیا روز دیکھتے ہیں۔" اب کی بار حدید بھی گفتگو میں کودا۔ لیکن اس کا مقصد صرف تفریح لینا تھا۔

"آپ لوگ مرد ہیں اور میں..."

"تم بھی مرد بنو مرد..."

حدید نے ذہن پر چھائی کثافت کو کم کرنے کی خاطر ماحول میں شگفتگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

واقعہ بہر حال اتنا بھی معمولی نہیں تھا۔ اس کے اثرات سے نکلنے کے لیے سب کو کوشش کرنی تھی۔

"میں تو سوچ رہا تھا۔ جب تک ہم اسے قابو کریں گے تم ون فائیو پر کال کر چکی ہو گی۔" انس نے بھی حدید والا ٹریک پکڑا اب' وہ صرف سوہا کو چڑا رہا تھا۔

"شکر ہے آپ نے یہ نہیں سوچا کہ میں کوئی وزنی ہتھیار لے کر پیچھے سے اس کے سر پر دے ماروں گی۔"

"ارے ہاں' وزنی ہتھیار سے خیال آیا۔ اس پر چادر ڈال کر پکڑنے کا آئیڈیا بھی برا نہیں تھا۔ ہمیں ایکچوئیلی نائلہ کو شاباش دینی چاہیے۔ جس نے اپنے آپ پر بھی قابو رکھا اور' حدید کو بھی بدحواس نہیں ہونے دیا۔" وہ تینوں اب ذہنی بوجھل پن کے فیز سے نکل کر بالکل اسی طرح باتیں کرنے لگے تھے۔ جیسے عام طور پر گھروں میں کوئی غیر معمولی واقعہ ہو جانے کے بعد کی جاتی ہیں نائلہ اپنا نام سن کر چونکی۔ پھر پھیکے پن سے مسکرا دی۔

"میں ابھی آتی ہوں۔"

چائے کا کپ خالی کر کے ٹرے میں رکھا اور کمرے میں آکر گریبان سے شبیر حسین عرف شبو کا موبائل نکالا۔

موبائل آف تھا اور اب اسے زندگی بھر آف ہی رہنا تھا۔

فی الحال وہ اسے کھولنے کی حماقت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے جوں کا توں کپڑوں کی الماری کے سب سے نچلے خانے میں چھپا دیا۔ اس نے سوچا موقع دیکھ کر موبائل کو بعد میں ٹھکانے لگا دوں گی۔

☆ ☆ ☆

ناشتے کی میز پر بتول کا موڈ آف تھا۔

معراج کو صاف محسوس ہوا لیکن وہ آفس سے لیٹ ہو رہا تھا۔ اس وقت کوئی بھی بات چھیڑ کر گفتگو کو طول نہیں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

دے سنا عات۔ ان کے حلق میں کے مارے رہا تھا۔

"کل کتنے بجے سوئے تھے رات میں۔" بتول سے اس کی خاموشی برداشت نہیں ہوئی۔ اس لیے پوچھ لیا۔

"بس جب آپ آئی تھیں کمرے میں اس کے فوراً"بعد۔" اس نے جلدی سے گرم چائے کا گھونٹ بھرا اور خستہ پراٹھے کا ٹکڑا توڑا۔

"اور اگر میں نہ آتی تو... لگے رہتے پوری رات۔" ان کی آواز میں آنچ سی تھی۔

"اوہو... اماں اب ایسی بھی بات نہیں۔"

"اچھا۔" طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"مجھے تو ایسی ہی بات لگ رہی... بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر..." معراج لقمہ منہ میں ڈال کر مسکرا دیا۔

"اگر ایسی بات ہے بھی تو اس میں کیا برائی ہے اماں! آپ کیوں برا منا رہی ہیں۔"

"برائی ہے۔ جبھی برا مان رہی ہوں... ارے پہلے سے میل ملاقات رکھنے سے شادی میں نیا پن نہیں رہتا۔ پرانے لگنے لگتی ہے عورت... دل سے اتر جاتی ہے۔ بہت جلدی۔" معراج کی مسکراہٹ ہنسی میں بدل گئی۔

"اماں... وہ بیوی ہے میری۔ کوئی کپڑا لتا نہیں۔" اس نے ایک بار پھر بھاپ اڑاتی چائے کا کپ منہ سے لگایا۔ مجبوری تھی۔

"لو ابھی گھر آئی نہیں اور بیوی بھی بن گئی۔"

"بیوی گھر آنے سے بنتی ہے یا نکاح کرنے سے۔"

اگر معراج کو ذرہ برابر بھی پتا ہوتا کہ اس کی سرسری انداز میں کی جانے والی باتیں نہ صرف اس کی ماں کو بری لگ رہی ہیں۔ بلکہ کس حد تک بری لگ رہی ہیں۔ اور عفت کا مقام اس کی ماں کی نظروں اور دل میں نیچا کر رہی ہیں تو شاید وہ منہ بند کر کے سب سنتا رہتا۔

"اچھا... تو کیا میں نے غلطی کر دی نکاح کروا کے۔"

"ہم... م... م' یہی تو میں کہنا چاہ رہا تھا آپ سے۔" اس نے ایک شرارت بھری مسکراہٹ کو لبوں میں دبا کر آخری نوالہ نگلا' خالی پلیٹوں کو پرے کھسکایا' چائے کا کپ خالی کر کے میز پر رکھا۔

"کیا... میں نے غلطی کی نکاح کروا کر۔"

"غلطی کی صرف نکاح کروا کر... رخصتی بھی ساتھ ہی کروا لیتیں تو کیا حرج تھا۔"

اپنی بات مکمل کر کے نہ چاہتے ہوئے بھی' بتول کا تپا ہوا چہرہ اور کھلا ہوا منہ دیکھ کر اس کی ہنسی نکل گئی اور پھر وہ ان کی اگلی بات سننے کے لیے رکا نہیں تھا۔

بتول وہیں بیٹھی دیر تک بڑبڑاتی رہیں۔ پھر بھڑاس نکالنے کے لیے بیٹیوں کو فون کھڑکانے کی نیت سے اٹھ گئیں۔

"نہ شرم نہ حیا۔ دیدہ ہوائی تو دیکھو۔ کیسے بے شرموں کی طرح ماں کے سامنے... ارے ایسے چونچال میں آ گئے جیسے پہلی پہلی شادی ہے..." غصے اور کھسیاہٹ میں اپنی ہی اولاد کی خبر لیتے انہیں احساس نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں اور کوئی سننے والا بھی ہے کہ نہیں۔

☆ ☆ ☆

سفید بے داغ بستر پر محو خواب وجود' خود سے اور اس سے بے خبر تو تھا۔ لیکن اس قدر آرام سے ہرگز نہیں تھا' جتنا ظاہری طور پر لگ رہا تھا۔ وہ کتنی دیر اس کا چہرہ نگاہوں میں جذب کرتی رہی۔

منظر دھندلا تا تھا۔ وہ آنکھیں صاف کرتی منظر پھر سے دھندلا جاتا۔ دفعتاً" داہنے ہاتھ میں خفیف سی لرزش جاگی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.paksociety.com for More

اس نے کپکپاتے ہوئے زرد ہاتھ کو ... لیا۔

"حبیب... حبیب..." اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی۔

محبت بھرے لمس کی حرارت پا کر غافل وجود میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ کسمسایا۔ پھر ذرا سی گردن موڑی۔ درد سے بوجھل پپوٹے ذرا سے کھلے۔

پٹیوں میں جکڑے، زخموں سے چور شخص نے اپنی متاع جاں کو بے حد قریب سے دیکھا۔ اتنے قریب کہ اس کے وجود کی ساری حدت وہ خود میں اترتے محسوس کرنے لگا۔ اس کے لب بے یقینی تک کا سفر طے کرتے دائیں بائیں ذرا سا پھیلے۔ اور وہ مہربان وجود بے تابی سے اس پر جھک آیا۔

"حبیب... حبیب... آپ ٹھیک ہیں... آپ ٹھیک ہیں نا!" اس کے کانوں میں ریشم سی پھوار برسنے لگی۔ وہ آواز... وہ مانوس، محبت بھری آواز ابھی بھی آرہی تھی۔

"حبیب آپ ٹھیک ہیں نا!... میں مجھے دیکھیں... میں ہوں ماہا!" حرف حرف زندگی بڑھ رہی تھی۔ لفظ لفظ سانسیں بندھنے لگی تھیں۔ دو نرم ملائم ہاتھوں نے اس کا چہرہ آہستگی سے تھام لیا۔

"آنکھیں کھولیں۔ دیکھیں میں ہوں... حبیب میں ماہا!" اس کی پتلیاں، جھریوں بھرے پپوٹوں کے غلاف میں لمحے بھر کو لپٹ کر پھر سے نمودار ہوئیں اور اس بار ان میں پہچان کے رنگ بہت گہرے تھے۔

اس کا لرزتا ہوا ہاتھ اٹھا اور خود پر جھکی اضطراب سے خود کو ٹٹولتی ماہا کے سر پر ٹھہر گیا۔

ماہا کے تپتے وجود پر کسی نے گہرے بادل کا سائبان لا اوڑھایا۔ ماہا اس کی زرد آنکھوں میں پہچان کے نقوش انمٹ ہوتے دیکھ رہی تھی۔ اور وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی ماہا کے چہرے پر دھوپ چھاؤں کا سنگم دیکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے میں نوٹ کر رہی ہوں، جب سے آئی ہو تمہاری شکل پر بارہ بج رہے ہیں۔"

حبیب سے ملنے اور لمحے بھر بات کر لینے کے بعد، ماہا کے پورے وجود سے امڈتی بشاشت واضح محسوس کی جاسکتی تھی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ بات ہی ایسی ہوئی کہ اب تک طبیعت سنبھلی ہی نہیں۔" سوہا نے رات والے واقعے کی ایک ایک بات ماہا کے گوش گزار کر دی۔

"تم بتاؤ حبیب بھائی کی طبیعت۔"

"ہاں..." وہ ایک دم ہلکی پھلکی ہو کر مسکرائی۔

"اللہ کا شکر ہے پہلے سے بہت بہتر ابھی جب میں انہیں دیکھنے گئی تو ذرا دیر کے لیے ہوش آیا تھا۔ مجھے پہچان بھی گئے اور ہلکے سے مسکرائے بھی تھے۔" اس کے چہرے بچوں کی سی معصوم خوشی تھی۔

سوہا نے بے اختیار اس کی خوشی کے دائمی ہونے کی دعا کی۔ پھر کچھ سوچ کر اسے دیکھا۔

"ماہا! میں ایک بات کہوں۔ تم برا مت ماننا۔"

"کیا بولو... تمہیں ایسے رسمی انداز کی ضرورت کیوں پیش آگئی۔"

"بس وہ... کیا کہوں... مجھے ابھی گھر جانا ہو گا فوراً" ... انس کو کہیں انٹرویو کے لیے جانا ہے۔ تمہیں برا تو نہیں لگے گا اگر میں اتنی جلدی آکر پھر واپس چلی جاؤں تو... میرا مطلب ہے..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"سوہا... بھلا یہ بات مجھ سے کوئی کہنے والی ہے۔ کیا میں نہیں جانتی کہ انس بھائی اپنی جاب کی وجہ سے کتنے اپ سیٹ ہیں۔ تم بالکل فکر مت کرو۔ بالکل اطمینان سے جاؤ۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"بہتیں ہوئی... مسئلہ۔"

"ارے نہیں ہو گا کوئی مسئلہ اور ہاں... امی کو فون کر کے حسیب کے بارے میں ذرا اور تفصیل سے بتا دینا... میں نے صبح فون کیا تھا مگر جلدی میں تھی تو زیادہ بات نہیں کر سکی۔"

"او کے... میں چکر لگاتی رہوں گی۔"

"ہاں ہاں' کوئی بات نہیں۔"

وہ ممنون نگاہوں سے اسے دیکھ کر اس کے گلے لگ گئی۔ پھر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ہمیشہ خوش رہو۔"

"تم بھی..." ماہا کو اپنی بہن پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

Downloaded From
Paksociety.com

☼ ☼ ☼

مغرب کا جھٹپٹا آسمان کو سرمئی سے سیاہ کرتا جا رہا تھا۔

"ارے دونوں وقت مل رہے ہیں۔ نیچے آجاؤ۔" بتول چھت پر کھیلتے پوتے کو بلاتے بلاتے سب سے نچلی سیڑھی سے چھت تک آگئی تھیں۔

"ارے رک جا... ٹھہر تو... ارے سنبھل کے دھیان سے۔" ننھا سا بچہ' چھوٹے چھوٹے قدموں سے ادھر ادھر بھاگتا انہیں ٹھیک ٹھاک تھکا چکنے کے بعد' تیزی سے سیڑھیوں کے پاس گیا اور اتنی ہی رفتار سے اترتا چلا گیا۔

"یا اللہ! دیکھ کے کہیں گر مت جانا۔" اس کی رفتار دیکھ کر ہانپتی ہوئی دادی' جو اسے پکڑنے کے خیال سے سیڑھیاں اترنے لگی تو اوپر سیڑھیوں پر ہی پیر پھسل گیا۔

بس لمحے بھر کی دیر تھی۔

باقی سیڑھیاں' لڑھکتے ہوئے طے کرتی جب وہ سب سے آخری سیڑھی پر پہنچیں تو ان کی ہائے وائے سے پاس پڑوس میں سب کو حادثے کی اطلاع خود بخود ہو چکی تھی۔

جب تک ان کی بیٹیاں' اپنی اماں کی خبر گیری کو آئیں تب تک پیر کی مرہم پٹی کروا' باقی ماندہ' چوٹوں پر مرہم لگوا کر بستر کو پیاری ہو چکی تھیں۔ واویلا البتہ جاری تھا۔

بڑی بیٹی نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"راجو کو بتا دیا تھا۔"

"ہاں کیا تو تھا فون۔"

"تو وہ اب تک آیا کیوں نہیں۔ آفس کا ٹائم تو ختم ہو چکا۔" بتول کے کانوں میں اس بات کا پڑنا تھا کہ وہ اپنا پیر اور موچ بھول کر ایک نئی چیز کو لے کر شروع ہو گئیں۔

"ان کا کیا پوچھتی ہو۔ تمہارے بھیا کے تو ڈھنگ ہی نرالے ہوتے جا رہے ہیں... اسے نئی نویلی بیوی کا خمار سر پر چڑھا ہوا ہے۔"

"کیا مطلب..."

"آئے روز کسی نہ کسی بہانے سے پہنچ جاتے ہیں دیدار کرنے۔ پہلے وہ چچی ساس ایڈمٹ تھیں تو ان کے بہانے ملاقات کو چلے گئے۔ پھر بہنوئی ایڈمٹ ہو گیا وہ چھٹیں تو... اب سنا ہے کہ بے ہوش تھا۔ ہوش میں آگیا ہے۔ تو اس کی آڑ میں آج پھر طے ہو گئی ملاقات۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہیں۔۔۔؟" بیٹیوں نے انگلیاں دانتوں میں داب لیں۔

"اور خاندان بھی تو دیکھا۔ جنے کونسا ناس پیٹا ہے۔ تین بہنوں کی شادی ہوئی۔ بچہ ایک کے یہاں بھی نہیں۔ اوپر سے جب سے نکاح ہوا ہے۔ ایک کے بعد ایک بری خبر سن رہی ہوں۔۔۔" بتول کا منہ کڑوا زہر ہو رہا تھا۔

"اور ہاں۔۔۔ ایک اور تو سنو نئی تازی۔۔۔" وہ رازدارانہ انداز میں آگے کو جھک کر کل رات والی اپنی کارکردگی اور صبح معراج کے منہ سے نکلی ہوئی بات مرچ مسالا لگا کر سنانے لگیں۔

"ارے کیا پاگل ہو گیا ہے راجو۔۔۔ ایسی بے شرمی سے کوئی کہتا ہے ماں کو۔"

"اور ایک بات تو آپ نے نوٹ ہی نہیں کی اماں۔۔۔" چھوٹی بیٹی کے انداز میں حد درجہ گہرائی تھی۔

"وہ کیا۔"

"آج راجو بھیا نے رخصتی کی بات کی اور آج ہی آپ گر گئیں۔" بتول بیٹھے سے یوں اچھلیں گویا بستر میں کسی نے اسپرنگ لگایا ہو۔

☆ ☆ ☆

ان کے موبائل پر موصول ہونے والی کال اتنی غیر متوقع تھی کہ چند لمحوں تک انہیں یقین ہی نہیں آیا کہ جو آواز وہ سن رہی ہیں وہ کوئی خواب نہیں، حقیقت ہے۔ جبکہ دوسری طرف موجود عورت اپنا تعارف کروانے کے بعد ان کی کیفیت سے قطعی بے خبر اپنی دھن میں بول رہی تھی۔

"میں پاکستان آنا چاہتی ہوں۔ میرا حسیب سے کوئی ریلیشن تو نہیں لیکن اس نے میرا بہت ساتھ دیا اس وقت جب مجھے اس کی ضرورت تھی۔ اور ویسے بھی میں نے اور اس نے کافی عرصہ ایک دوسرے کی سنگت میں بہت اچھا گزارا ہے۔ ہم ایک دوسرے کے دوست رہ چکے ہیں۔ پتا نہیں حسیب نے آپ کو میرے بارے میں بتایا ہے یا نہیں لیکن۔۔۔ مجھے اس کے منیجر سے اس کے ساتھ ہونے والی ٹریجڈی کا علم ہوا تو مجھ سے رہا نہیں گیا۔ اوپر سے وہ کہہ رہا تھا کہ حسیب کا سارا بزنس یہاں سے وائنڈ اپ کر کے پاکستان جانا پڑے گا۔ تو میں نے سوچا۔ میرا فرض بنتا ہے ایک اچھے دوست سے کم از کم ایک آخری بار مل ہی لوں۔۔۔" وہ آگے بھی کچھ بول رہی تھی۔

مزنہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ انہوں نے خشک لبوں پر زبان پھیر کر اڑی اڑی رنگت سے صادق کو دیکھا۔ جو انہیں فون اٹینڈ کرنے کے بعد یوں حق دق ہوتا دیکھ کر نزدیک آگئے تھے۔

انہوں نے فون مزنہ سے لے کر کان سے لگایا اور دوسری جانب کی بات تحمل سے سننے لگے۔ کچھ دیر سننے کے بعد انہوں نے گہری سانس بھری۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ ملنا چاہتی ہیں تو، آجائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن۔۔۔" ان کی بات مکمل نہیں ہو سکی۔ مزنہ نے فون ان کے ہاتھ سے جھپٹ کر لائن کاٹ دی۔

"وہ عیادت کے لیے آ رہی ہے یا جگ ہنسائی کے لیے۔ کیا کہیں گے لوگوں سے ہم۔۔۔ کون ہے یہ عورت اور کیوں آگئی اتنی دور سے ملنے۔۔۔"

اتنی تیزی اور جلدی جلدی بولنے سے مزنہ کا سانس پھول گیا۔ وہ کھڑے سے نزدیکی صوفے پر گر کر گہرے گہرے سانس لینے لگیں۔

صادق صاحب چند لمحے ان کا تنفس ہموار ہونے کا انتظار کرتے رہے پھر بولے۔

"سب کو سب کچھ پتا چل ہی جائے گا۔ آج نہیں تو کل۔۔۔ کیونکہ وہ اکیلی نہیں آ رہی۔ حسیب کے اس لڑکے کو بھی ساتھ لا رہی ہے۔۔۔ جسے اس نے ایڈاپٹ کیا ہوا ہے۔"

وہ چاہ کر بھی حقیقت کو واشگاف الفاظ میں بیان نہیں کر سکے۔ مزنہ پر پہاڑ ہی ٹوٹ گیا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"کیا... کیا کہا... اوہ میرے خدا!" انہوں نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔
کیسے سامنا کروں گی میں ماہا کا۔
"آپ... آپ اس عورت کو صاف منع کر دیں یہاں آنے سے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے زبردستی خوامخواہ کی محبت کا راگ الاپنے کی۔" انہیں اور کوئی راستہ نہیں سوجھا۔
صادق ان کی ذہنی کیفیت سمجھ رہے تھے۔ جبھی بحث کرنے کے بجائے ٹھنڈے لہجے میں بولتے ہوئے ان کے برابر بیٹھ گئے۔
"چلو ٹھیک ہے۔ تم کہتی ہو تو میں منع کر دیتا ہوں۔ مگر وہ لڑکا۔ جس کا اس دنیا میں حسیب کے سوا اور کوئی نہیں۔ کیا اسے بھی منع کر دوں۔" مزنہ کے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔
"حسیب ہی بھری دنیا میں اس کا واحد رشتہ ہے۔ اور اس کا کفیل بھی۔ وہ کہاں جائے گا اگر حسیب کے پاس نہیں آئے گا تو... اور چلو مان لیا کہ وہ نہیں آیا۔ تو حسیب..." وہ چند لمحے رکے۔
"کیا وہ نہیں بلائے گا اسے صحت یاب ہونے کے بعد... اگر اسے اب پاکستان میں سیٹل ہونا ہی ہے۔ تو کس کے سہارے چھوڑے گا وہ اسے وہاں... اور بعد میں بلانے پر اگر اس لڑکے نے ہمارے خلاف اس سے کوئی شکوہ کیا تو..." مزنہ کو ان پے در پے سوالوں سے گھٹن سی ہونے لگی۔ ان کے اعصاب چٹخنے لگے۔ انہیں لگا ان کے وجود کی عمارت میں کوئی چیز ڈھے رہی ہے۔
مزنہ بری طرح ہار مان کر سسک پڑی تھیں۔ لیکن ان کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ ان کی باتوں سے قائل ہو گئی ہیں۔
صادق صاحب نے بازو پھیلا کر انہیں تسلی دینے کے لیے خود سے لگا لیا۔
رشتے زندگی کے لیے جتنے ضروری ہوتے ہیں۔ ان سے وابستہ دکھ' زندگی کا پتا دینے کے لیے ان سے زیادہ ضروری ہوتے ہیں۔

☼ ☼ ☼

اماں کے پیر میں آئی موچ کو ہفتہ بھر ہو چکا تھا۔
وہ گھر کے کام کاج سے مکمل طور پر بیٹھ گئی تھیں۔ ایک ہفتہ تک تو بیٹیوں نے بڑے تحمل اور سلیقے سے گھر کا انتظام باری باری سنبھالا۔ مگر پھر بھی جانے کس بے احتیاطی کے نتیجے میں ان کے اکلوتے پیارے بھتیجے کو دست لگ گئے۔ اور لگے بھی ایسے کہ صبح سے شام تک میں بچہ تو نڈھال ہی ہو گیا۔ لیکن بار بار اس کی گندگی صاف کرتے' پھوپھو کا جی بھی بری طرح اوب گیا۔
معراج آفس سے گھر پہنچا تو بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر ہسپتال لے کر دوڑا۔ انجکشن دوائیں' احتیاط اور ہر چیز... کتنی ہی تدابیر تھیں جو اس کے پانی کی طرح لوز موشن کو روکنے کے لیے ڈاکٹروں نے ہدایت کی صورت میں' سر پر لاد دی تھیں۔
پھوپھو بے چاری وہاں تو خوب زور و شور سے سرہلاتی رہی اور گھر پہنچی تو بتول کا بھوک کے مارے شور سن کر سب بھول بھال گئی۔
کون سی دوا دینی تھی۔ کون سی رات کو سوتے وقت پلانی تھی۔ اور ایک خاص گلابی رنگ کا پانی تھا۔ جو کسی صورت بچہ منہ میں رکھنے کو تیار نہ تھا۔ بتول نے گود میں لٹا کر زبردستی پلانے کی کوشش کی تو اس نے وہ ہاتھ مارا کہ پوری بھری ہوئی بوتل فرش پر بہہ گئی۔
بتول نے اپنی محتاجی اور اس کی ضد پر جھنجلا کر اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا اور بس... بالکل یہی بس آخری منظر



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

معراج نے کمرے میں داخل ہوتے وقت دیکھا۔

"کیا کر رہی ہیں اماں آپ.... پہلی ہی وہ ایں قدر نڈھال اور کمزور ہو رہا ہے۔ آپ نے اور مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔" وہ کندھے سے لگا کر سسکتے ہوئے بچے کو تسلی دینے لگا۔

"ارے تو دوا بھی تو نہیں پی رہا کسی صورت.... "انہوں نے بمشکل لفظ "منحوس" کو لبوں تک آنے سے روکا۔

"تو بچہ ہے چڑچڑا ہو گیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو ہی دیکھ لیں۔ چار دن ہوئے نہیں بستر پر کہ بات بے بات غصہ کرنے لگیں۔"

اس نے خود بمشکل اپنی چڑچڑاہٹ ضبط کی تھی۔ اور بچے کو کندھے سے لگائے باہر نکل گیا۔

اماں کے بستر کی پائینتی کے قریب کھڑی خاموشی سے تماشا دیکھتی بہن کی برداشت کی حد بھی بس یہیں تک تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی دوا کی شیشی سائڈ میز پر رکھی اور ماں کے قریب آکر ہمدردانہ انداز میں بولی۔

"برا مت مانیے گا اماں.... بھلا سب کا اسی میں ہے۔ سادگی اور خاموشی سے جتنی جلدی ہو سکے راجو کی بیگم کی رخصتی کر لیں۔"

✡ ✡ ✡

شام ڈھلنے میں کچھ دیر باقی تھی۔ جب اس نے دھلا دھلایا استری شدہ سوٹ نکال کر پہنا بال بنائے اور ہلکی سی لپ اسٹک لگا کر آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ ابھی وہ ٹھیک سے خود کو آئینے میں دیکھ بھی نہیں پائی تھی کہ عفت کا فون آ گیا۔

"کتنے دن سے تم سے فرصت سے بات نہیں ہوئی۔ گھر کب آؤ گی۔" عفت کے فون سے اماں بات کر رہی تھیں۔ ان کا وہی ہمیشہ والا مطالبہ تھا۔ جبکہ پہلے تو نائلہ ہمیشہ ٹال ہی جاتی تھی۔ لیکن پچھلے چند دنوں میں اس نے آزادی اور خوشی کا جو بھرپور مزا چکھا تھا۔ اس نے اس کے مزاج میں بھی شوخی اور خوشی کے رنگ بھر دیے تھے۔

اس وقت بھی وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"آؤں گی اماں.... اس اتوار کو تو ضرور ہی آؤں گی۔ ابھی حدید گھر آتے ہیں تو بات کرتی ہوں۔ اور یہ عفت کہاں ہے۔ کیا کرتی رہتی ہے۔ بات ہی نہیں کرتی مجھ سے۔"

"وہ اب تم سے بات کیوں کرے گی۔ اس کے پاس بات کرنے کے لیے اور بھی لوگ ہیں۔" اماں کو بھی شوخی سوجھی۔

جس پر نائلہ نے دوبارہ ٹھٹھا لگایا۔ البتہ دوسری طرف اماں کے نزدیک بیٹھ کر سبزی کاٹتی عفت شرمندگی سے اماں کو دیکھ کر رہ گئی۔

"اچھا یہ بات ہے۔ ذرا میری بات تو کروائیں۔" عفت نے چھری ہاتھ سے رکھ کر فون پکڑا۔ نائلہ بہت موڈ میں تھی۔ تھوڑی دیر تک چھیڑ چھاڑ کرتی رہی۔ عفت بھی مسکرا مسکرا کر جواب دیتی رہی اور دل ہی دل میں حیران بھی ہوتی رہی۔

وہ سمجھتی تھی کہ اماں اس بات سے انجان ہیں کہ اس کا اور معراج کا آپس میں کوئی رابطہ ہے۔ لیکن ماں باپ اتنے بھی انجان نہیں ہوتے جتنا اولاد ان کو سمجھ لیتی ہے۔

دوسری طرف نائلہ نے یونہی ہلکی پھلکی بات چیت کے بعد فون رکھا تو خود کو اس حد تک تروتازہ محسوس کیا گویا کسی نے ابھی ابھی نئی زندگی لا کر اس کے وجود میں ڈالی ہے۔

وہ خدا کا جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا کہ اسے راستہ بھٹکنے سے بچا کر خدا نے سیدھی صاف ستھری سڑک پر لا کھڑا کیا تھا۔ اس نے خلوص نیت سے اپنی منزل کی سمت اپنا سفر شروع کر دیا تھا۔ اور کامیابی سے آگے کی اور قدم بڑھا رہی تھی۔ حدید کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ دن بلکہ وہ شام پوری جزئیات کے ساتھ اس کی نگاہوں میں گھوم



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

گئی۔ اس شام وہ اسی طرح ہلکی پھلکی تیاری کے ساتھ حدید کی آمد کی منتظر تھی۔ اور حدید جب گھر آیا تو بہت تھک چکا تھا۔

وہ کمرے میں آکر سیدھا صوفے پر پھیل کر نیم دراز ہو گیا اور آنکھیں موند لیں۔

نائلہ کو اسے اس قدر سنجیدگی میں دیکھ کر مخاطب کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ پھر بھی اس نے ٹھنڈے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھا کر سلام کیا۔ حدید نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ سرخی تھی۔

"کیا ہوا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔" وہ ۔۔ جھجکتے ہوئے بولی اور برابر والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"نہیں.... شاید مجھے بخار سا ہو رہا ہے۔"

اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ نائلہ چند لمحے اس کا سرخ چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر دھیرے سے اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

حدید نے اس کے ٹھنڈے لمس کو محسوس کرتے ہی آنکھیں کھولیں۔ لیکن بنا حرکت کیے یونہی پڑا رہا۔

نائلہ نے کچھ دیر ہاتھ رکھا۔ پھر دھیرے دھیرے سر دبانے لگی۔

ہر جنبش کے ساتھ اس کی کلائی میں پڑی کانچ کی چار چوڑیاں آپس میں ٹکرا کر جلترنگ سا پیدا کر دیتیں۔ وہ سر دباتی رہی۔ یہاں تک کہ حدید شاید تھوڑی غنودگی میں چلا گیا۔

نائلہ کو جب احساس ہوا کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو رہا ہے۔ تو اس نے دھیرے سے آواز دی۔ لیکن حدید نے شاید اس کی پکار سنی ہی نہیں۔

نائلہ نے بے حد آہستگی سے اس کے جوتے موزے اتارے پھر دوبارہ اس کا بازو ہلایا۔ اب کی بار وہ نہ صرف چونکا بلکہ سیدھا ہو کر تعجب سے اپنے پیروں کو دیکھنے لگا۔

"میں نے اتارے ہیں شوز آپ کے.... ٹمپریچر تیز ہو رہا ہے۔ ادھر بیڈ پر لیٹ جائیں۔"

اسے واقعی بخار چڑھ رہا تھا۔ جبھی ایک بھی لفظ کہے بغیر شرافت سے بستر پر لیٹ گیا۔ نائلہ نے گرم دودھ کے ساتھ دوا کھلائی اور دوبارہ بیٹھ کر سر دبانے لگی۔

کتنے عرصے بعد یہ پہلا موقع تھا جب وہ حدید کے نزدیک گئی تھی۔ اسے چھو رہی تھی اور وہ بدک کر دور نہیں ہٹا تھا۔ نائلہ کو پتا تھا' اس کے سر دبانے سے اسے آرام مل رہا ہے اور وہ یہی چاہتی تھی۔ وہ اپنی ذات سے اسے آرام ہی پہنچانا چاہتی تھی۔ اس نے دانستہ و نادانستہ اسے جتنی بھی تکلیف دی تھی۔ اس کا ازالہ کرنا چاہتی تھی۔ جبھی اس وقت تک اپنے نرم ہاتھوں سے اس کے سر اور کنپٹیوں پر مساج کرتی رہی۔ جب تک اس کی پر حدت سانسوں کا زیر و بم ہموار نہیں ہو گیا۔ تب.... ایک لمحے کو رک کر اس نے کچھ سوچا اور دھیرے سے اسے آواز دی۔

"حدید....!" حدید نے کوئی حرکت نہیں کی۔

"مجھے معاف کر دیں ہر اس حرکت' ہر اس بات کے لیے۔ جس نے میری طرف سے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر تکلیف میں رکھا۔" اس کی آواز بے حد دھیمی تھی۔ سرگوشی سے ذرا ہی بلند....

"میں جانتی ہوں میں.... آپ میری آواز نہیں سن رہے۔ جبھی یہاں بیٹھ کر آپ سے معافی مانگ رہی ہوں۔ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ سے معافی مانگ سکوں۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ مجھ سے چند غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں۔ جن سے دوسروں کے ساتھ ساتھ خود میری اپنی ذات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ میں گیا ہوا وقت واپس لا کر اس نقصان کا ازالہ نہیں کر سکتی لیکن.... بہت کچھ جو میری وجہ سے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

غلط ہوگیا۔ اسے صحیح کرنے کی کوشش ضرور کرسکتی ہوں۔

میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے انس کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب ضرور دیکھے تھے اور پھر ایک عرصہ ..... یہاں تک کہ اپنی اور اس کی شادی ہوجانے کے بعد بھی ان ہی خوابوں میں خود کو زندہ رکھا۔ یہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ لیکن اب.....

اب میں جاگ گئی ہوں۔ میں اپنے خوابوں سے دستبردار ہو کر حقیقت کی دنیا میں جینا سیکھ گئی ہوں۔ اور یہ دنیا اتنی بھی تلخ اور بے رنگ نہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں آج سے میری زندگی' میری محبت' میرا وجود اور میری وفا..... سب آپ کی امانت ہیں۔ جس میں آپ کبھی خیانت نہیں پائیں گے۔ مجھے معاف کردیں بس۔ مجھے آپ سے اور کچھ نہیں چاہیے۔"

اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسنے لگا تو بات کرنا دشوار ہوگئی۔ آنکھیں ڈبڈبانے لگیں۔

اپنے سامنے فرش بچھے قالین کے نقش و نگار کو گھورتے ہوئے اس نے حدید کے ماتھے پر رکھا ہاتھ ہٹا کر اپنے آنسو صاف کرنے چاہیے تھے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرسکی۔ حدید سو نہیں رہا تھا۔ وہ ساکت ہوگئی۔ وہ دھک سے رہ گئی۔

وہ جاگ رہا تھا۔ جانے کب سے۔ اس نے نائلہ کی باتیں سن لی تھیں۔ جانے کتنی اور کون کون سی اور اب اس کی کلائی اس کی گرفت میں تھی۔ نائلہ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر منہ پھیر کر دوسرے ہاتھ سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

حدید نے بنا کچھ کہے اس کا چہرہ اپنی طرف گھمایا۔ پھر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر جھکایا اور اپنے سینے پر رکھ لیا۔

نائلہ کی دبی ہوئی سسکیاں اور رکے ہوئے آنسو آزاد ہو کر کمرے کی فضا اور حدید کا گریبان بھگونے لگے۔

☼ ☼ ☼

انسان کے چاہنے اور نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے۔ انسان کے سارے وعدے' ارادے' تاویلیں اور منصوبہ بندیاں دھڑام سے منہ کے بل جاگرتی ہیں اور وہ انہیں اٹھا کر دوبارہ نظر بھی نہیں ڈال پاتا۔

ولید اپنی عیسائی ماں ڈزنی بلیک کے ہمراہ پاکستان آچکا تھا۔ اپنے مسلمان باپ سے ملنے۔ اس کی عیادت کرنے اور اس کی خیریت معلوم کرنے۔

ماہا نے ہرچند کہ اسے مایوس کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔

وہ نہ صرف اس کی کال اٹینڈ نہیں کرتی تھی۔ بلکہ مزنہ کے ایک بار ذکر کرنے پر اس کے خلاف اتنے سخت الفاظ میں بات کی تھی کہ مزنہ کو دوبارہ اسے بتانے کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ اس معاملے میں' میں خود بھی تمہارے ہم خیال ہوں' لیکن میرے شوہر نامدار کافی دور اندیشی اور اپنے تئیں عقلمندی کے مظاہرہ کرتے ہوئے نا صرف اسے بلکہ اس کی کرسچن ماں کو بھی پاکستان بلا چکے ہیں۔

فی الحال تو وہ اسے ہوٹل سے پہلے اپنے گھر بلانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد ہسپتال کا مرحلہ آتا۔ لیکن صادق کے ساتھ ساتھ خود مزنہ بھی یہی چاہتی تھیں کہ کسی دن..... کسی ایک دن ماہا تھک کر آرام کرنے کے بہانے گھر جائے تو ان ماں بیٹے کو حسیب سے ملوانے لے آئیں۔ مگر جب سے حسیب کو ہوش آیا تھا۔ تب سے ماہا نے خود گھر جانے کا نام نہیں لیا تھا اور اس صورت حال میں وہ ہرگز اس بچے ولید اور اس کی ماں کو ہاسپٹل لانے کا



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

رسک نہیں لے سکتے تھے۔
دوسری طرف ماما کو بھی شاید کسی قسم کی پیش رفت کا اندازہ تھا۔ جبھی وہ مزنہ اور صادق کی موجودگی میں حسیب کو ایک منٹ بھی تنہا نہیں چھوڑتی تھی۔
گزرتے دنوں میں جہاں حسیب خود سے حرکت کرنے، بولنے اور بات چیت کرنے قابل ہوا تو، اس نے خود ہی ماما کو خود سے دور جانے سے روک دیا۔ ماما خود بھی اب کونسا اسے چھوڑ کر کہیں جانا چاہتی تھی۔
خاندان والے دوست احباب اور رشتے دار..... جس جس کو پتا چلا، وہیں آکر مل لیا۔ باقی ماما اس کے پاس تھی اور اسے وہیں رہنا تھا۔

☆ ☆ ☆

تائی اماں، امی اور سوہا متذبذب سی بیٹھی ان کی شکل دیکھ رہی تھیں۔ جواب اپنی بات مکمل کرکے چائے اور بسکٹ سے انصاف کرنے لگیں۔
"دیکھیں بیٹا۔" بالآخر رضوانہ حسن نے ہی بات کا آغاز کیا۔
"آپ جو بات کہہ رہی ہیں۔ وہ ہم سمجھ رہے ہیں۔ آپ کی مجبوری بھی اور..... ظاہر ہے کہ بتول بہن گھر کی ذمہ داری نہیں اٹھا پا رہی ہوں گی تو انہیں مشکل تو ہو رہی ہو گی لیکن....." دوبارہ اسی تذبذب کا شکار ہو کر انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔
"لیکن کیا آنٹی۔ جو بھی بات ہے کھل کر کہیں۔" امی اور تائی اماں نے گہری سانس لے کر ایک دوسرے کو دیکھا۔
حسیب کی حالت اور ہسپتال میں اس کی موجودگی معراج اور اس کی ماں بہنوں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔ ایسے وقت میں جب گھر کا ایک فرد خرابی صحت کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھا۔ گھر میں کسی خوشی خصوصاً" شادی جیسی بڑی تقریب کرنے کا خیال ہی کافی احمقانہ محسوس ہو رہا تھا۔
"جب تک میرا داماد مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہو جاتا۔ ہم لوگ ایسی کسی تقریب کے بارے میں سوچ تک نہیں سکتے۔"
"ارے آنٹی یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ ماشاء اللہ سے آپ کے داماد تو پہلے سے بہت بہتر حالت میں ہیں۔ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ کل ہی رخصتی دے دیں۔ ایک سے ڈیڑھ ماہ کافی ہے۔ تب تک وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور دونوں طرف کی تیاریوں میں جو کسر رہ گئی ہے۔ وہ بھی پوری ہو جائے گی۔"
"جی..... تیاری..... لل..... لیکن بیٹا آپ نے تو یہ رشتہ کرتے وقت بہت بر زور اصرار کیا تھا کہ آپ کو جہیز کے نام پر کچھ نہیں چاہیے۔" تائی اماں کو ان کی باتوں سے اب حقیقتاً" پریشانی لگ گئی تھی۔
"جی جی..... وہ تو آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ لیکن یونہی تین کپڑوں میں تو اپنی بیٹی کوئی بھی نہیں اٹھا کر دیتا۔ آپ نے یقیناً" تھوڑا بہت تو جوڑا ہو گا نا!" یہ معراج کی بڑی بہن تھیں۔
جن کی اخلاقیات کا کل تک سارا گھر گواہ تھا۔ جو عفت کی بلائیں لیتے نہیں تھکتی تھیں اور آج وہ جو کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ تائی اماں کے ساتھ ساتھ امی کو بھی پریشان کرنے کے لیے کافی تھا۔
"کاش کہ اس وقت نائلہ ہی ہوتی یہاں۔"
تائی اماں نے گھبرا کر اپنی توپ مزاج بیٹی کو یاد کیا۔ جس نے اتوار کو آنے کا کہا تو تھا۔ لیکن ابھی تک آئی نہیں تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دوسری طرف تائی اماں کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں، دونوں بہنوں کے اطمینان و سکون میں اضافے کے باعث بن رہی تھیں۔

"یہ پٹی انہیں بتول نے ہی پڑھا کر بھیجی تھی کہ ڈھکے چھپے الفاظ میں جہیز اور دوسری تیاریوں کا بھی کہہ دینا لگے ہاتھوں۔

"اے بالکل ہی کنگلا خاندان ہے۔ کیا پتا بیٹی کو ایسے ہی روانہ کر دیں۔" ان ماں بیٹی نے یہ بات دانستہ ان لوگوں کو پریشان کرنے کے لیے چھیڑی تھی۔ کیوں کہ ان کے توہم پرست ذہنوں نے از خود یہ فرض کر لیا تھا کہ عفت کا وجود اس گھر اور گھر کے مکینوں کے لیے مبارک نہیں ہے۔

"دیکھیں آنٹی۔ دنیا دکھاوے کو ہی سہی بیٹی کو کچھ نہ کچھ تو سبھی والدین دیتے ہیں۔ زیور گہنے، کپڑا لتا۔ ورنہ جہیز لینے سے انکار تو سارے ہی سسرال والے کرتے ہیں۔ اخلاقیات اور شرافت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ لیکن کچھ فرض تو آخر لڑکی اور اس کے گھر والوں کا بھی ہوتا ہی ہے۔"

انہوں نے چائے کی پیالی بات ختم کر کے منہ کو لگائی اور اس کی اوٹ سے دونوں خواتین کے ستے ہوئے چہرے دیکھے۔

"برا ماننے کی بات نہیں آنٹی۔ ہم کونسا جہیز کے بھوکے ہیں۔ خدا کا دیا سب کچھ تو ہے ہمارے پاس۔۔۔ بس بات یہ ہے کہ سو طرح کے لوگ ملنے ملانے والے ہوتے ہیں۔ جس کے جو منہ میں آئے بک دیتا ہے۔ آپ خود سوچیں ہمیں کیا اچھا لگے گا اگر، ہماری اکلوتی بھابھی کے خاندان کو کوئی فقیر یا کنگلا کہے۔" کچن میں کھڑی عفت تک ان دونوں خواتین کی باتیں بخیر و خوبی پہنچ رہی تھیں۔ ناشتے کے لوازمات سے بھرپور انصاف کرنے اور اپنے قیمتی اقوال زریں، ان دونوں خواتین کے حوالے کرنے کے بعد وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"اچھا آنٹی دیر بہت ہو گئی۔ عفت کو ہماری طرف سے پیار کر لیجئے گا۔" امی بہت دھیمے قدموں سے انہیں دروازے سے رخصت کر کے پلٹیں تو کمرے میں تائی اماں سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی اور چہرے کے جو تاثرات تھے انہیں چھپانے میں وہ یقیناً" ناکام رہی تھیں۔

رضوانہ نے چند لمحے انہیں دیکھا پھر نزدیک آ کر گلے سے لگا لیا۔

انہیں اپنے گریبان میں گرم آنسوؤں کی تپش انگاروں سے بڑھ کر جلاتی ہوئی لگی۔

"ارے آپ کیوں فکر کرتی ہیں بھابھی! اللہ بڑا کارساز ہے۔ ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔"

"کچھ نہ کچھ تو ہم بھی کر ہی لیتے لیکن انہیں اس طرح جتانے کی کیا ضرورت تھی اور کیا یہ لوگ کچھ نہ کچھ سے مطمئن ہونے والے لگتے ہیں۔ انہیں تو شاید بہت کچھ کی آس ہے۔"

"سب ہو جائے گا۔ اللہ بہتر کرے گا۔ دل میں وہم نہ پالیں۔ معراج خود بہت سمجھ دار لڑکا ہے۔ اسے پتا لگے گا تو وہ خود ان لوگوں کو سمجھائے گا اور ہاں۔۔۔ بھائی صاحب کو کچھ مت بتائیے گا۔ وہ خوامخواہ پریشان ہو جائیں گے۔" بیرونی دروازے سے بھائی صاحب کے اندر آنے کی آواز آئی تھی۔ وہ اکثر شام کے وقت محلے کے ایک دو لوگوں کے پاس وقت گزاری کے لیے چلے جایا کرتے تھے۔

اندر کھڑی عفت نے بھی اپنی ماں اور چچی کی باتیں سن لی تھیں۔ اسے معراج کی بہنوں سے اس گھٹیا پن کی امید نہیں تھی۔ اس نے دل میں پکا ارادہ کیا۔

"معراج سے صاف کہوں گی۔ مجھ سے شادی کرنی ہے تو اسی حال میں کرنی ہو گی۔ کسی لمبے چوڑے جہیز کی امید نہ رکھے۔"

(باقی آئندہ)

For next Episode Stay Tuned To Paksociety.com



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فرحین اظفر

# دیے وفا

سوہا اور رمایا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ' انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے' مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید' عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ' شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے' جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

حدید' انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے' مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

Downloaded Fom
Paksociety.com
READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded Fom
Paksociety.com

Downloaded From
paksociety.com

READING
Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں :-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

خاموش ہوگیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی، مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حبیب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حبیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے' ماہا حبیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے' مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حبیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً" پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے' مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا' مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حبیب ماہا کو منالیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے' مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حبیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حبیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

# تیرھویں قسط

مزنہ جلے پیر کی بلی کی طرح گھر کے کونے کونے میں منڈلا رہی تھیں۔ بچوں کو انہوں نے مقررہ وقت سے ذرا پہلے ہی اپنی ایک جاننے والی کے گھر بھجوادیا تھا اور اب انہیں رات میں ہی وہاں سے واپس آنا تھا۔

صادق نے ہی مزنہ سے رات کے کھانے پر اہتمام کر کے ولید اور ڈنی کو گھر آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ ان دونوں کو قبل از وقت ماہا کی تنک مزاجی' تلخی اور سخت زبان سے واقفیت کروادیں۔ اور یہ بھی تفصیلاً" واضح کردیں کہ اگر انہیں اور خاص طور پر ڈنی کو حبیب سے ملاقات کر کے ہی واپس جانا ہے تو' یہ ملاقات ماہا کی غیر موجودگی میں ہی ممکن ہے۔ ورنہ ماہا سے کچھ بعید نہیں کہ موقع محل کی مناسبت کا خیال کیے بغیر ہسپتال میں غدر مچا دے۔

انہیں افسوس تھا کہ چند دن پہلے تک جو خیالات ان کے مزنہ کے بارے میں تھے کہ وہ جذباتیت کا شکار ہو کر بے مقصد کا شور مچا رہی ہیں۔ وہی خیالات اب ان کے ماہا کے بارے میں بھی تھے۔

حالانکہ دونوں کی عمروں میں واضح تفاوت تھا۔ لیکن ذہنی ناپختگی کو اگر دیکھا جاتا تو یہ فرق بالکل مٹ جاتا۔

فی الوقت تو وہ تیار ہو کر ان دونوں ماں بیٹے کو اس ہوٹل سے پک کرنے جاچکے تھے' جہاں سے پاکستان آنے کے بعد انہوں نے فون کیا تھا۔ وہ دونوں اسی ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ کچھ راستوں سے مکمل طور پر انجان تھے۔ اس لیے کہیں بھی آنے جانے کے لیے فی الحال انہیں صادق کی معاونت کی ضرورت بھی تھی۔

مقررہ وقت پر جب وہ گاڑی وسیع و عریض پارکنگ میں کھڑی کر کے ہوٹل کے ریسپشن تک پہنچے تو ان کے دونوں مہمان انہیں ریسپشن ڈیسک کے سامنے بنے ویٹنگ ایریا میں ہی مل گئے۔

صادق نے ان دونوں کی تصاویر نیٹ کے ذریعے سے حاصل کرلی تھیں۔ اس لیے انہیں' ان کو پہچاننے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ڈزنی ایک بے حد سفید رنگ اور سنہرے بالوں والی دبلی پتلی درمیانے قد کی عورت تھی۔ اس کی اٹھی ہوئی ستواں ناک اور چھوٹی چھوٹی کرنجی آنکھوں کے ساتھ بوائے کٹ سے ذرا لمبے بال اسے مکمل طور پر بدیسی ثابت کرتے تھے۔ البتہ ولید اس کا قد صادق سے بھی چند انچ نکلتا ہوا تھا۔ سیاہ بال سیاہ آنکھیں گوری رنگت اور بھرا ہوا جسم۔

چہرے کے خدوخال مشرق و مغرب کے امتزاج کے ساتھ لڑکپن کی ایک خاص معصومیت لیے ہوئے تھے۔ اس نے جیسے ہی صادق کو دیکھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور سلام کرتے ہوئے کچھ اس قدر بے تابانہ انداز میں آگے ہوا کہ صادق نے بے اختیار اسے گلے سے لگالیا۔

اس کے چوڑے شانوں اور مضبوط کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ عجیب سی ناقابل بیان کیفیات کا شکار ہو چلے تھے۔

"میرا خیال ہے ہمیں نکلنا چاہیے۔ میری وائف مزنہ اور آپ کی آنٹی ڈنر پر آپ لوگوں کا انتظار کر رہی ہیں۔" جب اس نے ان کی بات پر سر ہلا کر پاس رکھا بیگ اٹھایا اور پلٹ کر ڈزنی سے انگلش میں یہی بات کہی۔ اس کے بعد سیدھا ہو کر ان کے سامنے آیا تو لمحہ بھر میں صادق صاحب کی تمام انجانی کیفیات ایک مبہم سے تفاخر میں بدلنے لگیں۔

"بلاشبہ اگر اس کی پیدائش کو لوگ تضحیک کے نشانے پر نہ رکھیں۔ تو ایسا بیٹا ہی ہر باپ کی خواہش ہوا کرتا ہے۔ جوان کے شانہ بشانہ چلے تو باپ کا سینہ اور کندھے اور چوڑے ہو جائیں۔"

صادق نے پارکنگ لاٹ میں گاڑی تک پہنچتے ہوئے ایک۔ چھلکتی ہوئی سی چور نگاہ ایک بار اور اس پر ڈالی۔

جس وقت وہ لوگ گھر پہنچے' رات کی تاریکی پوری طرح پھیل چکی تھی۔ راستہ بھر خاموشی رہی اور گھر آگیا۔

مزنہ بڑے رسمی انداز میں قدرے ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ ملیں۔ یوں بھی ڈزنی جیسی خالصتاً" انگریزی شخصیت رکھنے والی عورت سے وہ زندگی میں پہلی بار ملی تھیں اور جس لڑکے کو حسیب کا بیٹا بتایا جا رہا تھا۔ وہ جب پورے قد سے ان کے سامنے کھڑا ہوا تو ان کی آنکھیں ہی پھٹ گئیں۔

بمشکل اٹک اٹک کر اپنا تعارف کروایا اور ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر صادق صاحب کو اشارہ کرتی باہر نکل گئیں۔

"یہ۔۔۔ یہ لڑکا کون ہے۔" وہ اپنے بیڈ روم میں داخل ہوئے تو مزنہ نے بے چین سی ان کے نزدیک آگئیں۔

"یہی ولید ہے۔ جس کے بارے میں حسیب نے ہم سب سے چھپایا اور جس کو ڈاکومنٹس میں اون کیا ہے اس نے۔ جس کا خرچہ' پڑھائی اور دوسرے اخراجات پورے کرتا ہے۔ ایک ذمہ دار باپ کی طرح۔"

انہیں ضرورت نہیں تھی اتنی وضاحت دینے کی۔ لیکن اس کا قد کاٹھ دیکھ کر شک میں پڑ جانے والی مزنہ کو یقین دلانے کے لیے اتنی لمبی بات ضروری تھی۔

"اتنا بڑا۔۔۔ اتنی عمر کا لڑکا۔۔۔ جوان جہان۔" مزنہ کے دل و دماغ ماننے سے انکاری تھے۔ صادق صاحب اب کی بار نا کچھ اس وقت تک جتاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے۔ جب تک کہ مزنہ ڈھیلی ہو کر سر نہ جھکا گئیں۔

"تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ وہ کن حالات میں اس دنیا میں آیا اور کن حالات میں یہاں تک پہنچا ہے۔ تمہاری یہ بے جا تفتیش اور تشویش' فضول کی حیرانگیاں اسے پشیمان بھی کر سکتی ہیں۔ اور حسیب کی ناراضی کا سبب بھی بن سکتی ہیں۔ اس لیے آئندہ خیال رکھنا۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جی۔۔۔ میں کھانا لگا دوں۔"

"پہلے دو چار گھڑی ان کے پاس بیٹھو۔ ان سے ان کے بارے میں، حسیب کے بارے میں بات کرو تسلی دو کچھ۔ وہ یہاں کھانا کھانے نہیں آئے ہیں۔" صادق کا انداز ملامت آمیز تھا۔

"اور ہاں۔۔۔ ماہا کا ذکر مت کرنا۔ میں یہ ٹاپک کھانے کے بعد چھیڑوں گا ورنہ عین ممکن ہے وہ لوگ ٹھیک سے نہ بات کر سکیں نہ کھانا کھا سکیں۔" واپس ڈرائنگ روم تک جاتے جاتے مزید پوری طرح اپنے شوہر کی فراست کی قائل ہو چکی تھیں۔

٭ ٭ ٭

کافی سے زیادہ رات گزرنے کے بعد جب اس کی آنکھیں نیند سے بالکل بند ہونے کو تھیں تب بھی موبائل اسکرین خاموش پڑی تھی۔

اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسکرین کو گھورا اور آنکھیں موند لیں۔ دوسری جانب دو آنکھیں بے بسی سے اپنے سیل فون کو گھورتی ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔ پھر چند لمحوں بعد وہ نظریں ایک بوڑھے وجود پر جم گئیں۔ بتول نے اپنا دوسرا پیر دبوانے کے لیے اسے بٹھایا تھا اور اب تک وہ پوری طرح نیند میں جا چکی تھیں، لیکن جونہی معراج نے ہاتھ ہٹا کر پلنگ سے اترنا چاہا وہ فوراً ہوشیار ہو گئیں۔

"ہوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ ٹھیک سے دبا۔" "انہیں جانے کیسے نیند میں پتا چل گیا۔ معراج جاتے جاتے ٹھہر گیا۔ آدھے گھنٹے میں لگاتار تیسری کوشش کے بعد اسے رہائی ملی، لیکن تب تک دوسری طرف انتظار کی کیفیت نیند کی میٹھی آغوش میں سر رکھ چکی تھی اس نے گہری سانس لے کر فون رکھ دیا۔

مسلسل تین دن تک بتول کا معمول، معراج کی ناکام کوششیں اور عفت کا انتظار لاحاصل ہی رہا۔ چوتھے دن شاید بتول کو اس کی حالت پر رحم آگیا انہوں نے جلدی چھوڑ دیا۔

معراج ان کے پاس سے اٹھا تو خیال تھا کہ عفت بھی اسی کی طرح بے تابی سے فون کے انتظار میں جاگ رہی ہوگی، لیکن دوسری طرف بیل جاتی رہی اور جب وہ بالکل مایوس ہو کر لائن کاٹنے والا تھا تب ریسیور سے عفت کی آدھی سوئی آدھی جاگی آواز ابھری۔

"ہیلو عفت! کیا ہوا سو گئی تھیں کیا۔"

"جی۔۔۔"

"کیوں۔" "اسے تعجب ہوا اور اس کے تعجب پر عفت کو۔۔۔

"کیوں۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا آج بھی خوار ہونے کے لیے جاگتی۔" "معراج کے لب مسکرا اٹھے۔

"اس کا مطلب تم اتنے دن سے میرے فون کے انتظار میں تھیں۔"

"جی نہ صرف انتظار میں بلکہ بہت شدت سے انتظار میں۔۔۔" "اس کی آواز میں محبت بھری شوخی نہیں بلکہ بے حد سنجیدگی تھی۔ معراج چند لمحے اس کا انداز بوجھتا ہوا رک سا گیا۔

"خیریت ہے۔"

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔ آپ کی بہنیں آئی تھیں امی سے رخصتی کی بات کرنے۔" "عفت اسی سنجیدگی سے بات بڑھاتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اس موضوع پر معراج سے کھل کر بات کرے گی۔

"میرے یہاں کوئی کماؤ پوت بھائی نہیں بیٹھے۔ نہ میرا اپنا کوئی خاص ذریعہ آمدنی ہے۔ ابا کی پنشن سے عزت سے گزارا ہو رہا ہے۔ یہی بہت ہے اور دوسری بات یہ کہ سب ہی والدین جہیز کے نام پر لڑکیوں کو کچھ نہ کچھ تو دیتے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ہی ہیں۔"

"تو پھر کس بات کی ٹینشن ہے، جو ہو سکے کر لینا۔" معراج کے لاپروا لہجے سے عفت کو دھچکا سا لگا۔

"یعنی... آپ کے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں۔"

"میرے نزدیک ان فضول باتوں کی کوئی اہمیت نہیں جن کا کوئی سر پیر سرے سے ہو ہی نا!" عفت جواب میں کچھ کہنے کے بجائے خاموش ہی رہی اور جب یہ خاموشی طول پکڑنے لگی تو معراج اکتا گیا۔

"اب خاموش کیوں ہو گئیں تمہیں بری لگی ان کی بات۔ میں سوری کر لیتا ہوں بس۔"

"بری لگنے کی بات نہیں ہے۔" اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا بات کرے۔

"تو پھر... کیا بات ہے کھل کے کہونا!"

"میں نہیں چاہتی کوئی ہماری خاموشی کی وجہ سے لمبی چوڑی امیدیں باندھ لے کیوں کہ امیدیں ٹوٹتی ہیں تو رستے کھوکھلے ہو جاتے ہیں۔"

"رشتے اعتبار اور اعتماد سے بنتے ہیں۔ امیدوں سے نہیں۔"

"پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ اگر آپ کی امی اور بہنوں کو کسی لمبے چوڑے جہیز کی خوش فہمی ہے تو وہ دور کر لیں۔" اس کا لہجہ قطعی تھا۔ معراج خاموش سا ہو گیا۔

"دیکھو عفت... میں ان کا اکلوتا بیٹا اور بھائی ہوں اور میری جو شادی پہلے ہوئی تھی اماں نے ان لوگوں کو سب سامان واپس بھجوا دیا ہے۔"

"آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں کہ انہیں اس لیے مجھ سے ٹرک بھر کے سامان چاہیے۔"

"پاگل ہو گیا تم... میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ انہیں ان مادی اشیا کا لالچ نہیں ہے جب انہوں نے گھر میں رکھا ہوا سامان واپس بھجوا دیا حالانکہ اس کی ڈیتھ کے بعد سارا سامان میرا تھا میرا حق تھا، لیکن پھر بھی انہوں نے پروا نہیں کی تو اب کیوں کریں گی وہ ایسا۔" عفت خاموش ہو کر سوچ میں پڑ گئی۔ معراج یا تو واقعی ٹھیک کہہ رہا تھا یا اس کی بات سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا۔

"بہر الحال... میں نے ان کی باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں اور میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ..." وہ رک سی گئی۔

"میں نے ان کی باتوں سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ وہ غلط نہیں ہے۔"

"تو پھر میری بھی ایک بات سن لو۔" معراج کو اس کی سنجیدگی اور اس کی بات دونوں ہی ناگوار گزریں۔

"اتنی جلدی، اتنی بدگمانی کو دل میں جگہ دینے سے بھی رشتوں پر فرق پڑتا ہے۔" فون عفت کان سے لگا رہ گیا لائن بے جان ہو گئی اور شاید وہ خود بھی...

✡ ✡ ✡

مون سون گزرنے کے بعد بادلوں نے شہر کا رخ کیا تھا۔ دن بھر ابر آلود موسم میں چلتی ٹھنڈی ہوائیں دل و دماغ کو سرشار کیے رکھتی تھیں۔ اس روز بھی موسم ایسا ہی خوش گوار تھا۔ اسی لیے وہ وارڈ بوائز کی مدد سے حسیب کو ویل چیئر پر بٹھا کر باہر لان میں نکل آئی۔ اس کے زخم بے شک گہرے تھے، لیکن خدا کے فضل سے کوئی بھی ہڈی ٹوٹنے یا فریکچر ہونے سے محفوظ رہی تھی۔ اتنا کچھ ہو جانے اور سہ لینے کے بعد ایک شکر گزاری کی کیفیت اس کے روم روم میں بستی اسے پرسکون کیے رکھتی تھی۔ دھیرے دھیرے وہیل چیئر دھکیلتی ہوئی وہ دور نصب ایک سنگی بنچ کے نزدیک لے گئی۔ پھر خود سامنے آکر بینچ پر بیٹھ گئی۔ ہلکے گلابی رنگ کے کپڑوں کا ملگجا پن صاف نمایاں تھا ایسی ہی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نمایاں تھکن زدہ اس کی آنکھیں اور چہرہ تھا پھر بھی سامنے آتے ہی حسیب کتنی دیر تک اسے دیکھے گیا۔ یہاں تک کہ وہ نروس سی ہو گئی اور اس کا دھیان ہٹانے کو پوچھنے لگی۔

"کیسا لگ رہا ہے۔"

"خواب سا۔" حسیب کا لہجہ بھی کمزور تھا اور آواز بھی دھیمی

"میں نے موسم کا پوچھا ہے۔" اس نے ہنس کر آس پاس نگاہ ڈالی۔ حسیب بھی یونہی ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"سب کچھ خواب کے جیسا ہے۔ میرا بچ جانا۔ تمہاری موجودگی' توجہ محبت... تمہارا ساتھ اور یہ موسم سب کچھ۔"

"یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ آپ یقین کرلیں۔"

"یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا۔" اس کا چہرہ پل بھر میں رنگ بدل کر اداس سا ہو گیا۔ وہ اب گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔

"کیوں جی نہیں چاہتا۔"

"کیوں کہ بعض اوقات انسان کو حقیقت سے نظریں ملا کر شرمندگی کے سوا کچھ اور ملتا جو نہیں۔"

"شرمندگی... کیسی شرمندگی۔" ماہا الجھ سی گئی۔ البتہ اس کے ہونٹ اب بھی مسکرا رہے تھے۔

"وعدہ وفا نہ کرنے کی شرمندگی۔"

"پھر تو شرمندہ مجھے ہونا چاہیے۔ میں نے زندگی بھر آپ کا خیال رکھنے اور ساتھ نباہنے کا وعدہ کیا تھا اور میں اپنے وعدے پر قائم نہیں رہ سکی۔" اس نے نظریں جھکالیں۔ وہ واقعتاً" شرمندہ تھی۔

"تمہاری شرمندگی بجا ہے' لیکن میں... میں صرف تم سے شرمندہ نہیں ہوں۔ کوئی اور بھی ہے میری زندگی میں جس کا واحد سہارا میں تھا اور... جس کا خیال رکھنے کا وعدہ کیا تھا میں نے زندگی بھر کے لیے۔" ماہا کا منہ کھل گیا۔ حسیب کس کی بات کر رہا تھا اور کون سے وعدے وفا نہ کرنے کا کہہ رہا تھا۔ موسم کی ساری خوب صورتی جل کر راکھ ہو گئی۔

"جانے کسی نے اس کی خبر بھی لی یا نہیں۔ پتا نہیں اس کی حالت کیسی ہو گی۔ اسے تو یہ بھی علم نہیں ہو گا کہ میں کتنے دن ہوش سے بے گانہ پڑا یہاں زندگی اور موت کی جنگ لڑتا رہا۔ کوئی تھا بھی تو نہیں' جو اسے خبر کر دیتا۔" ماہا کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔ حسیب پژمردگی سے جانے اور بھی کیا کیا کچھ کہتا رہا۔ ماہا کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب اندر چلنا چاہیے۔" وہ تھک کر خاموش ہوا تو اس کے پاس کہنے کو صرف یہی ایک بات رہ گئی۔

"ماہا... ! میرا ایک کام کر دو پلیز۔" حسیب نے ملتجی انداز میں اسے کھڑے ہوتا دیکھ کر اس کی کلائی تھامی تھی۔ ماہا ایک عجیب سے امتحان میں پڑ گئی۔

✡ ✡ ✡

گرما گرم آلو کے پراٹھوں کی خوشبو فضاؤں میں پھیلی بھوک کی شدت میں اضافہ کر رہی تھی۔ حسب معمول نائلہ کچن میں مستعدی سے کام نمٹا رہی تھی۔ اس نے صبح صبح آفس کے لیے نکلنے سے پہلے حدید کے لیے ناشتے کا مینو ترتیب دیا تھا جس میں ہمیشہ کی طرح انس نے آکر شامل ہو جانا تھا' لیکن انس کے تیار ہو کر نیچے آنے سے پہلے ہی سوہا چلی آئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"پلیز ذرا تم ایک چولہا خالی کردو۔ مجھے انس کے لیے بھی ناشتا بنانا ہے۔" اس نے ایک لمحے ٹھٹک کر اس اہتمام کو دیکھا۔ پھر مصروف سے انداز میں بولتے ہوئے آگے آئی۔ مقصد صرف یہ جتانا تھا کہ اس ہنگامی صورت حال میں نائلہ کے اہتمام سے بنائے گئے ناشتے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔

"ان کے لیے الگ سے بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے بنایا ہے نا! تم انس کو بلالو نیچے... بلکہ تم خود بھی..." مصروف سی بولتی ہوئی نائلہ کی بات سوہا نے سوکھے منہ سے کاٹ دی۔

"نائلہ پلیز... تم یہ مہمانیوں کا سلسلہ یہیں ختم کردو تو بہتر ہوگا۔" اس کا انداز اس قدر خشک تھا کہ توے پر جلتا پراٹھا چھوڑ کر نائلہ اس کا منہ دیکھنے لگی۔

"وجہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ تمہارا اس طرح بڑھ بڑھ کے انس کے لیے کام کرنا نہ صرف مجھے ذاتی طور پر پسند نہیں بلکہ اس طرح کی اوچھی حرکتوں سے میرے اور ان کے تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں' میں اب تمہاری وجہ سے اپنی زندگی میں مزید کوئی گڑبڑ نہیں چاہتی۔" کچن کی طرف آتے حدید کے کانوں میں بھی سوہا کے الفاظ پڑ چکے تھے۔ وہ دروازے کی دہلیز پر ہی ساکت ہو گیا۔

"آج ایک جگہ سے امید بندھی ہے۔ انٹرویو کے لیے جارہے ہیں۔ آپ دعا کیجئے گا حدید بھائی۔" لمحے بھر میں حدید کو دیکھتے ہی سوہا کا لہجہ اور انداز سب بدل گیا۔ نائلہ تو نائلہ خود وہ بھی اپنی اس کایا پلٹ پر حیران رہ گئی اور کچھ یہ تھا کہ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ' حدید ان کی باتوں کا کچھ حصہ سن چکا ہے۔ اس لیے جلدی سے پلٹ کر چائے کا پانی چڑھانے لگی۔

☼ ☼ ☼

کئی گھنٹوں کی سوچ بچار کے بعد اس نے صادق بھائی کو فون کر کے ساری بات بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"میں نہیں چاہتی کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی یہاں پاکستان آئے اور حسیب سے ملے۔" ماہا کا لہجہ بے حد حتمی تھا۔ صادق خود بھی چور سے بن گئے۔

"لیکن کیوں بیٹا!" ماہا ان کے لیے بیٹیوں جیسی ہی تھی۔

"اس عورت تک تو ٹھیک ہے کیوں کہ حسیب کا اور اس کا رشتہ دوستی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا' لیکن وہ بچہ..." وہ دانستہ رک گئے۔

"جی کیا... بولیں میں سن رہی ہوں۔" اس کا چہرہ حدت پکڑنے لگا۔

"وہ بچہ تو حسیب کو ہی اپنا باپ کہتا اور مانتا ہے اور اب تک تو اس تک حسیب پر گزرنے والے حادثے کی خبر پہنچ بھی چکی ہے۔ اگر وہ آجائے گا تو ہم اسے روک نہیں سکتے بیٹا۔ وہ حسیب کی اولاد ہے اور حسیب نے اسے اون کیا ہے۔" ماہا چند لمحوں کے لیے چپ سی رہ گئی۔

"آپ میری بات مانو... اسے حسیب سے ملنے دو۔" کہنا کتنا آسان تھا۔ اس نے کرب و اذیت سے آنکھیں بند کرلیں۔

"آپ کے لیے یہ کہنا آسان ہے صادق بھائی' لیکن میں... میں اپنے دل کا کیا کروں۔ آپ اسے میری حسیب سے بے انتہا محبت سمجھ لیں کہ مجھے اس میں بٹوارہ منظور نہیں کسی بھی صورت..."

"شوہر کا بٹوارہ تو دوسری بیوی کرتی ہے بیٹا۔ اس کی اولاد نہیں۔" ماہا کو لگا وہ ابھی بات کے اختتام پر ہلکے سے مسکرائے ہوں۔

"میرا دل نہیں مانتا۔" وہ جیسے بے بس سی ہوگئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"دل نہیں مانتا تو دل کو سمجھاؤ۔ یاد رکھو۔ دل اور دماغ میں زندگی کے نوے فیصد حصے میں جنگ ہی چلتی ہے اور یہ جنگ جتنی زیادہ دماغ جیتے گا۔ تم اتنے ہی فائدے میں رہو گی۔ اپنے دل کو دماغ کا تابع بناؤ۔ دماغ کو دل کا تابع بنانے سے نقصان تم خود ہی اٹھاؤ گی۔" ماہا کے پورے وجود پر برف سی گرنے لگی۔ ایک سرد اور جامد کیفیت نے اسے اپنے حصار میں لینا شروع کر دیا۔

"اپنے ذہن سے پوچھو۔ یوں زور زبردستی سے تم کتنے دن ان دونوں کو ایک دوسرے سے دور کر سکو گی۔ ان شاء اللہ ایک دن حبیب صحت یاب ہو گا تب کیا ہو گا۔ سب سے پہلے وہ اسی سے ملنے جائے گا نا! اس کا وہ پیارا اور عزیز سگا بیٹا جو اس سے دور ہے اب تک۔ تم تو اس سے مل لیں۔ اس کے پاس بھی آ گئیں لیکن وہ ولید۔ وہ تو ابھی تک باپ سے ملنے کو ترس رہا ہے اور بعد میں جب حبیب کو پتا چلے گا کہ ان دوریوں کا سبب تم تھیں تو سوچو اس کے دل میں تمہاری کتنی عزت رہ جائے گی۔ اس کے برعکس اگر تم دل کو ذرا سا سمجھا بجھا کر اس بات کے لیے راضی کر لو تو یہ چیز حبیب کے دل میں تمہاری اہمیت میں اضافہ ہی کرے گی۔" صادق بولتے بولتے تھک سے گئے۔ انہیں امید نہیں تھی کہ انہیں مزنہ کی طرح ماہا کو بھی ساری صورت حال اور اونچ نیچ نئے سرے سے سمجھانی پڑے گی۔ اسے خاموش دیکھ کر انہوں نے ایک آخری پتا پھینکا۔

"اگر میری بات مانو تو آج رات گھر چلی جاؤ اور کل کا دن گھر پر رک کر آرام بھی کر لو اور اپنی امی اور بہن سے اس ٹاپک پر مشورہ بھی کر لو۔ تھکے ماندے ذہن سے انسان ویسے بھی کوئی ڈھنگ کا فیصلہ نہیں کر پاتا۔" ماہا نے بے خیالی میں سر ہلا دیا۔ اس وقت تو اس نے یونہی حامی بھر لی تھی، لیکن شام ہوتے ہوئے جب صادق بھائی سچ مچ اسے لے جانے کے لیے آ گئے تو اپنے ٹوٹتے اعصاب کو ذرا آرام دینے کے لیے اس نے بھی رخصت سفر باندھ ہی لیا۔ اس بار صادق بھائی کے ساتھ ساتھ حبیب کی حمایت بھی شامل اصرار تھی۔

"میں پھر کل۔۔۔ کل شام تک آ جاؤں گی۔" چلتے چلتے اس نے حبیب کا ہاتھ تھام لیا۔ کمرے میں اس وقت وہ دونوں ہی تھے۔

"دل نہیں چاہتا اب ایک پل کو بھی آپ سے دور جانے کا۔" اس کے لہجے میں سچائی کی چھب تھی اور آنکھوں میں محبت کا ایک سمندر موجزن تھا۔ ایک ایسا سمندر جو خود بھی صدیوں سے پیاسا لگتا تھا۔

☆ ☆ ☆

انس انٹرویو دے تو آیا تھا، لیکن زیادہ پر امید نہیں تھا۔ شام کی چائے بنا کر سوہا چھت پر ہی لے آئی۔ بادلوں کی راجدھانی قائم تھی۔ کہیں کہیں گھروں میں لگے درخت تیز ہوا سے جھوم رہے تھے۔ اس ٹھنڈی ہوا اور ابر آلود موسم میں دل کو نئی نئی گدگداہٹیں سوجھتی ہیں۔ یہی حال سوہا کا تھا۔ بلا وجہ میں مسکرائے جانا، شوخی اور شرارت بھری باتیں کرنا۔ چھیڑ چھاڑ اور پر لطف چٹکلے۔ اچھے خاصے بور مزاج بندے بھی اپنا خول تڑخا کر باہر نکل آتے ہیں وہ تو پھر تھی ہی شوخ و چنچل سی، لیکن انس۔۔۔ چائے کا کپ آدھا خالی ہو چکا تھا اور وہ دور آسمان پر منڈلائے طائروں پر نگاہ جمائے جانے کن سوچوں میں گم تھا۔

"کیا بات ہے۔ آج بڑے چپ چپ ہیں۔" انس جواب دیئے بنا یونہی چائے کی چسکیاں لیتا رہا۔ سوہا نے چند لمحے تو اس کے جواب کا انتظار کیا، پھر خود ہی کوئی نتیجہ اخذ کرتی منڈیر سے ہٹ کر اندر کی طرف دیوار سے لگا کر رکھے گئے بینچ پر جا کر بیٹھ گئی۔

"جاب کی وجہ سے پریشان ہیں۔" انس ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔ سوہا کو اس کی خاموشی الجھانے لگی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"کیوں پریشان ہو رہے ہیں، ہو جائے گا کچھ نہ کچھ۔" اب کی بار اس نے محض سر ہلایا۔ سوہا تیزی سے اٹھ کر واپس منڈیر تک آئی تو دور کسی گھر کی چھت پر چند ایک رنگین آنچل لہرا رہے تھے۔

"اچھا... ا... اب مجھی... میں جناب کی اداسی دور کرنے کو تسلیاں دے رہی ہوں اور یہاں پر آنکھیں سینکی جا رہی ہیں۔" اس نے جان کر انس کو اس گمبھیر خاموشی سے نکالنے کی خاطر یہ حربہ آزمایا تھا۔ انس پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ وہ ایک دم جھینپ سا گیا۔

"کیا پاگل ہو گئی ہو۔ تمہیں لگتا ہے میں یہاں کھڑا ہو کر یہ حرکتیں کر رہا ہوں۔"

"پہلے نہیں لگ رہا تھا، لیکن اب لگ رہا ہے۔" اس نے آنکھیں نچائیں۔

"دماغ خراب ہے۔ کیا محلے سے پٹوا کر نکلواؤ گی ہمیں۔ مطلب مجھے اور میرے بھائی کو۔ پورے محلے کی کڑی چوکیداری ہوتی تھی ہمارے گھر اور ہماری حرکتوں پر... چھڑے تھے نا! کسی محلے والی سے چکر نہیں چلا سکے۔" وہ اپنے سابقہ موڈ سے باہر آچکا تھا۔ بڑے ہی دکھ بھرے انداز میں دلی حسرت بیان کی۔ سوہا ایک دم کھلکھلا کر ہنس دی۔ انس ہنستی ہوئی سوہا کو تکنے لگا۔ اس کی ہنسی تھمی تو حیرت سے پوچھنے لگی۔

"ایسے کیا دیکھنے لگے۔"

"سوچ رہا تھا کہ تم اگر اسی طرح ہنستی رہو تو کیا ہی بات ہے۔"

"آپ ہمیشہ ایسے ہی باتیں کریں گے تو ہنستی ہی رہوں گی نا!"

"ہم... م... م۔" اس نے چائے کا خالی کپ رکھ کر پھر سے منڈیر پر ہتھیلیاں دھریں۔

"ہر کام کا، چیز کا اور بات کا ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت نکل جائے نا! تو نہ بات کی وہ اہمیت رہتی ہے نہ چیز کی قدر اور نہ کام کا فائدہ... ہر چیز اپنے وقت اور موقع محل کے حساب سے اچھی لگتی ہے۔" اس کا اداسی میں گھرے لہجے میں کسی یاد کی چنگاری تپش دے رہی تھی۔

"تو کیا محبت بھی وقت گزرنے کے بعد بے فائدہ ہو جاتی ہے۔" سوہا نے جانے کیوں پوچھ لیا۔ شاید اس کا دل مضطرب سا ہو گیا تھا۔

"اگر وقت پر اظہار نہ کیا جائے... تو شاید..."

انس پریشان تھا، یہ کہنے کی ضرورت تھی نہ بتانے کی۔ پھر بھی اس نے فوری طور پر اس کی دلجوئی کی خاطر کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، لیکن ٹھیک اسی وقت اسے زور کی ابکائی سی آگئی۔ یوں لگا پل بھر میں جیسے کلیجہ باہر کو الٹ پڑے گا۔ وہ بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھتی اندر کمرے میں بھاگی۔ انس بھی تشویش سے اسے دیکھتا اس کے پیچھے تھا۔ بظاہر


شائع ہو گئے ہیں

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لئے خوبصورت ناول

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ تتلیاں، پھول اور خوشبو | راحت جبیں | قیمت: | 250 روپے |
| ☆ بھول بھلیاں تیری گلیاں | فائزہ افتخار | قیمت: | 600 روپے |
| ☆ محبت بیاں نہیں | لبنیٰ جدون | قیمت: | 250 روپے |

خوبصورت سرورق
خوبصورت چھپائی
مضبوط جلد
آفسٹ پیپر

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361





READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

اب چھت پر خاموشی اور اندر کمرے میں آوازیں تھیں، لیکن چھت سے جڑی سیڑھیوں پر کوئی اور بھی تھا جو خاموش کھڑا چند باتیں سن چکا تھا۔

اس نے ہوا کے دوش پر لہراتا آنچل مٹھی میں دبوچا اور سسکتے دل کو تھپکتی واپس سیڑھیاں اتر گئی۔ اس کے کانوں میں ایک آواز کی گونج تھی۔

"اگر وقت پر اظہار نہ کیا جائے تو... شاید..."

"شاید..."

"شاید..."

☼ ☼ ☼

صادق نے ماہا کو گھر چھوڑتے ہی واپس اپنے گھر کا رخ کیا۔ وہ چاہنے کے باوجود ولید اور اس کی ماں کی آمد کی پیشگی اطلاع نہ حسیب کو دے سکے تھے۔ نہ ماہا کی موجودگی کے باعث اسے اشاروں میں ہی کچھ بتا سکے تھے۔ اب وہ ولید اور ڈزنی کو حسیب سے ملوانے لے کر جا رہے تھے۔ ولید بے حد بے تابی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا مطلوبہ کمرے کے سامنے جا رکا۔ پھر اپنے بے ترتیب تنفس کو ذرا ہموار کیا اور بے حد آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

حسیب کو اسی وقت ایک میل نرس، اس کے کہنے پر تکیے کے سہارے بیڈ پر، لیٹے سے بٹھا کر گیا تھا اور وہ اس وقت ایک دن پرانا باسی اخبار عدم دلچسپی سے یونہی الٹ پلٹ کر رہا تھا تب ہی دروازہ کھلا۔ اس نے بے دھیانی میں نظریں اٹھائیں اور پھر اس کی نظریں وہیں دروازے پر ساکت رہ گئیں۔ آنے والے شخص کو بھی شاید اسے اس مخدوش حالت میں ملنے کی توقع نہیں تھی۔ باپ بیٹا دونوں کا منہ بیک وقت کھلا رہ گیا۔

"ولی... ! میرا بیٹا۔"

"پاپا۔" ولید کی آواز البتہ پورے کمرے میں واضح طور پر سنائی دی تھی۔ اگلہ لمحہ بے حد جذباتی تھا۔ وہ آگے بڑھا اور حسیب کی کھلے بازوؤں میں بے تابانہ سما کر سسک پڑا۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے اتنے دن... یہ سب کیا ہوا، کیسے ہوا...؟" حسیب اسے خود سے لگائے ہولے ہولے سہلاتا اور تھپکتا رہا۔ اس کے کانوں میں ننھی منی پیار بھری سرگوشیاں کرتا رہا۔

"میں ٹھیک ہوں میرے بچے... اب تمہیں دیکھنے کے بعد تو بالکل فٹ فاٹ ہو گیا ہوں۔"

"میری یاد آتی تھی تو کیا جب بھی ایسے ہی روئے تھے۔ جسٹ لائیک آ بے بی بوائے... ہم... م... م۔" دھیرے دھیرے اس کی یہ سرگوشیاں، ولید کے کانوں میں مدھ ٹپکاتی اس کے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں بدلتی چلی گئیں۔

"اب بتاؤ... سب سیٹ ہے ینگ بوائے۔"

"سب سیٹ تھا۔ اب نہیں ہے... مجھے جب آپ کا پتا چلا تو سمسٹر اسٹارٹ ہونے والا تھا اور میں سب چھوڑ کر پاکستان آگیا۔" اس کا لہجہ ندامت آمیز تھا۔ حسیب بنا کچھ کہے اسے دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا ولید کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

"میں نے کوشش کی تھی تیاری کرنے کی، لیکن... مجھ سے پڑھائی نہیں کی گئی۔ ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ پاسیبل نہیں تھا میرے لیے۔ میری جان آپ میں بند ہے میں... میں چاہ کر بھی نہیں کر سکتا تھا پاپا... آئی ایم سوری۔" اس کا سر اور نظریں جھک گئیں۔

"کوئی بات نہیں... آئی انڈر اسٹینڈ۔" حسیب نے ایک بار پھر بازو وا کر دیے اور وہ اس کے سینے سے آن لگا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسی وقت کمرے کا دروازہ دوبارہ کھلا اس وقت اس میں جس ہستی نے قدم رکھا اس نے حبیب کو صرف حیرت نہیں بلکہ ناگواری اور تنفر کی پستیوں میں دھکیل دیا۔

حبیب کے چہرے پر ڈزنی کو دیکھ کر جو ناگواری پھیلی تھی اس سے ولید اور خود ڈزنی بھی ایک دوسرے سے بری طرح شرمندہ ہو گئے تھے۔

"میں چلی جاؤں گی واپس۔ تمہاری زندگی میں مزید دخل اندازی کیے بغیر۔ فی الحال تم میری بات سن لو۔ میں تمہارے ہی کام سے آئی ہوں۔" وہ اپنا ہینڈ بیگ کھولتی ہوئی آکر بیڈ کی نزدیکی بنچ پر بیٹھ گئی۔ ولید بھی حبیب کے برابر سے اٹھ کر ڈزنی کے برابر میں جا بیٹھا۔ اس نے اپنا بیگ کھول کر ایک فائل نکالی۔

"تمہارے منیجر نے یہ کچھ کاغذات بھجوائے ہیں میرے ہاتھ۔ اس میں تمہارے فلیٹ کے پیپرز بھی ہیں اور دو ایک کچھ اور اہم ڈاکومنٹس بھی ہیں۔" حبیب نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی بات سننے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے فائل بڑھائی حبیب نے ہاتھ بڑھا کر تھامی اور اس کے ورق الٹنے لگا۔

"جب تمہارے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی تو منیجر کے لیے کلائنٹس کو مطمئن کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ اسی لیے تمہارے وہاں بزنس کی ساکھ اور تمہارے نام پر بہت برا اثر پڑا۔ اس لیے تمہارے منیجر نے' تمہارے بہنوئی کے مشورے پر ہی سب کچھ از خود وائنڈ اپ کر کے تمہارے بزنس میں لگا سارا پیسہ بینک میں جمع کروانے کی نیت سے یہ ڈاکومنٹس پاکستان بھجوائے تھے۔ تمہارے کومے میں چلے جانے کی خبر سن کر تو ویسے بھی سب کی امیدیں ہی ختم ہو گئی تھیں' لیکن خدا کا شکر ہے کہ تم فوراً" ہی کومے سے باہر آ گئے۔" وہ بے حد ٹھہر ٹھہر کر بہت ہموار آواز میں بات کر رہی تھی۔ اس کی رواں اور شستہ انگریزی ملی ٹوٹی پھوٹی اردو سمجھنے میں حبیب کو تو نہیں البتہ ولید کو کافی مشکل پیش آ رہی تھی۔

"ان میں تمہارے کچھ کلائنٹس پارٹیز کے ساتھ نیکسٹ ایئر کے کانٹریکٹ پیپرز بھی ہیں اور تمہارے فلیٹ کی ملکیت کے بھی۔۔۔ تم نے پاور آف اٹارنی اپنے بعد اپنے بیٹے ولید کو سونپ رکھا تھا' لیکن ولید ابھی اٹھارہ سال کا نہیں۔ اس لیے انہوں نے میرے ہاتھ صادق بھائی کے پاس پاکستان بھجوائے تھے۔ صادق تمہارے۔۔۔ برادر ان لاء۔۔۔ مگر اب تم خود سب معاملات دیکھ لو۔۔۔ اور آگے فیصلہ کر لو۔۔۔ اگر پاکستان میں رہنا چاہو تب بھی اور اگر واپس جانا چاہو تب بھی۔۔۔" ولید اس دوران خاموشی سے سب سنتا رہا۔ حبیب نے تھوڑی دیر ان کاغذات کا مطالعہ کیا پھر فائل بند کر کے انگوٹھے اور انگلی سے اپنی بند آنکھوں کو مسلنے لگا۔

"ابھی آپ کے پاس فیصلہ کرنے کے لیے ٹائم ہے پاپا۔ پلیز۔ آپ اسٹریس مت لیں۔" ولید بے ساختہ بول اٹھا۔ ڈزنی کے اس کا بے تاب انداز دیکھا پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرا خیال ہے مجھے اب چلنا چاہیے۔ ولید تو تمہارے پاس رکے گا' لیکن میری یہاں موجودگی کوئی پرابلم بھی کری ایٹ کر سکتی ہے۔ تمہیں دیکھنے اور یہ کام کرنے آئی تھی۔ تمہیں سروائیو کرتے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ گڈ بائے۔" اس نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔ پلٹ کر پیار سے ولید کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں بہت دھیرے سے بکھیر دیا۔ پھر حبیب کو دیکھے بغیر باہر آ گئی۔ اسپتال کے لان میں صادق بھائی اپنے بچوں کے ساتھ مل گئے۔ واپسی کے سفر میں وہ بالکل اکیلی تھی۔ کھڑکی سے باہر دوڑتے بھاگتے منظروں پر نگاہیں دوڑاتی وہ حبیب کی زندگی میں اپنی دوبارہ آمد کا مقصد سوچتی رہی تھی۔ شاید اسے اسی کام کے لیے اس کی زندگی میں آنا تھا۔ اور بس۔۔۔ ماں۔۔۔ باپ اور بیٹے کی اس تکون کا ہر کونا ٹوٹا ہوا تھا۔ محبت کا بھی۔۔۔ رشتے کا بھی اور شاید احساس کا بھی۔ اس نے دھیرے سے اپنی نم آنکھیں رگڑ ڈالیں۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆ ☆ ☆

ذرا سی دیر میں اس کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ واش روم سے نکل کر بیڈ تک چل کر آنے کے بعد وہ سیدھی لیٹ گئی۔ حلق میں ابھی تک کھنچاؤ سے درد ہو رہا تھا اور آنتیں یوں لگتا تھا باہر ہی آگریں گی۔

گو کہ وہ اس کیفیت سے پہلے بھی گزری تھی۔ لیکن ہر بار کمزوری کا احساس سوا ہی ہوتا ہے۔ لیکن ایک احساس اور بھی تھا۔ جو کمزوری پر پوری طرح غالب تھا۔ اور وہ تھا خوشی کا احساس' جس کے زیر اثر اس کے لب' ناتوانی میں بھی دھیرے دھیرے مسکرا رہے تھے۔

اس نے کمرے میں داخل ہوتے انس کو دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل اور گلاس تھا۔

وہ خاموشی سے اس کے نزدیک بیٹھ کر گلاس میں پانی ڈالنے لگا۔ گلاس بھر کے سوہا کو دیتے سے اس نے سوہا کے مسکراتے چہرے کو دیکھا اور بے ساختہ نظریں چرالیں۔ سوہا اس کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی اور الجھن محسوس کر چکی تھی۔ اس لیے کچھ کھٹک سی گئی۔

"کیا ہوا کیا سوچ رہے ہیں۔"

"وامٹ کیوں ہوئی ہے تمہیں۔ تم نے کچھ ایسا ویسا کھایا تھا کیا۔" سوہا کا منہ کھل گیا۔ وہ سمجھ گئی تھی انس نے جان بوجھ کر تجاہل برتا ہے۔

"میرا خیال ہے ہم دو سے تین ہونے جا رہے ہیں۔" اس کے انداز میں شوخی تھی۔ انس نے مسکرا کر دھیرے سے دائیں ہاتھ سے اس کا گال تھپتھپایا۔ لیکن اس رد عمل میں جو زبردستی کا عنصر پوشیدہ تھا وہ اس کی نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکا۔

"کیا بات ہے' آپ کو خوشی نہیں ہوئی۔"

وہ تعجب سے دور ہٹی۔ پھر بولتے ہوئے اس کی داہنی طرف ہی بیڈ کے کنارے پر سر رکھ کر ترچھی لیٹ گئی۔ انس کا چہرہ اب سیدھا اس کی نگاہوں کی زد میں تھا۔

"نہیں خوشی تو ہوئی ہے لیکن ...." اس کا لہجہ خود اس کی بات کی نفی کر رہا تھا۔

"انس!.... آپ خرچے کی وجہ سے پریشان ہیں۔" اس نے انس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ انس کی خاموشی جواب دے رہی تھی۔

"آنے والا تو اپنا رزق ساتھ لے کر آتا ہے۔"

"سوہا!.... میرا خیال ہے اس سلسلے کو فی الحال یہیں روک دو تو اچھا ہے۔" اس نے نظریں ملائے بغیر سوہا کی سانس روک دی۔

سوہا اس کا مطلب سمجھنے پر جتنی تیزی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ وہ اتنی ہی تیزی سے باہر نکل گیا۔

سوہا منہ کھولے ہکا بکا سی اسے جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

"ارے ماہا تم اس وقت!"

کچن میں عفت اور نائلہ ہی تھیں۔ ماہا کا اندازہ ٹھیک تھا۔ وہ دونوں رات دیر تک جاگنے کا پروگرام بنا بیٹھی تھیں۔ یقیناً" دونوں کو اتنے دن کی جمع کی ہوئی باتیں ایک دوسرے سے شیئر کرنی تھیں۔ ماہا کو سوہا کی کمی ایک دم بہت کھلی۔

"چائے پیو گی۔ میں اپنے اور نائلہ کے لیے بنا رہی ہوں۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"رہنے دو تم تو شاید بنا چکی ہو۔" وہ پھیکے پن سے مسکرائی۔
"نہیں اس میں کون سی مشقت لگتی ہے۔" عفت کے بجائے نائلہ نے کہتے ہوئے کیتلی میں پانی انڈیلا عفت دوبارہ سے پتی ڈالنے لگی۔
"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔" وہ یونہی بے خیالی میں ایک ہاتھ چوکھٹ پر رکھے عفت کو دیکھ رہی تھی۔ جب نائلہ کے پوچھنے پر عفت بھی چونک کر اسے دیکھنے لگی اور' وہ خود بھی کسی گہرے خیال سے باہر آئی۔
"چلو اندر چل کر بیٹھو یہاں گرمی بہت ہے۔" اسے جواب دینے کی الجھن میں پڑتے دیکھ کر نائلہ نے خود ہی بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ بنا کچھ کہے پلٹ کر عفت اور نائلہ کے کمرے کی طرف آگئی۔
"اور سناؤ حسیب بھائی کی طبیعت تو بہتر ہے نا اب۔"
"ہاں وہ ٹھیک تو ہیں الحمد اللہ لیکن یہ۔ صادق بھائی نے مجھے گھر بھیج کر اچھا نہیں کیا۔" اسے نائلہ کے پوچھنے پر ہی ایک دم یاد آیا کہ وہ کیوں اپ سیٹ تھی۔
"کیوں۔" نائلہ نے اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے دیکھ کر قریب رکھا ہوا تکیہ اٹھا کر اسے دیا۔
"کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ خود وہاں رک جائیں گے لیکن' وہ خود بھی گھر چلے گئے۔"
"تو کیا وہ وہاں اکیلے ہیں۔"
"نہیں وہ بتا رہے تھے ان کا کوئی کولیگ یا دوست آیا ہوا ہے دبئی سے ملنے وہ' رک گیا ان کے پاس۔" ماہا پوری تفصیل سناتے ہوئے بھی الجھی ہوئی تھی۔
"اور میں سوچ رہی ہوں کہ ان کا ایسا کون سا دوست ہے' جسے میں نہیں جانتی یا۔ وہ اتنا قریبی کب سے ہو گیا کہ ملنے آئے اور تیمارداری کو رک جائے۔" عفت نے چائے کی ٹرے لاتے ہوئے اس کی بات سنی۔
"اس میں پریشانی والی کیا بات ہے۔ جو بھی ہو گا۔ ان کا اپنا ہی ہو گا۔" اس نے تو بہت سرسری انداز میں ایک بات کی تھی۔ اس چیز سے بے خبر کہ وہ بات جا کے سوئی کی طرح ماہا کے دل میں چبھ گئی۔
"سنو!" نائلہ کسی دھیان سے چونک اٹھی۔
"ایسا تو نہیں کہ ان کا وہ بیٹا آگیا ہو پاکستان جو۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ ماہا کی نظریں چائے کے کپ میں گڑ گئیں۔ اب یہ بات کس طرح زبان زد عام ہو چکی تھی۔ کیا اس نے کبھی سوچا تھا کہ وہ اپنے شوہر کے کردار کے حوالے سے اس طرح سب سے سنتی پھرے گی۔
دوسری طرف عفت کی کہنی کے ٹھوکے نے نائلہ کو احساس دلا دیا تھا کہ وہ کیا بات کرنے جا رہی تھی۔
نائلہ خاموش تو ہو گئی لیکن اس کا مقصد کوئی برا نہیں تھا۔ اس لیے اسے محسوس بھی نہیں ہوا۔ ماہا کی البتہ مضطرب حالت میں کچھ اور سنگینی در آئی۔ نائلہ کی تو فطرت اور سوچ میں ٹوہ اور کھوج کوٹ کوٹ کر بھری تھی اس لیے اس کے منہ سے نکل گیا لیکن ماہا جانتی تھی یہ بات سچ بھی ہو سکتی تھی۔
"سنو! تم پریشان کیوں ہو۔ صرف اس وجہ سے۔" عفت نے ہمدردی سے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھا۔
"اگر نائلہ کی بات سچ بھی ہوئی تو کیا فرق پڑتا ہے۔" عفت نے انجانے میں ہمدردی کی غلیل میں رکھ کر اسے پتھر کھینچ مارا۔ ماہا نے تڑپ کر اسے دیکھا۔
"کیوں فرق نہیں پڑتا عفت! کسی کے کردار پر لگا داغ اسے چھپانا چاہیے یا پوری دنیا کے سامنے لے کر کھلے عام پھر کر سب کو باتیں بنانے کا موقع دینا چاہیے۔" نائلہ اور عفت اس کی بات سن کر اپنی اپنی جگہ چور سی بن گئیں۔
نائلہ کو تو خیر کیا کچھ یاد نہ آیا۔ لیکن عفت کوئی بات نہ ہوتے ہوئے بھی بے اختیار حدید کو یاد کر کے رہ گئی۔ پھر



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک محتاط اچٹتی نگاہ نائلہ پر ڈالی۔ لیکن نائلہ خود بہت دور سے واپس پلٹی تھی۔ جبھی لہجے کو زبردستی بشاش بنا کر بولی۔

"دفع کرو سارے جھمیلوں کو۔ آج ہم یہ باتیں کرنے نہیں بیٹھے۔ اتنی مشکل سے فرصت ملی ہے۔ کوئی اور بات کرو بے فکری کی، خوشی کی۔۔۔ رہا ان کا سوال تو کل صبح جاکر خود دیکھ لینا کون آیا ہے ملنے۔"

نائلہ بے تکلفی سے بولتی ہوئی پیچھے سرک کر چائے کی چسکیاں لینے لگی۔ اور ماہا نے پہلی بار اس کے کھلے ہوئے وجود پر نظریں دوڑا کر جھلکتی ہوئی بے فکری کو جانچا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیا ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہے۔" بے حد سست رفتاری سے کپڑے پریس کرنے کے بعد شرٹ اٹھا کر انس کو دیتے ہوئے اس نے دھیرے سے استفسار کیا۔

"ہاں بہت ضروری ہے۔" وہ ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھا سنجیدگی سے ٹی وی دیکھتا رہا۔ سوہا تھوڑی دیر اس کی طرف شرٹ بڑھا کے کھڑی رہی۔ جب اس نے سوہا کی طرف نہیں دیکھا تو پھر مجبوراً" قریب رکھے صوفے پر ڈال دی۔

"میری طبیعت ٹھیک ہے اب۔" وہ جانتی تھی وہ کتنا بودا بہانہ تراش رہی ہے۔

"مجھے مت بتاؤ، مجھے پتا ہے۔" اس سے بحث بیکار تھی۔

مردوں کے اندر دنیا جہان سے زیادہ نثار ہو جانے کے بعد سارے عالم سے بے پروا و بے نیاز بن جانے کی ادا عورت کو کتنا جلاتی ہے۔ شاید مردوں کو اچھی طرح سے اس کا علم ہوتا ہے۔ یہی ان کا وہ ہتھیار ہوتا ہے۔ جس سے وہ عورت کے دل کا شکار کرتے ہیں اور کبھی اس کے اعصاب اور اس کی روح کو گھائل کرتے ہیں۔ سوہا گہری سانس بھر کر تیار ہونے چل دی۔

ڈاکٹر کے کلینک پہنچ کر اپنی باری آنے تک اس کا یہ حال تھا کہ آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔

ہر بار وہ بے اختیار آنکھیں مسلنے کے بعد انس کی طرف دیکھتی اور وہ بے نیاز سا بن جاتا۔

ڈاکٹر نے اس کے ٹیسٹ کیے اور چیک کرنے کے بعد کہا۔

"علامات تو پریگنینسی کی ہی تھیں، لیکن آپ پریگننٹ نہیں ہیں۔"

"آپ کو پورا یقین ہے کہ میں پریگننٹ نہیں ہوں۔" سوہا نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا اور پوچھا۔

"کتنا عرصہ ہو گیا شادی کو؟" اس نے شفقت سے سوہا کا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھ سے دبایا۔ سوہا کا ہاتھ تو بالکل سرد ہو رہا تھا۔

"دو سال۔۔۔ یا اس سے کچھ کم۔" میں شادی کے بعد پریگننٹ ہوئی تھی پھر میرے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا اور ۔۔۔ اور میرا بچہ بچ نہیں سکا۔"

"آپ بالکل ٹینشن مت لیں۔ اگر کوئی تشویش یا پریشانی کی بات ہوتی۔ تو آپ کی ڈاکٹر، آپ کو اسی وقت بتا دیتی۔ لیکن، خیر میں آپ کی تسلی کے لیے ایک دو ٹیسٹ لکھ دیتی ہوں۔ یہ کروالیں، لیکن طبیعت سنبھلنے کے بعد او کے۔۔۔"

اٹھنے سے پہلے آخری بار ڈاکٹر کے چہرے پر چمکنے والی حوصلہ افزا مسکراہٹ نے اسے کافی تسلی دی تھی۔ لیکن یہ تسلی اسی شام کافور ہو گئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"چھوڑو بھئی۔ جس کام میں ابھی ہاتھ نہیں ڈالنا۔ اس پر خرچ کر کے کیا کرنا۔" انس نے لاپرواہی سے پرسکرپشن ایک طرف ڈال دی۔

سوہا کے اندر جو تھوڑا بہت جوش و جذبہ ابھرا تھا۔ وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کی اس طویل عرصے کی بیروزگاری میں تنگی معاش کے دن آن لگے تھے اور دوسری نوکری کا اب تک کوئی بندوبست نہیں ہو سکا تھا۔

"اف اللہ" اسے بے حد تنگی اور گھٹن کا سا احساس ہونے لگا۔

☼ ☼ ☼

صادق صبح صبح ہسپتال جانے کو تیار تھے انہیں پہلے ماہا کو پک کرنا تھا پھر اسے ساتھ لے کر ہاسپٹل جانا تھا۔ انہوں نے یہ سوچ کر ماہا کو کال کی تھی کہ فون رضوانہ حسن نے اٹھایا۔

"ماہا تو صبح ہی نکل گئی تھی ہسپتال کے لیے۔"

رضوانہ کے مطمئن لہجے میں دی جانے والی خبر ان کے ہاتھوں کے چڑیاں طوطے سب اڑانے کے لیے کافی تھی۔ انہوں نے جلدی جلدی ولید کو کال کی۔

"ولید بیٹا میں بات کر رہا ہوں صادق ایک گڑبڑ ہو گئی ہے۔"

"کیسی گڑبڑ انکل؟" حبیب کو ناشتا کرواتے ہوئے کال لینے والا ولید بے فکری ترک کر کے ایک دم چوکنا ہو گیا۔ دوسری طرف صادق اسے جو کچھ کہہ رہے تھے۔ وہ دل نہ چاہتے ہوئے بھی اسے ماننا ہی تھا کیونکہ بہرالحال فی الحال سب کی بہتری اور بھلائی اسی میں تھی۔

"ٹھیک ہے میں فوراً" نکلتا ہوں۔"

اس کی سمجھ داری نے ایک بار پھر صادق کے دل میں اس کے لیے پسندیدگی کے جذبات جگا دیے۔

دوسری طرف حبیب کو اپنی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتا ہوا پا کر اس نے مختصراً" سب احوال سنایا اور تیزی سے اپنا والٹ موبائل وغیرہ بیگ میں ڈال کر الوداعی بوسہ دینے کے لیے حبیب کی بانہوں میں سما گیا۔

"بس کچھ ہی دن کی بات ہے بیٹا! پھر یہ دوریاں ہمارے درمیان سے ختم ہو جائیں گی۔ ایک بار میں گھر آجاؤں پھر تم بھی میرے پاس میرے ساتھ میرے گھر میں رہو گے۔" اس نے ہاتھوں کے پیالے میں اس کا نوعمر چہرہ تھام کر محبت سے پیشانی پر بوسہ دیا۔

"آئی انڈر اسٹینڈ پاپا! سب کچھ ڈس کلوز ہو جائے گا ہونا ہی ہے۔ بٹ ہسپتال از ناٹ آ سوٹ ایبل پلیس فار اینی ہنگامہ۔" (ہسپتال کسی بھی مسئلے یا معاملے کے لیے مناسب جگہ نہیں ہے۔)

اس کے تسلی آمیز انداز نے حبیب کے دل میں دور تک اجالا سا بکھیر دیا۔

"دیر ہو رہی ہے چلتا ہوں۔" وہ سلام کرتا تیزی سے باہر نکل گیا۔

گمان غالب تھا کہ اگر ماہا کو گھر سے نکلے ہوئے دیر ہو چکی ہے۔ تو وہ یقیناً" پہنچنے ہی والی ہو گی اور وہ اس کے یہاں آنے سے پہلے پہلے اس جگہ سے دور ہو جانا چاہتا تھا۔ تب ہی اپنی دھن میں تیز تیز قدم بڑھاتا کاریڈور میں کسی سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"اوہ! آئی ایم رئیلی سوری میم۔" اس نے بدیسی زبان و انداز میں فوراً" معذرت کی۔ کیونکہ وہ لڑکی جو کوئی بھی تھی یقیناً" اس کی اپنی بے دھیانی اور عجلت پسندی کا شکار ہوئی تھی۔

"اٹس او کے۔" ماہا نے ذرا کی ذرا نگاہ اٹھا کر اجنبی کو راستہ دیا اور تیزی سے دوسری طرف مڑ گئی۔ اسی کی طرح قدرے تیز رفتاری سے قدم بڑھاتا ولید ہسپتال کی عمارت سے دور جاتا جا رہا تھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆ ☆ ☆

کمرے میں حسیب کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

اندر داخل ہونے اس سے ملنے اور پھر ہاتھ میں تھاما سامان رکھنے تک اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی کو تلاش کر رہی ہو۔

"کیا بات ہے۔ کیا ڈھونڈ رہی ہو۔" حسیب جانتا تو تھا لیکن پھر بھی کبھی کبھی کسی بات کو جانتے بوجھتے کریدنے کا بھی اپنا ہی لطف ہوتا ہے۔

Downloaded Fom
Paksociety.com

"وہ یہاں..." وہ رکی چونکی اور پھر دو لفظ بول کر الجھ سی گئی۔

"یہاں کیا۔"

"رات آپ کے پاس کون ٹھہرا تھا۔"

وہ بغور حسیب کا چہرہ دیکھتی ہوئی اس کے بالکل نزدیک آگئی۔ جو دو حرفی سوال آدھے سانس لے کر اس کے لبوں پر دم توڑ گیا تھا۔ اب وہ مکمل ہو کر آنکھوں میں آن بیٹھا تھا۔

"تھا کوئی... تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"

"کون تھا آخر... میں پوچھ نہیں سکتی کیا۔ کیسے کسی انجان شخص پر بھروسہ کر کے صادق بھائی آپ کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔"

"نہ میں اکیلا تھا۔ نہ وہ انجان۔" اس نے چہرہ موڑ کر دوسری طرف دھیان لگانا چاہا اور ماہا اس کے اس انداز پر مزید ٹھٹک گئی۔ اس نے ہاتھ سے حسیب کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

"آپ اور صادق بھائی۔ مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں۔"

چند لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔

کتنی عجیب سی بات تھی۔ اگر وہ کچھ چھپا رہے تھے تب بھی ماہا کو معلوم تھا کہ وہ کیا چھپا رہے ہیں اور حسیب جانتا تھا کہ ماہا کے دل میں شک اپنی جڑیں پکڑ چکا ہے۔ جب وہ یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ تھیلے میں کچھ ہے۔ تو کیا یہ نہیں جان سکتی تھی کہ اس کے اندر کچھ اور نہیں بلی ہے۔ جو کسی بھی وقت باہر آسکتی ہے۔

حسیب نے بغور دیکھا۔ اس کے کمزور چہرے پر سرخی کی جگہ زردی آگئی تھی۔ جسامت پہلے ہی دبلی تھی۔ اب کمزور ہو چلی تھی۔ اس کی جدائی اور جدائی کے واہموں نے ماہا کو آدھا بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اور اب وہ پھر ایک واہمہ لے کر سامنے کھڑی تھی۔

"جیسا تم سوچ رہی ہو۔ ویسا کچھ بھی نہیں ہے ماہا۔" اس نے بمشکل دل کو جھوٹ بولنے پر آمادہ کیا۔ ماہا نے نظریں چرالیں۔

"تم نے صادق بھائی سے وہ بات کی جو میں نے تم سے کرنے کے لیے کہا تھا۔" ابھی وہ مڑ کر بیٹھ بھی نہیں سکی تھی کہ حسیب نے ایک بار پھر اسے مضطرب کر دیا۔

"صادق بھائی..." وہ نظریں جھکا کر یہاں وہاں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ جب صادق نے کمرے کا دروازہ کھولتے وقت اس کی آواز سنی۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ وہاں آپ کے ایکسیڈنٹ کی خبر دے دی گئی ہے۔ کوئی مناسب سمجھے گا تو رابطہ کر لے گا۔"

صادق نے اندر آکر سلام کیا۔ ماہا اپنے جھوٹ سے گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ اسے اندازہ کرنے میں دشواری ہو رہی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تھی کہ صادق نے اس کی کتنی بات سنی ہے۔
حسیب کو دل ہی دل میں ماہا کے جھوٹ پر افسوس ہوا۔ صادق ' ماہا اور وہ خود بھی جانتا تھا کہ اس وقت وہ تینوں ایک بات کو جانتے بوجھتے ایک دوسرے سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ حسیب کا دل اچانک ہی اکتا گیا۔
"صادق بھائی۔ یہ سب کب تک چلے گا۔" اس نے ایک دم ہی فیصلہ کرلیا۔ آر یا پار... یہ آنکھ مچولی۔ چوہا بلی کب تک۔ کبھی تو سچائی سامنے آنا ہی تھی۔
"کیا... کس کے بارے میں بات کر رہے ہو۔" وہ ایک دم بوکھلا گئے۔
"ہم تینوں جانتے ہیں کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔ آپ نے ماہا کو بتایا کیوں نہیں کہ آپ ولید کو پاکستان بلوا چکے ہیں۔"
صادق اور ماہا۔ ہکا بکا رہ گئے۔ زمین دونوں کے قدموں تلے سے سرکی تھی لیکن الگ الگ انداز میں اور جب صادق سنبھلے تو ان کا جی چاہا کہ بڑھ کر حسیب کے منہ پر کم سے کم تھپڑ تو رسید کر ہی دیں۔
انہیں ایک نہیں دو باتوں پر غصہ چڑھا تھا۔ ایک تو اس کے یوں بے وقت بھانڈا پھوڑنے پر۔ دوسرے ان کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے پر۔
دوسری طرف ماہا نے شاک سے باہر آکر جس طرح انہیں گھورا۔ وہ انداز ' انہیں نہ چاہتے ہوئے بھی چور بنا گیا۔ اس نے باری باری دونوں کی شکلیں دیکھیں اور پھر شدید غصے میں پیر پٹختی باہر نکل گئی۔
"ماہا... ماہا بیٹے رکو تو سہی..." انہوں نے اسے روکنے کی ناکام کوشش کی۔ پھر اس کے باہر نکلنے کے بعد جلبلا کر حسیب کی طرف پلٹے۔
"کیا ضرورت تھی یہ بکواس کرنے کی۔" اب ان کا مزید مروت دکھانے کا قطعی موڈ نہیں تھا۔
"ابھی نہیں تو کبھی نہ کبھی تو یہ بکواس کرنی ہی تھی۔"
"تو تم نے اس کبھی نہ کبھی کے لیے لوگوں سے بھرے ہسپتال کا انتخاب کرلیا۔ چند دنوں میں تمہاری چھٹی ہو جاتی۔ اس کے بعد بھی تو معاملات سنبھالے جا سکتے تھے۔ تم جانتے نہیں ہو۔ مزنہ اور ماہا کے درمیان کس قدر کشیدگی ہے۔ اگر مزنہ مزاج کی تیز ہے تو تمہاری بیوی نے بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اب وہ پتا نہیں وہ کس طرح ری ایکٹ کرے گی۔"
انہیں حقیقتاً "اپنے اعصاب شکستہ ہوتے محسوس ہونے لگے۔ حسیب بے شک ابھی بیمار تھا۔ چلنے پھرنے سے مجبور تھا۔ لیکن کچھ تو اسے بھی صادق کی پوزیشن کا خیال کرنا چاہیے تھا۔
"آپ پریشان مت ہوں صادق بھائی۔ میں سنبھال لوں گا۔" اس کا دل صادق کو یوں حواس باختہ سا دیکھ کر حقیقت میں نادم ہو گیا۔ اپنے تئیں اس نے کمرے میں بے قراری سے یہاں وہاں پھرتے صادق کو تسلی دینی چاہی تھی۔ لیکن وہ اور بھی بھڑک گئے۔
"رہنے دو میاں تم... ایک ذرا سی بات تم سے سنبھالی نہیں گئی۔ اور ایک میں ہوں۔ کل رات سے وہ میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے جاہل عورتوں کی طرح جیسے میں نے تمہیں یعنی کسی ننھے منے بچے کو اکیلا بھرے بازار میں چھوڑ دیا ہو۔"
ان کے غصے کا گراف بتدریج اوپر کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اور ان کی گفتگو بدلتے ہوئے رنگ سے صاف واضح تھا۔
"ایک میں گدھا ہوں کہ جھوٹ پر جھوٹ ' جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہا ہوں۔ کیوں کس لیے... ایسے جھوٹا بننے کے لیے ہی تو... بس میاں بہت ہوئی۔ اچھی خاصی سچویشن کو تم نے خود ہی بھاڑ میں جھونکا۔ اب اس کٹ



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کھنی بلی کو بھی خود ہی سنبھال لینا میں تو چلا۔" وہ بالکل ہی ہتھے سے اکھڑ گئے۔
"ارے ارے صادق بھائی پلیز میری بات تو سنیں۔" اسے اپنی بے بسی کا پوری طرح اندازہ ہو رہا تھا اور اپنی غلطی کا بھی۔ لیکن صادق بھائی اب کسی کی سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔
باہر لان میں بینچ پر بیٹھی ماہا نے انہیں تن فن کرتے باہر جاتے دیکھا اور سر جھٹک کر آنسو صاف کرنے لگی۔

☼ ☼ ☼

چڑھتے ہوئے دن کی تپش درختوں کی چھاؤں میں بھی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ وہاں بیٹھی خود سے اور اپنی سوچوں سے الجھتی ہار ہی گئی۔ کب تک یوں اکیلی بیٹھی رہتی اور کب تک جھگڑتی۔ خود سے الجھتی انہی سوچوں سے اور کڑھتی اپنے ہی خیالات پر۔
ولید۔۔۔ حسیب کا حقیقی بیٹا پاکستان آچکا تھا۔ اور اسے کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی۔ اس سے کیا ثابت ہوتا تھا۔ کم از کم دو باتیں تو بہت واضح۔۔۔ اس کی اپنی اہمیت اور حیثیت نہ صرف حسیب بلکہ اس سے جڑے دوسرے لوگوں کی نظر میں۔ اور دوسرے اس لڑکے کی اہمیت و حیثیت وہ بھی نہ صرف حسیب بلکہ اوروں کی نظر میں بھی۔
یعنی اتنا کچھ ہو جانے کے بعد 'اتنا ہجر' اتنی دوری تنہائی۔ موت جیسا عذاب ناک خوف جھیلنے کے بعد بھی حسیب نے بالآخر کی تو اپنے من کی ہی۔۔۔
"پھر میری۔۔۔ میری اور میری بات کی بھلا اہمیت ہی کیا ہے۔ اور میں کیوں فضول میں اپنا دل جلا رہی ہوں جب' کسی کو پروا ہی نہیں۔ میں اس شخص سے ناراض ہو کے یہاں بیٹھی ہوں۔ جس کو میری متوقع ناراضی کا پورا علم تھا۔ پھر بھی اس نے وہی کیا جو' اس نے چاہا۔ تو پھر میں وہ کیوں نہ کروں جو میں چاہوں۔۔۔ اور میں۔۔۔" وہ بے خیالی میں درختوں کی شاخوں پر پھدکتے پرندوں کو دیکھتی سوچے گئی۔
"میں بھلا چاہتی کیا ہوں۔۔۔ سوائے حسیب کے۔۔۔ اگر انہیں میری زندگی سے نکال دیا جائے تو بچے گا کیا میرے پاس۔۔۔"
قریب بنی ہوئی گیلی کیاری میں دو چڑیاں گھاس کے ایک سوکھے تنکے پر آپس میں چونچیں مار رہی تھیں۔
"اور کیا ولید اکیلا ہی پاکستان آیا ہے یا پھر۔۔۔" ایک سوچ نے کسی زہریلے بچھو کی طرح بے حد آہستگی سے اپنا زہر اس کی رگ میں پیوست کیا۔
"اگر یہ معمولی سا پرندہ اپنے گھونسلے کے لیے اتنی جدوجہد کرتا ہے۔ تو کیا میں اس ننھی چڑیا سے بھی گئی گزری ہوں۔ اس سے بھی زیادہ بے بس ہوں کہ وہ عورت اور اس کا بچہ میرے شوہر پر قبضہ کر کے میرا گھر اجاڑ کر' میرا دل اور دنیا ویران کر کے اتنی خاموشی سے حسیب کو اپنا بنا لیں اور میں دیکھتی رہوں۔ کچھ نہ کروں۔ کچھ نہ کہوں۔"
اس نے گہری سانس لے کر خود اور اپنی یہاں وہاں بکھری سوچوں کو سمیٹا' یکجا کیا اور خاموش لیکن بے حد مضبوط قدموں سے ہسپتال کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔
اسے یقین تھا کہ حسیب اس کا منتظر ہو گا اور یہ یقین اتنا بھی غلط نہیں تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی اور بنا کچھ کہے ایک جانب بیٹھ گئی۔
حسیب نے اسے اندر آکر یوں خاموشی سے بنا سوال جواب کیے ایک طرف بیٹھتے دیکھا۔ لیکن مخاطب کرنے کی غلطی نہیں کی۔
اس کی ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں' ٹانگ پر رکھی ٹانگ کے ہلتے ہوئے پنجے موبائل کے تیزی سے دباتے ہوئے بٹنوں والے ہاتھوں کی لرزش' قدرے تیز تنفس اس بات کا گواہ تھا۔ کہ اس وقت اس کی حالت اس بھاپ بھرے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

برتن کی مانند ہو رہی ہے۔ جو ذرا سی جنبش سے بال برابر جگہ ملنے پر پھٹ پڑے گا۔

حسیب اس کی کیفیت اور اس کا اعتبار دوسری بار ٹوٹ جانے پر اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔ بہتر یہی تھا کہ اسے چھیڑا نہ جائے۔ کھولتے ہوئے برتن کا ڈھکن ہٹا کر جلتی بھاپ سے خود کو جلانے سے بہتر تھا کہ اس کے ٹھنڈے ہونے کا انتظار کر لیا جائے۔

وہ کافی دیر بلکہ نجانے کتنے گھنٹے یونہی کبھی سیل کبھی کھڑکی اور کبھی یہاں تو کبھی وہاں کو اپنی توجہ سے نوازتی رہی۔ پھر مغرب کی نماز پڑھ کر واپس آئی تو اپنا بیگ اٹھا لیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟" حسیب اسے واپسی کے لیے تیار دیکھ کر بے اختیار مخاطب کرنے پر مجبور ہو گیا۔

"گھر واپس۔۔۔"

"لیکن کیوں؟" صبح کی بہ نسبت وہ اس وقت تک کافی پر سکون ہو چکی تھی۔

"کیوں مطلب! کل بھی تو چلی گئی تھی۔"

"اور میں یہاں اکیلا۔۔۔" اس کی بات پر اس نے ایک زخمی نظر اس پر ڈالی اور رخ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نے ڈاکٹرز سے بات کی ہے۔ اگلے ہفتے آپ کو چھٹی مل جائے گی۔ میں آجاؤں گی اس دن۔"

"کس دن؟" وہ حیرت سے سنتے چونکا۔

"جس دن آپ ڈسچارج ہوں گے۔"

"اور اس سے پہلے۔۔۔" ماہا نے جواب نہیں دیا۔

"ذرا مجھے ایک سیب تو دے دو۔ کھانے کا دل کر رہا ہے۔" وہ جھک کر بیگ اٹھاتے ہوئے رک گئی۔ پھر پلیٹ میں چھری اور سیب رکھ کر اس کی گود میں رکھ دیا۔

"اپنے بیٹے کو کال کر دیں۔ وہ آجائے گا۔ آپ اکیلے بھی نہیں رہیں گے اور میری کمی بھی محسوس نہیں ہو گی۔" اس نے بیگ اٹھا کر شانے پر ڈالا۔ اور پلٹ کر ایک نظر حسیب پر ڈالی۔

"چلی جاؤ اگر جانا چاہتی ہو۔ لیکن کل ضرور آجانا۔ کیا پتا زخم ایک بار پھر ہرے ہو جائیں اور اس بار میں جانبر نہ ہو سکوں۔" چھری کی نوک اس کی داہنی شہادت کی انگلی پر رکھی گھوم رہی تھی۔ ماہا اپنی جگہ سے ہل نہیں سکی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کل آفس سے واپسی پر اماں کے یہاں آجائیے گا۔"

رات سونے سے پہلے سبز چائے کا کپ لے کر وہ کمرے میں آئی تو حدید کو ہوشیار باش دیکھ کر سوچا بات ہی کر لے۔

"کیوں۔ ابھی کل پرسوں تو آئی ہو رہ کر۔"

"ہاں بس۔۔۔ وہ۔۔۔ اماں کا فون آیا تھا۔ عفت کی رخصتی کے لیے جوڑے وغیرہ لینے ہیں اور باقی تیاریوں وغیرہ کے لیے بلایا ہے۔ مشورے کے لیے۔"

"تو یہ مشورہ وہ پرسوں نہیں کر سکتی تھیں۔" اس نے مصنوعی خفگی سے آنکھیں نکالیں۔ اس نے چائے کے کپ کے بجائے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ نائلہ جھکی کھڑی تھی۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے چائے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی اور اسے جھٹکا دے کر گرانے کی کوشش کی۔ نائلہ سمجھ چکی تھی۔ جبھی اس کی شرارت پر ہنستے ہوئے خود ہی شرافت سے قریب بیٹھ گئی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تم نے اپنے لیے چائے نہیں بنائی۔"

"نہیں میں نے کھانے کے بعد شام میں ہی پی لی تھی۔" حدید نے گھونٹ بھرا۔ پھر اس کی سنجیدہ شکل دیکھی جو' اب اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ سمٹ کر کچھ سنجیدگی میں ڈھل گئی۔

"وہ... اماں پریشان ہیں۔ عفت کے سسرال والوں نے ڈھکے چھپے لفظوں میں زیور کا بھی کہہ دیا ہے اور ساس نندوں کی پہناؤنیاں وغیرہ..."

"تم نے کیا کہا ان سے۔"

"میں کیا کہتی... آپ سے بات کیے بغیر میں ان کو تسلی تو دے سکتی تھی لیکن کوئی وعدہ نہیں کر سکتی تھی۔" حدید جواباً" خاموشی سے کچھ سوچتے ہوئے چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"آپ کے آفس سے اگر لون وون مل جائے تو..." اس نے بے حد جھجکتے ہوئے یہ بات کی تھی۔ اپنے اور اس کے تعلقات کی لاکھ بہتری کے بعد بھی وہ اس قدر جلد خود کو اس ڈیمانڈ کے قابل نہیں سمجھتی تھی۔ سوچتے ہوئے اس نے نظر اٹھائی تو بس اس کی شرٹ کے گریبان پر بنے ڈیزائن ہی میں الجھ کر رہ گئی۔

"ہوں..." اس نے سوچتے ہوئے کپ خالی کر کے رکھا۔

"کرتا ہوں آفس میں بات۔"

"اگر آسانی سے ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ..."

"میں مشکل اٹھا لوں گا۔" اس کا گمبھیر لہجہ خلوص کی آنچ پر تپ کر کندن سا ہوا۔ نائلہ کو تشکر کے الفاظ فالتو سے لگے۔

"تو پھر کل کا پروگرام ڈن سمجھوں۔"

"پہلے آج کا پروگرام تو کر لو ڈن۔" نائلہ نے جھینپ کر اسے دور دھکیل دیا۔

☆ ☆ ☆

اس نے خود کو وقتی طور پر حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔ اب وہ جانیں اور ان کی اولاد...

دل ہی دل میں کئی بار پیچ و تاب کھاتے ہوئے وہ' اندر ہی اندر کھڑی تھی۔ پھر دل کے ہاتھوں زیادہ بے بس ہوتی تو' فون کر لیتی۔ دوسری جانب حسیب پوری شدت سے اسے اپنے پاس بلاتا تھا۔ اور اس کا دل جیسے سینے کی دیواروں سے لڑکھڑاتا مچل اٹھتا۔ دل میں خود سے ہزار وعدے اور سینکڑوں ارادے کرنے والی فقط تین دن بعد ہی اپنے دل سے ہار کر ہسپتال جانے کا ارادہ کر بیٹھی۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے یوں گھر میں رکتے دیکھ کر رضوانہ حسن مضطرب ہو جاتی تھیں۔ وہ ماہا کی زندگی میں آ جانے والے ٹھہراؤ کو اب کسی صورت کسی تلاطم کی نظر کرنے کی حق میں نہیں تھیں۔

"تم صرف اپنی زندگی دیکھو میری بچی۔ اور ایک عورت کی زندگی مرد کے بغیر بالکل کاغذ کے پھول کی طرح ہوتی ہے۔ جس میں خوشبو تو خیر آتی ہی نہیں۔ چند گھنٹے بھی اگر دھوپ میں پڑا رہ جائے تو رنگ بھی اڑ جاتا ہے۔ پھر ایسی بے رنگ اور بغیر خوشبو کی زندگی بھلا کس کام کی۔" ماہا نے ان کے سینے سے لگا سر اٹھا کر بے تابی سے ان کا چہرہ ٹٹولا۔

"کیا آپ مجھے سمجھوتا کرنے کو کہہ رہی ہیں امی..."

"کرنا ہی پڑے گا۔ جب ظاہر ہے تم نے اپنی سی سب کر کے دیکھ لی۔ تب بھی اس کی زندگی میں دوسروں کی جگہ تم نہیں لے سکیں۔ تب سب سے آخری راستہ یہی رہ جاتا ہے نا!"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"سب سے آخری اور سب سے مشکل بھی تو۔" وہ بڑبڑانے کے سے انداز میں بولی۔
"زندگی میں سب کچھ نہ تو آسان ہوتا ہے نہ ہماری مرضی کے مطابق تو پھر جب یہ طے ہے کہ زندگی کے اس سفر کو آخر تک ہمیں نبھانا ہی ہے۔ چاہے رو کر چاہے ہنس کر' تو پھر.... ہنس کر کیوں نہیں۔" انہوں نے محبت سے اس کے بالوں کا بوسہ لیا۔
"اسے تھوڑا وقت دو' اسے ایک موقع دو.... اور خود کو بھی.... پھر وقت اور حالات کو فیصلہ کرنے دو۔ اس طرح کے طرز عمل سے تم حسیب کے دل میں اپنی اہمیت کم بھی کر سکتی ہو اور خدانا خواستہ بالکل کھو بھی سکتی ہو۔" ماہا ایک دم جیسے اکتا کر اٹھی۔
"میں نیچے جاتی ہوں عفت کے پاس اس سے پوچھتی ہوں کل شاپنگ پر جانے کے لیے کیا پروگرام ہے۔"
رضوانہ نے اپنی بات کے جواب میں اس کا لاتعلق سا ردعمل دیکھا۔ پھر اسے نیچے کی طرف جاتے دیکھ کر تاسف سے سوچ میں پڑ گئیں۔ جو لوگ دوسروں کی زندگیوں سے سبق نہیں سیکھتے' زندگی پھر انہیں اپنے انداز میں سبق سکھاتی ہے اور جو دل پتھر کی مانند کسی کے آنسوؤں' جذبات اور رشتوں کی نزاکتوں سے نہ پگھلیں۔ پھر انہیں ٹھوکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ٹھوکر ماہا کو بھی لگتے لگتے بچی تھی اور وہ اس پر بھی سنبھلنے کو تیار نہیں تھی۔ تو پھر اب....
"میری دعا ہے کہ خدا تمہیں کسی بھی سخت امتحان سے دور رکھے۔" بے حد بجھے ہوئے لیکن سچے دل سے ان کے لبوں سے نکلی دعا' پر پھیلا کر بارگاہ الٰہی قبولیت میں حاضری دینے عرش کی جانب پرواز کر گئی تھی۔
نائلہ دوسرے دن اپنے ساتھ ساتھ سوہا کو بھی رکشے میں بٹھا کر گھر لے آئی۔ عفت کے نکاح کے بعد یہ دوسرا موقع تھا جب پورے گھر میں خوشی کی ایک انوکھی سی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ عفت نے اسے خوب بھینچ کر گلے لگایا۔ وہ بھی کسی جذبے کے تحت دیر تک چپکی کھڑی رہی۔
"اچھا چلو جلدی سے چادر وغیرہ لے لو عفت! میں ابا سے مل کر آتی ہوں۔"
"ابا سو رہے ہیں۔ انہیں شدید فلو کے ساتھ بخار چڑھا ہوا ہے۔ دوائی دی ہے میں نے۔" عفت کی دھیمی آواز سب سے آخر میں آئی تھی۔
"کیوں خیریت۔ اتنی گرمی میں فلو.... خیر واپسی میں آئس کریم لیتی آؤں گی۔ کھائیں گے تو ٹھیک ہو جائیں گے۔"
اپنے تئیں اس نے بڑی سمجھ داری سے حل نکالا تھا۔ ای کی ہنسی چھوٹی تو اماں نے بھی ہنس کر اس کے سر پر چپت رسید کر دی۔
"بڑی آئی ڈاکٹر۔ آئس کریم سے نزلہ ٹھیک کرے گی۔"
"ہاں اور نمک سے ہائی بلڈ پریشر۔"
ایک زبردست قہقہہ پڑا اور پھر گھر سے نکل کر شاپنگ سینٹر پہنچنے تک پورا راستہ نائلہ ان تینوں کو یقین دلاتی رہی کہ گرمی کی کھانسی اور فلو کا یہی سب سے آسان علاج ہے۔
اس کی اور عفت کی گفتگو اور نوک جھونک سے ماہا اور سوہا کے موڈ بھی بڑی حد تک بحال ہو گئے تھے۔
چاروں ایک یادگار دن گزار کر واپس لوٹی تھیں۔
نائلہ ہی کے مشورے پر عفت کے لیے ہلکے کامدار تین اور تین ہی بھاری زری دبکے اور نگوں سے بھرے ہوئے سوٹ لیے گئے تھے۔ سوہا نے برائے نام حصہ لیا۔ وہ تو بس سارا وقت نائلہ کے بیگ سے نکلتے نوٹوں کی اس گڈی کو دیکھے گئی۔ جس کی موٹائی بے شک زیادہ نہ تھی۔ لیکن اس کی موجودگی ہی سوہا کو حیرت میں ڈالنے کے لیے


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کافی تھی۔ گھر واپسی پر امی اور چچی جان دونوں ہی گرما گرم چائے کے ساتھ ان تینوں کی منتظر تھیں۔ گو کہ نائلہ نے کمال مہربانی سے دوپہر کے کھانے کے ٹائم پر پھولوں کی چاٹ اور کولڈ ڈرنک سے تینوں کی شاپنگ کا لطف بڑھا دیا تھا۔ لیکن جس وقت وہ گھر پہنچیں سہ پہر جا رہی تھی اور بھوک کا احساس پھر سے جاگنے لگا تھا۔ اسی لیے نائلہ ہی نے گھر کے قریب سے سموسے اور جلیبیاں بھی لے ڈالیں۔ عفت نے بالکل سرسری انداز میں کہا تھا کہ

"مجھے تو دوبارہ سے بھوک لگنے لگی ہے اور ٹانگیں تھک کر چور ہو چکی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ گھر جا کر اگر چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو مل جائے۔"

نائلہ نے فی الفور سموسے اور جلیبیاں خریدنے کی سوچی اور جھٹ پٹ عمل کر ڈالا۔ ماہا اور سوہا تو حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی رہ گئیں۔ کیونکہ کچھ دنوں سے نائلہ انہیں مسلسل حیران ہی کر رہی تھی۔ لیکن اس حیرانگی کو زبان دینے کی ہمت بہر حال ان دونوں میں نہیں تھی۔ لیکن عفت تو اسی کی بہن تھی۔ بے اختیار اس کی تھوڑی پکڑ کر ماہا کی طرف گھما کر بولی۔

"ارے بہنوں ان آنٹی کو پہچانتی ہو۔ چہرہ بڑا جانا پہچانا سا لگتا ہے۔ ارے.... لو یہ تو اپنی نائلہ بی بی ہیں۔ پر ان کے یہ کرتوت پہلے تو سامنے نہیں آئے۔" اس نے منہ کو ہونق بنا کر سموسے اور جلیبیوں کے شاپرز کی طرف اشارہ کیا۔ قل قل کرتی ہنسی کی دھنک چاروں اور پھیل گئی۔ اپنا مذاق اڑانے والوں میں نائلہ خود بھی شامل تھی۔

☼ ☼ ☼

جیسے جیسے رخصتی کے دن نزدیک آ رہے تھے۔ عفت کے دل میں نت نئے خدشات زور پکڑتے جا رہے تھے۔ عفت معراج سے روز کی طرح بات بھی نہیں کرتی تھی۔ بلکہ اس میں ایک خاص وقفہ در آیا تھا۔

ایک دوبار اس نے کوشش کی کہ معراج کو ان کی والدہ کی باتوں کی بابت بتا کر ان سے دریافت کرے کہ آخر انہیں بیٹھے بٹھائے عفت میں کون سے کیڑے نظر آنے لگے۔ جو وہ دبے لفظوں میں اور کبھی کھلم کھلا اس طرح کی غلط باتیں کرنے لگیں۔ لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ الٹا ایک دوبار تو معراج نے ان باتوں کو ہواؤں میں اڑا دیا۔ پھر سنجیدگی سے لینے کی کوشش بھی کی تو عفت اور اس کے درمیان ایک عجیب طرح کی تلخ کلامی کی سی صورت حال پیدا ہو گئی۔ عفت کو معراج سے اس معاملے میں اس قدر غیر سنجیدگی کی امید نہیں تھی۔

یہ ٹھیک تھا کہ اس نے ان چند دنوں میں عفت کے ساتھ محبت کے بلند و بانگ دعوے نہیں کیے تھے۔ لیکن محبت کا اظہار تو بہر الحال کیا تھا۔ لیکن اب عفت کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ اظہار صرف وقتی کشش کے زیر اثر آجانے کی وجہ سے معراج اس سے کر بیٹھا تھا۔ اور اب ہر گزرے دن کے ساتھ جب ان کے درمیان نزدیکیاں بڑھیں تو وہ کشش بہت تیزی سے اپنا اثر کھوتی جا رہی تھی اور یہ احساس اس وقت اور شدید ہو گیا۔ جب معراج کی کال دیر سے اٹینڈ کرنے پر وہ اس کی طرف سے کوئی ایکسکیوز سنے بغیر برا ہی مان گیا۔

"کب سے فون کر رہا ہوں.... کہاں تھیں۔"

"دوسرے کمرے میں اماں اور ابا کو کپڑے دکھا رہی تھی۔" عفت کا خیال تھا کہ اس بات پر معراج شوخی میں آجائے گا لیکن....

"اچھا۔ یہ کوئی وقت ہے کپڑے دکھانے کا اور میں جو انتظار میں سوکھ رہا تھا کب سے۔"

"بتا تو رہی ہوں کہ دوسرے کمرے میں تھی۔ فون سائیلنٹ پر تھا۔" دوسری طرف خاموشی رہی۔ پھر جب وہ بولا تو اس کے لب و لہجے میں ایک عجیب سی ناگواری کی بو تھی۔

"تمہیں خیال رکھنا چاہیے نا! کہ میں صرف تمہاری آواز سننے کے لیے اتنی رات تک جاگتا ہوں۔ مجھے صبح



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آفس بھی جانا ہوتا ہے۔" عفت ایک دم چپ رہ گئی۔
"یہ بھلا کس طرح کی بات ہے۔ مجھے بھی صبح بہت سے کام ہوتے ہیں۔ میں بھی آپ ہی سے بات کرنے کی خاطر جاگتی ہوں اور ..." وہ بہت ضبط کرنے والی فطرت کی حامل تھی۔ اس کے انداز سے ظاہر تھا۔
"تو احسان جتارہی ہو مجھے۔"
"کیا ہو گیا ہے آپ کو... کیا آپ نے احسان جتانے کے لیے کی تھی اپنے آفس جانے کی بات... نہیں نا... میں بھی ویسے ہی کہہ رہی ہوں جیسے آپ..." معراج نے جواب نہیں دیا۔
"اوکے... آئی ایم سوری۔ میں آئندہ خیال رکھوں گی کہ فون کریں تو آپ کو انتظار نہ کرنے پڑے... ٹھیک... اب جلدی سے اپنا موڈ ٹھیک کریں۔" بظاہر اس نے بڑے خوشگوار موڈ میں یہ بات کہی تھی۔ لیکن یہ صرف وہ ہی جانتی تھی کہ اس کے دل کے اندر کہیں، کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔
"اور سیل سائلنٹ کیوں تھا۔" اس کے پاس اب ایک نئی بات تھی۔
"ایسے ہی رات میں شور ہوتا ہے نا!"
"تو ہونے دو... میرا اور تمہارا تعلق کوئی چوروں والا تو نہیں۔ جو یوں چھپ چھپ کر اور چھپا چھپا کر بات کی جائے۔"
"میں سمجھی نہیں، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔"
"اتنی سیدھی سادی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی۔ حالانکہ اپنے گھر میں تو تم بہت سمجھ دار کہلاتی ہو۔" اس کا طنزیہ لہجہ، عفت کو بہت برا محسوس ہوا۔
"لیکن میں اتنی بھی سمجھ دار نہیں ہوں۔ ہونے اور کہلانے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جیسے آپ کے گھر میں سبز قدم کہلائی جانے لگی ہوں لیکن ہوں نہیں۔" جانے کب، کیوں اور کیسے یہ الفاظ اس کے لبوں سے نکل گئے اور توقع کے عین مطابق معراج تپ گیا۔
"یار تم ہروقت میرے گھر والوں کے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو۔" اس کا انداز ہتھے سے اکھڑا ہوا تھا۔ عفت نے بے ساختہ اگلی بات کو لبوں میں دبا لیا۔ (میں نہیں آپ کے گھر والے پیچھے پڑے ہیں میرے)
"سوری... میرا خیال ہے۔ میں کچھ زیادہ ہی بول گیا۔" عفت اب کی بار بھی کچھ نہیں بولی۔ لیکن جانے کہاں سے گھومتے گھامتے دو آنسو آنکھوں کی نچلی کناریوں پر ٹہلتے آنکلے۔
دیر سے ہی سہی لیکن معراج کو اپنے یکدم تلخ ہو جانے کا احساس ہو گیا تھا۔ لیکن اگر ابھی یہ احساس اتنی دیر میں جاگ رہا تھا تو کیا پتا۔ بعد میں گہری نیند ہی سویا رہتا اور معراج کو پتا ہی نہ چلتا کہ وہ زیادہ بول گیا۔ کم بولا یا غلط...
"میں فون بند کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے اس وقت ہم لوگ کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر پائیں گے۔" اس کا ازلی دھیما اور نرم لیکن سنجیدہ انداز واپس لوٹ آیا۔
"میں تو کر سکتا ہوں۔ لیکن تم خود سوچو۔ ایک بندہ اتنی دیر انتظار کے بعد..."
"معراج...!" اب کی بار اس نے قدرے بلند آواز میں اس کا نام لیا۔ معراج کے کانوں نے پہلی بار اس کے لبوں سے سنا تھا۔ لیکن اتنا دو ٹوک، واضح اور حد درجہ سنجیدہ... وہ نہ چاہتے ہوئے بھی چپ کر گیا۔
"آپ کو ضرورت کیا ہے میرا اتنا انتظار کرنے کی۔ یوں راتوں کو جاگ جاگ کر خود کو ہلکان کرنے کی۔ میں آپ کی ہوں... اور آپ ہی کی رہوں گی۔ آپ کے پاس آرہی ہوں نا۔ کچھ ہی دن باقی ہیں۔" اس نے گہری سانس لی۔ پھر بات کو مزید آگے بڑھایا۔
"پھر آپ کو نہ انتظار کی ضرورت رہے گی۔ نہ کسی سے کچھ بھی چھپانے کی۔" کتنے لطیف جذبات کی ترجمانی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

کرتے الفاظ تھے۔ لیکن کتنی گمبھیر صورت حال کو جتاتا ہوا لہجہ.... وہ یوں تھی کہ بس بات ختم۔ اب وصل کے وقت تک کے لیے مکمل خدا حافظ۔

معراج سے کچھ بھی نہیں کہا گیا اور فون بند ہو گیا۔

اس نے ناگواری کی شدید لہر کو خود میں اٹھتے محسوس کیا اور عفت کو لگا وہ ابھی ذہنی طور پر معراج سے ہزاروں سال کے فاصلے پر ہے۔

☆ ☆ ☆

گھر واپسی پر ہمیشہ کی طرح انس نے مسکرا کر اس کا استقبال نہیں کیا۔ اس کے سارے تھکے ماندے وجود میں اصل تھکن اب اترنا شروع ہوئی تھی۔ وہ کچن میں کھڑا اپنے لیے چائے بنا رہا تھا۔ اس نے پشت پر جا کر سلام کیا۔ انس نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

"کھانا تو کھالیں۔ پھر پی لیجئے گا چائے۔"

"بھوک نہیں ہے۔" وہ کپ لے کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ انس منڈیر کے کنارے پر مگ رکھے، ہتھیلیاں ٹکائے کھڑا تھا۔ وہ بھی خاموشی سے برابر میں آگئی۔

انس جانتا تھا کہ سوہا برابر میں آکر کھڑی ہوئی ہے۔ لیکن اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ متوجہ ہی نہیں ہوا۔ سوہا کو اس کی پریشان کن خیالات کا علم تھا۔ لیکن وہ خود اس سلسلے میں بالکل بے بس تھی۔

"میں جانتی ہوں آپ بہت پریشان ہیں۔" اسے کچھ تو کہنا ہی تھا۔ انس کی خاموشی لاپروائی اور یوں خود ہی خود سے الجھتے رہنا۔ پریشان رہنا خود اس کے لیے بھی بہت تکلیف دہ تھا۔

"لیکن انس یوں پریشان رہنے سے، صرف آپ کا اپنا موڈ اور گھر کا ماحول ہی خراب ہوتا ہے اور بس...."

اس نے جواب نہیں دیا۔ سوہا نے بھی ہمت نہیں ہاری۔

میں یہ نہیں کہتی کہ ہنسیں بولیں قہقہے لگائیں۔ لیکن آپ یہ تو کر سکتے ہیں نا کہ اپنا ہر کام، ہر مسئلہ اللہ پر چھوڑ کر مطمئن ہو جائیں۔ جس نے پیدا کیا ہے۔ وہی پال بھی لے گا۔ اور جس نے مشکل دی ہے۔ وہی آسانی بھی دے دے گا۔ کیا آپ کا اس بات پر ایمان نہیں رہا۔"

اس کے انداز میں بے حد محبت تھی۔ انس نے ہارے ہوئے انداز میں سر جھکا لیا۔

"کیوں خود کو بلاوجہ بے مقصد و لاحاصل لایعنی سوچوں سے تھکا رہے ہیں۔" اس نے انس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ جواباً" انس اس کا ہاتھ تھام کر کمرے میں لے گیا۔ وہ بنا کسی مزاحمت کے چلتی ہوئی آئی۔ اسے بیڈ پر بٹھا کر انس اس کے برابر میں تکیے پر سر رکھ کر لیٹا اور آنکھیں موند کر اس کا ہاتھ اٹھا کر آنکھوں پر رکھتے ہوئے بولا۔

"میں واقعی تھک گیا ہوں سوہا! میری تھکن سمیٹ لو۔" نیند کی آغوش میں جانے سے پہلے آخری لمحات جس قدر بوجھل تھے، صبح ایک فون کال کے ذریعے اتنی ہی ہنگامہ خیز ہو گئی۔

"سوہا.... سوہا! اٹھو جلدی۔" انس نے اس کا کندھا بے تابی سے جھنجوڑ کر اٹھایا۔ اس نے مندی مندی آنکھوں سے اس کا سرخ جوشیلا چہرہ دیکھا۔

"آفس سے فون آیا ہے۔ مجھے بلایا ہے ایمرجنسی میں۔" اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

"ہیں.... کون سے آفس سے۔"

"ارے میرے آفس سے۔ جلدی اٹھو جلدی کرو۔ میرے کپڑے نکالو اور دعا کرو کہ کوئی اچھی خبر ہی سننے کو ملے۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کی بات مکمل ہونے سے بھی پہلے سوہا چھلانگ مار کر بیڈ سے اتر کر الماری کی طرف لپک چکی تھی۔ برق رفتاری سے کپڑے استری کر کے نیچے آئی۔ تیزی سے ناشتا تیار کیا۔ اس کا انداز دیکھ کر نائلہ بھی کچھ اندازہ لگا چکی تھی۔ چنانچہ اسے بھی فوراً" خوشی میں شریک کرلیا اور مستقل درود پاک کے ورد کرتی رہی۔

اس کی دعاؤں کو بہت زیادہ انتظار نہیں کروایا گیا تھا۔ اس کے صبر کو انتہا تک نہیں آزمایا گیا تھا۔ ابھی تو تکلیف شروع ہی ہوئی تھی کہ مرہم آن اترا۔

وہ اللہ پاک کی جتنی بھی شکر گزار ہوتی کم تھا۔

انس اور حدید ساتھ ساتھ ہی گھر سے نکلے تھے۔

اور انس کے گھر سے نکلنے کے ڈیڑھ دو گھنٹے بعد مسرت و شادمانی میں ڈوبی اس کی کال بھی ریسیو ہو گئی تھی۔

انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں پر لگے جھوٹے اور الٹے سیدھے الزامات غلط ثابت ہو گئے تھے۔ کمپنی کے اصلی مجرم پکڑے گئے تھے۔ نتیجتاً" ان سب کی خود بخود یاد بھی آگئی تھی اور اہمیت بھی واضح ہو گئی تھی۔

انس کو نہ صرف نوکری پر باعزت طریقے سے بحال کر دیا گیا تھا۔ بلکہ پروموشن جو عرصے سے رکی ہوئی تھی، سمیت مراعات اور تنخواہ میں اضافہ بھی کر دیا گیا تھا۔ سوہا کی آنکھوں سے فون سنتے سنتے جو آنسو بہنا شروع ہوئے تو فون بند کرنے کے بعد تو وہ باقاعدہ رونے ہی لگی۔

نائلہ جو قریب ہی کھڑی خوشی سے تمتماتے چہرے کے ساتھ ساری باتیں سن رہی تھی۔ مسکرا اٹھی اور بے ساختہ اسے گلے لگالیا۔

"چلو شکر ہے یہ فکر تو تمام ہوئی۔ جاؤ اب جلدی سے شکرانے کے نوافل ادا کرو۔ میں کھانا دیکھ لوں پھر امی کو فون کر کے پوچھوں کیا کیا سامان رہ گیا ہے۔" اس کے چہرے پر بجی خوشی کے بڑے انوکھے رنگ جھلملا رہے تھے۔

سوہا سجدہ شکر ادا کر کے واپس پلٹی تو نائلہ لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی۔ سیل فون اس طرح ہاتھ میں تھا۔ جیسے ابھی بھی بات ختم کی ہے۔

"کیا ہوا۔ ہو گئی تائی اماں سے بات۔"

جب وہ بولی تو گھر کی خاموشی میں اپنی خوشی سے چور آواز کی کھنکھناہٹ خود اسے بھی محسوس ہو رہی تھی۔

"ہاں ہو ہی گئی۔ اتنا کچھ کرلو۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتا ہے۔" کچھ دیر پہلے کے برعکس اب اس کا انداز کچھ تھکا تھکا سا تھا۔

"کیوں کیا رہ گیا اب۔" اس نے فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس سمیت لا کر سینٹر ٹیبل پر رکھ لی۔

"سب سے بڑی چیزیں۔ فرنیچر اور زیور..." نائلہ طنزیہ انداز میں بولی۔

"ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ تو یہ ہے کہ لوگ جاہلانہ رسم و رواج کو چھوڑنے کے بجائے، اسے گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ بڑھاوا ہی دیتے رہتے ہیں۔"

"ایسے مت کہو... جہیز تو ہمارے نبی پاک نے بھی اپنی دختر کو دیا تھا۔ یہ تو ہم ہی لوگ ہیں جو نمود و نمائش کے چکروں میں پڑے ہیں۔"

"اماں زیور کے لیے پریشان ہیں اور ان کی پریشانی..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی اور اپنی سوچ میں گم ہو گئی۔

سوہا کب اس کے پاس سے اوپر چلی گئی تھی اور کب واپس آئی پتا ہی نہیں چلا۔ اس کے ہاتھ میں گہرے کاہی ہرے رنگ کا مخملیں ڈبا تھا۔

"یہ لو... یہ میرا سیٹ ہے۔ جو شادی پر امی نے دیا تھا۔"



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

اس نے جس قدر سہولت اور آرام سے کہہ کر نائلہ کی طرف بڑھایا تھا۔ نائلہ اتنی ہی بے یقینی سے کھڑی ہو گئی۔ اس کا منہ کھلا رہ گیا۔

"لل.... لیکن سوہا پلیز.... پلیز لے کر جاؤ واپس۔ کیوں لے کر آئی ہو تم۔"

سوہا اب ناراضی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں کیا عفت میری بہن نہیں ہے۔ یا اگر میرے مالی حالات اچھے نہیں تو میں خاموشی سے سب کی پریشانی دیکھتی رہوں اور ایک کام آنے والی چیز میرے پاس ہے۔ اسے سینے سے لگا کر رکھوں۔" نائلہ ابھی بھی متذبذب سی کھڑی تھی۔

"اگر تم نے نہیں لیے نا نائلہ۔ تو میں سمجھوں گی تم مجھے اپنی بہن نہیں سمجھتیں۔" آخری بات تابوت میں کیل جیسی تھی۔ لیکن نائلہ کو جانے کیا ہوا۔ اس نے ڈبا ہاتھ سے لینے کے بجائے سوہا کو گلے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

سوہا اس ردعمل کے لیے تیار نہیں تھی۔ وہ اس کے اس طرح رونے سے گھبرا سی گئی۔

"نائلہ.... نائلہ کیا ہو گیا۔ پلیز خود کو سنبھالو۔ پلیز...."

اور نائلہ کے لیے خود کو سنبھالنا ہی تو مشکل تھا۔ یہی وہ زیور تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ذلت و رسوائی کی آگ میں جلتے جلتے رہ گئی تھی۔ اسی زیور کے لالچ نے اس کی جان بخشی کروائی تھی۔ یہی زیور شبیر حسین لینے کے لیے مرا جا رہا تھا۔ اور اس کی جان تک لینے کے درپے تھا۔

اور اب یہی زیور تھا جو بالواسطہ ہی سہی لیکن' اس کی مشکل حل کرنے کے لیے سامنے آ گیا تھا۔ وہ کیا کیا یاد کرتی اور کس کس طرح نہ پچھتاتی۔

"کچھ نہیں بس.... ذرا آج دل...." اس سے نہ بات بتائی گئی نہ مکمل کی گئی۔ بس بے ربط سا بول کر چپ کر گئی۔

"بس اب میں تمہیں روتے دھوتے نہ دیکھوں۔ خاموشی سے یہ ڈبا لو اور سنبھال کر رکھ دو۔ وے دینا تائی اماں کو انس اور میری طرف سے عفت کی شادی کا تحفہ۔ لو پانی پیو۔" شاباش اور ہاں عفت کے سسرال والوں کو انس کی نوکری والی خوش خبری ضرور سنا دینا۔" اس کا اشارہ معراج کے گھر والوں کی ذہنیت کی طرف تھا۔ اس نے بولتے ہوئے گلاس میں پانی ڈال کر اسے دیا۔ جسے وہ غٹاغٹ چڑھا گئی۔ پھر گلاس رکھ کر چند لمحے سوہا کا چہرہ دیکھتی رہی۔ تب بالکل بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔

"سوہا! پلیز مجھے معاف کر دو۔ میری ان ساری حرکتوں کے لیے جن سے تمہیں تکلیف پہنچی۔" اب کے منہ کھلنے کی باری سوہا کی تھی۔

یہ اس کی زندگی کے وہ آخری الفاظ تھے۔ جنہیں وہ نائلہ کے منہ سے سننے کی توقع رکھتی تھی۔

☼ ☼ ☼

انس نے پورا دن آفس میں گزارا۔ اس کی واپسی مٹھائی کے ڈبے سمیت ہوئی تھی۔ حدید چونکہ پہلے ہی گھر آ چکا تھا۔ اس لیے اس کی واپسی پر نائلہ نے چائے کے ساتھ ہی تھوڑا اہتمام کر رکھا تھا۔ چائے پی کر وہ اور سوہا' رضوانہ کی طرف چلے گئے۔ ابھی انس کی نوکری کا سرپرائز وہاں تک نہیں پہنچا تھا۔ یہ بھی نائلہ ہی کا مشورہ تھا کہ فون پر خبر سنانے کے بجائے سامنے جا کر خوشی دی جائے گی تو مزا دوبالا ہو جائے گا۔

رضوانہ کے گھر سے نکل کر ان کا ارادہ مزنہ کے یہاں جانے کا بھی تھا۔ کیونکہ حسیب ہاسپٹل سے ڈس چارج



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو کر گھر آچکا تھا اور رابا حسیب کے ساتھ مزنہ کے یہاں شفٹ ہو چکی تھی۔

ان دونوں نے نائلہ اور حدید سے بھی چلنے کے لیے بہت اصرار کیا۔ خود نائلہ کا بھی بہت دل چاہ رہا تھا۔ لیکن حدید کو مستقل انکار کرتے دیکھ کر خود بھی رک گئی۔

اور کبھی کبھی انسان یونہی کسی کام کے لیے چل پڑتا ہے تو بہت سا بھلا مل جاتا ہے اور کبھی بے وجہ کوئی بات کرتے کرتے رک جاتا ہے اور زندگی بھر کا خسارہ دامن میں بھر لیتا ہے۔ کہ یہ زندگی اس کائنات کی سب سے بے اعتبار چیزوں میں سے اول نمبر پر آتی ہے۔ جو ابھی ہے تو ابھی نہیں.... انسان بے خبر ہے.... وہ بے خبر ہی رہتا ہے اور بے خبری ہی میں....

وہ بھی بے خبر تھی۔ جبھی ڈور بیل کی مسلسل بنا رکے بجتی ہوئی آواز پر گنگناتے ہوئے اس خیال سے بے فکری میں برتن دھوتی رہی کہ حدید گھر پر ہے تو وہی دروازے تک جائے گا۔ لیکن کیوں.... کیوں سوچا اس نے کہ حدید دروازے تک جائے۔ جب وہ ہمیشہ خود جاتی رہی تھی تو اب بھی چلی جاتی۔ لیکن شاید تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ اور تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہتا ہے۔

"کون ہے۔" حدید بولتا ہوا صحن کراس کر کے دروازے تک گیا۔

اس نے کان لگا کر آنے والے کی آہٹ سننے کی کوشش کی۔ پھر ناکام ہو کر پوری رفتار سے بہتے شور مچاتے نل کو بند کیا۔ اور کانچ کی پلیٹیں ہاتھ میں لیے پلٹی تو کھڑکی سے نظر آتے والا منظر اس کی جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔

حدید کو گریبان سے پکڑے اس کی گردن پر چھری رکھے اندر کی طرف تیز لیکن بے آواز قدموں سے بڑھتا وہ کوئی اور نہیں شبیر حسین ہی تھا۔

کانچ کی پلیٹیں ہاتھوں سے چھوٹیں اور بے پناہ شور کے ساتھ پختہ فرش سے ٹکرا کر کرچیوں میں بٹ گئیں۔

چھناکے کی زوردار آواز کے بعد موت کا سا سناٹا چھا گیا۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

☆ ☆

For Next Episodes Stay Tuned To
Paksociety.com

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لئے خوبصورت ناول
شائع ہو گئے ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ☆ تتلیاں، پھول اور خوشبو | راحت جبیں | قیمت: | 250 روپے |
| ☆ بھول بھلیاں تیری گلیاں | فائزہ افتخار | قیمت: | 600 روپے |
| ☆ محبت بیاں نہیں | لبنیٰ جدون | قیمت: | 250 روپے |

خوبصورت سرورق
خوبصورت چھپائی
مضبوط جلد
آفسٹ پیپر

منگوانے کا پتہ: مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

READING Section



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

فرحین اظفر

# بدلے وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ' انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے' مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید' عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ' شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے' جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

حدید' انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضا مند ہو جاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے' مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

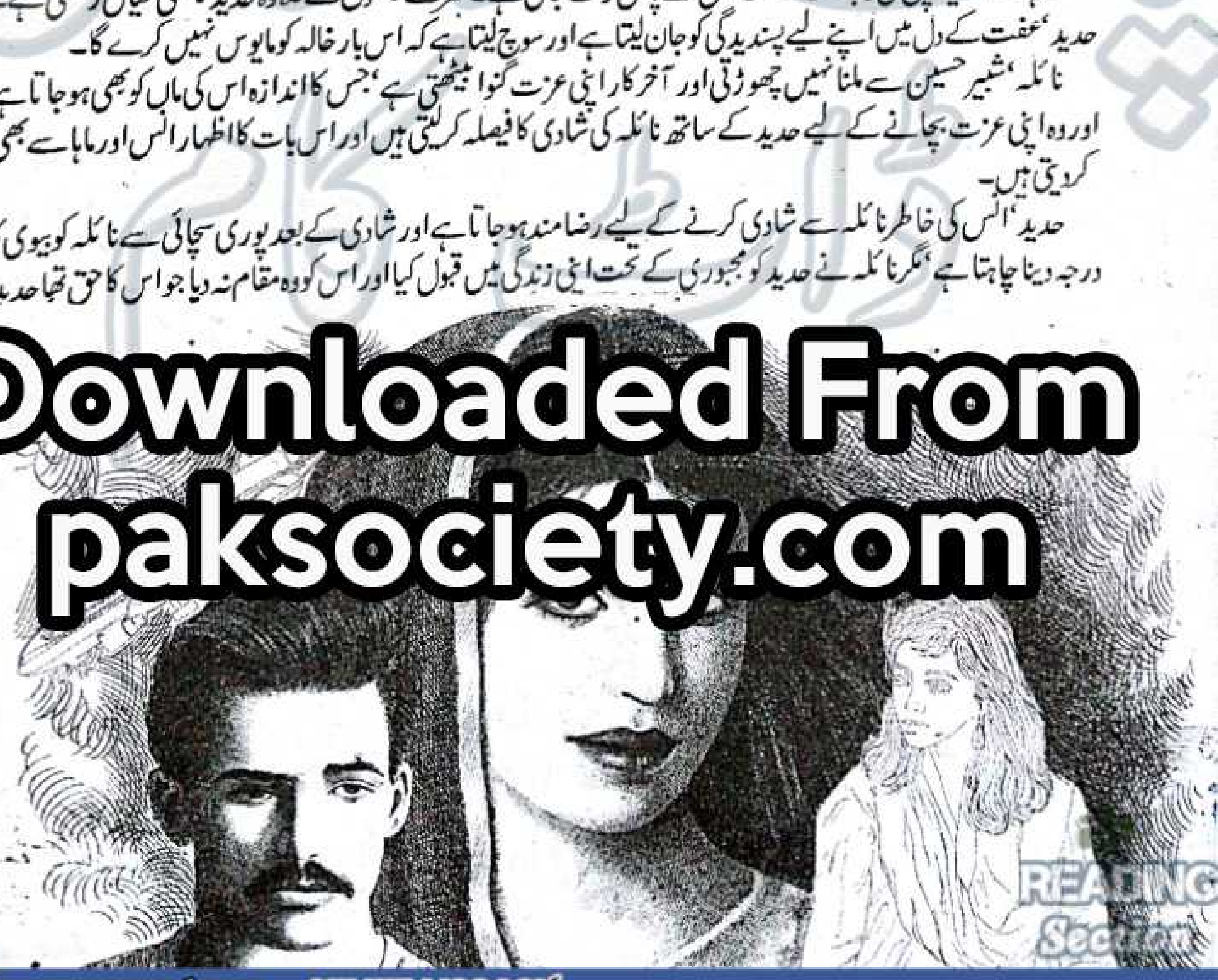

Downloaded From
paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خاموش ہو گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حیبب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حبیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے' ماہا حبیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حبیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فورا" پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حبیب ماہا کو منالیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حبیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حبیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

## چودھویں قسط

رات کے کھانے سے کچھ ہی دیر بعد کا وقت تھا جب وہ لوگ حبیب کے گھر پہنچے۔

مزنہ بے حد نارمل انداز میں ملیں۔ خوشگوار لب و لہجے میں سلام دعا اور خیر خیریت کا مرحلہ نمٹا تو' سوہا کو ذرا تقویت ملی۔ ورنہ اس کا دل ان کے سابقہ رویے کو دیکھتے ہوئے ذرا گھبرا سا رہا تھا۔ اس نے بھی جلدی سے ہاتھ میں پکڑے پھل اور مٹھائی کا ڈبا ان ہی کے ہاتھ میں تھما دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو اسے یہ سب چیزیں بمن کے کمرے میں لے جاتے دیکھ کر ہی ان کا موڈ آف ہو جائے۔ حبیب کھانے کے بعد بستر پر نیم دراز تھا۔ وہ اور انس اس کے نزدیک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد بات کرنے کے بعد انس اور حبیب کے درمیان جانے کون سے پرانے قصے کہانیاں اور ڈاکٹری پیچیدگیوں سے متعلق گفتگو چھڑی کہ وہ دونوں اس میں بالکل گم ہو کر رہ گئے۔

ماہا ان کے لیے چائے لینے گئی تھی تو اب تک واپس نہیں پلٹی تھی اور سوہا اس کمرے کے پردوں اور کارپٹ کا ڈیزائن نوٹ کر کر کے بور ہو چلی تھی۔ جب کمرے میں ایک اونچے لمبے وجود نے قدم رکھا۔

''السلام علیکم انکل!'' لڑکپن اور گمبھیرتا کے بین بین کھڑی آواز نے لمحے بھر میں سارا ماحول بدل ڈالا۔

سوہا جہاں بے طرح چونک گئی وہیں انس بھی اس کی طرف پلٹا تو چند لمحوں کے لیے فریز ہو گیا۔

چوڑے شانے صحت مند جسامت' گوری رنگت اور جاذب نظر ناک نقشہ' وہ جو کوئی بھی تھا جس کا اندازہ کچھ کچھ ان دونوں کو بھی ہو چلا تھا۔ مقابل کی نہ صرف توجہ بلکہ ستائش بھی ایک نظر میں جیت لینے والا تھا۔ بہت عزت اور ادب کے ساتھ انس سے ہاتھ ملا کر اس نے گلے ملنے کی رسم ادا کی۔ سوہا بس اتنی سی دیر میں اس سے متاثر ہو چکی تھی۔

''میٹ مائی سن انس! ولید درانی اور ولید یہ تمہارے انکل انس...'' وہ آگے بھی یقینا" کچھ کہنا چاہتا تھا۔ شاید ماہا کا حوالہ دینا چاہتا ہو۔ اس کا بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو جانا سب ہی نے محسوس کیا۔ وہ خالصتا" مغربی لب



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ولہجے میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوسری طرف بیٹھ گیا۔ انس اب اس سے اس کی اسٹڈیز' مشاغل اور دوستوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ سوہا اس دوران صرف خاموش نظروں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ یہ الگ بات کہ ان خاموش نظروں میں بھی اس کے لیے پسندیدگی کے رنگ اتنے واضح تھے کہ انہیں کوئی بھی پڑھ سکتا تھا۔ ماہا کچھ ہی دیر میں ان کے لیے چائے کے ساتھ اسنیکس لے آئی تو سوہا اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ مگر اس نے پھر بھی نوٹ کرلیا کہ ماہا کے اندر داخل ہوتے ہی ولید اٹھ کر باہر چلا گیا۔

وہ خود بھی گھر' سسرال اور عفت کی شادی جیسے گھریلو موضوعات میں الجھ گئی۔ جبکہ دوسری طرف حسیب دبی آواز میں انس سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے تمہاری ہیلپ کی ضرورت ہے۔"

☼ ☼ ☼

دنیا میں اگر ڈر اور خوف کی کوئی مجسم صورت تھی تو وہ اس وقت سامنے کھڑی تھی۔

"شب.... بیر...." اتنا مختصر نام بھی اس کے لبوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکلا اور اس قدر غیر یقینی صورت حال میں بھی حدید کی نگاہوں میں اُمڈتی حیرت سے نائلہ کا مرجانے کو دل چاہا۔

"ہاں میں شبیر حسین! ادھر آ۔ باہر نکل حرامزادی...." اس نے آگے سے دو چار اور بڑی اور موٹی گالیاں دیں۔ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید حدید اس کے دانت جبڑوں سے الگ کرچکا ہوتا۔ مگر اس وقت صرف پتھرئی نائلہ اور شبیر حسین کے ہاتھ میں چمکتے چاقو کے پھل دیکھ کر پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

"کیا سمجھی تھی تو.... میں جیل چلا گیا زندگی بھر کے لیے؟ اب تو آزاد ہے.... جو جی کرے کرتی پھرے گی۔ شبو کبھی واپس نہیں پلٹے گا۔" حدید کا کالر دبوچے۔ اس کی زبان تڑتڑ گولے برسا رہی تھی۔ اور پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھتی نائلہ کے آس پاس دھماکے سے پھٹ رہے تھے۔

"چل سیدھی طرح جا اور جاکے وہ زیور لا۔"

حرف آخر کی طرح اس نے فیصلہ سنایا اور حدید کی گردن کی پشت پر سے کالر کو اور زور سے بھینچا۔ نائلہ کے مردہ تن میں جان پڑی اور پھر نکل بھی گئی۔

"زیور.... کون سا زیور...."

"کون سا زیور بھول گئی الو کی پٹھی.... تیری یادداشت واپس لاؤں کیا ابھی۔" اس کے انداز میں اس قدر رمانوسیت تھی اور اس قدر بیگانگی تھی کہ اپنی گردن پر چاقو کی نوک کی چبھن محسوس کرتا حدید' اس نازک وقت میں بھی خاموش نہیں رہ سکا۔

"یہ کیا بکواس کررہا ہے نائلہ! یہ کس زیور کی بات ہورہی ہے۔ اور تم.... تم جانتی ہو اس آدمی کو۔"

"پہ.... پتا نہیں حدید قسم سے مجھے نہیں پتا میں تو.... اسے جانتی تک نہیں۔"

"بکواس کرتی ہے حرامزادی...." شبیر حسین اس زور سے دھاڑا کہ باتوں باتوں میں دھیرے دھیرے قدم اس کی طرف بڑھاتی نائلہ دہل کر لڑکھڑا سی گئی۔

"جلدی زیور لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دے نہیں تو کاٹ دوں گا تیرے خصم کو۔ نہ اس کو سلامت چھوڑوں گا نہ تیری عزت...."

اس کی بات ابھی لبوں میں ہی تھی کہ حدید کی غیرت نے زوردار جوش دکھایا۔ اس نے خود کو چھڑانے کے لیے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ایک زور کا جھٹکا دیا۔ لیکن شبیر حسین ایک عادی مجرم تھا۔ اور حدید کا پالا پہلی بار اس قسم کی صورت حال سے پڑا تھا۔ بس چند لمحوں کی بات تھی۔ اپنے قابو سے باہر ہوتے دیکھ کر شبیر حسین نے حدید کے بازو میں تیز دھار پھل اتار دیا۔

شدید اذیت کے احساس سے جہاں حدید بری طرح کراہ کر رہ گیا وہیں نائلہ کے لبوں سے بھی چیخ نکل گئی۔

کٹے ہوئے بازو میں سے خون کا سرخ سرخ فوارہ ابل پڑا۔ حدید نے زخم کو دبانے کے لیے دوسرا ہاتھ بازو پر رکھا۔ اڑنا چاہتے ہوئے بھی تکلیف سے لڑکھڑا کر رہ گیا۔

شبیر حسین نے اس کی غیر ہوتی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے اسے زمین پر دھکا دیا۔ حدید اپنا بازو تھام کر زمین پر گر سا گیا۔

"اسے چھوڑ دو شبیر! اسے چھوڑ دو تمہیں خدا کا واسطہ اسے کچھ مت کہنا۔ تم میرا سب کچھ لے لو۔ مگر۔۔۔"

اس کی بات مکمل ہوتے ہوتے شبیر حسین نے حدید کے سیدھے پیر کے تلوے میں پوری قوت سے چاقو گھسیڑا۔ اب کی بار حدید اور نائلہ دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بلند تھیں۔

اگلے ہی لمحے وہ اڑتی ہوئی جا کر حدید کے سرہانے گر چکی تھی۔

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ایسا مت کرو۔ میرے پاس کوئی زیور نہیں۔ بخش دو مجھے خدا کے لیے۔"

اس کے لبوں سے واسطے کوسنے، منت ترلے سب ہی نکل رہے تھے۔ وہ بری طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے حدید کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ جب شبیر حسین نے پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھ کر اس کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"اف!۔۔۔" بے بس کر دینے والی شدید اذیت ناک درد کی لہر اس کے پورے جسم میں سرائیت کر گئی۔ یہ دوسری بار تھا جب شبیر نے اس کے سر کے بالوں کو یوں بے دردی سے نوچا تھا۔

کوئی مردانگی وحشت اور درندگی میں کس حد تک جا سکتا تھا۔ اس سے پہلے صرف اندازہ ہی تھا۔ آج اسے تجربہ بھی ہونے جا رہا تھا۔

حدید کا وجود دھیرے دھیرے خون میں لت پت ہو رہا تھا۔ "نہیں ہے میرے پاس کچھ بھی۔۔۔ ہو گا بھی تو تجھے نہیں دوں گی کمینے۔۔۔ کتے۔۔۔ تو نے میری زندگی عذاب کر دی۔ کھا گیا تو میری جان۔۔۔ کمینے۔۔۔ کچھ نہیں ملے گا تجھے میرے پاس سے۔"

اشتعال اور بے بسی کے انتہائی احساس نے مل کر اسے بے قابو سا کر ڈالا۔ اپنی اور حدید کی کمزور پوزیشن بھول کر وہ زبانی کلامی ہی اس سے بدلہ لینے چڑھ دوڑی۔

شبیر نے نائلہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسے الٹے ہاتھ کا زوردار تھپڑ رسید کیا۔ وہ الٹ کر زمین پر گری۔ شبیر اسے اٹھانے کے لیے جھکا تو اس کے لبوں پر گندی گالیوں اور مغلظات کا ایک گٹر ابل رہا تھا۔

حدید نے اپنے بے جان ہوتے جسم کو حرکت دے کر شبیر حسین کو پشت پر سے پکڑنا چاہا۔ مگر وہ ہٹا کٹا تھا اور حدید تقریباً" بے ہوش ہونے کے قریب۔۔۔ شبیر نے نائلہ کو چھوڑ کر اسی کو پکڑا۔

"لاتی ہے یا کروں کام ختم۔۔۔ بول جلدی۔"

نائلہ چیختی بلبلاتی اس پر چل پڑی۔ اس کی پھٹی ہوئی خوف زدہ بے ہنگم آواز میں ہوتی چیخ و پکار یقیناً" چار دیواری پار کر کے پاس پڑوس تک جا پہنچی تھی۔

جس وقت وہ سارا خوف اور ڈر بھلا کر شبیر حسین کا چاقو والا ہاتھ اور اس کا تنومند وجود حدید سے دور کھینچ رہی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تھی۔ اسی وقت بیرونی دروازہ پوری قوت سے بج اٹھا۔
لاؤنج میں مچی ہڑبونگ اور ہنگامہ لمحے بھر میں یوں ساکت ہوا گویا کسی نے اسٹل کا بٹن دبایا ہو۔
"نائلہ... نائلہ بٹی کیا ہوا۔" آنے والی وہی پڑوسن خالہ تھیں۔ جن کا دروازہ اس نے چند روز قبل آدھی رات کو پیٹا تھا۔ اس وقت بھی اس کی اونچی آواز اور چیخیں سن کر وہ لشتم پشتم چلی آئی تھیں۔
بس چند لمحوں کی بات تھی۔ شبیر حسین نے دروازے کی طرف دیکھا اور لمحے بھر میں ہاتھ میں پکڑا دہری دھار والا لمبا چاقو نائلہ کے پیٹ میں اتار دیا۔
"اوغ..." کی آواز کے ساتھ نائلہ کی آنکھیں باہر آگئیں۔ وہ دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے۔ کھلے لبوں سے اس کو تکتی گئی۔ ایک... دو... تین۔
یکے بعد دیگرے... پے درپے تین وار اور اس نے تین لمحوں میں کسی کی زندگی کو موت کے منہ میں دھکیل دیا اور وہ پورے قد سے سیدھی زمین پر جا گری۔ شبیر گلے میں پڑا رومال منہ پر لپیٹتے ہوئے، قدموں میں گری نائلہ کو کسی گندی آلائش کی طرح پھلانگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اپنی پرانے رستے سے نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"یہ اپنے گھر کے سامنے رش کیوں لگا ہوا ہے۔" گلی کا موڑ مڑتے ہی بائیک چلاتے انس اور اس کے پیچھے بیٹھی خوش باش سوہا کو آن کی آن میں تشویش نے آگھیرا لیکن اس تشویش کو زبان صرف سوہا نے ہی دی۔
"پتا نہیں اللہ خیر کرے۔" انس بھی حد درجہ سنجیدہ اور کسی حد تک پریشان ہو چلا تھا۔ لیکن ان دونوں کو ہی اندازہ نہیں تھا کہ اصل میں کیا مصیبت اس وقت گھر پر ان کی منتظر ہے۔
گھر کے اندر اور باہر محلے کے جانے اور انجانے مردوں کا ہجوم تھا۔ انس کی بائیک کو اس کے اترنے سے پہلے ہی گھیرے میں لے لیا۔ سوہا نے دوپٹا چہرے پر رکھ کر بے حد پریشانی میں ان کے چہرے دیکھے۔
انس بائیک روک کر اتر رہا تھا۔
"کیا ہو گیا بھائی۔ سب خیریت ہے۔"
اس نے کسی سے سوال کیا تھا اور جواب کی منتظر سوہا نے دہلیز پر رک کر جواب سننا چاہا۔ مگر جواب نہیں ملا۔
صحن میں بھی عورتیں جمع تھیں۔ اس نے دہلیز پر رک کر پلٹ کر انس کو دیکھا۔ اتنے لوگوں میں بھی کوئی شور نہیں تھا۔ بلکہ ایک مدھم بھنبھناہٹ تھی۔ جو اس کے وجود کا احاطہ کرتی اسے خوامخواہ میں الجھا رہی تھی۔
اس نے نہ چاہتے بھی بے دلی سے صحن عبور کیا۔ دل کرتا تھا یہیں سے پلٹ جائے۔ انس نے جو کسی سے خیریت کا سوال کیا تھا۔ اس سے خیریت کا جواب لے کر ہی پلٹے۔
چند قدموں کا صحن اس نے یوں پار کیا گویا صد ہزار سالوں کا فاصلہ طے کیا۔ پھر دھڑ دھڑاتا ہوا دل برآمدے کی دہلیز پر ٹھہرا۔ عورتوں کے مجمع کے درمیان بچھے گھسے ہوئے غالیچے پر نائلہ لیٹی تھی۔ آنکھیں بند، دل ساکت اور سانس ساکن۔
آن کی آن میں رکتا ہوا دل یوں بھاگا گویا پھٹ کر ابھی دھجیوں میں اڑ جائے گا۔ اس کے لبوں سے اول اول سرگوشی نکلی۔
"نائلہ...!!!... خون..."
"نائلہ!... نائلہ... نائلہ..." آخر اس کی دلخراش چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

☼ ☼ ☼

گھر کے اوپری حصے کا چھوٹا سا صحن جو ہمیشہ ایک چھوٹی میز اور چار کرسیوں سے سجا رہتا تھا۔ اس وقت اضافی فرنیچر کی اٹھا پٹخ کی وجہ سے افراتفری کا شکار لگ رہا تھا۔

نچلے حصے کے کمرے اور لاؤنج بالکل خالی تھا۔ صرف ایک دیوار سے دوسری دیوار تک بچھی چاندنیاں' لوبان اور کافور کی خوشبو اور اگربتیوں کی خوشبوؤں کے حصار میں بدروحیں سی معلوم ہوتی تھیں۔ خاموش مغموم چہروں اور سرگوشیوں میں مصروف ہونٹوں کے پس منظر میں کبھی کبھی کوئی سسکی یا کوئی بین ابھرتا۔

"ہائے...ئے...ئے یا اللہ۔"

اور پھر یہ بین زور پکڑ جاتے۔ سسکیاں' آہوں کراہوں میں بکھر جاتیں اور کسی کونے سے پھوٹ کر رونے کی آواز بہت سی آنکھوں کو نم کردیتی۔

"نائلہ... نائلہ...!"

تائی اماں کو کسی صورت چین و قرار نہ تھا۔ عفت انہیں سمیٹتے سمیٹتے خود بھی بکھرنے لگتی تھی۔ ماہا' سوہا اور رضوانہ نے جس طرح انہیں سنبھال رکھا تھا۔ وہ خود ہی جانتی تھیں۔

سوہا تو جیسے ایک عجیب بے یقین سی کیفیت میں تھی۔ وہ سارا وقت وقفے وقفے سے گزرے مناظر کو کسی فلم کی طرح ذہن میں دہرانے لگتی۔

"جب ہم گھر سے نکل رہے تھے۔ وہ وہاں تھی..." اس کی بھرائی ہوئی دھیمی آواز پر سسکتی ہوئی ماہا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ ہنس رہی تھی۔ پھر وہ کچن میں چلی گئی وہ بول رہی تھی۔ جلدی آنے کی تاکید کررہی تھی..."

"سوہا... سوہا۔" ماہا نے گھبرا کر اس کا شانہ جھنجوڑا۔

"وہ مٹھائی کھا رہی تھی۔ وہ ہنس رہی تھی ماہا... وہ زندہ تھی... جیتی جاگتی... پھر... پھر وہ وہاں..." اس کی سوجن زدہ سرخ آنکھیں لاؤنج کے فرش پر ایک جگہ گڑ گئیں۔

"وہ وہاں لیٹی تھی... وہ خاموش ہوگئی... اس کا خون نکلا۔ اتنا زیادہ اتنا زیادہ... اتنا زیادہ۔" اس کی نم آنکھوں میں آنسو امڈے... لب کپکپائے... اس کے نقوش بگڑے۔ اور اگلے ہی پل وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔

"اس کا بہت خون نکل گیا امی!... امی... امی اس کا بہت خون نکلا... کوئی نہیں تھا اسے بچالیتا... امی... وہ چلی گئی... وہ مرگئی امی۔"

سوہا کی چیخیں سماعتیں چیرنے لگیں۔ اس کی آہ و بکا عرش سے باتیں کرنے لگی۔ رضوانہ... ماہا عفت اور تائی امی سب ہی اس سے لپٹ کر سسکنے لگیں۔

تب محلے سے آئی ایک دو خواتین' غمگین چہرے لیے نزدیک آگئیں۔

"صبر کریں بہن... اب صبر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں... اور بچی کو سنبھالیں۔ یوں بلند آواز سے رونا بین کرنا ٹھیک نہیں۔ اس سے جانے والے کو تکلیف ہوتی ہے۔"

"بس کر میری بچی... میری بہادر بیٹی..." پڑوسن خالہ حال سے بے حال ہوتی سوہا کو خود سے لپٹا کر روہانسی آواز میں پچکارنے لگیں۔

"بے شک غم بہت بڑا ہے مگر بیٹی۔ تم کو صرف خود کو نہیں۔ اس گھر کو بھی سنبھالنا ہے۔ جانے والی تو چلی گئی پر اس کے پیچھے جو اکیلا رہ گیا۔ اسے کون سنبھالا دے گا... سوچو تو سہی خدا نے ایک کو بلایا تو دوسرے کو تمہارے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

پاس چھوڑدیا۔ یہ کیا کم ہے۔ ورنہ جس نے ایک کی جان لی۔ وہ دوسرے کی بھی تو لے سکتا تھا۔"
بھرائی آواز سے اسے دلاسے دیتی وہ دھیرے دھیرے بولتی گئیں۔
"حدید کا غم بھی کم نہیں۔ تم حوصلہ کروگی۔ تبھی تو اسے حوصلہ دے پاؤگی بیٹی۔"
اور حدید۔۔۔ اسے واقعی کسی حوصلے کی ضرورت تھی۔

☆ ☆ ☆

جنازے کے شرکا بے حد آہستگی سے شہر خموشاں کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اور اس کی وجہ تھی ایک بے حد اہم شخص کی سست رفتاری۔
اس کے پیر میں لگا چیرا ہر قدم کے بعد کچھ اور زیادہ درد کرنے لگتا تھا اور اب اس تازہ بہ تازہ گھاؤ سے معمولی سا خون کا رساؤ شروع بھی ہو چکا تھا۔ ایک بازو میں زخم کی وجہ سے وہ دوسرے کاندھے پر اپنے شریک حیات کا بوجھ بانٹے ہوئے تھا۔
بے انتہا ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں میں عجیب ہی کیفیت تھی۔ کرب و اذیت تو پورے وجود پر رقم تھی ہی۔ مگر ایک انجانا' ان دیکھا تا غیر معمولی اشتعال کا احساس سا اس کی آنکھوں سے جھلکتا تھا۔
پورا راستہ اس کی اور انس کی آنکھوں میں کسی کی یاد ایک فلم کی طرح چلتی رہی۔ دونوں دل غمگین تھے۔ دونوں وجود شکستہ۔ دونوں کے اعصاب تڈھال تھے۔ اور دونوں کی سوچیں ایک نکتے پر آکر ٹھہری گئی تھیں۔
ایک ہنستا بستا وجود' لمحہ بھر میں بے جان ہو گیا۔ مٹی کا پتلا۔ مٹی میں مل گیا۔ جسے پھولوں کی طرح مہکنا تھا۔ وہ تہہ خاک جا سویا۔ کچھ اچھی بری ملی جلی یادیں اور اپنے ہمسفر کی آنکھوں میں ایک سوال زندہ چھوڑ کر۔۔۔
"کون تھا وہ شخص۔۔۔ کیا نائلہ اسے پہلے سے جانتی تھی۔۔۔"

☆ ☆ ☆

کمرے میں نیم تاریکی تھی اور نیم خاموشی۔ اس کی دبی دبی سسکیاں اچانک سے تیز ہوتیں۔ آنسوؤں میں روانی آجاتی اور حسیب ایک بار پھر اس کا سر سہلانے لگتا۔
"بس کرو ماہا!۔۔۔ بس کرو۔ ہلکان ہو رہی ہو۔ بس کر دو اب۔" وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس کے سینے میں سر چھپائے سسک رہی تھی۔ اور پچھلے آدھے گھنٹے سے حسیب کا دلاسا' تسلی' پیار پچکار کچھ بھی اس کا دل ہلکا نہ کر پایا تھا۔
"مجھے یقین نہیں آتا حسیب! کوئی اتنی آسانی سے ہنستے بولتے۔ اس قدر بے رحمی سے۔۔۔"
اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ وہ ایک بار پھر پھوٹ کر رو رہی تھی۔
"اسی لیے کہتے ہیں کہ گلے شکووں کو اپنے دل میں اتنی جگہ مت دو کہ تلافی کا موقع رہے نہ وقت۔" اس نے بے حد آہستگی سے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا تھا۔ ماہا نے سسکتے ہوئے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے ہونٹ پپڑی زدہ اور سوکھے ہوئے تھے۔
"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔" اس کا سوال اس کی ظاہری کیفیت اور حسیب سے دل جوئی کے لیے ادا کیے گئے الفاظ سے قطعی مختلف تھا۔
"تمہیں کیا لگتا ہے۔" اس نے جواب نہیں دیا اور اٹھ کر بستر سے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔
"ٹھیک کہتے ہیں آپ۔" چند لمحوں بعد اس کی بھاری آواز کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تو بے انتہا ٹوٹی ہوئی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

تھی۔

”مجھے اور سوہا کو نائلہ بالکل اچھی نہیں لگتی تھی۔ وہ بہت دل جلانے والی باتیں کرتی تھی۔ کچھ بھی بول دیتی تھی۔ ہم دونوں بہنیں اکثر اس کے نشانے پر رہتی تھیں۔ لیکن..... جب اس کی شادی ہوئی اور حدید بھائی نے اسے واقعی میں پیار دیا۔ محبت دی اور اپنے ساتھ کا مان دیا۔ تو وہ دھیرے دھیرے بدلنے لگی۔ اس نے سوہا کو تنگ کرنا بھی چھوڑ دیا۔ باتیں سننا۔ طنزیہ فقرے اس نے..... اس نے سب چھوڑ دیا سب کچھ..... اور جب..... جب وہ سب سے گھل مل کر رہنے کے قابل ہوئی تو زندگی نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا..... اوہ میرے خدا۔“ وہ ایک بار پھر سر ہاتھوں میں گرا چکی تھی۔ حسیب لیٹے ہوئے سے ذرا سا اٹھ کر اس کے نزدیک آیا اور پیچھے سے اس کے بازوؤں کو تھام کر ہولے سے بولا۔

”یہ زندگی کا ساتھ ہے ہی چھوٹنے کے لیے تو کیا یہ بہتر نہیں کہ جب تک یہ ساتھ چھوٹے۔ ہم اپنے رویے اور عمل کی کچھ اچھی یادیں دوسروں کو دان کر چکے ہوں.....“ ماہا نے سسکتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری۔

”ہمارے جانے کے بعد کسی کے پاس کچھ اچھے الفاظ تو ہوں ہمیں یاد کرنے کے لیے۔“ ماہا نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا سا دیا۔ اور تھک کر اپنا سر حسیب کے سر سے ملا کر زور سے آنکھیں بند کر لیں۔

بند پلکوں سے دو موتی ٹوٹ کر کہیں گم ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

لوگ وقت کے بارے میں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ مداوا، مرہم..... دھول..... دھندلاہٹ..... وقت کی پروا کرتے ہیں۔ اسے تھام کر رکھنے کے چکروں میں سب کچھ بھلا کر اس کے ساتھ ریس لگاتے ہیں..... لیکن وقت..... وقت کسی کی پروا نہیں کرتا۔ نہ کسی سے کچھ کہتا نہ کسی کی سنتا..... وقت وہ منہ زور گھوڑا ہے۔ جو سرپٹ بھاگنے پر آئے تو اپنے پیچھے صرف اڑتی ہوئی دھول کا غبار چھوڑ جاتا ہے۔ جس میں گم ہو کر ہر منظر اپنی حقیقت کھو دیتا ہے۔

کیونکہ یہ دھول بھی چھٹتی نہیں کبھی مٹتی نہیں۔ یہ غبار اگر کم ہوتا بھی ہے۔ تو ان ہی مناظر پر بیٹھ کر..... جو زندگی کا سب سے بڑا دکھ اور سب سے بڑی خوشی لگتے ہیں۔ وقت کا بے لگام گھوڑا ان ہی واقعات کو اپنے بے رحم کھروں سے روندتا چلا جاتا ہے۔

”کیا ہوا۔“ ڈریسنگ کے آئینے میں سوہا کو خالی ہاتھ واپس پلٹتے دیکھ کر وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔ وہ انس کے لیے ناشتا لینے نیچے اتری تھی۔

”وہ.....“ وہ تذبذب کا شکار تھی۔ یوں جیسے بتائے یا نہیں۔

”حدید بھائی آفس جانے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔“ انس چند لمحے تفکر سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ کہے بنا باہر نکل گیا۔ سوہا بھی پیچھے جانے کے بجائے وہیں بیڈ پر بیٹھ کر اپنی خالی گلابی ہتھیلیاں بے تاثر نگاہوں سے تکنے لگی۔

نائلہ کے قاتل کا کچھ پتا نہیں چلا۔ کون تھا۔ کس مقصد کے لیے آیا تھا۔ اور اگر اسے صرف ڈکیتی کرنی تھی تو نائلہ کو کیوں..... حدید اس سلسلے میں کوئی بات نہ تو کرتا تھا۔ نہ کرنے کے قابل تھا۔ پولیس، تھانہ، رپورٹ پوچھ گچھ اور تفتیش کے بعد تمام رسمی کارروائی پوری ہو چکی تھی۔ ان لوگوں کو کسی پر شک کیا ہونا تھا بھلا۔ یہ تو ان سب کی زندگیوں کا سب سے اندوہناک واقعہ تھا۔ جس نے ہر شخص پر اپنے الگ ڈھب سے اثرات چھوڑے تھے۔

سوہا کو بھی انس کے جانے کے بعد عجیب سی تنہائی کا احساس شام ڈھلے تک ستاتا رہتا۔ کیونکہ حدید اس دن کے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بعد سے یا تو صرف ایک زخمی مریض تھا یا صرف زندہ لاش۔ اسے اس واقعے کے بعد سے ایسی گہری چپ نے گھیرا تھا۔ جیسے انس اور سوہا۔ اپنی پوری کوشش کے باوجود توڑنا تو دور کی بات معمولی سا کم بھی نہیں کر پائے تھے۔

"ٹھیک ہے اس کا ناشتا بنا دو۔" انس کمرے میں واپس آچکا تھا۔

"لیکن یہ بہت جلدی ہے انس! ابھی ان کے زخم ٹھیک نہیں ہیں۔"

"اس کا مستقل گھر میں رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ماحول بدلے گا مصروفیت ملے گی تو آہستہ آہستہ....."

اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ پتا نہیں کیوں.... نارمل کا لفظ ادا کرتے سمے اس کا دل بھاری ہو گیا۔

سوہا بھی اپنے بھرتے ہوئے دل کو قابو کر کے تیزی سے باہر نکل گئی۔ اور گو کہ انس اور حدید کی بات ہو چکی تھی۔ پھر بھی جب ناشتے کی ٹرے لے کر گئی۔ تو اس سے کہے بغیر نہیں رہ سکی۔

"آپ کو اتنی جلدی آفس نہیں جانا چاہیے۔ دس پندرہ دن میں اتنے گہرے زخم نہیں بھرتے حدید بھائی۔" وہ جو خاموشی سے جھک کر جوتوں کے بجائے پٹی بندھے پاؤں کو سینڈل میں قید کر رہا تھا۔ سیدھا ہو کر بے تاثر انداز میں بولا۔

"کچھ زخم بھرنے میں دن مہینے نہیں.... زندگیاں لگ جاتی ہیں۔" سوہا سے جواب میں مسکرایا بھی نہیں گیا۔

"بائیک چلانے میں دقت ہو گی میں تو اس لیے کہہ رہی تھی۔"

"مجھے نائلہ کا موبائل نہیں مل رہا۔ پلیز اگر تمہارے پاس ہے تو دے دو۔" اس کی بات بالکل الگ تھی۔

سوہا نے سیدھے ہو کر تعجب سے اسے دیکھا۔

"مجھے پتا تو نہیں لیکن.... میں دیکھوں گی۔ گھر میں سب لوگ تھے تو کسی نے حفاظت کے خیال سے کہیں رکھ دیا ہو گا۔"

☼ ☼ ☼

"ابا بالکل ٹوٹ سے گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا میں کیسے ان کی دل جوئی کروں کیسے ان کو دلا سا دوں میں۔ اس دن سے بستر سے جو لگے ہیں تو اپنے پیروں پر چل تک نہیں پاتے۔" عفت بہت دھیمے اور پژمردہ لہجے میں انس کو تایا ابو کی حالت سے آگاہ کر رہی تھی۔

"بلڈ پریشر بھی کبھی تو حد سے زیادہ ہائی اور کبھی اتنا لو ہو جائے گا کہ....." وہ سوہا کے پورشن میں باہر رکھی میز اور کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ تایا ابو اور تائی اماں ڈاکٹر کی دی گئی مسکن دواؤں کے زیر اثر نیند میں جا چکے تھے۔ جبکہ رضوانہ عشاء کی نماز کی ادائیگی میں مصروف تھیں۔ اس نے بات ادھوری چھوڑ کر سر جھکا لیا۔ انس نے بے اختیار ایک گہری سانس لے کر سر جھکا لیا۔ پھر دھیرے سے بولا۔

"خالو جان جس ہمت سے یہ حادثہ سہار گئے وہ ہی بہت ہے۔ اب ان کی طبیعت نہ بگڑے تو اور کیا ہو۔" عفت بھی سر جھکائے دونوں ہاتھ گود میں رکھے بیٹھی تھی۔ انس نے کافی دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا۔ لیکن اس کی طرف سے کوئی بات نہ ہوئی تو چونک کر دیکھا۔ اس کی جھکی پلکوں سے قطرہ قطرہ ٹپک کر ہاتھوں کو گیلا کر رہا تھا۔ انس کے سامنے رو پڑنے کی شرمندگی سے بچنے کے لیے اس نے اپنی سسکیاں تو چھپا لی تھیں۔ مگر خود کو روک نہیں سکی تھی۔

انس بنا کچھ کہے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ اور جھک کر اسے خود سے لگا لیا۔ عفت کے لیے خود پر بند باندھنا اب ناممکن تھا۔ وہ بے حد دھیرے دھیرے سسکنے لگی۔

"تم ایک بہت بہادر لڑکی ہو عفت۔ میں نے کبھی کسی بھی طرح کے حالات میں تمہیں ہار مانتے نہیں دیکھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تم نے ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ خالہ اور خالو جان کو بھی بہت سہارا دیا ہے۔ مجھے تم سے بہت امیدیں ہیں۔ صرف مجھے نہیں بلکہ سوہا اور ماہا کو بھی۔ تمہاری ایک بہن دنیا سے گئی ہے۔ شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمہیں دو بہنیں اور دی ہیں۔ ان کی خاطر خود کو سنبھالو۔ خالہ اور خالو جان کے پاس تمہارے سوا اب کون بچا ہے۔ تم ہی ان کا سہارا ہو۔ ان کی خوشی اور امید ہو۔ کیا تم ان کے چہروں پر چھائے غم کو دور کرنے کی کوشش کرو گی یا اس کو اور بڑھاؤ گی۔"

عفت سے جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن اپنی پوزیشن کا احساس ہوتے ہی دور ہٹ کر جلدی سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

"وہ.... وہ مجھے بہت یاد آتی ہے۔ انس بھائی۔" بولتے ہوئے ایک بار پھر بکھرنے سی لگی۔ انس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔

"جانے والے یاد تو آتے ہی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جب بھی یاد آئیں۔ ان کے حق میں دعا کریں۔" تبھی نیچے سے کوئی ہلکی سی آواز آئی۔ عفت ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"ابا بلا رہے ہیں۔ چلیں آپ بھی مل لیں۔" انس نے بغور اسے دیکھا۔ وہ بڑی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔

"چلو تم میں ذرا آنٹی کو بتا کر آتا ہوں۔" تایا ابو کی آنکھ پیاس لگنے سے کھلی تھی۔ دوسرے کمرے میں اندھیرا تھا۔ یعنی تائی امی گہری نیند میں تھیں۔

انس نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔ تو وہ چونکے پھر فقط سر ہلا کر پانی کے گھونٹ بھرنے لگے۔ انس خیر خیریت پوچھ کر کتنی ہی دیر سر جھکائے ان کے پاس بیٹھا رہا مگر سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ کیا بات کرے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک تائلہ کے چلے جانے سے ہر کام ہر بات ختم ہو گئی۔ ہر معاملہ نمٹ گیا اور سارے مسئلے سلجھ گئے۔

"حدید آفس جانے لگا ہے۔ حالانکہ ابھی اس کا پیر ٹھیک نہیں ہوا۔" انہوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے بے بسی سے ہاتھوں کو کھول کر اشارہ کیا۔ گویا "کیا کر سکتے ہیں۔"

"کب تک بیٹھے گا گھر پہ.... ظاہر ہے۔ زندوں کے لیے سو جھنجٹ ہیں۔ مرنے والے تو گئے۔" ان کی آواز بھیگ گئی۔

بوڑھی آنکھوں سے جھریوں بھرے چہرے پر نمی بہنے لگی۔ انس سے ترحم آمیز نگاہ سے ایک لمحہ بھی انہیں دیکھا نہیں گیا۔

"میں تو یہاں بیٹھا اپنے دن گنتا رہا اور وہاں میری بچی.... " انس کو لگا اسے ایک بار پھر کسی کو ہمت اور حوصلے کا سبق دینا ہے۔

"کس دل سے کہوں کہ اللہ میری بچی کی قبر کو.... " ان سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ وہ اب دبے دبے انداز میں باقاعدہ رونے لگے تھے۔ انس جلدی سے اٹھ کر بستر پر ان کے سامنے بیٹھا اور تسلی آمیز انداز میں ان کے ہاتھ تھام لیے۔

بیٹی اللہ کی لاکھ رحمت سہی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زندگی میں کسی نہ کسی مقام پر اولاد نرینہ کی کمی والدین کو ضرور محسوس ہوتی ہے اور یہ کمی جب بھی محسوس ہوتی ہے۔ ہمیشہ شدت کی ہوتی ہے۔

✡ ✡ ✡

"ہک ہاہ.... جوان جہان بچی.... کس بے رحمی سے جان سے گئی۔" پان کی گلوری کلے میں دبائے وہ بڑے بجھے دل سے بات کر رہی تھیں۔ جب تبسم نے فارغ سے انداز میں پاندان ایک طرف ہٹا کر ان کے برابر میں اپنی



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نشست اس انداز میں سیٹ کی کہ وہ جو بھی بات کرتی سیدھی بتول کے کان کے پردے تک جائے۔ نہ یہاں سنائی دے نہ وہاں۔

"اب کیا سوچا ہے اماں۔" اس قدر نزدیک سے بھی اس کا انداز خاصا رازداری لیے ہوئے تھا۔

"سوچنا کیا ہے۔ اب تو میرا پیر بھی ٹھیک ہو چلا ہے۔ تھوڑا اور انتظار کرلیں گے اور کیا۔ جانے کہاں سے بے چاروں پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔"

"جانے کہاں سے...." تبسم نے ان کی شکل دیکھی۔ جیسے اماں کی عقل پر شبہ ہو۔

"جانے کہاں سے کیا۔ مصیبت کی جڑ تو ان کے اپنے گھر میں موجود ہے۔" بتول کا منہ کھل گیا۔ آنکھیں پھٹ گئیں۔

"میں نہ کہتی تھی۔ یہ لڑکی بھاری پڑ رہی ہے۔ اب آپ دیکھ لو اماں۔ اب میں کچھ نہیں بولوں گی۔ مگر.... جان چلی گئی بہن کی۔"

تبسم ماں کے کان میں صور پھونک رہی تھی۔ بتول کا رنگ زرد پڑتا جا رہا تھا۔ اور آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ کچھ لمحوں کے بعد جب وہ بولیں تو ان کا انداز یوں تھا گویا کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"اے ہاں تبسم یہ تو میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔"

"حالانکہ یہی تو دھیان دینے والی بات ہے اماں!" تبسم اب بے نیاز سا بن کر ہتھیلی پر رکھے چھالیہ کے دانے ٹونگنے لگی تھی۔

"ٹھیک کہتی ہے تو اب اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی۔" وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ مگر اسی وقت ان کا پوتا بھاگتا ہوا آیا۔ اور تیزی سے ان کے بستر پر چڑھنے کی کوشش میں ذرا سا زمین پر لڑھک گیا۔

"ہائے میرا بچہ!" بتول نے بجلی کی سی پھرتی سے یوں لپک کر اس کو کلیجے سے لگایا۔ گویا عفت پلنگ کے نیچے سے اسے گھسیٹنے ہی والی ہو۔ بچے کو چوٹ تو لگی نہیں تھی۔ مگر دادی کی طرف سے اس محبت کے مظاہرے پر حیران پریشان رہ گیا۔

☆ ☆ ☆

موسم بدل رہا تھا۔

گرمیاں بیت جھڑ سے رخصت لیتے سمے بھی اس کی ہتھیلی پر اپنی تپش کی چھاپ چھوڑ گئی تھیں۔ حبس والے موسم میں دل اکتایا رہتا۔ اور جو ذرا سی ہوا چل جاتی تو جانے کہاں کہاں سے سوکھے پتے آکر چھوٹے سے گلیارے میں جمع ہوتے رہتے۔ کبھی تو وہ الجھ کر جھاڑو اٹھاتی اور پورا احاطہ صاف کر ڈالتی اور کبھی ان ہی زرد پتوں پر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی جانب چلتی رہتی۔ اور کبھی تھک کر ایک جانب بڑی پلاسٹک کی چیئرز کو درمیان میں گھسیٹ کر اپنے کمرے کی جانب پشت کرکے بیٹھ جاتی۔ جہاں باہر کی طرف کھلنے والی بڑی سی کھڑکی میں سے باپ اور بیٹا دنیا جہان کی باتیں کرتے ایک دوسرے میں گم دکھائی دیتے۔

نائلہ کی موت ایک ایسا غمناک حادثہ تھی۔ جس نے سب کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہی ماہا تھی جو ولید کو دیکھ کر اس جگہ ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی جہاں وہ موجود ہوتا اور اب وہی ماہا تھی۔ جو بے حد صبر خاموشی اور کسی حد تک بنا کسی ناگواریت کو ظاہر کیے۔ اس کی واپسی کے دن گن رہی تھی۔

"ماما!... ماما!" کسی نے بے حد جھجک کر اور بے حد آہستگی سے اسے آواز دی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"یہ تم مجھے ماما کس کی اجازت سے کہہ رہے ہو۔"

"سوری مجھے آپ کا نام لینا اچھا نہیں لگتا اور' آپ پاپا کی وائف ہیں تو.... اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں' تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر آپ سے بات کر سکتا ہوں۔" وہ دوستانہ انداز میں بولتا ہوا آگے آیا۔ ماہا نے گہری سانس لی۔ جیسے بڑی عاجز آگئی ہو۔ لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود ہی برابر میں چیئر رکھ کر قدرے فاصلے سے آبیٹھا۔

"میں اسی ہفتے واپس چلا جاؤں گا۔ آپ کو پتا ہے۔ میری اسٹڈیز کا بہت حرج ہو رہا ہے۔" ماہا نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

"میں چاہتا ہوں۔ میری وجہ سے آپ دونوں کے درمیان جو بھی مس انڈر اسٹینڈنگ ہے۔ وہ آپ ختم کر لیں۔" وہ چند لمحے رک کر اس کے بولنے کا منتظر رہا۔ لیکن ماہا چہرے پر نو لفٹ کا سائن بورڈ لگائے بیٹھی رہی۔

"مجھے آپ کی سسٹر کی ڈیتھ کا بہت افسوس ہے۔" اس بار اس نے بات بدل دی۔

"دیکھیں آپ نے یہ حقیقت جان ہی لی ہوگی کہ زندگی کتنی چھوٹی اور کتنی بے اعتبار سی چیز ہے۔ پھر دلوں میں یہ شکایتیں رکھنے سے کیا حاصل۔ آپ مجھ سے بڑی ہیں۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ آپ یقیناً" بہت سمجھ دار ہیں۔ پھر بھی میں آپ سے کہوں گا کہ اب آپ کبھی بھی لائف کے کسی بھی اسٹیج پر پاپا کو تنہا مت چھوڑیے گا انہیں کبھی سلامت چھوڑیے گا۔ میں نے انہیں بہت لمبا عرصہ تنہائی سے لڑتے دیکھا ہے۔ اور یہ لڑائی ان کی سوشل اور فنانشل فائٹس سے الگ' ان کے علاوہ تھی۔ آپ کا ساتھ ان کی اتنے سالوں کی تنہائی کا خاتمہ کر دے گا۔ اس لیے اب کبھی بھی کوئی بھی ایشو' اپنے اور ان کے درمیان.... " ماہا کے ضبط کی انتہا بس یہیں تک تھی۔

"کس ایشو کی بات کر رہے ہو تم۔ تم جانتے ہی کیا ہو ہمارے بارے میں ہمارے ریلیشن کے بارے میں اور میں تمہیں بتاؤں ہمارے درمیان کبھی کوئی اور ایشو تھا ہی نہیں اور جو واحد مسئلہ ہم دونوں کے درمیان اب بھی جوں کا توں کھڑا ہے۔ وہ تم ہو۔"

"تو میں.... تو جا رہا ہوں نا!" ماہا اس کی بات سن کر اس کی اعصابی پختگی اور معاملہ فہمی کی قائل ہو گئی۔ وہ اپنی باتوں سے کہیں سے بھی ایک ٹین ایجر نہیں لگتا تھا۔ زندگی نے صرف حسیب کو ہی نہیں اسے بھی یقیناً" بھٹی میں جلے لوہے کی طرح برتا تھا۔

"کیا ہمیشہ کے لیے۔" لمحے بھر کو اپنے دل میں ابھرتے خیال پر لعنت بھیج کر اس نے ایک بار پھر اسے گنگ کر دیا۔

"ویل.... اگر تم نے ہمیشہ کے لیے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو.... مجھے سن کر خوشی ہوئی۔ تمہیں بھی ہوگی یہ جان کر کہ اب شاید میرے اور حسیب کے درمیان کوئی مسئلہ باقی نہ بچے۔"

اپنی بات مکمل کر کے اس نے ولید کے چہرے کے بدلتے رنگوں پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"تمہاری ساس کا فون آیا تھا۔ کل شام میں آنے کو کہہ رہی تھیں۔"

"ہر بار وہی آنے کو کہتی ہیں اماں۔ اس بار آپ کہہ دیتیں کہ ہم آئیں گے۔" عفت نے اکتا کر سوئی میں دھاگا ڈالتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"کہاں جانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ السلام علیکم بھابھی۔" رضوانہ نے بولتے ہوئے کمرے میں قدم رکھا۔ تائی اماں نے بیڈ پر جگہ بناتے ہوئے ان کے سلام کا جواب دیا۔ رضوانہ نے بیٹھتے ساتھ ہی ہاتھ پکڑا ڈبا ان کی گود میں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھ دیا۔
"یہ کیا ہے رضوانہ!" وہ تعجب سے دیکھنے لگیں۔ مخملیں ڈبے کی بناوٹ سے کچھ کچھ اندازہ تو ہو چلا تھا۔
"یہ سمجھ لو یہ شگن ہے میری بیٹی کی رخصتی کے لیے۔" عفت بھی چند لمحوں کے لیے سب بھول بھال اٹھ کر بیڈ کے بائیں جانب جہاں رضوانہ بیٹھی تھیں۔ اٹھ کر چلی آئی۔
تائی اماں نے ڈبا کھولا۔ اندر جگر جگر کرتا سونے کا سیٹ رکھا تھا۔
عفت کا منہ کھل گیا۔ اماں کچھ دیر تو دیکھتی رہیں۔ پھر دوپٹا منہ پر ڈال کر رو پڑیں۔
"میں نے یہ تحفہ آپ کو دکھی کرنے کے لیے تو نہیں دیا۔" رضوانہ بھی گہری سانس بھر کر کہا۔
"کیا کروں رضوانہ!" انہوں نے دوپٹے سے چہرہ صاف کر کے سر اٹھایا۔ "جس خوشی کا انتظار تھا۔ وہ ملی بھی اتنے کڑے دکھ کے بعد کہ۔۔۔۔ اب تو کچھ کرنے کہنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔"
"بہت سے کام دل نہ چاہتے ہوئے بھی کرنے پڑتے ہیں بھابھی۔ ابھی آپ دکھ کی کیفیت میں ہیں۔ مگر اس کیفیت سے خود کو نکالیں گی بھی آپ خود ہی۔ عفت کی طرف دیکھیں اس بے چاری کا کیا قصور۔ اگر یہ حادثہ نہ ہوا ہوتا۔ تو اس کی شادی کی تیاریاں اور ہنگامہ یوں ٹھنڈا پڑا ہوتا گیا۔"
"میرے بس میں نہیں ہے رضوانہ! میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے پالا پوسا۔ میں نے جنم دیا۔ میں اس کی ماں ہوں۔ میں کیسے بھولوں اسے۔ کیسے خود کو اور اپنے دل کو سنبھالا دوں۔ مجھے تو ہر جگہ وہی نظر آتی ہے۔ چلتی پھرتی باتیں کرتی۔"
رضوانہ نے عفت کو اشارہ کیا کہ پانی لے کر آؤ۔ وہ کمرے سے نکل کر گئی تو آواز دبا کر کہنے لگیں۔
"سب کا غم اپنی جگہ مقدم اور شدید ہے بھابھی۔ لیکن اللہ کی مرضی کے آگے کسی کی چلتی ہے۔ لیکن اب آپ ہر وقت یوں دل برداشتہ رہیں گی۔ تو عفت کیسے خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر پائے گی۔
عفت کی خاطر اپنی دوسری اولاد کی خاطر آپ کو خود کو سہارا دینا ہو گا۔ سنبھالنا ہو گا۔ یہی بہتر ہے، ہمارے اور اس کے حق میں۔۔۔۔"
ابھی ان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ جب عفت اندر داخل ہوئی۔
"اماں آپ کے لیے فون ہے۔" اس نے سنجیدگی سے فون ماں کی طرف بڑھایا۔ اس کے انداز پر سمجھتے ہوئے رضوانہ نے پوچھا۔
"کس کا ہے۔ معراج کی امی کا۔" عفت سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ تائی اماں نے فون لے کر کان سے لگا لیا۔
"جی۔۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" دوسری طرف سے بات ہی ایسی کی گئی تھی۔ دیورانی کی موجودگی میں لاکھ سنبھلنے کے باوجود ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔
"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں میں۔ دیکھیں بہن سب آپ کے سامنے ہی ہے، جب سے یہ رشتہ لگا۔ ایک کے بعد ایک مسئلہ نکاح والے دن عفت کی چچی کو ہارٹ اٹیک پھر بہنوئی کی گمشدگی۔ اس کے بعد اس کی خراب حالت، میرے پیر کی چوٹ اور اب۔۔۔۔ اب یہ اتنا بڑا حادثہ۔۔۔۔ اف اللہ خدا ناخواستہ اگر ہم نے نکاح کے ساتھ رخصتی لے لی ہوتی تو ہمارے ساتھ میں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔"
وہ کسی تیز رفتار ٹرین کی مانند ان کے سر پر سے چھکا چھک دوڑتی چلی گئیں۔ وہ اور جانے کیا کیا کچھ بول رہی تھیں۔ لیکن دوسری طرف فون کان سے لگائے اماں یہ سوچ رہی تھیں کہ اگر ابھی نائلہ ان کی جگہ پہ فون ریسیو کرتی تو یقیناً "منحوس" کا یہ کیبل ان کے بجائے خود معراج اور اس کے گھر والوں پر لگ چکا ہوتا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تائی اماں کے بت بنے بے جان وجود کو تکتے تکتے رضوانہ نے زبردستی فون ان سے لے کر کان سے لگایا تو بتول کی بات اختتام پذیر تھی اور وہ فون بند کرنے سے پہلے آخری بات کہہ رہی تھیں۔
"ہماری طرف سے آپ یہ رشتہ ختم ہی سمجھیں۔"

☆ ☆ ☆

چار سو تنہائی اور خاموشی کی محفل بانہیں کھولے اس کے استقبال کی منتظر تھی۔ اس نے دو گھنٹے اوور ٹائم کے بعد گھر میں قدم رکھا تھا۔ لیکن بھلا دو گھنٹے میں کیا بدل سکتا تھا۔ حالانکہ چند دن پہلے فقط کچھ منٹوں میں اس کی دنیا تہہ و بالا ہو کر رہ گئی تھی۔ لیکن تب میں اور اب میں کتنا فرق آچکا تھا۔ تب یہ کمرہ آباد تھا۔ کسی کی چہکار سے ہنسی سے 'آنسوؤں سے کروٹوں سے 'سوالوں سے آوازسے وجود۔ اور آج یہ کمرہ ان سب چیزوں سے خالی تھا۔ بھائیں بھائیں کرتے درو دیوار سے وحشت سی ٹپکتی تھی۔ اس نے سینڈلیں اتاریں اور پٹی کے اوپر سے ہی پیر کے زخم کا جائزہ لینے لگا۔ پیر کا زخم بازو کے مقابلے میں قدرے زیادہ گہرا تھا۔ اوپر سے اس نے اسے وہ آرام بھی نہیں دیا جو بازو کے گھاؤ کو ملا۔ اسی وجہ سے اسے بھرنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔
اس نے احتیاط سے پیر اوپر کیے اور بستر پر چت لیٹ گیا۔
ایک کے بعد ایک کتنے ہی واقعات اس کی نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی طرح آتے چلے گئے۔ وہ آخری دن جو اس کے اور نائلہ کے ساتھ کا آخری دن تھا۔۔۔
"حرامزادی۔۔۔" کوئی اس کے کان کے پاس حلق پھاڑ کر چلایا۔ وہ یوں ہڑبڑا کر اٹھا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔
"حدید بھائی۔۔۔" سامنے ہی گلابی آنچل میں کوئی نسوانی وجود تھا۔ اس نے سرخ آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ اسے بغور تکتی سوہا گڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔ "کیا ہوا حدید بھائی۔ کیا آنکھ لگ گئی تھی۔" اس نے جواب نہیں دیا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری۔ پیاس سے ترختے حلق کو تر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے سر جھکا لیا اور دھیرے سے بڑبڑایا۔
"شاید۔۔۔ شاید آنکھ ہی لگ گئی تھی۔"
"پانی لاؤں۔" اس نے بنا جواب دیے سر ہلا دیا۔ سوہا جلدی سے باہر نکل گئی۔
اب کمرہ خالی تھا۔ اور چند آوازیں۔ بدروحوں کی طرح اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔
"یادداشت واپس لاؤں کیا تیری۔"
"زیور لا جلدی سے۔۔۔" منظر بدلا۔ کوئی سر جھکائے سامنے بیٹھا تھا۔
"میں اپنی ایک انگوٹھی لینے گئی تھی۔ میں نے سوہا کو دی۔۔۔ مجھے لگا اس نے۔۔۔ کیونکہ اس نے پہنی نہیں۔" آواز' انداز اور لہجہ بدلنے لگا۔
"بتاؤں ابھی کون سا زیور۔" کوئی قریب کھڑا تھا بے انتہا قریب۔۔۔ بوکھلایا ہوا سا۔
"میرے کمرے کا دروازہ اور الماری سب کھلی پڑی ہے۔"
"بکواس کرتی ہے الو کی پٹھی۔" وہی چنگھاڑتی ہوئی شیطانی آواز اچانک سے پھر گونجی۔ اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے اور انس کے درمیان کھڑی نائلہ جھول کر انس کی بازوؤں میں آرہی۔
"میں اپنی انگوٹھی۔۔۔"
شور بڑھنے لگا۔ آوازیں۔۔۔ آوازیں۔۔۔ گڈمڈ بے ترتیب جانی اور انجانی آوازوں میں کہیں سے بھی کوئی اس کی گردن دبوچتا 'اور کبھی کوئی اس کے پیروں میں گر جاتا۔۔۔
"پانی۔" شور مچاتا منظر ساکت ہو گیا۔ ایک پرسکون اور قدرے الگ تھلگ سی آواز نے اسے پکارا تھا۔ اس



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے کسی روبوٹ کی طرح ہاتھ بڑھا کر گلاس پکڑا اور غٹاغٹ چڑھا گیا۔
"ارے۔۔۔ آپ کو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔" گلاس واپس پکڑتے سے سوہا بری طرح چونک گئی۔
"چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔ پھر ٹیبلٹ لے لیجیے گا۔" اس نے فرش کو گھورتے ہوئے سر ہلایا۔
سوہا اس کا چہرہ تشویش سے دیکھتی ہوئی واپس پلٹی تو اس نے پکارا۔
"سنو۔" سوہا دروازے تک پہنچ کر رکی۔
"نائلہ کا موبائل ملا۔" وہ سرخ سوالیہ نظریں گاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ سوہا کی نظریں بلاوجہ جھک گئیں۔

☼ ☼ ☼

زرد شام رات کے سرمگیں دھندلکے میں گم ہو رہی تھی۔ اس نے سائڈ ٹیبل سے چائے کا خالی مگ اٹھاتے ہوئے گلاس ونڈو سے باہر نظر ڈالی۔
وہ اب بھی وہیں بیٹھا تھا۔ اسی طرح خاموش، سنجیدہ اور شاید رنجیدہ بھی۔۔۔ ماہا کے دل کو لمحے بھر کے لیے اداسی نے گھیر لیا۔
"شاید میں نے اسے زیادہ ہی سنا دیں۔" خالی کپ کی تہ میں جمی رنگ بدلتی سیاہی مائل چائے کو دیکھتے ہوئے وہ سوچ گئی۔
تب ہی فون کی بیل نے اس کا دھیان بٹا لیا۔ حسیب کا فون بج رہا تھا۔ اس نے واش روم سے نکلتے حسیب کو دیکھا۔ پھر اس کی آسانی کے لیے فون اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ خود مگ رکھنے کے لیے باہر نکل گئی۔
اس کا دل ابھی تک اپنی کہی گئی باتوں پر اسے ملامت کر رہا تھا۔ جو کہ وہ قطعی نہیں چاہتی تھی۔
"کیا ہوا۔ کس کا فون تھا۔"
"کسی کا نہیں۔" اس نے بات ختم کر دی۔ اس کا انداز اس قدر غیر معمولی تھا کہ وہ کھٹک سی گئی۔
"پھر بھی۔۔۔ آپ اتنے۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اب کی بار اس کا اپنا فون بجا تھا۔
"ماہا کہاں ہو تم۔ کب سے فون کر رہی ہوں۔"
"کیوں کیا ہوا۔ مجھے تو نہیں پتا۔"
"پتا نہیں کتنی بار فون کیا۔ کبھی اٹھایا نہیں کبھی کال کاٹ دی۔ ابھی حسیب بھائی سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تمہارے فون پر کرلوں۔ وہ کہیں دور رہیں۔"
"دور رہیں۔" اس نے سامنے آنکھیں موند کر لیٹے حسیب کو دیکھا اور پھر فون کو۔
"اچھا سنو۔ تم گھر آسکتی ہو آج رات۔"
"کیوں۔" وہ پھر سے چونک گئی۔ سوہا کا لہجہ غیر معمولی تھا۔
"بس ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔"
"الٰہی خیر اب کیا ہو گیا۔" اس نے بے اختیار دل تھام لیا۔
"بس وہ۔۔۔ تم آسکتی ہو تو آجاؤ۔ پھر بتاتی ہوں۔"
"اوکے اوکے۔۔۔" اس نے جلدی سے فون رکھا۔ پھر حسیب کو دیکھا تو جیسے اسے کچھ یاد آیا۔
"سوہا کا فون تھا اور آپ نے کہہ دیا کسی کا نہیں۔"
"ہوں۔" اس نے بے انتہا تعجب سے حسیب کی آواز سنی۔
"کیوں۔"


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میری مرضی۔" اس کا لہجہ بے حد پرسکون تھا۔ ماہا اتنی ہی بے سکون ہوئی۔ لیکن سوہا پتا نہیں کس مسئلے کی بات کر رہی تھی۔ اس وقت گھر جانا زیادہ ضروری تھا۔

"اچھا مجھے گھر جانا ہے۔ صادق بھائی سے کہیں مجھے ڈراپ کردیں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔" حسیب نے بے حد اطمینان سے کروٹ لیتے ہوئے۔ اس کا اطمینان غارت کردیا۔

"لیکن کیوں آخر...." اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ حسیب کی بات پر زیادہ حیرت کرے یا اس کے بیگانے انداز پر۔

"میں جو منع کر رہا ہوں۔ میری بات کی کوئی اہمیت نہیں تمہارے نزدیک۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔" وہ دھیمی سی پڑ گئی۔ "لیکن ابھی جو سوہا کا فون آیا تو وہ پریشان لگ رہی تھی۔ اس نے بس اتنا کہا ہے کہ تائی کی طبیعت خراب ہے۔ حسیب پلیز! صادق بھائی سے کہیں نا! کہیں زیادہ نہ خراب ہو طبیعت۔"

"زیادہ خراب ہو یا کم۔ تم نہیں جاؤ گی۔" اس کا لہجہ جس قدر قطعیت لیے ہوئے تھا۔ ماہا کو اسی قدر بے یقینی میں دھکیل رہا تھا۔

"حسیب کیا بات ہے۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ پلیز جلدی کریں نا! مجھے تو ڈر ہے کہ نائلہ کے صدمے سے کہیں ...." اس کا دل بے اختیار بھر آیا۔ وہ بات ادھوری چھوڑ کر پلکیں جھپکانے لگی۔

"سنا نہیں تم نے کیا کہا ہے میں نے۔ سمجھ میں نہیں آئی میری بات۔" اس نے بوکھلا کر کمرے کا کھلا دروازہ بند کیا اور گلاس ونڈو کے پردے کھینچ دیے۔ جس کے دوسری طرف بیٹھا وجود جانے کس وقت اٹھ کر وہاں سے جا چکا تھا۔

"اچھا میں نہیں جا رہی۔ پلیز آپ غصہ مت کریں۔ آپ کے لیے بھی ہانپو ہونا ٹھیک نہیں۔ اور مزنہ آپی بھی سنیں گی تو اچھا نہیں لگے گا۔"

"اگر تمہیں دوسروں کی اتنی ہی پروا ہے تو پھر کیوں اس قدر ضد کیے جا رہی ہو.... لیکن.... اوہ۔"

ایکا ایکی غصے میں بولتے بولتے اس کا لب و لہجہ دھیما پڑ گیا۔

"میں تو بھول ہی گیا۔ تم کب دوسروں کی پروا کرتی ہو۔ ابھی بھی تمہیں اپنی عزت کی پروا ہے۔ دوسروں کی نہیں۔" اور ماہا جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔ کس قدر غلط تجزیہ اور کتنا اجنبی اندازہ.... کیا اس نے اتنا ہی جانا تھا اسے ....

"حسیب۔" اس کے نیم وا لبوں سے من پسند نام سرگوشی کی صورت ٹوٹا اور سپرد فضا ہو گیا۔

وہ ضبط کرتی ہوئی پلٹی اور واش روم میں بند ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ایسے کیسے اتنی آسانی سے وہ لوگ یہ بات کر سکتے ہیں۔" سب سے پہلے سوہا نے ہی باقی افراد پر تائی اماں کی بات سن کر چھایا ہوا سکتہ توڑا تھا۔

"کوئی گڑیا گڈے کا کھیل سمجھ رکھا ہے کیا۔"

"ارے لو مجھے کیا خبر۔ میں تو سن کر ہی حواس کھو بیٹھی۔ تب سے دل بیٹھا جا رہا ہے۔ کچھ کرو بیٹا۔" تائی اماں فون سن کر جو بے قابو ہوئی تھیں تو اب تک نارمل نہیں ہو سکی تھیں۔ حالانکہ اس بات کو چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"آپ خود کو سنبھالیں خالہ جان۔ کیوں اتنی پریشان ہیں ہم ہیں نا! یہاں۔"
انس نے جانے کون سی ویں بار انہیں وہی تسلی دی تھی۔ جو کم و بیش سبھی دہرا چکے تھے۔
"کیا کروں بیٹا۔ ماں ہوں نا! ایک بیٹی کو کھو چکی ہوں۔ دوسری کو برباد کرنے کی ہمت کہاں سے لاؤں۔" ان کی ہمت واقعی جواب دے چکی تھی۔
"یہ کوئی معمولی بات تو نہیں۔ اور اگر نہیں مانے وہ لوگ بات چیت کے بعد بھی۔ تو کیا رہ جائے گا باقی۔" انہوں نے دوپٹا منہ پر رکھ لیا۔ ان کی آواز میں چھپے درد اور کرب سے سوہا کو اپنا دل چرتا ہوا سا محسوس ہونے لگا۔ رضوانہ نے جلدی سے انہیں خود سے لگالیا۔ عفت سب کے لیے چائے دم دے رہی تھی۔
"ابھی تو اس کے باپ کو علم نہیں سوچو ذرا۔ انہیں پتا چلے گا تو کیا قیامت گزرے گی ان پر۔ ایک صدمہ سہار گئے وہی بڑا تھا۔ اب ان ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کو کیسے سہاریں گے۔ اگر وہ ضد پر اڑ گئے تو....."
"تو اڑ گئے ضد پر تو اڑ جائیں۔ ہم بھی کوئی یہاں بھیک منگے نہیں بیٹھے۔ طلاق دینا چاہتے ہیں تو دے دیں طلاق۔ جو عفت کی قسمت میں ہوگا۔ اسے مل جائے گا اور اس سے اچھا ہی ملے گا۔"
گفتگو سوہا کے پورشن میں باہر والے حصے میں ہو رہی تھی۔ انس کے بھڑکنے کی دیر تھی۔ پورے منظر پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص یہاں تک کہ چائے لے کر سیڑھیاں چڑھتی عفت بھی۔
ایک پیر اس کا نچلے اور دوسرا اوپری قدمچے پر تھا۔ اور اس ایک قدمچے کی چڑھائی پر انس کے لبوں سے ادا ہونے والے جملے نے اسے پے در پے کئی زمانوں سے گزار دیا۔
اس کے ہاتھ ذرا کی ذرا لرزے اور پھر اس نے مضبوطی سے ٹرے تھام لی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے اس مرحلے پر اپنی فطرت سے زیادہ مضبوطی دکھانی ہے۔ اوپر پورا منظر جامد تھا اور اس جامد منظر کے ساکت نفوس میں حدید بھی شامل تھا۔ اس منظر کی سب سے خاص بات یہی تھی۔
"یہ کیا کہہ رہے ہو۔" رضوانہ کے منہ سے سب کے لبوں کی بات نکلی۔
"کیوں۔ کیا غلط کہہ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے، ہم جاتے ہیں بات کرتے ہیں اور اگر وہ نہ مانے تب بھی تو اپنی ہی کریں گے نا وہ لوگ" اور اگر ہماری بات مان کر رخصتی کرالی اور بعد میں عفت کو مسلط ہونے کے طعنے دیے۔ تو کیا زندگی رہ جائے گی عفت کی۔"
قائل نہ ہونے کے باوجود کسی کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔
"بہتر یہی ہے کہ اپنی بات گنوانے اور عفت کو ان کی نظروں میں ہلکا کرنے کے بجائے ان سے دوٹوک بات فون پر ہی کرلی جائے۔ اگر ہم وہاں گئے تو اس بات پر وہ اور چوڑے ہو جائیں گے۔" انس نے بات کے دوران حدید کی طرف دیکھا۔ حدید جو اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔
"آپ لوگوں کو اب کچھ بھی کہنے کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود بات کرلوں گا ان سے۔ صاف صاف پوچھوں گا کہ بھئی آپ لوگ چاہتے کیا ہیں آخر....."
"اس کی ضرورت نہیں۔" انس کی بات ادھوری رہ گئی۔ عفت کمرے میں آچکی تھی۔
"پہلے میں خود معراج سے..... بات کروں گی۔" وہ جتنی بھی پر اعتماد سہی۔ لیکن یہ بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ لڑکھڑا سا گیا۔
"تم....." انس کو حیرت ہوئی۔ "تم معراج سے بات کرتی ہو۔"
"جی....." اس نے نظریں جھکا کر درمیانی میز پر ٹرے رکھ دی۔ انس اب الجھے الجھے انداز میں اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جبکہ تائی اماں اور رضوانہ نے انس اور حدید کی موجودگی میں نظریں چرالی تھیں۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں :۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

**We Are Anti Waiting WebSite**

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"یہ کوئی قابل اعتراض بات تو نہیں۔ میرا نکاح ہوا ہے ان کے ساتھ۔" ٹرے رکھنے کے بعد اس نے سیدھے ہو کر انس کو اپنی جانب دیکھتا پا کر صفائی پیش کی۔

"نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ بالکل کوئی اعتراض کی بات نہیں لیکن.... اس کا کوئی فائدہ بھی ہو گا۔"

"یہ تو بات کرنے کے بعد ہی پتا چلے گا۔"

"اور اگر وہ نہ مانا تو.... انس کے دماغ میں جانے کیا چل رہا تھا۔ عفت نے ایک بار پھر نظریں جھکا لیں۔ اور دھیرے سے بولی۔

"تو میری قسمت...."

وہ بات مکمل کر کے رکی نہیں۔ اگر رک جاتی تو دیکھتی کہ سارا وقت اس کے چہرے کو تکتے ہوئے ایک شخص نے اس کی بات پر کس قدر بے چین ہو کر پہلو بدلا تھا۔

☼ ☼ ☼

واپسی پر حدید ہمیشہ کی طرح خاموشی سے کمرے میں چلا گیا۔ سوہا اسے دیکھ کر انس سے بولی۔ "آپ نے آج عفت کے بارے میں کچھ زیادہ ہی نہیں بول دیا۔" انس نے گہری سانس لے کر پانی کا گلاس خالی کر کے اسے پکڑایا۔

"میں نے صرف سچ بولا۔ تم خود دیکھ لو...." سوہا جواب دیے بنا سوچ میں پڑ گئی۔ انس کی بات سو فیصد صحیح نہیں تھی تو غلط بھی نہیں تھی۔ لیکن انس کے لہجے میں اتنا یقین کیوں تھا کہ عفت کو اس سے بہتر مل جائے گا۔ کہیں انس حدید کے بارے میں تو نہیں....

حدید کے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ اندر کوئی حرکت کوئی آواز نہیں تھی۔ اسے شدت سے اس کی تنہائی اور درد کا احساس ہوا۔ یہ تنہائی قید تنہائی اور درد.... درد لا دوا لگنے لگا تھا۔

"اگر انس نے ایسا سوچا ہے تو بھلا اس سے اچھی بات اور کیا ہو گی لیکن عفت...." اس کے دھیان کی ڈور ٹوٹ گئی۔ انس اوپر سے آواز دے کر کہہ رہا تھا۔

"ماما کو فون تو کرو۔"

"او.... ہاں۔" وہ اٹھی اور بڑے اطمینان سے فون ڈائل کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ جانے کہاں سے ایک مسکراہٹ ہنستی کھیلتی آکر اس کے لبوں پر سج گئی تھی۔ حدید نے کمرے سے باہر نکل کر اسے جاتے دیکھا۔ اور سر جھکا کر واپس کمرے میں آگیا۔

"عفت....!" بستر پر احتیاط سے لیٹتے ہوئے اس کے لبوں نے ایک بھولا بسرا نام چھوا۔ لیکن اسے حیرت ہوئی۔ اس کا دل اور ذہن کسی بھی قسم کے جذبات سے مکمل عاری تھے۔ اس نے دونوں کو ٹٹولا۔ پھر سرگوشی میں کسی سے پوچھا۔ جذبات سے عاری ایک سپاٹ سوال۔

"عفت.... کیا واقعی تم میری ہو سکتی ہو۔"

☼ ☼ ☼

"ہرگز.... کیا بکواس کر رہی ہیں آپ لوگ۔" اس کے اس قدر اچانک اتنا بھڑک جانے کی بتول کو امید نہیں تھی۔ وہ تو بری طرح بوکھلا کر رہ گئیں۔ مدد کے لیے اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھا۔

"ارے آرام سے بیٹھو اب ایسا بھی کیا ہو گیا۔" سب سے پہلے اس کے سلگتے انداز پر بے نیازی کے چھینٹے ڈالنے والی تبسم ہی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دنیا میں ہزاروں رشتے ٹوٹتے بنتے ہیں۔ ہم نے کون سی نرالی بات کر دی ہے۔" معراج نے شدید حیرت سے اپنی بہن کی لاپروائی دیکھی۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں۔ آپ دنیا کے کسی رشتے کی نہیں۔ میری بات کر رہی ہیں۔"

"مجھے سب یاد ہے۔ اگر کچھ بھول رہے ہو تو تم خود۔"

تبسم بھی اسے بحث اور طنز کرتے دیکھ کر کمر کس کے میدان میں اتری اور اسے ایک کے بعد ایک وہ واقعات یاد دلائے۔ جو نکاح کے بعد اس کے گھر والوں کو بھگتنے پڑے تھے۔

معراج لب سیے ان کی باتیں سنتا رہا اور جب وہ اپنی کہہ کر خاموش ہوئیں۔ تو اس کے چہرے پر بڑی تلخ مسکراہٹ تھی۔

"واہ.... واہ کیا بات ہے.... ایک لڑکی مجھ سے نکاح کے بعد نقصان پر نقصان اور حادثے پر حادثہ جھیل رہی ہے۔ اور منحوس کا لیبل بھی اس بے چاری پر ہی لگ رہا ہے۔ ارے اماں! اس لحاظ سے اس کے لیے سبز قدم تو میں ہوا نہ کہ وہ.... بھاری تو اسے میں پڑا نا! وہ تو نہیں۔" اپنی جن دلیلوں کو تبسم بے حد وزنی خیال کر رہی تھی۔ معراج نے ہاتھ کے اشارے سے مکھی کی طرح اڑا دی تھی۔

"اور وہ جو میں پھسل گئی تھی سیڑھیوں پر سے وہ.... کتنے دن میرا پاؤں سوجا رہا۔" بتول نے ڈھونڈ ڈھانڈ کر اپنا غم نکالا۔ جواب میں معراج نے افسوس سے انہیں دیکھا۔

"اماں مجھے آپ سے اس طرح کی دقیانوسی باتوں کی امید نہیں تھی۔ آپ کا سیڑھیوں سے پھسل جانا اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا کسی کی نحوست سے کیا تعلق....."

"تم مانو یا نہ مانو....." اب کی بار تبسم کو جلال ہی چڑھ گیا۔

"وہ لڑکی مبارک نہیں۔ نہ اِس گھر کے لیے نہ اُس گھر کے لیے۔" ارے بیٹھے بٹھائے اپنی بہن کو کھا گئی۔ اب اور کیا رہ گیا دیکھنے کو۔"

"بہن کو اس نے نہیں اس کی موت اس کی قسمت میں اسی طرح لکھی تھی۔" اس کی آواز تبسم سے کئی گنا زیادہ بلند تھی۔

"اور مجھے نہ کوئی بحث کرنی ہے۔ نہ کچھ اور سننا ہے۔ آپ لوگ بھول جائیں کہ آپ نے ان سے کوئی فضول اور بے ہودہ بات کی تھی۔ میں خود جا کر ان سے معذرت کر لوں گا۔ اور برائے مہربانی اماں۔ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھا کریں آپ۔ ایسے نہیں کہ جو دل چاہا کہہ دیا منہ اٹھا کے۔"

شدید ناگواری سے بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں۔ لیکن تبسم کا ارادہ بھی اسے بخشنے کا نہیں تھا۔ تبھی پیچھے سے آواز لگا کر بولی۔

"تم لکھ کر رکھ لو ایک دن پچھتاؤ گے۔ نام بدل دینا میرا۔ اگر اس کی نحوست پیچھا کرتی اُس گھر سے اِس گھر تک نہ آئی تو....." سنا تو وہ اپنے بھائی کو رہی تھی۔ لیکن پیچھے سے بتول دہل کر بولیں۔

"ہئے ہئے..... شبھ شبھ بول تبسم!"

☆ ☆ ☆

اس رات عفت معراج کو فون کرنے کا ارادہ ہی کرتی رہ گئی لیکن، اس پر عمل نہیں کر پائی۔ کیونکہ اس نے بظاہر تو سب کے سامنے انس سے کہہ دیا تھا کہ وہ معراج سے بات کر لے گی۔ لیکن ایک دھڑکا بہر الحال اس کے دل کو لگا تھا کہ اگر معراج نے بھی اپنی ماں کی بات کی تصدیق اور تائید کر دی تو وہ کس منہ سے انس سے یہ بات کر سکے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گی۔
کوئی بھالے جیسا دکھ کا احساس اس کے دل میں اتر کر درد کی ایک تیز سی لہر پورے وجود میں دوڑا دیتا تھا۔ جب وہ اپنے رشتے کی حقیقت اور پائیداری پر غور کرتی۔
دل ہی دل میں ڈھیروں شکوے شکایات کر لینے کے باوجود خود سے فون کرنے کے لیے، جو ہمت درکار تھی۔ وہ اس میں ناپید ہی تھی۔ لیکن صد شکر کہ اس کے خدشات کا خاتمہ دوسرے دن شام کو ہی ہو گیا۔ معراج بمعہ ایک خوب صورت تحفے کے بالکل اچانک ہی گھر چلا آیا۔ اماں نے اس کے سامنے نیر بہانے میں بالکل بھی تکلف نہیں کیا۔
وہ خوش تھا بالکل مطمئن اور اس سب سے بڑھ کر بے حد شرمندہ صاف اور واضح الفاظ میں اماں سے معذرت کرتے ہوئے اس نے عفت کے دل میں سر اٹھاتے سارے خدشات دھو ڈالے۔
اگر عفت نے اس کی خاطر کوئی اسٹینڈ لیا تھا۔ تو اس نے بھی عفت کو تنہا نہیں چھوڑا تھا۔

☼ ☼ ☼

نائلہ کا فون مل چکا تھا۔ سوہا فون ہاتھ میں لے کر سوچ میں پڑ گئی۔
"حدید بھائی کتنے دن سے صرف فون کا پوچھ رہے ہیں۔۔۔ کیوں۔" اس کی چھٹی حس اسے انجانے میں کچھ نہ کچھ کہیں نہ کہیں غلط ہو جانے کا سگنل دے رہی تھی۔ اس نے سوچ بچار کے بعد حدید کے حوالے کرنے سے پہلے فون خود چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ نائلہ کی زندگی میں تو شاید وہ کبھی یہ حرکت نہ کرتی لیکن اب اگر کوئی احساس جرم تھا بھی تو وہ اتنا شدید نہیں تھا۔
یہ ایک قدرے پرانے ڈیزائن کا لیکن اچھا سیٹ تھا۔ اس نے بسم اللہ پڑھ کر آن کیا۔ اور بڑے صبر سے اس کے کھلنے کا انتظار کیا۔ پھر جیسے ہی اسکرین روشن ہوئی۔ ٹک ٹک ٹک۔۔۔
کی پیڈ پر اس کا انگوٹھا چلتا گیا۔ **میسجز۔ کالز۔۔۔ کال لاگ۔۔۔ ان کمنگ آؤٹ گوئنگ۔۔۔ مسڈ کالز۔۔۔ سینٹ باکس۔۔۔ بلاک کالز۔۔۔** کہیں بھی کوئی بھی ایسا مشتبہ نمبر نظر نہیں آیا۔ جس سے وہ حدید کے روز روز استفسار کرنے کی بابت کوئی اندازہ لگا سکتی۔۔۔ کچھ منٹ اس نے یونہی فون میں آگے پیچھے وقت ضائع کیا۔ پھر کچھ خیال آنے پر ہنس پڑی۔
"میں کیا پاگل ہوں، جو اس کا فون چیک کرنے بیٹھ گئی۔ نائلہ کیا ایسی ویسی لڑکی تھی۔۔۔ دھت۔"
اس نے خود کو خود ہی ڈپٹ دیا۔ اور فون لے کر حدید کے پاس آ گئی۔
"حدید بھائی یہ نائلہ کا موبائل مل گیا۔"
حدید جو آفس سے آکر آرام کی غرض سے لاؤنج کے صوفے پر نیم دراز تھا۔ نائلہ کے موبائل کا سن کر بے دھیانی میں تیزی سے اٹھا اور پھر کراہ رہ گیا۔
"آرام سے حدید بھائی۔" سوہا کی نگاہوں سے موبائل کے لیے اس کی بے تابی چھپی نہ رہ سکی۔

☼ ☼ ☼

ڈنئی جا چکی تھی اور ولید بھی چند دن بعد جانے کی تیاریوں میں تھا۔ اس صورت حال میں ماہا کی فکریں اور پریشانیاں کم ہو جانی چاہیے تھیں۔ مگر حسیب کے بے مہر رویے نے تفکرات کو ایک نیا موڑ دے دیا تھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بظاہر بڑا مہربان دکھتا تھا۔ معمول کے انداز میں بات چیت گھر والوں اور بھانجے بھانجی کے ساتھ وقت گزارنا۔ آپی' بھائی اور بیٹے کے ساتھ ہنسی مذاق اور ساتھ میں ماہا کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی۔ لیکن ماہا نے جب اس کا وہ روپ دیکھا تھا۔ وہ اس قدر الجھی تھی کہ معمول کے سے انداز میں نہ ہی روٹین نمٹا پا رہی تھی۔ نہ گھر کے کاموں میں حصہ لے رہی تھی۔

مزنہ الگ اس کی غائب دماغی دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی تھیں۔ انہیں ویسے بھی ماہا اب پہلے کی طرح اچھی نہیں لگتی تھی۔ وہ ان کے دل سے اتر چکی تھی۔ اور یہ دنیا کے آدھے سے زیادہ انسانوں کا المیہ ہے کہ جو شخص ایک بار دل سے اتر جائے۔ وہ کچھ بھی کرلے ہمیشہ برا ہی رہتا ہے۔

ماہا نے شروع کے دنوں میں جب کچن میں ان کی ہیلپ کرنی چاہی تو انہوں نے خوش خلقی سے انکار کیا بعد میں اس کے کام نہ کرنے پر طنز اور فقرے بازی کرنے لگیں۔ ولید کی موجودگی بھی اس کے لیے ڈسٹربنگ تھی۔ ابھی یہ مسئلہ سلجھا نہیں تھا کہ ایک اور مصیبت حبیب نے اپنے دل جلے رویے سے کھڑی کردی تھی۔ تبھی سوہا نے فون کیا تو سب لوگوں سے دور اور الگ تھلگ چھت پر بنے اسٹور روم میں بیٹھ کر وہ آنسوؤں سے رو دی۔

"حبیب نے مجھے امی کے یہاں جانے سے منع کردیا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں وہاں جاؤں۔ ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں۔"

"نہیں.... ؟" سوہا کو ایک پل کے لیے تو یقین ہی نہیں آیا۔ "تم رونا تو بند کرو اور انہیں کیا ہوا کہیں وہ پاگل تو نہیں ہوگئے۔"

"انہیں ان کے گھر والوں نے پاگل کردیا ہے۔" وہ بدقت تمام اپنی آواز دبا رہی تھی۔

"لیکن ان کی گھر والی تو تم ہو۔"

"نہیں ہوں میں کچھ بھی۔" وہ خود پر تمام تر ضبط کرتی بھنچی ہوئی آواز میں چیخ پڑی۔

"یہی وہ بات تھی جو میں سال بھر سے سمجھا رہی ہوں تم سب کو۔ کوئی اہمیت نہیں ہے ان کی میرے نزدیک۔ جھوٹ ہے سب۔ ڈراما ہے۔" بالآخر اس کی برداشت جواب دے گئی۔ اور وہ فون پھینک کر زور زور سے رو پڑی۔

دوسری جانب سوہا خاموشی سے سنتی رہی۔ پھر بات کرنے کی کوشش کی تو کوئی جواب ہی نہیں آیا۔ مجبوراً" اسے لائن ڈس کنکٹ کرنی پڑی۔ جبکہ ماہا اس طرف سے مکمل بے نیاز دل ہلکا کرنے کے بعد چہرہ اور آنکھیں صاف کر رہی تھی۔ جب دہلیز پر کھٹکا ہوا۔ اس نے سر اٹھایا تو دھک سے رہ گئی۔

"کس سے باتیں ہو رہی تھیں.... بلکہ باتیں کیا۔ میری برائیاں ہو رہی تھیں۔" پتا نہیں اس نے کیا سنا تھا اور کیا نہیں۔ لیکن ماہا اس قدر بک چکی تھی کہ اس نے پروا نہیں کی اور وہاں سے اٹھ کر پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔

حبیب وہیں کھڑا اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ پھر دھیرے دھیرے چلتا ہوا زمین پر پڑے سیل فون تک آیا۔ پھینکنے کے باوجود فون کا کوئی خاص نقصان نہیں ہوا سوائے گرد آلود ہونے کے.... اس نے فون اٹھا کر صاف کیا اور کال لاگ چیک کرنے لگا۔

اس سارے منظر میں سب سے ناقابل فہم وہ مسکراہٹ تھی جو اس وقت اس کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔

==

پندرھویں اور آخری قسط اگلے ماہ ملاحظہ فرمائیں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فرحین اظفر

# دیئے وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہوگئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید، انس، عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ، انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس، سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کردیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے، مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کرلیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہوکر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید، عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ، شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے، جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہوجاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کرلیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کردیتی ہیں۔

حدید، انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہوجاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے، مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خاموش ہوگیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی، مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے، جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے، ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے، مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فوراً پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے، مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا، مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منالیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے، مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

# پندرھویں اور آخری قسط

پندرہ دن کے اندر اندر ہنگامی صورت حال میں عفت کی رخصتی کی تاریخ رکھ دی گئی۔ اس تاریخ رکھنے کی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے سوہا خود ماہا کو لینے بھی آئی اور ڈراپ کرنے بھی۔ ورنہ حسیب اسے اجازت دینے کے موڈ میں نہیں تھا اور اس کے موڈ کو دیکھتے ہوئے ماہا کی بد مزاجی اور چڑچڑاہٹ عروج پر پہنچ چکی تھی۔

سوہا نے فون پر ساری صورت حال سن کر خود اجازت لینے کا مرحلہ طے کیا۔ اسے تسلی دی۔ اور جب وہ شادی کے اوائل دنوں کے بعد، ایک لمبے عرصے بعد اس قدر سج دھج سے تیار ہوئی تھی تو حسیب کی نگاہیں بھٹک کر اسی پر جا ٹھہرتی تھیں۔

وہ دبے دبے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ میٹھی میٹھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر قریب جانے کا ارادہ فی الحال ملتوی کیے رکھا۔ ورنہ عین ممکن تھا کہ اس کے ذرا سے التفات پر آنسو بہا کر وہ اپنا حلیہ اور چہرہ دونوں بگاڑ لیتی۔

بہرالحال سوہا آئی۔ حسیب سے شکوے شکایات ہوئے اور انس نے بھی حسب توفیق اسے لتاڑا تب، کہیں جا کر ماہا کا موڈ قدرے بہتر ہوا۔ پھر بھی وہ اس بات پر شاکی تھی کہ نہ تو حسیب اپنی حرکتوں کو لے کر اتنا سنجیدہ ہوا۔ نہ اس دوران انس اور سوہا نے ہی سنجیدگی سے اس سے بات کی۔ الٹا ہنسی مذاق اور چھیڑ خانی میں بات کرکے اسے ساتھ لے کر چلتے بنے۔ ولید اس دوران اور دل جلانے کا سبب بنا۔ کیونکہ وہ بھی ان ہی لوگوں کے درمیان کسی گھر کے فرد کی طرح موجود رہا۔

تقریب بخیر و عافیت اپنے اختتام کو پہنچی۔ تمام لوگوں کی طرف سے خوش اخلاقی کے بھرپور مظاہرے کے بعد بھی بتول اور ان کی بیٹیوں کی جانب سے سرد مہری کا عنصر ہر بات میں واضح رہا۔ اپنے اپنے اور معراج کے بچوں کو وہ گھر پر معراج کے حوالے کرکے آئی تھیں۔ رہے دونوں داماد تو دونوں ہی منہ بند کیے بیٹھے رہے۔ نہ کوئی اعتراض نہ حامی نہ انکار۔۔۔۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صاف ظاہر تھا کہ وہ لوگ مارے باندھے تقریب میں شرکت کے لیے آئے ہیں۔
اس شادی اور رخصتی سے پہلے ہی عفت کو کیا کچھ سننا تھا۔ ابھی کیا کچھ تھا جو باقی تھا۔ ہونے کو اور وہ کچھ پہلے ہو جانے والے بہت کچھ سے بڑھ کر تھا۔

☆ ☆ ☆

"صرف پندرہ دن کے شارٹ نوٹس پر کیسے انتظام ہو گا سب۔" انس کے آگے ناشتا رکھتے ہوئے وہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی۔ قریب ہی حدید بیٹھا اپنا ناشتا ختم کر رہا تھا۔ سوہا نے دیکھا اس کی بات پر کوئی رد عمل تو دور کی بات حدید چونکا تک نہیں۔
"اب کرنا ہی کیا ہے تیاری تو ساری مکمل ہے ہی۔" انس کے لب و لہجے میں مردوں والی مخصوص بے فکری بول رہی تھی۔ جبکہ سوہا سرہلا کر ایک بار پھر حدید کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔ اس سے حدید کا اس قدر محو ہو کر ناشتا کرنا برداشت نہیں ہوا جبھی بے ارادہ اسے پکار بیٹھی۔
"حدید بھائی۔" وہ بنا چونکے متوجہ ہوا۔ مطلب وہ اس کی بات سن رہا تھا۔
"وہ..." اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا بات بنائے۔ "آپ نائلہ کا موبائل مانگ رہے تھے بار بار... کوئی کام تھا کیا۔" حدید کے منہ میں گھومتا نوالہ ساکت ہوا۔ اس کے جبڑے بھنچے لیکن چہرے کی سنجیدگی میں فرق نہیں پڑا۔ سوہا کو لگا اس نے کوئی بہت ہی غلط بات غلط موقع پر چھیڑی ہے۔ مگر وہ جواب دینے کے بجائے انس سے کہنے لگا۔
"فرصت ملے تو بات سننا میری۔" اس کا لہجہ ہرگز بھی نظر انداز کیے جانے کے لائق نہ تھا۔
"کیا بات ہے بتا دو ابھی۔" انس بھی فوراً" متوجہ ہوا۔
"نہیں مجھے..." اس نے کھڑے ہو کر سوہا کو دیکھا۔
"اکیلے میں کرنی ہے۔ صرف تم سے 'چلتا ہوں خدا حافظ۔" سوہا اپنی جگہ شرمندہ سی ہو گئی۔ پھر کوئی فیصلہ کر کے تیزی سے باہر نکلی۔ حدید بائیک کے پاس ہی کھڑا تھا۔ اس نے آواز دی تو پلٹ کر دیکھا۔
"آپ کو جو بھی ضروری بات کرنی ہے۔ آپ کر سکتے ہیں ابھی۔ میں اوپر چلی جاتی ہوں۔" بے حد سادگی اور محبت بھرے لہجے میں وہ اسے دیکھ کر بولتی ہوئی نزدیک آئی۔ حدید بے ساختہ مسکرا دیا۔
"اتنی بھی ضروری نہیں۔ شام میں کرلوں گا۔" اس نے پھیکے پن سے مسکرا کر سوہا کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ سوہا کو اس کی مسکراہٹ بے حد بھلی لگی لیکن... پھر جانے کیا ہوا۔ وہ ایک دم منہ پر ہاتھ رکھ کر سسک پڑی۔
"ارے ارے... کیا ہوا بھئی۔" اس نے جلدی سے اس کا سر پکڑ کر چہرہ اونچا کیا۔ سوہا آنکھیں صاف کرتی سوں سوں کر کے نفی میں سرہلانے لگی۔
"بہت کچھ ہو جاتا ہے زندگی میں گڑیا! ایسے ہمت تھوڑا ہی ہارتے ہیں۔"
سوہا کو اس کے تھکے ماندے لہجے پر اور ٹوٹ کر رونا آنے لگا۔ مگر اس کی پشت پر انس باہر نکل آیا تھا۔ اور وہ اب اپنا مذاق نہیں اڑوانا چاہتی تھی۔ اس لیے ضبط سے چہرہ صاف کرنے لگی۔
انس نے حدید سے اشارے سے پوچھا۔ حدید مسکرانے لگا۔
"کچھ نہیں یار بچی ذرا جذباتی ہو گئی۔" اب کی بار اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی بشاشت تھی۔
"میری بچی!" انس قریب آیا اور حدید کو بڑا جتانے والے انداز میں بولا۔ حدید ہلکے سے ہنس دیا جبکہ سوہا کی روتے میں بھی ہنسی چھوٹ گئی۔ حدید کے جانے کے بعد وہ انس کی طرف پلٹی۔


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میں کوئی بچی وچی نہیں ہوں۔ اچھا۔" اس کا انداز صاف چڑانے والا تھا۔
"اور ریلی بے بی۔" اب کی بار انس اور شوخ ہو گیا۔ سوہا اسے زبان چڑا کر اندر جانے لگی تب ہی انس کو کچھ یاد آیا۔
"سنو ماہا سے بات ہوئی دوبارہ....؟"
"رات میں فون کروں گی۔" اس نے اندر جاتے جاتے آواز لگائی تھی۔

☆ ☆ ☆

فضائیوں میں بہت چپکے اور آہستگی سے خنکی سمٹ آئی تھی۔ صبح کاذب کے وقت اگر بازو کھلے ہوں تو بے ساختہ لپیٹ لینے کو دل کرتا اور عشاء میں ٹھنڈے پانی سے وضو کا خیال ایک بار تو ضرور ہی آلکسی کھا جاتا۔ ایسی ہی ایک خنک رات میں گرم دودھ کا گلاس خالی کر کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے حبیب نے ایک ایسی بات کہی کہ ماہا حیرت کے مارے بت سی بن گئی۔
"کیا.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"
"ہو کیوں نہیں سکتا۔"
"اب نائلہ نہیں ہے وہاں جو اپنی بہن کا ہر کام سنبھال لے۔" اس کے لہجے میں بے حد سرسری سی یاددہانی تھی۔
"ہاں تو کیا ہوا۔ انس نے بتا دیا ہے مجھے سوہا چلی جائے گی رکنے۔"
"جب وہ جائے گی تو میں کیوں نہیں۔" اس نے تنک کر ڈریسنگ پر دودھ کا گلاس پٹخا۔ حبیب نے ناگواری سے اس کے انداز کو دیکھا اور پھر جواب دیے بنا موبائل میں گم ہو گیا۔
"میں آپ کو بتا رہی ہوں آخری بار...." حبیب کا یوں نظر انداز کرنا اسے بے حد کھل گیا۔
"میں دو دن پہلے چلی جاؤں گی اور پھر ولیمہ کر کے ہی آؤں گی واپس۔"
"میری بات کی تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔"
"نہیں.... کوئی اہمیت نہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ہے اہمیت میری بات کی۔" اسے بتدریج غصہ چڑھ رہا تھا۔
"ہے جبھی تو بھیج رہا ہوں شادی میں۔"
"ہاں عین وقت پر مہمانوں کی طرح۔ کیا کہیں گے سب خاندان کے لوگ۔"
"نہیں جو کچھ بھی کہنا تھا وہ میرے بارے میں سچائی سن کر کہہ چکے۔ اب کوئی کچھ نہیں کہے گا۔" سرد مہری اور لہجے کی ٹھنڈک برف کو مات دیتی ہوئی تھی۔ ماہا کا مزاج بری طرح بگڑ گیا۔
"کوئی کچھ کہے یا نہ کہے۔ میں جو کہہ رہی ہوں۔ میں وہی کروں گی۔ سن لیا آپ نے۔ مجھے جانا ہے۔ میں جاؤں گی۔ کوئی میرے اوپر نہ پابندی لگا سکتا ہے۔ نہ روک سکتا ہے مجھے...." اب کی بار وہ بلا خوف و خطر چلائی تھی۔ تب ہی دستک کی آواز نے بحث میں خلل ڈالا۔
"کیا بات ہے۔ کیا لڑائی جھگڑا ہو رہا ہے آدھی رات کو۔" آنے والی مزنہ تھیں۔ ماہا نے شدید ناگواری سے انہیں دیکھا۔
"اور تمہیں اپنے شوہر سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ جب دیکھو لڑائی جب دیکھو بدتمیزی اور زبان درازی۔ وقت دیکھو گھر کا ماحول دیکھو۔ مگر نہیں۔ کیا بات ہے حبیب۔"


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بمشکل اپنی زبان کو روک کر حسیب کی جانب متوجہ ہوئیں۔
"نہیں۔۔۔ میں بھی ابھی یہی کہہ رہا تھا کہ آہستہ بولو۔"
"ہاں تمہارے ایک بار بولنے کا ضرور اثر ہوگا مہارانی پر۔ بچپن سے ماں کے گھر سے پتا نہیں کیا سیکھا۔"
"آپ کی طرح دوسروں کا معاملات میں ٹانگ اڑانا نہیں سیکھا کم از کم۔" جب برداشت کی حد ہوگئی تو وہ بول ہی پڑی۔ زبان ایک ایسا تالا ہے جو جب تک لگا رہے لگا رہے مگر جب ایک بار کھل جائے تو برے الفاظ بن بلائے مہمان کی طرح وقت بے وقت بے تکلفی سے چلے آتے ہیں۔ وہ یہ شرم ہے جو ایک بار ختم ہوتی ہے تو پھر زندگی میں بار بار انسان کو شرمندگی سے دوچار کرتی ہے۔
"ماہا!" اب کی بار مزنہ نے نہیں حسیب نے درشتی سے اسے پکارا تھا۔
"شرم نہیں آتی تمہیں بڑوں سے بدتمیزی کرتے ہوئے۔ معافی مانگو آپی سے۔" کمرے کے ماحول اور منظر نے اس تیزی سے رنگ بدلا کہ خود مزنہ بھی گڑبڑا سی گئیں مگر صرف چند لمحوں کے لیے بعد میں ان کی گردن اور اکڑ گئی اور ماہا کی حالت ایسی تھی کہ اس کے سفید چہرے کو دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اب گری کہ تب۔۔۔
"معافی مانگو۔ کیا کہہ رہا ہوں۔"
حسیب کی بلند آواز دوبارہ گونجی۔ وہ چونک کر کسی گہرے خیال سے جاگی اور شدید نفرت آمیز نگاہ ان دونوں بہن بھائی پر ڈالتی ہوئی باتھ روم میں بند ہوگئی۔ باتھ روم کا دھاڑ سے ٹکرانے والا دروازہ مزنہ کو اپنے منہ پر طمانچے کی طرح ہی لگتا اگر جو فوراً "حسیب ان سے معذرت نہ کرلیتا۔
"آئی ایم سوری آپی۔ ماہا کو پتا نہیں کیا ہوگیا ہے آج کل۔ اس کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔"
حسیب کی آواز واش روم تک آرہی تھی۔ اور ماہا واش بیسن میں پانی کے ساتھ ڈھیروں آنسو بہارہی تھی۔

☼ ☼ ☼

اگر کسی اور حالات میں گھر میں اتنی حادثاتی فوتگی ہوئی ہوتی تو اتنی جلدی کسی خوشی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن۔۔۔
"معراج اللہ سمجھے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو۔" عفت کے گنتی کے چند جہیز کے جوڑے سجے سجائے پیکنگ میں رکھے دیکھ کر ان کے دل سے ایک ہوک سی نکل گئی۔ یہی حال باقی گھر والوں کا تھا۔ اتنے بڑے غم کے بعد خوشی کا موقع اتنی جلدی بس زبردستی ہی چلا آیا تھا کہ کوئی بھی ڈھنگ سے اس کا استقبال تک کرنے کو تیار نہ تھا۔
سوہا نے بے دلی سے انس کے ساتھ جاکر اپنا ڈریس لیا۔ اور وقت بچانے اور دل نہ لگنے کی خاطر ماہا اور عفت کا بھی رنگ بدل کر ویسا ہی لے لیا۔ عفت کا سوٹ اس کے جہیز میں رکھ دیا گیا۔ باقی چیزوں کی شاپنگ بھی بس ایسے ہی کی گئی کہ چند گھنٹے ہی لگے۔ اور میک اپ سے لے کر سینڈلز چوڑیاں اور ہیئر کلپ تک آگئے۔ حالانکہ عفت نے سختی سے کسی بھی چیز کی خریداری کرنے سے منع کردیا تھا۔ ایسا کرتے سمے اس کی آنکھوں میں اپنی بچھڑی بہن کا غم ہلکورے لے رہا تھا۔ اور دل اس کی جدائی کے سبب بے انتہا کرب انگیز کیفیت میں تھا۔ لیکن رضوانہ نے اسے سمجھا بجھا کر راضی کرلیا۔
"اپنے سسرال والوں کا مزاج دیکھ کر چلو بیٹی۔ پہلے ہی ان کے خیالات تمہارے بارے میں اچھے نہیں۔ اگر تم نے کسی بھی رسم یا بناؤ سنگھار سے انکار کیا تو کہیں وہ اس بات کو بھی مسئلہ نہ بنالیں۔" ان کی بات ٹھیک ہی تھی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

عفت ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
ماں باپ کی دہلیز چھوڑنے کا غم 'نئی زندگی نئی خوشیاں اور محبت بھرے ہمسفر کی جس خوشگواریت میں ملفوف ہوتا ہے۔ اس کا ایک ہلکا سا شائبہ بھی اس کے دل میں نہ تھا۔ البتہ اس کی جگہ اگر کسی جذبے نے دل میں ڈیرے ڈال رکھے تھے تو وہ تھا خوف۔ اور صرف خوف۔ رضوانہ اس کی کیفیات سمجھ سکتی تھیں۔ اس لیے اسے دل کھول کر رونے دیا۔ اور تھوڑی دیر اس سے اس کے کپڑوں اور جہیز کی دوسری چیزوں کا پوچھ کر لسٹ بنانے کے بہانے اسے پھسلا بھی لیا۔
سب کو انتظار تھا تو اس دن کا' جس دن عفت اس گھر کی دہلیز کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے پیا کے سنگ رخصت ہو جاتی۔ لیکن سب لوگوں کو جہاں اس دن کا انتظار تھا۔ وہیں دو افراد ایسے بھی تھے۔ جن کی خوشیاں تفکرات کی دھند میں لپٹی ہوئی تھیں۔
ماہا۔ جس کو حسیب نے گھر جاکر رہنے سے منع کر دیا تھا۔
اور حدید۔ جس کے کانوں میں وقت بے وقت ان چاہی آوازیں گونجتیں اور اس کا سارا اطمینان غارت کر دیتیں۔

☼ ☼ ☼

فضا میں مغرب کی اذان کی آوازیں گونجیں تو اس نے چہرہ اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں سے اس کی نمی کو رگڑ ڈالا۔ اسے پتا بھی نہیں چلا تھا اور کتنی دیر گزر گئی۔ یہاں خاموشی سے بیٹھ کر آنسو بہاتے ہوئے۔
آنکھیں صاف کرنے کے بعد جونہی دائیں جانب نگاہ اٹھی وہ بری طرح ڈر گئی۔ اور پھر فوراً" ہی چہرے پر ناگواری بھی پھیل گئی۔
"آپ کے گھر میں آج آپ کی کزن کی مایوں ہے۔ آپ جانے کے بجائے یہاں بیٹھی ہیں۔" اس کا انداز آج بھی نرم اور دوستانہ تھا۔
"تم سے مطلب۔" وہ ہمیشہ کی طرح پھاڑ کھانے کو دوڑی۔
"جاؤ اپنے باپ کے پاس بیٹھ کر ان کا غم غلط کرو۔"
"غم تو میں آپ کا بھی غلط کر سکتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔"
"اونہہ۔ بڑے آئے کہیں سے۔" وہ تیزی سے سر جھٹک کر کھڑی ہوئی اور نیچے جانے کے لیے پر تولے۔ عصر کے وقت چھت پر آئی تھی۔ اور اب مغرب ہو چکی تھی۔
"اگر آپ کو اپنی امی کے گھر جانا ہے تو میں لے چلتا ہوں۔" اسے جاتا دیکھ کر وہ تیزی سے بولا۔ ماہا ٹھہر گئی۔ بات ہی ایسی تھی۔ سیدھی دل کو لگی تھی۔ پھر کچھ خیال آگیا۔
"تم کیسے لے جاؤ گے۔"
"گاڑی سے اور کیسے۔"
"اوفوہ۔" وہ الجھی اور بولی۔ "میرا مطلب ہے۔ حسیب نے منع کر دیا ہے۔ مجھے جانے سے۔ پتا نہیں انہیں کیا ہوتا جا رہا ہے۔"
اس کی آنکھوں میں پھر سے آنسو بھرنے لگے۔ پھر اسے دیکھا تو تنک گئی۔
"اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہے۔ تم نے میری زندگی میں یہ ساری نحوست پھیلائی ہے۔" وہ بری طرح اس پر


READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

الٹ پڑی۔ مگر وہ برا مانے بنا مسکراتا رہا۔
"چلیں اگر میری لائی ہوئی مصیبت ہے۔ تو پھر مجھے ہی اس مصیبت کو بھگانا چاہیے نا!" وہ دو قدم آگے آیا۔ اور دھیرے سے بے حد نرمی سے بولا۔
"آپ تیاری کرلیں۔ بابا سے پرمیشن میں لے لوں گا۔" ماہا کا دل پگھلا۔ مگر اگلے ہی لمحے پتھر ہوگیا۔
"رہنے دو۔ وہ نہیں جانے دیں گے۔ احسان الگ ہوجائے گا۔"
"اگر انہوں نے روکا تو آئی پرامس۔ میں دو آؤٹ پرمیشن لے جاؤں گا آپ کو۔"
ماہا اس کی بات پر بے اختیار پلٹی۔ وہ ایک سیڑھی نیچے اتر چکی تھی۔ اور ولید دہلیز سے دو قدم ہی پیچھے تھا۔ اس کے چہرے پر لکھی سچائی کوئی بھی پڑھ سکتا تھا۔ وہ واپس پلٹ گئی۔ اور جب وہ تیز تیز سیڑھیاں اترتی جارہی تھی۔ تو لبوں پر ایک انجانی خوشی سے پھوٹنے والی مسکراہٹ گہری ہوتی جارہی تھی۔

☆ ☆ ☆

گھر پر ایک رونق لگی ہوئی تھی۔ سب ہی نے اس کی ولید کے ساتھ آمد کو ایک معنی خیز تناظر میں دیکھا تھا۔ خاص طور پر سوہا کو ایک عجیب سا اطمینان ہوا۔
"تم اس کے ساتھ کیسے خیریت۔۔۔"
ذرا سی تنہائی کا موقع ملتے ہی اس نے اپنی بے چینی کو زبان دے دی۔
"ہاں ہاں خیریت ہی ہے۔ بڑی منتیں کررہا تھا۔ میں لے چلتا ہوں۔ کیونکہ حسیب کا تو آج کل دماغ ہی ٹھکانے پر نہیں۔ پتا نہیں کس نے ان کو کیا بھر دیا ہے کہ وہ دن رات میرے یہاں آنے پر پابندیاں ہی لگاتے رہتے ہیں۔ ابھی بھی واپس آنے کے وعدے پر بھیجا ہے۔" ماہا بھی ناک تک بھری ہوئی تھی۔
"تو ابھی کیسے آنے دیا۔" وہ لوگ اوپری حصے میں کھڑی رسم کے لیے گجرے اور ہار وغیرہ پلیٹوں میں سیٹ کررہی تھیں۔
"ولید نے ہی لے کر دی اجازت۔" ماہا خود میں حد سے زیادہ مگن تھی۔ تب ہی سوہا کے لبوں سے پھوٹتی مسکراہٹ دیکھ کر چونکی۔
"لو تو بچہ تو تمہارے کام کا نکلا۔"
"رہنے دو بچہ نہیں ہے وہ۔ اور وہ اتنے ہی کام کا ہے۔ تو گود لے لو نا۔" یہاں ماہا بدکی۔ سوہا کی ہنسی چھوٹ گئی۔
"میں کیوں لوں۔ اگر انس کا ہوتا تو ضرور لے لیتی۔" اب کی بار دونوں کی بوکھلاہٹ دروازے کے باہر اپنا نام سن کر رکتے ہوئے ولید کے کانوں نے بھی سنی۔ وہ بھی شرارت سے مسکرا دیا۔
"آپ کا کچھ لگتا ہوں میں خالہ جان۔" دل ہی دل میں اس نے سوہا کو مخاطب کیا۔ جبکہ اندر ماہا دھیرے سے سوہا کو ٹوک رہی تھی۔
"توبہ کرلو۔ بے شرم۔" ولید وہیں سے پلٹ گیا۔
چھوٹے سے گھر کے نچلے حصے میں خوب شور برپا تھا۔ کسی لڑکی نے ڈھولک منگوالیا تھا۔ گانوں کی آواز باہر تک جارہی تھی۔ ولید نے زندگی میں پہلی بار ایسی کسی تقریب میں شرکت کی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہ بھی لڑکیوں کے ساتھ شامل ہوچکا تھا۔ گانے وانے تو کیا گائے تھے۔ بس شور و غل 'ہاؤ ہو' مچا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

## ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook

fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

آج کی تقریب میں معراج کے گھر والوں کے ساتھ' معراج کو خود بھی انوائٹ کیا گیا تھا۔ تاکہ خاندان کے دو ایک قریبی گھرانے ہیں جو نکاح کے وقت اس سے مل نہیں سکے تھے۔ اب فرصت سے مل بھی لیں اور شکوہ بھی دور ہو جائے۔ ان سب لوگوں سے دور' والدہ بیٹے اور بہنوں کے گھر والوں کے علاوہ خاندان کے دوسرے چیدہ چیدہ افراد کے ساتھ کوسٹر میں معراج مستقل مسکرا رہا تھا۔ بتول بظاہر خوش نظر آتی تھیں لیکن ان کا دل ہی جانتا تھا کہ معراج کی ضد اور ہٹ دھرمی نے انہیں کتنا کلسایا تھا۔

یہی حال دونوں بہنوں کا بھی تھا۔

بس نہیں چلتا تھا کہ معراج کے ہاتھ پیر باندھ کر گن پوائنٹ پر یہ نکاح ختم کروا دیتیں۔ ان لوگوں کو اپنا بھائی بالکل ہاتھوں سے نکلا ہوا لگتا تھا۔

غصے اور جلن کے مارے وہ دونوں بھائی کی طرف دیکھ تک نہیں رہی تھیں۔ جو سب سے آگے کی سیٹ پر اپنے بیٹے کو برابر میں بٹھائے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہا تھا۔

''بابا! ناریل۔'' سگنل پر رکی گاڑی' کب سے چلنے کو تیار کھڑی تھی لیکن ٹریفک جام میں بری طرح پھنس چکی تھی۔

''یا اللہ کیا مصیبت ہے۔ کھڑکی کھولو بھئی۔'' تبسم کی برداشت جواب دے رہی تھی۔ جب ہی گاڑی نے ذرا سا رینگنے کے بعد ایک جھٹکا کھایا' بے دھیانی میں بیٹھے لوگ اپنی اپنی جگہ ہل کر رہ گئے۔ اور ابھی واپس اپنی جگہوں پر سنبھل ہی نہیں پائے تھے کہ دو اجنبی شکل و صورت کے لڑکے دھڑ دھڑ کرتے بس کے اندر گھس آئے۔ ان کے انداز اور ہاتھوں میں دبی پستول نے لمحے بھر میں سب کو معاملہ سمجھا دیا۔

''سیدھے بیٹھو سب۔ خبردار کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔'' آواز تھی کہ نقارہ۔ عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ سڑک باہر ٹریفک سے بھری ہوئی تھی۔ گاڑیاں رینگ رہی تھیں۔ ذرا کی ذرا سرکتیں اور پھر رک جاتیں۔ ایسے میں کسی بس میں چیخ و پکار دوسروں کو متوجہ کر سکتی تھی؟ سامنے کھڑے اسلحہ بردار نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ سے سامنے سیٹ پر بیٹھا بچہ دبوچ کر بغل میں دبایا۔ اور اس کے سر پر پستول کی نال ٹکائی۔

''جو کچھ بھی جس کے پاس ہے ایک منٹ میں نکال دو ورنہ.....'' اور اس ورنہ کے آگے بس میں موت والی ہی خاموشی تھی۔ علی نے دہشت سے بھری معصوم آنکھیں' معراج پر گاڑ دیں۔ اور ہولے سے پکارا.... ''بابا....'' اس کی آواز میں ایسی کراہٹ تھی کہ سب سے پہلے بتول ہی ہڑبڑا کر جاگیں۔

''اے بچے کو کچھ نہ کہنا بھیا۔ ہم دیتے ہیں' دے رہے ہیں سب۔'' آج بتول کی آواز دوسروں کے ساتھ ساتھ خود انہیں بھی اجنبی لگ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

بھرے پرے گھر میں کھانے کا وقت ہو چلا تھا۔ چلبلی رونقوں میں اب بے چینی کا عنصر دھیرے دھیرے سرائیت کر رہا تھا۔ کئی ایک کے چہروں پر جھلکتی بے چینی بھانپ کر بھی سوہا نے دوسری بار نظر انداز کی لیکن کب تک۔ آخر تایا ابا ہی بول اٹھے۔

''ارے بھئی فون کرو ان لوگوں کو آخر اتنی دیر کیوں لگ گئی۔'' ان کی بارعب آواز' کمزوری میں بھی سب سے نمایاں تھی۔

''جی تایا ابا میں ابھی کہتی ہوں انس بھائی سے۔'' کھوئے کھوئے انداز میں مہمانوں اور خوش گپیاں کرتی لڑکیوں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

کو دیکھتی ماہا کسی نیند سے جاگ کر چونکی اور باہر نکلی۔ سامنے ہی انس فون کان سے لگائے دوسری طرف شاید کوئی بات سن رہا تھا۔ لیکن ماہا کا اندازہ غلط نکلا۔ انس نے وہیں کھڑے کھڑے دو تین بار کال ملائی اور پھر مایوس ہو کر کاٹ دی۔

"معراج کے فون پر بیل جا رہی ہے۔ مگر کوئی ریسیو نہیں کر رہا۔" اس کا لہجہ سخت تشویش زدہ تھا۔

"ہو سکتا ہے راستے میں ہوں۔" وہ بولتی ہوئی آگے آئی اور امید افزا نظروں سے سوہا کو دیکھا۔

اس سے اسے جانے کیوں سوہا کی رنگت اڑی اڑی سی لگی۔ اس نے قریب جا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا ہوا۔ کیا بات ہے۔" سوہا چونکی۔ پھر نفی میں سر ہلا کر گہری سانس بھر کے بولی۔

"دیر ہوتی جا رہی ہے۔ کب وہ لوگ آئیں گے کب، رسم ہوگی کب کھانا لگے گا۔ سب کو بھوک الگ لگ رہی ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔"

"پھر بھی۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ انس نے ایک بار پھر جھنجلا کر لائن کاٹی تھی۔

"مت بار بار کال کریں۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ پہنچنے ہی والے ہوں۔"

"اگر پہنچنے بھی والے ہیں۔ تو انفارم کرنے میں کیا حرج ہے۔" اب کے اس کا انداز بگڑا ہوا تھا۔

"چلیں چھوڑیں تھوڑی دیر اور دیکھ لیں۔ میں عفت کے پاس جا رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے پاس کوئی میسج وغیرہ آیا ہو۔" ماہا بولتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

عفت کو اس کی ایک دوست تیار کرنے کے لیے تھوڑی دیر پہلے ہی اوپر لے کر گئی تھی۔ ماہا کمرے میں داخل ہوئی تو اس کی تیاری آخری مراحل سے بھی نمٹ چکی تھی۔ گہرے سبز کرتے اور چوڑی دار زرد پاجامے کے ساتھ سر پر بھاری کامدار زرد دوپٹے کا زرتار آنچل لیتے اس پر آج کوئی انوکھا ہی روپ چڑھا تھا۔ ماہا کی جو اس پر نگاہ پڑی تو وہ پچھلی بات ہی بھول گئی۔

"ماشاء اللہ۔ کتنی حسین لگ رہی ہو تم عفت۔ واہ بھئی۔" اس کی پرستائش نظریں ان بولوں کی محتاج نہیں تھیں۔ اس کے لبوں سے اچانک پھوٹ پڑنے والے مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک نے عفت کو احساس دلایا کہ بیوٹیشن جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔ آئینہ بھی غلط نہیں تھا۔ وہ آج واقعی بہت اچھی لگ رہی تھی۔

"ہائے اللہ کہیں میری ہی نظر نہ لگ جائے۔ میری جان کو۔" بہت آہستگی سے اس نے عفت کا شرمایا ہوا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر اٹھا کر نگاہوں میں جذب کیا۔ انداز اتنا والہانہ تھا کہ عفت اپنا چہرہ جھکا کر ہنس دی۔

"آج تو معراج بھائی کی خیر نہیں۔ شرط لگا لو اگر آج ہی رخصتی کا نہ کہہ دیا نا! تو میرا نام نہیں۔ اور لگتا ہے آج تمہاری بھی خیر نہیں۔ چھوڑ کر نہیں جانے والے وہ تمہیں۔ بیٹا۔" اس کے انداز میں شرارت تھی۔ پاس کھڑی بیوٹیشن جوان لوگوں کی دوست بھی تھی کھلکھلا کر ہنس دی۔ ماہا نے اس کا ساتھ دیا۔

"کیا ہوا آ گئے وہ لوگ۔" ان لوگوں کے برعکس عفت کے چہرے پر ذرا فکر مندی جھلکی۔

"ابھی نہیں آئے۔ تم یہاں بیٹھو۔ اور ریلیکس رہو۔ زیادہ پسینہ نہ آئے۔ موسم بھی پتا نہیں کب ٹھیک ہوگا۔" ماہا اور بھی جانے کیا کچھ کہہ رہی تھی۔ لیکن عفت کا دل ان الفاظ پر اٹک گیا۔

"ابھی نہیں آئے۔ ابھی تک۔" اس کے اندر ایکا ایکی کچھ ڈوب کر ابھرا تھا۔

✡ ✡ ✡



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

"ہائے او ربا۔ اے کی رولا پے گیا سی۔" بتول اپنے خاص انداز میں واویلا کر رہی تھیں۔ ان کے کمرہ بھانت بھانت کے لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ سب ہی عورتوں کے ہاتھ کان اور گلے زیور سے 'جبکہ مردوں کی جیبیں والٹ سے خالی تھیں۔

بتول کی حالت سب سے دگرگوں تھی۔ وہ باقاعدہ آنسوؤں سے روتی عفت اور تمام گھر والوں کو کوسنے دے رہی تھیں۔ قریب ہی زہرہ اور تبسم بیٹھی ہلکی ہلکی سسکیاں بھر رہی تھیں۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے مردوں میں کچھ دیر پہلے وقوع پذیر ہونے والا واقعہ الگ الگ انداز میں زیر بحث تھا۔ کوئی شہر کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر شکوہ کناں تھا۔ تو کوئی چند دن پہلے ہی اسٹریٹ کرائمز میں اپنا موبائل گنوا کر بیٹھا تھا اور آج پھر۔

عورتیں بھی اپنے اپنے انداز میں تاسف سے ہاتھ مل رہی تھیں۔ زیادہ تر نے نقلی زیور پہنا تھا۔ اس لیے بتول کا زخم سب سے گہرا تھا۔ اس نے نہ صرف خود سونے کی چوڑیاں پہنی تھیں بلکہ متوقع سمدھیوں پر رعب جمانے کے لیے زبردستی بیٹیوں کو بھی اصلی زیور پہنایا تھا۔ بقول ان کے بارات اور ولیمے میں تو میچنگ کے نقلی زیور پہننے ہی ہیں۔ اس لیے عفت کے گھر والوں پر اپنی حیثیت (اپنے تئیں) کا رعب ڈالنے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔

غور طلب بات یہ تھی کہ ان سب کو اپنا اپنا زیور اپنے موبائل 'گھڑیاں اور پیسے کا غم ستا رہا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی اس معصوم کی جان بچ جانے کا شکر ادا نہیں کر رہا تھا۔ جسے کچھ دیر پہلے ڈاکوؤں نے پستول کی نال پر رکھا ہوا تھا۔ کسی نے جھوٹے منہ بھی سب مادی اشیاء کو اس کی جان کا صدقہ نہیں سمجھا تھا اور نہ ہی سمجھنے کو تیار تھا۔ سب کے نزدیک اپنا نقصان بڑا تھا اور بتول کا سب سے بڑا۔۔۔ کیوں کہ ان کے ہاتھ سے ان کا اپنا زیور ہی نہیں بلکہ ڈیڑھ تولے کا وہ قیمتی سیٹ بھی چلا گیا تھا۔ جو انہوں نے بے حد بددلی سے عفت کو چڑھانے کے لیے بنوایا تھا۔

"ہائے اللہ۔۔۔ میں کی کراں میں کتھے جاواں۔۔۔ ساری خون پسینے کی کمائی لے گئے۔ منحوس اللہ غارت کرے انہیں۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔" بیڈ کے سرہانے سے ٹیک لگائے ہائے وائے کرتے اسے کچھ خیال آیا اور وہ جوش سے اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"اور اللہ غارت کرے اس منحوس بخت ماری کو۔۔۔ جس نے میرے بیٹے کی ساری خوشیاں کھالیں۔ ارے بلاؤ اس جورو کے غلام کو اس کو ابھی بھی ہوش آیا کہ نہیں۔۔۔" تبسم اور زہرہ سے کہتے کہتے انہوں نے منہ کھولا اور پھیپھڑوں کی پوری طاقت صرف کر کے معراج کو آواز دی۔

"معراج۔۔۔ معراج۔۔۔ ادھر آ۔۔۔ کہاں جا کے چھپ کر بیٹھ گیا۔ کم بخت۔۔۔" بتول کی آواز کسی نقارے کی طرح پورے گھر میں گونج گئی۔ معراج نے تھکے تھکے انداز میں کمرے میں قدم رکھا۔ ذرا دیر پہلے ہونے والے واقعے نے اسے سر تا پیر ہلا کر رکھ دیا تھا۔ بندوق کی نوک پر اپنے معصوم اکلوتے بیٹے کی جان دیکھ کر عفت سے محبت اور ساتھ نبھانے کے سارے وعدے دھڑام سے زمین بوس ہو گئے تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے بس سے اترنے کے بعد معراج نے ہی ڈرائیور کو بس گھر کی طرف واپس موڑنے کو کہا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ اس لمحے کے گزر جانے کے بعد وہ نہ چاہتے ہوئے بتول کی باتوں میں حقیقت کی جھلک تلاش کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"ان کے گھر کی مصیبت تب تک ہے جب تک وہ وہاں ہے۔۔۔ جب وہ یہاں آئے گی تو اپنی نحوست ساتھ لائے گی۔ تم لکھ کر رکھ لو۔" اسے کسی دن کی کہی ہوئی ماں کی بات یاد آئی تھی اور وہ فقط اک آہ بھر کر رہ گیا تھا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"منہ بند کر کے کیا بیٹھ گیا ہے۔ میں کہتی ہوں ابھی فون کر۔۔۔ اور ابھی طلاق دے اس منحوس کو۔۔۔" معراج کو یوں جھکے سر کے ساتھ آتا دیکھ کر بتول بالکل آپے سے باہر ہو گئیں۔ حالانکہ لوٹا ماری شہر میں روز کا معمول تھا، مگر بتول کا ایمان تھا کہ ان پر آئی ہوئی ہر مصیبت کی پیچھے اس کی نئی نویلی بہو کا ہاتھ ہے۔ معراج نے سر اٹھا کر بے بس سے انداز میں تبسم کو دیکھا۔

"ہمیں کیا دیکھ رہے ہو۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں اماں۔ اب تو کسی صورت یہ رشتہ آگے نہیں چل سکتا۔ ہمارا نہیں تو اپنے بیٹے کا خیال کر لو۔ جان جاتے جاتے بچی ہے اس کی آج۔" تبسم کی بات، معراج کے متزلزل خیالات میں تابوت کی آخری کیل کی طرح تھی۔ جو دل کو چیرتی ہوئی اندر تک اتر گئی تھی۔

"میں تو کہتی ہوں ہمیں راستے سے واپس آنے کے بجائے اسی وقت جا کر ان کے منہ پر رشتہ توڑنا چاہیے تھا تاکہ اس مصیبت کی منحوسیت کے بارے میں اس کے خاندان والوں کو بھی پتا چلتا۔" اس دم معراج کا موبائل فون ایک بار پھر بجنے لگا۔ انس کی ایک بار پھر کال آ رہی تھی۔ جسے وہ کتنی دیر سے نظر انداز کر رہا تھا۔

"کس کا فون ہے۔" تبسم ایک دم چوکنی ہو گئی۔

"اگر تیرے سسرال سے ہے تو ابھی اٹھا اور ابھی کے ابھی دو حرف بھیج اس پر۔" بتول کے منہ سے گالیاں بھی ساتھ ساتھ نکل رہی تھیں۔ معراج متذبذب سا ہو گیا۔

"رکو۔۔۔ رک جاؤ۔۔۔" تبسم ایک دم فیصلہ کر کے اٹھی اور اس کے ہاتھ سے سیل لے کر لائن کاٹ کر سیل آف کر دیا۔

"کوئی ضرورت نہیں ریسیو کرنے کی۔ نہ جواب دینے کی۔ اچھا ہے۔۔۔ کرنے دو انتظار۔ جس اذیت اور تکلیف سے ہم گزر رہے ہیں۔ اس کا تھوڑا سا مزہ وہ تو چکھیں۔" اس نے بات مکمل کر کے سیل واپس معراج کی گود میں پھینک دیا اور خود ماں کے پاس بستر پر بیٹھ کر پیر پسار لیے۔

"چل بھئی زہرہ کپڑے بدل اور چائے بنا کر لا۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب جو ہونا ہے وہ ہماری مرضی سے ہو گا بس۔" معراج سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا۔ اس کے اندر ماں بہنوں سے اختلاف کی طاقت نہیں بچی تھی۔

☆ ☆ ☆

معراج کا فون آف ہو جانے کے بعد کسی بری خبر کا الارم سب ہی گھر والوں کے کانوں میں پوری قوت سے بجنے لگا تھا۔ پھر بھی یہ وقت جوش کے بجائے ہوش سے کام لینے کا تھا۔

"ہم سب سے کہہ دیتے ہیں۔ بتول آنٹی کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ اس لیے وہ لوگ نہیں آ رہے۔" تائی اماں اور چچی جان چہروں پر دنیا جہان کی پریشانی سمیٹے انس کو سن رہی تھی۔ اس وقت اوپر والے حصے میں سوائے تایا ابو کے سب ہی افراد موجود تھے۔

"اور وہ جو لوگ رسم کرنے کے انتظار میں ہیں کب سے۔" چچی جان نے بمشکل خود کو اس حل کے لیے سنبھالا تھا۔

"آنٹی دیکھیں۔ اس وقت ہمیں نہیں پتا معاملہ کیا ہے۔ جب تک دوسری طرف بات نہیں ہو جاتی ہمیں۔ سب خیریت ہی رکھنی ہے اور دکھانی بھی ہے۔"

"اور ان شاء اللہ سب خیریت ہی ہو گی۔" سوہا کو انس کی بات آگے بڑھاتے ہوئے اپنی آواز خالی ٹین میں بجتے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کنکروں سے مختلف نہیں لگ رہی تھی۔

"اب یہ تو کل ہی پتا چلے گا۔ فی الحال عفت کو لے کر چلیں۔ رسم اور کھانے سے فارغ کر کے سب لوگوں کو گھر بھیجیں اس کے بعد دیکھا جائے گا۔" انس نے بے حد عجلت میں بات سمیٹی اور عفت کا سر تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔ پتھر کا بت بنی عفت کے اندر اتنی بھی طاقت نہیں بچی تھی کہ اپنے رخساروں پر لڑھک آنے والا کاجل ہی پونچھ لیتی۔ سوہا اور ماہا خود اندر سے بے حد پریشان اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پاتیں۔ دل ہی دل خیریت کا ورد کرتیں اسے نیچے سب کے درمیان لے آئیں۔

رضوانہ اور تائی اماں تب تک انس کے ساتھ مل کر صورت حال سنبھال چکی تھیں۔ رسم کا آغاز ہوا۔ عفت سر جھکائے مٹی کی صورت کی مانند اپنے ہاتھوں پر لگتا ابٹن اور زبان پر گھلتے ذائقے کو محسوس کرتی رہی۔ آج ابٹن کا امنگوں بھرا زرد رنگ سیاہ اور مٹھائی کا ذائقہ تلخ لگ رہا تھا۔ جانے کیوں....؟

☼ ☼ ☼

رات کا دوسرا پہر تھا۔ چاروں طرف چھائی خاموشی، تنہائی اور نیم تاریکی میں ایک اداس دل، سر جھکائے چپ چاپ اپنی دھڑکنوں میں زندگی تلاش رہا تھا۔

قریب ہی کہیں کوئی سرسراہٹ جاگی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ بالکل یوں لگا جیسے کوئی خوشبودار آنچل اس کے لیے اپنی نرم ہتھیلیوں میں کوئی عنایت دبائے نزدیک آیا۔

"چائے پی لیں....

پانی لے لیں....

ناشتا کرلیں....

دودھ...." وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے گہری سانس بھری اور تھک کر سر دوبارہ گھٹنوں میں گرالیا۔

"کیوں وہ بازگشت میرا پیچھا نہیں چھوڑتی.... آخر کیوں.... میری سماعتیں۔ میری بصارتیں سب بھول کیوں نہیں جاتیں....؟" اس نے سخت اذیت سے بے بس ہو کر خود سے سوال کیا۔

"یا اللہ.... میری مدد کر.... مدد کر.... یا اللہ۔" وہ ٹوٹ رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا اور اس کی فریاد دور کھلے آسمان سے اوپر اور اوپر سفر کرتی جا رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

رات کے دوسرے پہر کی خاموشی میں صرف سرگوشیاں زندہ تھیں۔ اندازے، قیافے.... اور کبھی کبھی کوئی شکوہ نما کوسنا بھی....

"بہت ہی بے غیرت لوگ ہیں۔ خدا جانے کیا سوچ کر یہ بیچ حرکت کی ہے انہوں نے۔"

"آخر اس سب کا مطلب کیا ہے بھئی.... اگر انہیں عفت کی رخصتی نہیں کرنی تو اس طرح ہمارا مذاق بنوانے کا مقصد....؟ سیدھی کلیئر کٹ بات کیوں نہیں کرتے۔" ماہا ولید کے ساتھ واپس جاچکی تھی۔ اب وہاں صرف رضوانہ، سوہا اور انس جاگ رہے تھے۔ تایا ابو چونکہ صورت حال کی سنگینی سے لاعلم تھے۔ اس لیے دوا کے زیر اثر گہری نیند میں جاچکے تھے۔ تائی اماں کو سوہا نے ہی زبردستی نیند کی دوا دی تھی اور عفت اپنے کمرے میں چت لیٹی کھلی آنکھوں سے چھت کو گھورتی صرف عفت جاگ رہی تھی.... اسے انتظار تھا....



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کسی کے پیغام کا۔۔۔ کسی کی فون کال کا۔۔۔ بڑی شدت سے۔۔۔ بہت یقین کے ساتھ 'مگر پتا نہیں کیوں۔ اسے یقین کیوں تھا اس میں شدت کیوں تھی۔ شاید یہ اس کی محبت کی شدت تھی۔ اس کی چاہت کا مان اور یقین تھا جو نکاح جیسے مقدس بندھن میں بندھ جانے کے بعد اس کا دل معراج کی طرف سے بدگمان نہیں ہونا چاہتا تھا۔

دل کی الگ آواز تھی۔ دماغ کی الگ اور اس کے دل کی آواز اس وقت ہر چیز پر بھاری تھی۔ اس کے وجود میں دھیرے دھیرے سرائیت کرتی مایوسی سے بھی بھاری۔۔۔ **دفعتا"** ارتعاش جاگا۔ اس کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی اور جیسے زندگی جاگ گئی۔ معراج کی کال آرہی تھی۔ اس کا یقین ضائع جانے سے بچ گیا تھا۔ اس نے لمحے سے بھی کم وقت میں کال ریسیو کی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو معراج۔۔۔ میں بات کر رہی ہوں عفت۔۔۔ آپ لوگ کیوں نہیں آئے۔۔۔ سب نے کتنا انتظار کیا اور۔۔۔ سارے لوگ جمع تھے۔ ان کو کتنی مشکلوں سے سنبھالا۔۔۔ آپ۔۔۔ کچھ تو بولیں چپ کیوں ہیں۔" اس کے اندر کی گھٹن کو رستہ ملا تو وہ یک دم بے قابو ہو کر بہتی چلی گئی جبکہ دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

"آپ بولیں تو۔۔۔" چند لمحوں بعد اسے خود ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ کچھ زیادہ ہی بولے جا رہی ہے۔

"آئی ایم سوری عفت! میں۔۔۔ اب۔۔۔ اپنے اور تمہارے رشتے کو مزید نہیں چلا سکتا۔"

"کیا۔" عفت کا منہ کھل گیا۔ "کیا مطلب۔۔۔" اس کے لبوں سے فقط بے آواز الفاظ سرگوشی کی صورت نکلے۔ جنہیں معراج نے جانے کس طرح سن لیا۔

"آج ہم لوگ آہی رہے تھے تمہاری طرف۔۔۔" اس نے دھیمے لہجے میں سارا قصہ گوش گزار کر دیا۔

"میں اب تک اپنی امی اور بہنوں کی ہر بات کو جھٹلاتا آیا ہوں اور میں اب بھی ان کی کسی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں لیکن۔۔۔" اس کی خاموشی عفت کو اپنی گردن پر رکھی لات جیسی ہی لگی۔ جس کا دباؤ مسلسل بڑھ رہا تھا۔

"لیکن آج جو لمحات علی نے میری آنکھوں کے سامنے موت کے سائے میں گزارے وہ میرے لیے بہت تکلیف دہ تھے۔ میں سب کچھ سہہ سکتا ہوں۔ ہر بات برداشت کر سکتا ہوں لیکن۔۔۔ اپنے بیٹے پر کسی معمولی تکلیف کا سایہ تک نہیں جھیل سکتا۔ کجا یہ کہ میں جانتے بوجھتے اسے کسی مستقل آزمائش کی نظر کر دوں۔" وہ اتنا بے چارہ تھا نہیں۔ جتنا اس وقت بن گیا تھا۔ عفت کی آنکھوں سے چہرہ پر اترتا کرب لمحہ بھر میں اپنا رنگ بدل گیا۔

"تو یوں کہیں نا! کہ آپ بھی اپنے گھر والوں کی طرح میرے وجود کو اپنے بیٹے کے لیے نحوست کا باعث سمجھتے ہیں۔" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوئی۔ پچھلے چند گھنٹوں میں جھیلی گئی تمام تر اذیت اس وقت اپنی ذات کے دفاع کی کوشش میں اپنی موت آپ مر گئی۔

"میں ایسا نہیں سمجھتا پلیز۔۔۔ عفت میری بات کو سمجھو۔"

"آپ جو سمجھتے ہیں یا جو نہیں سمجھتے مجھے اس سے سروکار نہیں۔ آپ نے یہ کہنے کے لیے فون کیا کہ آپ مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں گو کہ یہ آپ کا نہیں آپ کے گھر والوں کا فیصلہ ہے اور آپ مجبور ہو چکے ہیں 'مگر معراج۔۔۔ اپنے اندر ہمت پیدا کیجیے۔ اپنے فیصلوں کی بندوق دوسروں کے کندھے پر رکھ کر چلانے کے بجائے اپنے ہاتھوں میں اٹھانا **سیکھیے اور سنیے!** میں بھی آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی یہ میرا فیصلہ ہے۔ میرے گھر والوں کا نہیں۔ جس گھر اور گھر والوں کی بربادی کی داستانیں 'میرے قدم رکھنے سے پہلے مجھ سے منسوب کر دی جائیں۔ ایسے گھر میں 'میں قدم نہ ہی رکھوں تو بہتر ہے۔ اس لیے پلیز کل کے انتظار میں میرے گھر والوں کو لمحہ لمحہ موت دینے کے بجائے آپ ایک بار مار دیجیے اور مجھ سے اپنی جان چھڑا لیجیے۔" اس کی بات ختم ہوئی چند لمحے دوسری طرف



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

خاموشی رہی۔
"میں تم سے الگ نہیں ہونا چاہتا عفت....." معراج کی آواز میں عجیب دم توڑتی بے بسی سی تھی۔
"لیکن آپ مجبور ہیں..... یہی نا..." عفت کو لگتا تھا یا تو آج وہ ختم ہو جائے گی یا یہ الفاظ..... بے رحم..... بے مروت.....
"عفت میں..... میں تمہیں....." اس نے چٹانوں کی سی سختی سے اس کی بات سنی۔ پھر فون بند کر کے سیدھی اپنے باپ کے کمرے کی طرف بڑھی۔ تائی اماں اور تایا ابو گہری نیند سو رہے تھے البتہ اس نیند کے پرسکون ہونے کے بارے میں وثوق سے کہا نہیں جا سکتا تھا۔ اس نے دھیرے سے دروازہ بھیڑا اور سیڑھیاں پھلانگتی اوپر آئی۔ سامنے ہی وہ دونوں رضوانہ سے دھیمی آواز میں کوئی بات کر رہے تھے اسے اوپر آتے دیکھ کر تینوں ہی متوجہ ہوئے۔ وہ بے حد خاموشی اور سنجیدگی سے نزدیک آکر کھڑی ہوئی۔ انس، سوہا اور رضوانہ نے اپنے اپنے دل میں اس کی تسلی کے لیے الفاظ ترتیب دیے، لیکن اسی وقت عفت کے لب کھلے اور زندگی کی ہر ترتیب الٹ گئی۔
"معراج کا فون آیا تھا۔ انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے۔"

☆ ☆ ☆

"کیا....." اس کی آواز کسی چیخ سے مشابہہ تھی۔ کپڑے پریس کرتی مزنہ نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا۔ پھر تیزی سے ڈبڈباتی اس کی آنکھوں کو۔
"یا اللہ خیر..." کام ادھورا چھوڑ کر وہ تیزی سے اس کی طرف آئیں۔ جو فون بند کر کے صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔ انداز ایسا تھا جیسے سمجھ میں نہ آتا ہو کہ اب کرے تو کیا کرے۔
"کیا ہوا ماہا!" انہوں نے وقتی ہمدردی جیسے کسی عارضی جذبے سے مغلوب ہو کر اس کا کندھا تھاما۔ ماہا نے اسی طرح خالی، لیکن آنسو بھری آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ پھر ان کے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔
"پانی لے کر آؤ۔" قریب کھڑی ملازمہ کو انہوں نے جلدی سے منظر سے ہٹایا۔ جب تک ملازمہ پانی لائی ماہا نہ صرف خود کو سنبھال چکی تھی بلکہ مزنہ کو عفت کی طلاق کی خبر بھی سنا چکی تھی۔
"یہ تو بہت برا ہوا بے چاری لڑکی کے ساتھ۔ وہ بھی عین شادی والے دن....." ان کے انداز میں کوئی بناوٹ نہیں تھی۔ ماہا نے پانی کا گلاس لے کر لبوں سے لگا لیا۔ مزنہ چونک کر اس سے بولیں۔
"تمہیں وہاں جانا چاہیے۔ پتا نہیں کیسے حالات ہیں۔ تمہاری اپنی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ سوہا اکیلی پڑ گئی ہوگی۔" ماہا خود کو سنبھال کر اب سمجھ داری سے سر ہلا رہی تھی۔ مزنہ کے کہنے پر خود کو ہر طرح کی صورت حال ہینڈل کرنے کے لیے تیار کرتی ہوئی اٹھی اور کمرے میں آکر حسیب کو ساری بات سنائی۔
"آپ پلیز۔ ولید سے کہیں مجھے وہاں لے چلیے....." حسیب کے چہرے پر چھائی فکر مندی، ماہا کے لیے بڑی ڈھارس تھی۔ اسے قوی امید تھی کہ خوشی کے موقع کو یوں غم میں بدلتا دیکھ کر وہ اپنی بے تکی راگنی نہیں الاپے گا۔ لیکن.....
"لیکن سوال تو یہ ہے کہ تم وہاں جا کر کرو گی کیا..... جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔" اس کا انداز ایکا ایکی اتنا بدل گیا اس قدر لاپروا اور بے نیاز کہ ماہا کو لگا اس کے سامنے کوئی نیم پاگل شخص بیٹھا ہے جیسے کسی حادثے کے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی غم، خوشی، حیرت، تعجب کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔
بالکل ایسا ہی اس وقت تایا ابا کے سامنے بیٹھی عفت کو لگا۔ جن کے بوڑھے چہرے پر آنسو بنا کسی رکاوٹ کے



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یوں بہہ رہے تھے... کہ ان کو بالکل اپنا ہوش نہیں تھا۔ سیدھے ہاتھ کی طرف بیٹھا انس مستقل ان کا ہاتھ سہلا رہا تھا۔ اس نے اپنی ہتھیلیوں میں ان کا کمزور ہاتھ دبایا ہوا تھا۔ وہ باربار تھوک نگلنے کی کوشش کرتے اور لفظ محض چند غوں غاں سے زیادہ سفر نہیں کرپاتے۔ عفت کو ان کی حالت سے بے اختیار بہت خوف آیا۔

"ابا... ابا... میں بہت خوش ہوں... میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ابا... میری بات کا یقین کریں۔" کسی اندرونی جذبے سے خوف کھا کراب کی بار وہ بولی تو اس کی آواز معمول سے قدرے بلند تھی۔ سپاٹ اور انجانی سی۔

"میں نہ بھی کہتی تب بھی وہ لوگ اب نہیں ماننے والے تھے۔ انہوں نے یہی کہنے کے لیے فون کیا تھا کہ میری امی اور بہن کل سامان واپس کرنے آئیں گی۔ میں نے خود انہیں انکار کیا۔ ہم... ہم کوئی سامان کے بھوکے تھوڑی نہ تھے۔ انسان کو عزت اور خوشی چاہیے ہوتی ہے اور وہ لوگ یہ دونوں ہی چیزیں دینے کو تیار نہیں تھے۔" اس کا لہجہ شدید بے بسی سے بھر گیا۔ انسان کی زندگی کا ہر ہر فیصلہ کتنے لوگوں، رشتوں اور ان کے جذبات سے جڑا ہوتا ہے۔ آج اندازہ ہو رہا تھا۔

وہ ان کو دکھ سے بچانے کی خاطر خود کو مطمئن اور خوش دکھانے کی خاطر جس طرح کی باتیں کررہی تھی جھکی ہوئی نظروں سے اس کا چہرہ ٹٹولتا انس اپنا دل چھلنی ہوتا محسوس کررہا تھا اور یہ بھی کہ وہ کتنی مضبوط تھی۔ دوسرے کمرے میں چپکے چپکے نیر بہاتی تائی اماں کے پاس سوہا اور رضوانہ بیٹھی کم و بیش اسی طرح کی باتیں کررہی تھیں۔

"مجھے خود بتایا ہے عفت بیٹی نے... ماں بہنوں کی باتوں میں آکر ہر بات کا ذمہ دار عفت کو ٹھہرا دیا تھا۔"

"کیا فائدہ تھا ایسے لوگوں میں جانے کا تائی اماں... سمجھیں اللہ نے بڑے وقت پر بچالیا۔ کیا پتا کل کو کیا کہہ دیتا کہ کوئی ایک دو دن کی بات تھوڑی تھی۔ کب تک یوں الٹے سیدھے الزام اپنے سر لے کر جیتی عفت... وہ لوگ تو اسے زندہ لاش بنا کر رکھ دیتے... بس خدا کا شکر ادا کریں جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔" سوہا نے بے حد محبت سے ان کا چہرہ صاف کیا۔

"پر میری بیٹی پر تو داغ لگ گیا نا! لوگ کیا کہیں گے۔ اور آج ابھی... مغرب تک سب آنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ سب سامان... اتنا کچھ... کیسے..." ذہنی بے ربطگی کی وجہ سے وہ کھل کر اپنی بات بھی نہیں کہہ پارہی تھیں۔

"جب اللہ نے داغ لگانے والا دیا ہے نا۔ تو اسے مٹانے والا بھی وہی دے گا۔ ان شاء اللہ۔" اس کے لہجے میں اتنا یقین اور اطمینان تھا کہ وہ اور رضوانہ دونوں ہی چونک کر اسے دیکھنے لگیں۔

"اور یہ کوئی اتنی انوکھی بات نہیں۔ لڑکیوں کے رشتے، منگنیاں، نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ ہر بات میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے۔ شکر ادا کریں کہ ابھی صرف نکاح ہی ہوا تھا۔" رضوانہ نے انہیں خود سے لگا رکھا تھا۔

"اور آپ ہمارا اعتبار کریں۔ یہ معاملہ بگڑا ہے نا! اس صورت حال کو ہم لوگ سنبھال لیں گے۔ سب کچھ سنبھال لیں گے۔ آپ صرف تایا ابا کو دیکھ لیں جاکر... عفت کو دیکھیں کتنی سمجھ داری سے ان کو حوصلہ دے رہی ہے۔ عفت کے بعد صرف آپ ہی صحیح معنوں میں تایا ابا کی دل جوئی کرسکتی ہیں... اٹھیں اور جاکر انہیں احساس دلائیں کہ جو ہوگیا شاید اسی میں سب کی بہتری تھی... آئیں چلیں..."

عین بارات والے دن طلاق کا مژدہ مل جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی، لیکن عفت نے بہت جلدی اس حقیقت کو قبول کیا تھا کہ اب اگر اس ساری صورت حال کو کوئی مزید بگاڑ یا سنوار سکتا ہے، تو وہ ہے اس کا اپنا رد عمل اگر وہ خود ہی جاہل عورتوں کی طرح اپنے اجڑنے کا بین ڈال دیتی تو منظر یقیناً مختلف ہوتا۔ اب جو منظر تھا یہ بھی مختلف ہی تھا، مگر اس کی آنکھوں کو اتنا ناگوار نہیں لگ رہا تھا۔ جتنا معراج اور اس کے گھر والوں کو منت سماجت کرتے اپنے ماں باپ کو دیکھ کر لگتا۔ اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور کٹھن فیصلہ اس نے نہ صرف چند لمحوں میں کیا



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا بلکہ اب اس فیصلے کو بڑی ہمت سے نبھا بھی رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اماں اور ابا کے علاوہ باقی سب اس کا سنجیدہ چہرہ اور سمٹا ہوا انداز دیکھ کر خود بخود یہ طے کر چکے تھے کہ جو ہو چکا ہے اس پر رو پیٹ کے شور مچانے کے بجائے انہیں آنے والے وقت سے نمٹنے کی تیاری کرنی ہے۔

''مجھے پتا ہے ابا۔ میرے لیے بہت مشکل وقت ہے۔ آپ کے لیے بلکہ سب کے لیے' لیکن اللہ نے یہ مشکل وقت ہم پر ڈالا ہی اس لیے ہے کہ ہمیں آنے والے مزید مشکل وقت سے بچا سکے.... '' اماں کو آج دیکھ کر اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ ان کی آنکھیں نم' چہرہ سوجن کا شکار' لیکن انداز کسی قدر ٹھہرا ہوا تھا۔

''چھوڑیں جی۔ ناقدروں کی خاطر اپنی طبیعت خراب نہ کریں۔ اللہ کا شکر ہماری بیٹی میں کیا کمی ہے۔ اللہ خود ہی کوئی بہتر راہ نکالے گا۔'' عفت اماں کو جگہ دینے کے لیے کھڑی ہوئی تو سوہا سے پانی پینے کا کہہ کر کمرے سے نکلی اور دوسرے کمرے میں آکر دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

''ہماری بیٹی میں کیا کمی ہے۔'' الفاظ کی بازگشت اس کے اطراف چکرا کر اسے توڑنے لگی تھی۔ اس کے اندر جمع ہوتے غبار نے سانس کی آمد و رفت مشکل بنا رکھی تھی۔ اب ضروری تھا کہ اس غبار کو نکلنے کے لیے کوئی روزن دے دیا جاتا۔ ورنہ....

☼ ☼ ☼

ولید اس بار اس کے ساتھ گھر کے اندر تک نہیں آیا تھا بلکہ ماہا کے کہے بغیر ہی دروازے سے پلٹ گیا تھا۔ آج بھی اس نے خود ہی ماہا کو گھر لے جانے کی بات حسیب کے سامنے چھیڑ دی تھی اور اب کی بار ماہا نے گاڑی سے اترتے ہوئے پہلی بار ولید سے نرمی سے بات کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا تھا۔ وہ واقعی دل سے اس کی مشکور تھی کہ اس نے حسیب سے خود ہی ماہا کو گھر لے جانے کی بات کر لی۔ ورنہ حسیب جس موڈ میں تھا اور جس قطعیت سے انکار کرنے چلا تھا اس کے بعد ماہا کبھی اپنی انا کو جھکا کر ولید سے درخواست نہ کرتی۔

ولید نے اس کے شکریے کا جواب فقط ایک سچی اور سادہ مسکراہٹ سے دیا تھا۔ گھر کا ماحول اس کی توقع کے بالکل خلاف بے حد نارمل تھا۔ وہ جو دل ہی دل میں روتے دھوتے گھر والوں اور ناس پیٹوں جیسی مکالموں کو سننے کی تیاری کر کے آئی تھی راستے بھر بھرے بھرے دل کو تسلیاں کراتی آئی تھی۔ اس وقت حیرت زدہ رہ گئی جب عفت نے ہی سب سے پہلے اسے دیکھا اور پھر بے حد معمول کے سے انداز میں اطلاع دی۔

''ماہا آگئی ہے۔'' گو کہ اس کا انداز قدرے بجھا ہوا اور بے حد سنجیدہ تھا' لیکن اس کے چہرے پر سوگ کی وہ کیفیت رقم نہیں تھی جس کا سوچ سوچ کر ماہا کا دل گھٹنوں سے بیٹھا جا رہا تھا۔

''بس یوں سمجھ لو.... حادثات کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور وہ جس قدر وقت پر وقوع پذیر ہوں۔ اتنا ہی بہتر ہوتا ہے۔'' چائے کے مگ سے گھونٹ گھونٹ چائے پیتی یہ عفت وہ نہیں تھی۔ جسے وہ سالوں سے جانتی تھی۔ رحم دل' بامروت' نرم رو.... یہ کوئی اور ہی عفت تھی سخت دل' اذیت پسند' حقیقت و آگہی پرست.... ماہا اس کے سامنے ضبط کرتے کرتے بھی جانے کیا سوچ کر سسک پڑی۔

''کیوں رو رہی ہو پاگل۔ مجھے دیکھو میں کتنی مطمئن ہوں۔ ان کے انداز بہت دن پہلے ہی بدل گئے تھے۔ ماہا....''

ماہا نے چونک کر سر اٹھایا۔ پھر حیرت سے پوچھا۔

''بہت دن پہلے....''

''ہاں.... میری فون پر بات ہوئی تھی نا! وہ اپنی امی اور بہن کی کسی بات کو غلط نہیں کہتے تھے اور اگر میں غلط کہتی تھی تو مجھ سے الجھ جاتے تھے۔ ابھی تو میری رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی اور انہیں مجھ سے اختلافات ہو گئے تھے۔''



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اور وہ جو انہوں نے نائلہ کی ڈیتھ کے بعد اسٹینڈ لیا تھا۔ اپنی اماں اور بہنوں کے خلاف جاکر۔ آئے تو تھے یہاں شادی کی ڈیٹ فکس کروانے کے لیے۔" اس نے سوں سوں کرتے ناک اور چہرہ صاف کیا۔

"وہ غلبہ تھا کسی وقتی جذبے کا..... کیوں کہ ان کے نزدیک ان کی زندگی میں پہلے سے موجود رشتوں کی اہمیت مجھ سے کہیں زیادہ تھی۔ میری نحوست کے سائے کی وجہ سے ان کے دل میں ان رشتوں کو کھو دینے کا ڈر تھا۔ ان کے خیال میں 'ان کے خاندان پر اور ہمارے یہاں آنے والا سارا برا وقت میری وجہ سے تھا۔ اس لیے جب انہیں مجھ میں اور اپنے خون کے رشتوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑا تو انہوں نے حقیقی رشتوں کو چن لیا۔" ماہا اس کی بات کے جواب میں کتنی ہی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ اس کی آنکھوں کی سطح اب تک نم تھی۔ وہ یقیناً" روئی ہوگی' لیکن اب نہیں رونا چاہتی تھی۔

"اور..... اور آج رات کا فنکشن 'مہمان' کھانا اور....." اس کے لبوں سے اٹک اٹک کر بات نکل رہی تھی۔

"سب کینسل کروا دیا ہے۔ انس نے۔ فی الحال اصل بات کسی کو نہیں بتائی' لیکن شادی ملتوی ہونے کی خبر سب کو پہنچا دی ہے۔" سوہا اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔ اس کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی۔

"لیکن لوگ اتنی آسانی سے کہاں مانتے ہیں۔ دیکھنا رات میں سب ہی آئیں گے شادی ملتوی ہونے کا افسوس لے کر نہیں بلکہ ٹوہ لینے کے لیے....." ماہا کے دل کسی طور قرار نہیں پا رہا تھا۔

"آنے دو۔ جب آئیں گے ہم دیکھ لیں گے۔ لو تم ناشتا کرو۔ اور یہ بتاؤ۔ حسیب بھائی کچھ کہہ تو نہیں رہے تھے۔" سوہا کا انداز بے حد سرسری تھا' لیکن ماہا کی تو کسی نے دم پر پیر رکھ دیا۔

"اونہہ..... ان کی کیا بات کروں۔ بالکل ہی الٹا دماغ چل رہا ہے آج کل۔" گھر کے ماحول سے اس ناخوش گوار واقعے کا اثر زائل کرنے کے لیے وہ خود ہی جوش و خروش سے حسیب کے عجیب و غریب رویے کی طرف مڑ گئی۔

☼ ☼ ☼

رات کے گہرے پڑتے سایوں میں وہ بے یقینی سے انس کے الفاظ دل ہی دل میں دہرا رہا تھا۔ جو اس نے صبح ہی صبح کال کر کے اس سے کہے تھے۔

"عفت کی رخصتی نہیں ہو رہی۔ رات کو کسی وقت معراج نے فون پر اسے ڈائیورس دے دی۔" اس کا لب و لہجہ بے حد افسردہ تھا۔ حدید کو کتنی ہی دیر اس وقت بھی یقین نہیں آیا۔ وہ بولا تو اتنی دیر ہو چکی تھی کہ دوسری طرف موجود انس لائن کاٹنے ہی والا تھا۔

"اچھا نہیں ہوا....." اس کی آواز بے حد دھیمی اور الفاظ سرسراتے ہوئے تھے۔ انس گہری سانس بھر کے رہ گیا۔ یہ تک نہیں کہہ سکا کہ "یہ تو وقت بتائے گا کہ کس کے لیے اچھا ہوا اور کس کے لیے نہیں۔"

"خالہ اور خالو جان کی طبیعت ٹھیک ہے۔" پوچھنا تو وہ کچھ اور چاہتا تھا' مگر یہ مصلحتیں.....

"ٹھیک ہیں سب..... اور عفت بھی....." حدید کو جواب مل گیا اور بات ختم ہو گئی۔ اب آگے کیا پوچھے اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔

"تمہیں کوئی بات کرنی تھی مجھ سے۔ سوہا نے بتایا تھا۔"

"ہاں وہ....." اس کے اعصاب بوجھل سے ہو گئے۔

"کرنی تو ہے۔ تمہیں فرصت ملے تو....."

"ٹھیک میں کل آؤں گا..... پھر اطمینان سے بیٹھ کر بات کریں گے..... ایک ضروری بات مجھے بھی کرنی ہے تم سے....."

READING Section



WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"مجھ سے۔۔ کس بارے میں۔۔۔۔"

"تمہاری آگے کی زندگی کے بارے میں۔۔۔ تمہارے اور عفت کے بارے میں۔" حدید خاموش رہ گیا۔ اس نے تو عرصہ ہوا کوس گننے چھوڑ دیے تھے۔ تو کیا۔۔۔ تقدیر اسے دوبارہ ان ہی راستوں پر لے جانا چاہتی تھی۔ جبکہ دوسری طرف کمرے میں داخل ہوتی سوہا نے اس کی آخری الفاظ سن لیے تھے۔ جب ہی گرم گرم چائے کا مگ لے کر انس کے سامنے آئی تو خوشبودار بھاپ کے عقب میں اس کے چہرے پر خوش گواریت پھیل چکی تھی اور لب کسی اشارے کو بھانپ کر مسکرا رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

سب کی باتیں سن کر عفت کو مطمئن اور تایا ابا اور تائی اماں کو سنبھلا ہوا دیکھنے کے بعد بھی اس کے دل میں گڑی ایک پھانس مسلسل چبھن پیدا کرتی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ رات جب وہ حسیب کی بانہوں کے حصار میں آئی تو جانے کیوں اشکوں کے چند شفاف موتی پلکوں سے ٹوٹ کر اس کے گریبان میں جذب ہو گئے۔

"عفت کے ساتھ اچھا نہیں ہوا حسیب۔۔۔ قدرت کیوں یہ ناانصافی کرتی ہے لوگوں کے ساتھ۔ جو سب کے ساتھ اچھے ہوتے ہیں۔ ان ہی کے ساتھ برا کیوں ہو جاتا ہے۔"

"یہ ناانصافی قدرت نہیں۔ انسان ہی کرتے ہیں۔ دوسرے انسانوں کے ساتھ۔" اس نے دلگرفتی سے سر ہلایا۔

"اچھا ادھر دیکھو میری آنکھوں میں۔۔۔" اس نے محبت سے ماہا کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"تم نے اس سارے واقعے سے، ان ساری باتوں سے کوئی سبق بھی سیکھا یا صرف ٹسوے بہا کر گھر چلی آئیں۔"

"کیا مطلب۔۔۔" وہ بے وقوفوں کی طرح پوچھنے لگی۔ حسیب نے ماتھے پر ہاتھ مارا پھر اسے اپنے برابر میں بٹھا لیا۔

"گھر والے مشکل میں تھے۔ تم ان سے ملیں۔ انہیں تسلی دی۔ انہیں یقیناً" اچھا لگا ہو گا۔ سب گھر والے مشکل میں ایک ساتھ ایک جگہ، ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے لیے موجود تھے نا۔" ماہا نے سر ہلایا۔

"اور اگر فرض کرو۔ تمہاری امی یا تائی اماں اس بات کو سہار نہیں پاتیں۔ ان کی طبیعت خراب ہو جاتی اور میں تمہیں گھر جانے نہیں دیتا۔ تو تم پر کیا گزرتی۔۔۔" ماہا کا دل سہم کر رہ گیا۔

"اللہ نہ کرے۔۔۔ میں تو مر ہی جاتی۔" وہ ایک بار پھر رونے کو تیار تھی۔

"تو جب تم۔۔۔ اپنے اور اپنے گھر والوں کے بارے میں اس قدر حساس ہو۔ اتنا محسوس کر سکتی ہو۔ تو ولید کے بارے میں کیوں نہیں۔۔۔" ماہا ساکت رہ گئی۔ اس کے آنسو، وجود اور سانس سب رک سا گیا۔

"تمہارے پاس بہت سے رشتے ہیں۔ اللہ کا شکر۔۔۔ اس کے پاس صرف ایک تھا۔۔۔ میں، اس کا باپ۔۔۔ اور تم چاہتی تھیں کہ وہ موت اور زندگی کی کشمکش میں پھنسے ہوئے اس ایک رشتے کو بھی چھوڑ دے۔" حسیب کی آواز سرگوشی سے ذرا ہی بلند تھی۔ پھر بھی ماہا کو نقارے سے کم نہیں لگی۔

"تم چاہتی تھیں کہ میری حالت سے بے نیاز جہاں جیسی کنڈیشن میں بھی ہے۔ جتنا بھی پریشان ہے وہیں رہے بس، یہاں نہ آئے۔ دل پہ ہاتھ رکھ کر کہو۔ کیا یہ بالکل وہی حرکت نہیں تھی۔ جو پچھلے چند دن میں تمہارے ساتھ کرتا رہا۔ کتنی تکلیف محسوس کی تم نے۔۔۔ کتنا دکھ پہنچا تمہیں میرے رویے سے پہنچا یا نہیں۔" ماہا نے بجھے دل سے سر ہلایا۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تو پھر۔ جب تم اپنے دل میں اپنے گھر والوں کے لیے درد محسوس کر سکتی ہو تو کسی اور کے دل میں اس کے گھر والوں کا درد محسوس کیوں نہیں کر سکتیں اور اگر واقعی نہیں کر سکتیں تو اس کا مطلب کہ تم نہ صرف خود غرض بلکہ بے حس بھی ہو۔" ماہا نے یک دم خفگی سے اسے دیکھا۔

"میں نہ خود غرض ہوں اور نہ بے حس۔" حسیب نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے صرف بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔ ماہا نے سر جھکا لیا۔

"لیکن میں جانتا ہوں۔ میری پیاری بیوی نہ صرف بہت حساس ہے بلکہ ایک بہت خوب صورت محبت بھرا دل رکھنے والی بھی ہے۔ ہے نا!" حسیب نے اس کا جھکا ہوا سر دیکھ کر اسے بازو کے گھیرے میں سمیٹ لیا۔ ماہا نے اس کے کندھے سے سر ٹکا لیا۔ اور چند لمحوں بعد دھیرے سے بولی۔

"میں جانتی ہوں آپ نے یہ بات کیوں کی۔ شکریہ!"

"شکریہ۔ کس بات کے لیے۔" حسیب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ایک مردہ احساس کو' بے حد خوب صورت انداز میں میرے اندر جگانے کے لیے۔"

"ہم۔ م۔ م۔" حسیب نے دھیرے سے اسے سمیٹ لیا۔

"آپ فکر مت کریں۔ میں اسے روک لوں گی۔" نیند کی آغوش میں جانے سے پہلے اس کے آخری الفاظ خود اسی کو شانت کر گئے۔ حسیب مسکرا رہا تھا۔ ابھی اسے یہ بھی بتانا تھا کہ اس کی پلاننگ میں انس اور سوہا بھی شامل تھے۔ جو فون کر کے اسے گھر آنے کے لیے اکسا رہی تھی۔

Downloaded From
Paksociety.com

☼ ☼ ☼

"یہ کیا بات کر رہے ہو تم۔" انس کے گمان میں کوسوں دور تک یہ بات نہیں تھی نہ ہو سکتی تھی جو حدید کہہ رہا تھا بلکہ حقیقت یہ تھی کہ اسے کتنے وقت تک تو حدید کا چہرہ دیکھ کر خود کو یقین دلانا پڑا کہ حدید جو بھی بات کر رہا ہے پورے ہوش و حواس میں کر رہا ہے۔

"میں بالکل ٹھیک سو فیصد سچ بات کر رہا ہوں۔ انس۔! اور میں خود کس طرح تم سے یہ بات کرنے کے لیے خود کو تیار کر پایا ہوں۔ تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔" انس نے بے اختیار اس کے کندھے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا۔ حدید نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ انس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کی بات کا کیا جواب دے۔ تسلی دے تو کن الفاظ میں۔ تائید کرے تو کس بنیاد پر۔ اور تردید کرے تو کس طرح۔

"وہ نائلہ کو ایسے گالیاں دے رہا تھا جیسے پتا نہیں کب سے دیتا رہا ہو۔ اور پھر اس نے نائلہ کو دھمکی دی کہ تیری یادداشت واپس لاؤں۔" سختی سے میچی ہوئی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے وہ بے حد دھیمے انداز میں دبے ہوئے لبوں سے بات کر رہا تھا۔ انس کا ساکت وجود کوئی حرکت کرنے سے لاچار ہو گیا۔ حدید کے لیے بھی مزید بولنا شاید ممکن نہیں رہا تھا۔ وہ یونہی اپنا چہرہ چھپائے خود پر ضبط کرتا رہا۔ پھر دونوں کے درمیان گہری ہوتی خاموشی کو محسوس کر کے سر اٹھایا تو اس کی آنکھیں بے انتہا سرخ اور نم تھیں۔

"کیا کہوں میں۔ بولو۔ کیا سمجھوں میں۔ اس بات سے۔ میں نے اس کا فون بھی دیکھ لیا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ نہ کوئی کال ہے نہ کوئی میسج ہے۔ نہ وہ کہیں جاتی تھی نہ کسی سے ملتی تھی پھر۔ وہ۔ وہ شخص کیوں۔" اس کی بات ادھوری ہی تھی کہ انس نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"بس حدید بس۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمہاری بات سو فیصد سچ ہے مگر میں اس کو بالکل جھوٹ بھی نہیں کہہ رہا۔ تم ایک سمجھ دار مرد ہو اور مجھے تم پر بھروسا ہے لیکن یہ سوچو کہ جس کے بارے میں کہہ رہے ہو وہ اب اس دنیا میں



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نہیں ہے، مگر جب وہ اس دنیا میں تھی۔ تب بھی تمہاری عزت تھی جو ہو گیا اسے بھولنے کی کوشش کرو اور ان سوالوں میں خود کو مت الجھاؤ، جن کے جواب تمہاری الجھنوں کو اور بڑھا دیں اور تمہیں کسی قسم کی شرمندگی سے دوچار کردیں۔"

"لیکن..... انس یار..... کسی کی جان چلی گئی۔"

"جان چلی گئی جواب واپس نہیں آسکتی تو پھر فائدہ..... اس لیے جس چیز پر اللہ نے پردہ ڈال دیا اسے بے پردہ مت کرو۔" اس نے بات مکمل کرکے حدید کا چہرہ دیکھا اس کی سرخ آنکھوں میں نمی کی تہ بڑھ رہی تھی اور چہرے پر بے تحاشا کرب انگیز کیفیت..... انس نے اپنے دونوں ہاتھ حدید کے شانوں پر جمادیے۔

"ان دروازوں کا بند رہنا ہی بہتر ہوتا ہے میرے بھائی۔ جن کے کھلنے پر ہمیں اندھیروں کے سوا اور کچھ نہ ملے اور ہم اس اندھیرے میں راستہ ڈھونڈنے کے چکر میں خود کو کسی گڑھے میں گرا بیٹھیں۔" حدید نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔

"چھوڑ دو اللہ پر۔ ہر معاملہ اور نکال لو خود کو اس فیز سے۔ وہ جب تک تمہاری تھی۔ تمہاری وفادار رہی بس یہ یاد رکھو اور زندگی کے سفر میں آگے کی جانب دیکھو۔ ابھی بہت زندگی باقی ہے اور زندگی ایک نعمت ہے۔ کوئی بے کار شے نہیں۔ جسے یوں خود کو بے کار کے واہموں میں الجھا کر ضائع کیا جائے۔"

گو کہ حدید کی اس بات نے اس کا اپنا دل بھی کافی بجھا دیا تھا، مگر اس وقت وہ وہاں اپنے بھائی کا حوصلہ بڑھانے اسے زندگی کی طرف واپس موڑنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ اسے خود کو بشاش دکھانا ہی تھا اس لیے زبردستی مسکرا کر اسے اٹھاتے ہوئے بولا۔

"چلو باہر آؤ۔ سوہا چائے بنا رہی ہے۔ مل کر پیتے ہیں اور بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے ہیں۔" حدید اپنی کیفیت سے نکلا یا نہیں، لیکن انس کی بات سے انکار بھی نہیں کر سکتا۔

☼ ☼ ☼

چند گھنٹوں کے بعد اس کی فلائٹ تھی۔ بیرونی ملک روانگی کے لیے اور وہ اکیلا ہی کب سے کمرے میں گھسا، پیکنگ میں مصروف تھا۔ سکڑے ہوئے ہونٹ، سلوٹ زدہ پیشانی اور مایوس آنکھوں کے ساتھ وہ چپ چاپ اپنے کام میں مصروف تھا۔ گزرے ہوئے دن کسی فلم کی مانند اس کے ذہن میں ایک کے بعد ایک جگہ لیتے جا رہے تھے۔ بار بار اس کا دھیان بھٹک جاتا۔ کام رک جاتا اور وہ کسی ایک زاویے پر جہاں کی تہاں رک کر سوچ میں گم ہو جاتا۔ یونہی کھڑے یا بیٹھے بیٹھے کوئی دھیان گھومتا پھرتا۔ اسے حال میں واپس لاتا تو اٹھ کر پھر سے سامان سمیٹنے لگتا۔ ایسے میں دروازے پر ابھرنے والی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔

"ولید....." وہ دہلیز پر کھڑی تھی اور شاید پہلی بار اس کا نام لے کر اتنی نرمی سے اسے پکارا تھا۔ وہ پلٹا ضرور، لیکن بے حد ساکت و جامد تاثرات کے ساتھ۔

"تم جا رہے ہو۔" وہ یونہی بولتے ہوئے اندر آئی۔ ولید کے ساکت وجود میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے دھیرے سے ہنس کر رخ موڑ لیا۔

"جی..... واپس تو جانا ہی تھا۔" ماہا اسے بغور دیکھتی نزدیک آکر کھڑی ہو گئی۔ اسے اپنی بات کرنے میں بے حد مشکل پیش آرہی تھی۔ زندگی میں پہلا موقع تھا کہ اسے اپنے سے فقط چند سال چھوٹے اور ایک سمجھ دار لڑکے کے سامنے نہ صرف گزشتہ رویے کی معافی مانگنی تھی بلکہ اپنی شرمندگی کا اظہار بھی کرنا تھا اور پھر اسے روکنا بھی تھا۔ وہ ذرا سا کھنکاری پھر بات شروع کی۔



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"حسیب چاہتے تھے کہ تم نہ جاؤ۔"
"ہاں میں جانتا ہوں۔ میں خود بھی نہیں جانا چاہتا تھا لیکن.... کبھی کبھی ہمارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا....." وہ رخ موڑے بیگ میں جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔ پھر پلٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک امپورٹڈ چاکلیٹ تھی۔
"یہ لیں۔ میری فیورٹ چاکلیٹ....." اس نے ریپر کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔
"یہ کس خوشی میں....." وہ اس کے دوستانہ انداز سے ذرا ریلیکس ہو کر اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی اور چاکلیٹ کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا۔
"آپ نے پہلی بار میرا نام پکارا اور وہ بھی اس قدر نرمی سے.... اسی خوشی میں سمجھ لیں۔" ماہا ایک دم ہی ہنس دی، لیکن وہ ذرا سا مسکرا دیا۔ چند لمحے خاموشی رہی ولید اب اپنے بیگ کی زپ بند کر رہا تھا۔
"اور اگر میں کہوں کہ میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ تم نہ جاؤ....." ماہا نے اسے بالکل اچانک رکتے اور حیرت سے خود کو دیکھتے ہوئے پایا۔ تو دھیرے سے بات مکمل کی۔
"تو پھر... کیا کہو گے تم....." وہ چند لمحے یونہی اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"تو میں کہوں گا کہ میں نے آپ کو چاکلیٹ کھلانے میں دیر کر دی۔"

☼ ☼ ☼

زندگی کے سینے پر پت جھڑ نے جتنے بھی زخم لگائے تھے۔ گزرتے وقت کی بہار نے اس پر اپنا مرہم رکھ کر مندمل کر دیے تھے۔ اب ہر سو سکون تھا۔ خوشیوں کی فراوانی تھی۔ ایسی ہی موسم بہار کی ایک چمکیلی روشن صبح، جب تازہ اور گرم الائچی ملی دودھ پتی کی خوشبو، ناشتے کی اشتہا کو اور بڑھا رہی تھی۔
ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنا عکس دیکھتی وہ، چونک گئی۔ اس کا ہاتھ اپنے نم آلود بالوں پر تھا۔ کلائیوں تک بھری دہکتی ہوئی مہندی اور جسم وجاں سے پھوٹتی ایک معطر سی خوشبو کی ان کہی داستانیں خود میں سمیٹے ہوئے تھی۔ کسی نے دروازے پر دستک دی، ساتھ ہی سوہا کی آواز سنائی دی۔
"عفت..... سب لوگ پہنچنے والے ہیں۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔" اس نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر کھڑی سوہا کو اندر سے گلابوں کی مہک کی لپٹ سی اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔
"ماشاء اللہ! اس وقت تو کل سے زیادہ مہکی مہکی لگ رہی ہیں محترمہ....." وہ بری طرح جھینپ گئی۔
"اچھا سنو! جلدی سے حدید بھائی کو بھی جگا دو گیارہ بجنے والے ہیں۔ پھر امی لوگ آجائیں گے تو اچھا نہیں لگے گا نا۔" وہ سر ہلاتی ہوئی دروازہ بند کر کے پلٹی اور بستر پر محو خواب وجود کے نزدیک آئی۔ دھیرے سے شانہ ہلاتے ہوئے پکاری۔
"حدید... حدید... اٹھ جائیں..... پلیز بہت دیر ہو گئی ہے۔" اس کا انداز بے حد نرم اور دھیما سا تھا۔ سوئے ہوئے وجود میں کوئی حرکت نہ پا کر وہ جھکی اور دھیرے سے دوبارہ اس کا شانہ ہلانے کی خاطر ہاتھ بڑھایا۔ حدید نے ایک دم اٹھ کر اس کی کلائی پکڑنی چاہی، مگر وہ ہوشیار تھی۔ ایک دم پیچھے ہٹی اور ہنس کر بولی۔
"مجھے پتا تھا۔ آپ جاگ رہے ہیں۔ بنے پڑے ہیں۔" حدید نے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔
"بیوی کو اتنا بھی نبض شناس نہیں ہونا چاہیے۔" عفت کی کھلکھلاتی ہنسی کے پھول، لمحہ بھر میں اس کا وجود، سماعتیں اور دل سب معطر کر گئے۔

☼ ☼



READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY